U56380

2-12-09

Title - Shahi Naama Urdu

Creator - Mutarjuma Munshi Bisheshar Dayal.

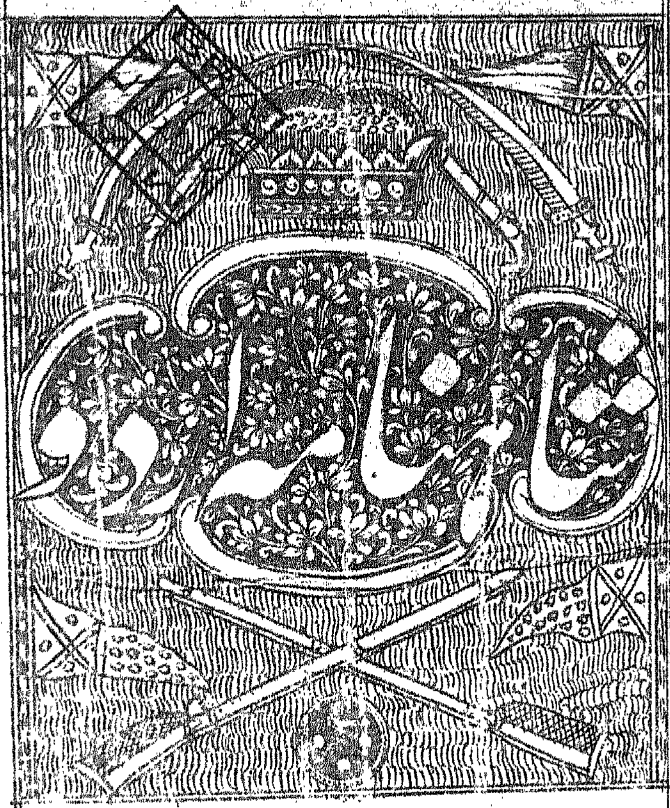
Publisher - Matba Mustafai (Kanpur).

Date - 1270 H

Pages - ~~1268~~ 180

Subject - Tareekh - Iran - Manzoom.

بعون صانع بیچون و فضل خالق ذوالمنن



بمطبع نامی منشی نولکشور [illegible] طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر نامہ حمد خداے کریم | کرے کردگار و غفور و رحیم
کبھی دے فریدون کو وہ دستگاہ | کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ
جن و دیو و انسان و حور و پری | مہ و مہر اور زہرہ و مشتری
کیا اوس نے پیدا یہ بالا و پست | زبردست دنیا میں و زیردست
عجب اوسکی قدرت عجب شان ہے | عیان اوس پہ سب از نہان ہے
بھرے دم حباب اوسکا دریا میں ہاں | رکھے موج ذکر اوسکا ورد زبان
چمن میں کیا سرو کو سرفراز | بہار و خزان سے ہوائی نیاز
خداوند کون و مکان ہے وہی | نگہدار خلق و جہان ہے وہی
اگر وہ نہ دے قوت و زور سے | تو پھر کسی کو کوئی کیا کر سکے
توانا ہے وہ آپ اور زوربند | قوی ہے خدا اوس پہ [illegible] بلند
گدا اوسکے [illegible] فرمان پذیر | وہ سب کا ہے یاری دہ و دستگیر

بلندی دہ خسروان ہے وہی | شہی بخش شاہنشہان ہے وہی
کبھی تو اونکو بخشے وہ زور | سلیمان کو گاہے کرے [illegible]
کیے اوس نے قدرت سے پیدا تمام | نہان تھے جو سب ہوئے پیدا تمام
بلند اوس نے چرخ برین کو کیا | فراخ اوس نے یکسر زمین کو کیا
پرستار اوسکا ہے ہر ایک مدام | [illegible]
کیا اوس نے آراستہ باغ دہر | عنایت سے اوسکی ہر گل شاد [illegible]
جہاندار ہے پاک پروردگار | پرستار اوسکے ہیں سب [illegible]
دلیروں کو اوس نے کیا ہے دلیر | کیا شیر دلکو اوس نے ہی شیر
گدا کو وہ چاہے تو دے خسروی | ضعیفوں کو وہ [illegible] دے [illegible]
وہ بخشے جسے عزت و افتخار | تو ہے تاج [illegible] کسکی [illegible]
تواضع [illegible] اوسکی ہے کبریا | کہ شاہ و گدا اوسکا ہے [illegible]

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ تعالیٰ

تو درگاہ میں اوسکی ہو [illegible] خوان
میں افتادہ یا رب ہوں پرخطا ہوں
پھروں یا میں بخت برگشتہ آہ
نگاہ کرم مجھ پہ کر یا خدا
دکھا اب بہار گل آرزو
[illegible]

ستمدیدہ دور افلاک ہوں
[illegible] گشتہ ناکام ہوں
[illegible] بند غم و الم سے چھڑا
پلا مجھکو جام مئے آرزو
[illegible] ہوں اور [illegible]

شتابی ہو اب [illegible] درگاہ
[illegible]
[illegible]
گنہگار ہوں [illegible] عصیان
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نہیں اور کچھ خواہش دل یہان
ولیکن تمنا ہے یہ ہر زمان
کہ ہنت

سو درگاہ سے اپنی رکھنا مراد
تو ہر لا مراد اور کر مجکو شاد
جہانگیر

نفیس تان اقبال اوسے سب
چراغ خرد سے منور تو کر
مجھے اپنے گنجینہ

ساطبع ہو نکتہ دان یا الٰہ
معانی شناسی کی ہو دستگاہ
مجھے بخش اب دستگاہ سخن
شنا ... دعا

سے کے خامہ کو کر تو گوہر فشان
زبان کو مری کر فصیح البیان
الٰہی مری اب دعا ہو قبول
بحق محمد طفیل بتول

نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پیاز شناخت عنبر ہو کیون نہ آج
ثنا ہی محمد ہو ورد زبان
وہ ختم رسل سرور نامور
فلک جسکے آگے جھکاتا ہے سر

سر سروران ہے وہ عالیجناب
سپہر نبوت کا ہے آفتاب
جہان جسکے دین سے ہے روشن تمام
سدا نور اوسکا ہے داغی غلام

سر سروران احمد مجتبیٰ
رسول خدا سید انبیا
خردمند دانشور و بے نظیر
لسان سے و مہر روشن ضمیر

سحاب سخا و محیط کرم
پیمبر جو دو خوش خلق و عالی ہمم
وہ مہر جہانتاب اوج جلال
وہ سرو سرافراز باغ کمال

فروغ جہان نور ایمان و دین
وہ شمع شبستان عین الیقین
شفیع گناہان بروز جزا
کشایندۂ عقدۂ مدعا

فرازندہ رایت سروری
درخشندہ خورشید پیغمبری
وہ ہیں خاص خاصان پروردگار
کہ جسنے کیا دین کو استوار

قدم اوسنے معراج پر جب رکھا
تو پایہ بڑھا اور معراج کا
پیمبر ہیں کہ سبنے خوش نصیب
ہوا جلوہ گر وان خدا کا حبیب

میسر ہوا جبکہ قرب حضور
نظر اوسکو آیا وہ تابندہ نور
تجلی کہین جسکو اہل یقین
ستودہ ہے جس سے زبان و زمین

پہنچتا کسے پایۂ تسبیح
ہوئے جسکے شاہان عالم مطیع
گرامی ہیں اشرف ہی السان بین
غرض وسکی لاکھ ہے شان نبی

کرون اوسکے اصحاب کا اب بیان
کہ ہین جسکے عزت و فخر شان
ابوبکر و عثمان والا گہر
عمر اور علی رض وہ شہ نامور

[illegible]
نطاقت قلم مین ثنا ہے بیان
کہین سخن کو لیں اب مختصر
یہی عرض میری کہ شام و سحر

نہیں اور یا ور ہو یا مصطفیٰ
مرے دل کے برلاؤ تم مدعا
گنہگار ہوں میں پر شمار حساب
مری لیجیو تم شفاعت شتاب

در تعریف ابو النصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

پہنچی ثنا اب ہی کمترین غلام
کرم اور یہ ایثار کھول جو شام

لکھا ہی ثنا سب سے شاہ جہان
شہنشاہ جمجاہ صاحبقران

جہاندار اکبر شہ بے نظیر
خداوند تاج و کلاہ و سریر
فروزندہ خورشید صبح مہی
گرامی دُر درج شاہنشہی

ہمایون خصائل شہ نامور
خجستہ شمائل فرشتہ سیر
جہانبان دین پرور حق پژوہ
حقائق شنو شاہ والا شکوہ

محبت رکھے ہی وہ درویش سے
مروت ہے اوسکو وفا کیش سے
شنا ور ہی دریائے عرفان کا
دل اوسکا ہے مثل گوہر صفا

حقیقت کرون نظم کی کیا بیان
نہیں اوسکے ہمسنگ کوہ گران
فزون شفقت و خلق و ہمت بلند
مروت میں یکتا شہ احتشام

خدیو زمان شاہ عالی وقار
شہ دادگر خسرو نامدار
جہان پرور و کام بخش جہان
سر سرفرازان کسری بکیان

در دولت شاہ عالم پناہ
فقیر و غنی کا ہے امیدگاہ
سنے کام یان ہے جسکا شتاب
یہان آکے ہر کوئی ہو کامیاب

یہ وہ بارگہ ہے کہ امیدوار
تہی دست ہو جان سے گئے غنا
شناخت میں دیکھا کہ تحقیق تھا
حضور اوسکی نجات ہے غرق آب

کہف ... سلطان والا ...
گہر بار ہے جناب سامع ...
اگر چہ ہو فرما ... خطا
... لطف ...

جہان سر کشان ہوں جہاں ...
وہ ہی دستگاہ ... زبان
جسکا پایا ...
... پایا قرار

[illegible] / تا یادگار اوسکی سنہ لکھی / کواکب ہیں سب اس سخن کے گواہ / کہ چشمہ اوسکا ہی رخشندہ ماہ

[illegible] / [illegible] سرکار کا / جو بیان مشتری گرم عشرت ہوئی / تو اوسکو میسر سعادت ہوئی

[illegible] / [illegible] جہان میں جا کر بیان / زحل نے اطاعت جو کی اختیار / تو پایا فلک پر بڑا اعتبار

بوصف شہنشاہ عالیجناب / فقط دوستان ہی نہیں کامیاب / جو دشمن بھی ہوں آنکے غدر خواہ / کرے اونپہ احسان شہ دین پناہ

شہنشہ کے اوصاف ہیں بیشمار / نہیں تاب کلک و زبان بینا / کرے جو بیان وصف شاہ زمن / دعا پر ہے ناچار ختم سخن

منشی کی ہی آرزو ہر زمان / یہی ہے دعا اوسکی ورد زبان / کہ یا رب شہنشاہ شاہان ہے / ترا لطف دائم نگہبان رہے

رہے اوسکی شمشیر کشورستان / تہ خاک دونون ہوں سر دشمنان / خدایا مدام اکبر [illegible] بہ بخت / ہمیشہ جہان میں ہو با تاج و تخت

عزیزان معنی شناس ایک روز / کہ تھا مثل نور و بہجت فروز

سبب تالیف کتاب

بہم محفل آرا تھے ہنگام شب / مہیا تھے سامان عیش و طرب / وہ مجلس تھی رشک بہار چمن / ہر اک کا تھا ذکر شعر و سخن

تواریخ کا بھی جو ذکر تھا / تو پھر ہر کسی نے بیان ان کیا / کہ یہ شاہنامہ تماشا کتاب / عجب نظم اوس کی ہے با آب و تاب

ولے ہر کسیکو میسر نہیں / یہ تاریخ فرخ نہیں ہر کہیں / تو کل کہ مرد سخن سنج تھا / کیا ترجمہ اوسنے شہنامہ کا

لکھا نثر میں نسخہ مختصر / کہ احوال معلوم ہو سر بسر / بہ شمشیر خانی وہ موسوم ہے / تمام اوس میں احوال مرقوم ہے

یہ سنکر برادر مرے مہربان / سخن فہم و دانشور و نکتہ دان / کہ [illegible] جہان میں تمام / بخلق پسندیدہ مشہور عام

یہ بولے کہ اے منشی اس نامہ کو / تم اب ہندی کی زبان میں [illegible] / کرو نظم ترتیب با آب و تاب / بنام شہنشاہ گردون جناب

وہ سلطان کہ ہے تاج شاہنشہا / وہ خاقان کہ ہے خسرو خسروان / بہار گلستان [illegible] / جہان دار بخشندہ لعل و زر

خدا نے جسے شاہ اکبر کیا / خداوند اورنگ و افسر کیا / سنا یہ سخن جب با صد طرب / وہ ہیں ہے کہ شمشیر خانی لقب

ہوا میں دل و جان سے مصروف کار / لکھی نظم یہ دلکش و آبدار / سخن فکر اشعار شام و سحر / نتھی مجھکو نہار و شب کی خبر

معانی شناسان فرخ نہاد / سخن سنج [illegible] / ہوئے سنکے اس نظم [illegible] / رہ [illegible] سے یہ بولے تمام

کہ واللہ یہ نامہ دلپسند ہے / بہت خوب ہے بلکہ بے مثل ہے / بجا ہے جو ہوں اسپہ گوہر نثار / کہ ہے یہ بنام شہ نامدار

مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا / کیا فکر تب سال تاریخ کا / تو پھر ہاتف غیب [illegible] / کہا قصہ خسروان ہے [illegible]

نخستین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ با لشکر دیو سار

سخنگوی روشندل و ہوشمند / یہ کہتا ہے [illegible] بلند / ہوا پہلے جو کوئی کشورکشا / شہ دادگستر کیومرث تھا

سدا کوہ میں تھا وہ مسکن گزین / [illegible] پوشاک تھی [illegible] / سیامک تھا اوسکا شاہ کا [illegible] / [illegible]

کیومرث کا دشمن اک دیو تھا / [illegible] / غرض [illegible] / [illegible]

[illegible]

سیامک ہوا زنگ مین ہلاک
حضور کیومرث آئے دوان
سنی لیکن اک آواز غیب
ذرا ایکہ تو دل کو قرین خوشی
زمین دیو ناپاک سے پاک کر
لیا اپنی آراسته فوج کو
دلیر و ہنرمند و اہل تمیز
درندا درسیمرغ اور ہر جانور
پرے چھ چاہ و لشکر تو وہ دیو بھی
ہوا گرم بازار رزم و ستیز
جھٹے دیو عاجز ہو دو دام سے
کیومرث کے ہاتھ سے دیو [illegible]
کیومرث [illegible] شناس ہوئے
بفرخنده فالی ہوا بعد ازان
ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت
جہان دار [illegible] آباد تھا
[illegible]

ہوا شاہ غمگین و گریہ کنان
[illegible]

احوال سلطنت ہوشنگ

[illegible]

در بیان احوال سلطنت

[illegible]

پھر ہنگام ... لشکر ہوے
یک گرز ... سر کینہ ...
پھر اندر نگہ سے جو ہو شتاب
اگر مجھکو جان بخشی اے تاجور
شہنشہ کو لکھنا سکھا دون میں
پسر تھا جمشید طہمورث کا
جہاندار جمشید عالی وقار
دلیر و قوی زور آفاق گیر
بیان کیا ... اسکا جاہ و حشم
میں پارچہ بافی و کشتکار
ہوا عہد میں اسکے پیدا سبب
کیا شہ نے مردم کو مسکن گزین
... اس مکان میں ... کرو
سکھاؤ بیان مردمان کو تمام

... دن جدا تن جان سے
... عدم کی وہیں اسکو راہ
کیا حکم تب شاہ نے یون شتاب
تو سکھلا دیں ہم ایک طرفہ ہنر
وہ حرف انکا پڑھنا بتایا وہیں

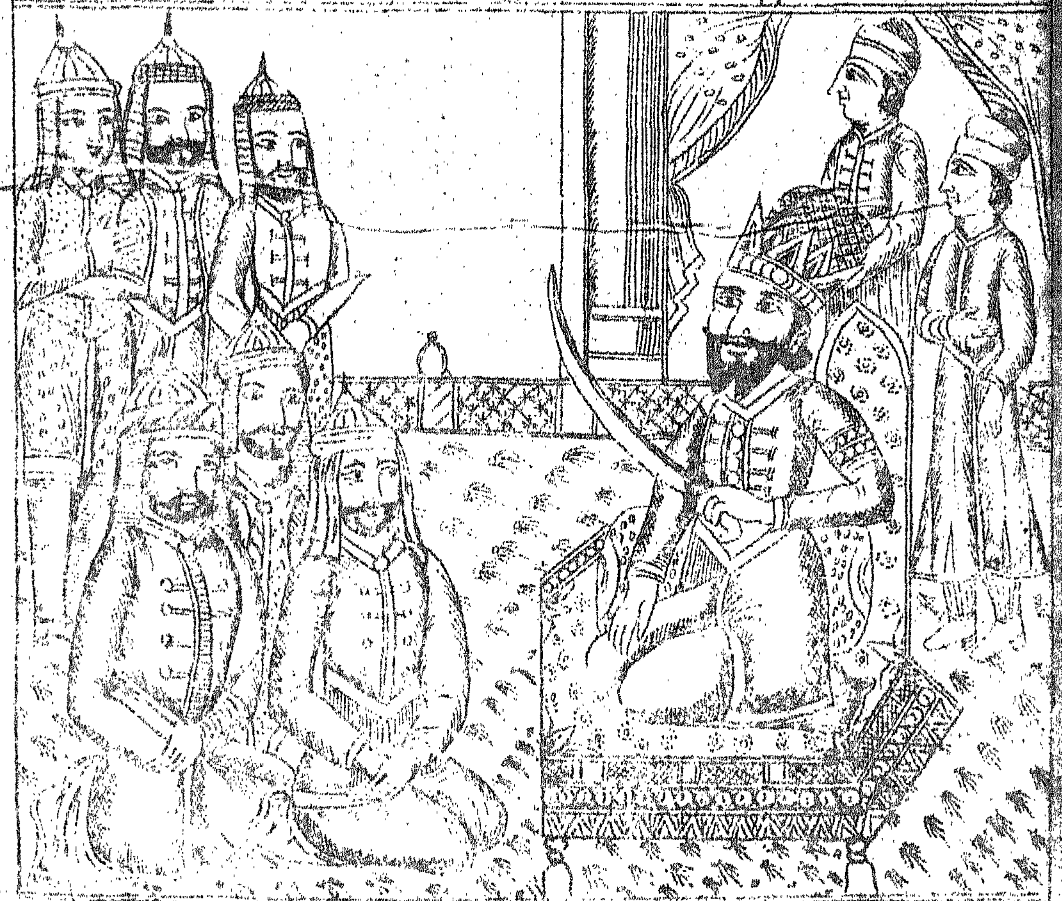
وہ طہمورث شاہ کے جب قابل ہوا
سے زندہ میدان [illegible]
اگر قتل دیو ... نکو ... اب
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
شہنشہ نے ... کی جان دی

بیان احوال سلطنت جمشید

خرد مند و دانشور و ہوشیار
پھر اک شاہ تھا اسکا فرمان [illegible]
سدا خلق پر اوسکا لطف و کرم
کیا شاہ جمشید نے آشکار
ہوے اس جہان میں ہویدا [illegible]
ہوا ہر کوئی ہر مکان میں مکین
نہ بے شغل بیکار ہرگز رہو
کہ کرنے لگیں ... عمارت کا کام

خداوند اورنگ شاہنشہی
شجاعت بہت خوب ہمت بلند
ہنرمند و آگہ دل و خوش بیان
خز و خزد و دیبا و ریشم کتان
... کے ... میں تھی جہان
... ہر شخص کے ہر مکان
یہ دیونکو ارشاد ... کیا
ہوا جبکہ حکم شہ نامدار

آخر کو شہنشاہ قاتل ہوا
... زمین ... لیگیا وہ دیو
لگے کہنے دیوان ... ب
وہ لائے دوات و قلم ... پاس
سبب اسکے محکوم دیو و پری
ہوا بعد اسکے وہ فرمانروا
سپہدار اقلیم [illegible]
اور اقبال و دولت سے تھا [illegible]
فراست سے ہر چیز کا رہنمون
زرہ جوشن و تیغ و برگستوان
سوا ... جس جا تھا آب روان
دیا امر کیا حکم یہ بعد ازان
کہ تم طرز نقشہ مکانات کا
... تب وہ ... مشغول کار



وہ حمام اور قصر دیوان و کاخ ۔ بنائے گزین و بلند و فراخ
بنائے گچ و خشت اور سنگ سے ۔ طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے
بہت دلکشا اور بہت استوار ۔ سراپا لطافت سراپا بہار
پھر اک تخت شہ نے مرتب کیا ۔ بیاقوت و گوہر غریب کیا
اور اس تخت پر بیٹھتا تھا مدام ۔ رہے تھا سدا خرم و شاد کام
کبھی حکم کرتا وہ یون دیو کو ۔ برنگ ہوا تخت کو لے چلو
غرض دیو و جن لیکے دوش پر تخت ۔ جہان چاہتا وہ شہ نیکبخت
پہونچتا وہان ایکدم مین بشوق ۔ نہ تھا دل مین اندیشۂ تحت و فوق
شہنشہ نے کشتی بھی طیار کی ۔ محیط جہان مین یہ پہلے نہ تھی
سر سال کا ہے جو نوروز نام ۔ سو اسکا ہے موجد شہ ذوالکرام
جب آیا یہ نوروز عشرت قرین ۔ تب اک جشن ترتیب کرتا وہین
مہیا مے و نغمہ ہوتا وہان ۔ غرض عیش کرتا وہ شاہ جہان
جن و انس و دیو و پری کو تمام ۔ گہر بخشتا خسرو نیک نام
بعیش و طرب ہفتصد سال تک ۔ رہا حکمران شاہ زیر فلک
رہی خلق آسودہ و بے خطر ۔ بہت خرم و شاد شام و سحر
نہ بے شغل کوئی نہ بیکار تھا ۔ کوئی دردمند اور نہ بیمار تھا
نہ تھا کوئی رنجور اس دور مین ۔ کہ ہے مرگ بھی دور اس دور مین
جو گذرے برس سات سو اس طرح ۔ کیا ہے بیان مین نے یان جس طرح
تو شہ سے ہوئی دور دانش و غور ۔ ہوا شاہ کے دل مین پیدا غرور
یکایک جو اپنی طرف کی نظر ۔ کہ جاہ و حشم ہے مرا اس قدر
لگا آیا یہ دل مین جمشید کے ۔ کہ ہمسر نہین ماہ و خورشید کے
بجاہ و حشم زیر چرخ برین ۔ برابر کوئی اپنے دیکھا نہین
اکابر جو تھے انکو کر کے طلب ۔ یہ جمشید لایا زبان پر کہ اب
بتاؤ کہ دنیا مین ہے کوئی شاہ ۔ کہ جسکا برابر مرے ہو وہ جاہ
خداوند اورنگ و افسر ہون مین ۔ جہاندار و بخشندۂ زر ہون مین
جہان کو کیا مین نے آراستہ ۔ جہان سے ہوا رنج برخاستہ
خور و خواب و آرام اہل جہان ۔ یہ جمعیت خاطر مردمان
نشاط و خوشی نغمہ و جام مے ۔ مرے ہی سبب سے ہے ہر ایک شے
جہان مین ہوا مجھسے پیدا ہنر ۔ نہین کوئی مجھسا شہ نامور
سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن ۔ لگے کہنے دانشوران زمن
کہ بس تو ہی بخشندہ و دادگر ۔ نہین اور تجھسا کوئی تاجور
ولے دل مین سمجھے یہ یزدان شناس ۔ کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس
ہوا رخصت اس سے اقبال و بخت ۔ نصیبون سے اسکے گیا تاج و تخت
کوئی دنکو سمجھے ہے یہ روز بد ۔ ہوئی فر و فرماندہی اسکی رد
وہ فرمانبران شہ نامدار ۔ کنارہ لگے کرنے بے اختیار
خفا ہو کے شہ سے وہ یکبار سب ۔ غرض اوٹھ گئے وان سے دربار سب
شہنشہ کے دل مین یہ آیا ہراس ۔ وہین اوڑ گئے اسکے ہوش و حواس
یقین ہو گیا یہ کہ یزدان پاک ۔ مقرر ہوا مجھسے اب خشمناک
لگی دولت اس سے منھ پھیرنے ۔ لگی اسکو بیدولتی گھیرنے
جہاندار جمشید انجام کار ۔ ہوا بس تبہ اور پریشان و خوار
گرفتار [illegible] اسلیے ہوا ۔ جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا
ملا الغرض ضحاک مین بخت جم ۔ ہوا جا کے ضحاک پھر تخت جم
کہون آگے ضحاک کی داستان ۔ کرون اسکی اب سلطنت کا بیان

احوال سلطنت ضحاک تازی

سپہدار مرداس تازی بنام ۔ شہ کامران خسرو ذوالکرام
کہ تھا تازیان مین وہ فرمانروا ۔ رعیت نوازی مین مشغول تھا
ہزارون بز و اشتر و گاؤ میش ۔ رکھے تھا سپہدار فرخندہ کیش
شب و روز اون چارپایونکا شیر ۔ غریبونکو دیتا شہ بے نظیر
پسر ایک تھا اسکا ضحاک نام ۔ جوان و دلیر و بلند احتشام
رکھے اسپ تازی تھا وہ دس ہزار ۔ بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار
حضور اسکے ابلیس ناراست کو ۔ ہوا حاضر اک رات بشکل نکو
گزارش کیے نقلین کین آنکر ۔ کہ دلچسپ و نغز تھین سربسر
تھے تھا فریب اسمین یکسر بھرا ۔ خدیو سخن کوئی خالی نہ تھا
معرا تھا ضحاک جو عقل سے ۔ ہوا خرم و شاد اس نقل سے
لگا کہنے ابلیس سے اور بھی ۔ بیان کر لطیفہ بلطف و خوشی
وہ بولا کہ ای شاہ فرخ نہاد ۔ سخن خوبتر ایسے ہین مجھکو یاد
ولیکن مین کہتا ہون اس شرط سے ۔ کہ گر عہد اور قول دے تو مجھے
کہ جو کچھ کہون مین کرے تو وہی ۔ کسی سے نہ یہ راز کھولے کبھی

قسم کہا کے ضحاک نے بس شتاب
دیا اسکو گفتار کا یہ جواب

ہوا جبکہ آپس میں عہد استوار
یہ ابلیس بولا کہ اے نامدار

کہ تو ہے جوان اور ترا باپ پیر
یہ مجھکو ہے زیبندہ تاج و سریر

یہ گفتار تو ناپسندیدہ ہے
نہ میزان و دانش پہ سنجیدہ ہے

کہی شاہزادے نے یہ بات جب
یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب

ہے تیری گردن پہ سوگند بند
تو [illegible] تجھکو پہنچے گزند

پھر پوچھا کہ کس طرح کیجے ہلاک
بتا کوئی تدبیر [illegible] باک

کنواں ایک اُس شاہ کی راہ میں
کرو [illegible] کندہ تو اک چاہ میں

وہ شہ اُس مکان میں سحر کو [illegible]
[illegible]

کیا اسکو خس پوش پھر سربسر
شہ نامور کو نہ تھی کچھ خبر

گرا ٹوٹ اسکے سر و دست و پا
ہوا ناپدید ہستی سے دم میں بلا

پھر ابلیس بدذات نے یوں کہا
کہ صد شکر اے شاہ کشور کشا

مری دانش و عقل و تدبیر پر
عمل تو کرے [illegible] گر

سراسر جہاں کی تجھے خوبیاں
میسر ہوں اے بادشاہ جہاں

نوازش بہت اسپہ مصروف کی
کلید خورش خانہ پھر اسکو دی

خورش خانہ خسرو نامور
ملا جبکہ اسکو تو شام و سحر

وہ طیار کر پیش فرمان روا
کبھی مرغ لاتا کبھی چارپا

ہوا کھا کے اسکو بہت شاد کام
کرے تھا [illegible] طعام

کہا اے قدر دان شاہ فرخ سیر
خورش [illegible] لاؤنگا اب کل [illegible]

بصد لطف کبک و تذرو و سپید
پکا کر گیا با دل پر امید

تو شہ ہر عنایت کہا یوں کہ اب
یہ جو چاہیے تجھسے کر تو طلب

مری آرزو ہے کہ شام و پگاہ
کہ دوں ایک بوسہ سر کتف شاہ

[illegible] کیا عجب
[illegible] کامیابی ہو یہ مطلب ہے

نوازش سے ہے تجھکو [illegible]
کہ ہو نام تیرا جہان میں بلند

[illegible] شہ نے یہ [illegible]
تو شیطان نے اُسپہ تو بوسے لیے

یہ کردار بد کرکے وہ آن آشکار
نظر سے وہ غائب ہوا نابکار

کیا [illegible] دانش [illegible] طلب
لگا کرنے تدبیر [illegible]

[illegible] میں ابلیس پیدا ہوا
بشکل طبیبان ہو پیدا ہوا

ہوا [illegible] لکھا جو تفسیروں میں تھا
[illegible] ہوئی یہ ہر گز بلا

یہ تذکور کیا جو ترے راز کو
کرو ان ظاہر اسے مرد فرخندہ خو

جو ہر تا [illegible] تیرا پدر
تو اسکو شتابی کہیں قتل کر

یہ سنکر ہوا دل کہ اک اسکو درد
لگا کہنے اس سے کہ اے نیکمرد

رہ دین و دانش سے جو دور ہے
وہ بیداد کب مجھکو منظور ہے

کہ اس کام سے تو کرے درگذر
پھرے عہد سے اپنے اے نامور

نہ خون پدر اسکو منظور تھا
ولیکن وہ ناچار و مجبور تھا

لگا کہنے پھر وہ کہ اے نامدار
یہ کچھ کام مشکل نہیں زینہار

مکان ایک بیرون دولتسرا
شہ نامور نے کیا تھا بنا

ستمگار ناپاک نے ایک چاہ
کیا کندہ وہ میں سر راہ شاہ

گیا جب وہ ہر کو تو اس راہ میں
گرا شاہ آزاد اُس چاہ میں

وہ ضحاک بے رحم و بیداد گر
سر تخت بیٹھا بجائے پدر

ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ
مبارک تجھے تخت و تاج و کلاہ

تو ہے بادشہ ہفت اقلیم کا
خداوند ہے تخت و دیہیم کا

یہ سنکر ہوا شاد ضحاک شاہ
تملق لگا کرنے شام و پگاہ

[illegible] اک اور رتبہ میوہ و نان
تھی اُن دنوں بہر اہل جہان

پکانے لگا نغز و خوشتر طعام
فزیدار و خوش ذائقہ ہر طعام

پکا ایک دن بیضہ مرغ وان
خورش کو وہ لایا تو شاہ جہان

[illegible] کی آفرین
یہ سنکر کیا عرض اُسنے وہیں

غرض [illegible] شاد
حضور جہاندار فرخ نہاد

وہ ضحاک نے جبکہ کھایا طعام
نہایت ہوا خرم و شاد کام

کیا عرض ابلیس نے پھر شتاب
کہ اے شاہ ضحاک عالیجناب

یہ رتبہ نہیں گرچہ میرا اے
مگر شہ کے الطاف و عنایات سے

یہ ضحاک بولا کہ اے نیک خو
ترے دل کی برلاؤں یہ آرزو

یہ کہکر دیے کھول کتف اپنے [illegible]
یہی دل میں ابلیس کی تھی ہوس

دیے جبکہ بوسے سر کتف شاہ
ہوئے دو وہیں پیدا دو مار سیاہ

جہاندار ضحاک حیران ہوا
بہت اپنے دل میں پشیمان ہوا

پر اس درد کا کچھ نپایا علاج
کسیکو بھی اسکا نہ آیا علاج

ہوا کہ حضور شہ نامدار
لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار

تری زندگی اب تو دشوار ہے
خرد چارہ سازی سے ناچار ہے

ہوا سنکے ضحاک اندوہگین
لگا کہنے فریاد و زاری میں ہین
یہ کہنے لگا پھر زروے نیاز
اگر اسے مرد ہنر نہ چارہ ساز
کسی طرح سے چارہ سازی تو کر
شتابی سے عاجز نوازی تو کر
کیا شاہ نے جب بہت انکسار
تو بولا وہ پھر یون کہ اے تاجدار
نہین اسکے چارہ کوئی اور نغز
کہ سانپونکو دے آدمی کا تو مغز
تری جان کو پھر نہ پہونچے گزند
سے یہ پھر نہ تو اسقدر درد مند
بتایا جو ابلیس نے یہ علاج
لگا کہنے اے داور خداوند تاج

آمدن سلطنت ایران بدست ضحاک

و آوارہ شدن جمشید و رسیدن نہاد در شہر زابلستان بلباس بیگانہ و شناختن او را دختر والی زابلستان و عقد بستن با او

یہ ہر ملک و کشور میں پہونچی خبر
کہ ضحاک شاہنشہ تاجور
سکے جو دربار سے پہنچے پاس
سبب جیسے دیکھہ اڑے ہین ہوش و حواس
یہ ہیبت ہوئی شاہ کی دہر میں
کہ ڈرنے لگے لوگ ہر شہر میں
بزرگان ایران کے جمشید سے
ہوے منحرف تھے سو وہ آنکے
ہوے پیش ضحاک حاضر سبھی
کمر چست باندھی پئے بندگی
بیان کرکے احوال ایران تمام
کیا عرض یون کا ہے شہ ذو الکرام
اگر فوج سرکار جاوے ادھر
تو ناچار آوے وہ ملک بھی ہو دگر
یہ بگڑے ہین سب شاہ سے لشکران
کیا شاہ نے ساتھ لشکر روان
وہ جمشید بھی آ مقابل ہوا
دلے کام دل کچھ نہ حاصل ہوا
شکست اسنے کھائی بہنگام جنگ
گریزان ہوا شاہ جم بیدرنگ
پھر اقبال اور بخت برہم ہوا
تو جم اور تبہ لشکر جم ہوا
رہا کوئی بھی پھر نہ ہمراہ جم
کسی سمت تنہا گیا شاہ جم
ہوا شاہ ضحاک ایران کا شاہ
ہوا اور نصیب اسکے تاج و کلاہ
کیے لوگ ضحاک نے ہر سو کشان
کہا یون تم جم کو پاؤ جہان
اسے قید کرکے یہان لاؤ تم
تفحص کنان ہر طرف جاؤ تم
کرون بہرہ اسکا میں بیحد فزون
نذر دونگا ہر لعل انعام دون
ہر اک طرف سے پھر طلب گار گو
گیا وہ وہین حکم شہ تا بجو
کہ لاوے اسے جو گرفتار کر
رضامند مین اس سے ہونگا بیشتر
ہرا رستہ اسکا ہوا بےحضور
غم و فکر دنیا رہے دل سے دور
[illegible] جم
شب و روز یا خاطر پرالم
بسو وادی وکوہ آوارہ تھا
نہایت غریب اور بیچارہ تھا
ہر اک سے چھپاتا تھا وہ آپکو
نہ ہرگز جتاتا تھا وہ آپکو
پری وار ہر دم وہ پوشیدہ تھا
کہ آفت رسیدہ و غم دیدہ تھا
غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم
گیا زابلستان میں وہ شاہ جم
سپہدار اور بیگ زابل کا شاہ
سے تھے ایک تھا دختر رشک ماہ
مہ و مہر سے حسن میں خوب تھی
دلارام و دلدار و محبوب تھی
وہ زلف دوتا اسکی دام بلا
گرفتار جنکا ہو وے سب ہا
وہ ابرو تھے یا تیغ بران تھے
وہ مژگان تھے بلکہ پیکان تھے
سپید ایسے سیکڑون اک نگہ سے ہلاک
ہزارون ملا کے تہ خون و خاک
وہ قامت کہون یا قیامت کہون
قیامت سے بالا وہ تھی کیا کہون
کہون کیا گرفتار سے کیا کیا
کہ ہر گام پر فتنہ برپا کیا
لبون سے جو کچھہ کہے ہوا آشکار
دم عیسوی سے نمونہ ہزار
وہ چشم اسکی تھی فتنہ ہر دم مدام
ہوئی جس سے ترکونکی ترکی تمام
سوا خوبی و حسن کے وہ صنم
نہ مردون سے تھی وہ شجاعت مین کم
ہنر پہلوانی کے تھے اسکو یاد
وہ تھی پہلوانی میں بھی اوستاد
جو دہ بیس آجاتی تھی کوئی جنگ
تو بیخوف و اندیشہ لبس بیدرنگ
پہنتی تھی پوشاک مردانہ وہ
پی رزم جاتی دلیرانہ وہ
برس پندرہ کی تھی وہ دلستان
خردمند دانشور و نکتہ دان
جوان تھی و لیکن تبہ پیر بیر
شعور و فراست میں تھی بینظیر
اوسی سال میں جو منوچہر شاہ
سوے زابلستان لایا سپاہ
تو تدبیر سے اسکی بدخواہ پر
شہ زابلستان نے پائی ظفر
دلیر و ہنرمند صاحب جمال
جہان میں تھی وہ دلربا بیمثال
بہت اوسکے شاہان طلبگار تھے
بہ نقد دل و جان خریدار تھے
مگر باپ کو اسکے انکار تھا
کسیکو نہ دیتا وہ زنہار تھا
یہ بس عہد واثق تھا باہم کر
کرے وہ راہ بیکر جسے دیکھ

تب کیے وصل کی اُس سے تھی مین ہوس
سو اُس شب یہ لئے ایک دن وقت کو
کہ تھی وہ تو مجھکو یہ شاہ جم
کہا تھا یہ دایہ نے جا کر شتاب
پھر وہ جو تو نے سنایا مجھے
وہ جم اٹھا تھا وہان ہو گیا
یہ تھی آرزو جی دل شاہ جم
سے لیے جا بیٹھن سے نکانے دیا
تلے اک شجر کے گیا بیٹھ جب
پڑی اُسکی جمشید پر جب نظر
یہ پوچھا کہ تو کون ہے ای جوان
کہ ان کیا کہ رکھتا تھا وہ عظیم
سُنے خواہش یا رہ تاب ہے
کہ ہے خاطر شہزادہ کو سرور
کہا یہ کہ اے بانوے مہربان
مجھے اور ہرگز نہین کچھ ہوس
کہ اُس سے تو بس صرف چاہی شراب
یہ کہکر اُٹھی بس وہ سرو روان
پہ سمجھی ہین وہ بت دلستان
اثر کر گیا عشق جمشید کا
تو بیٹھا ہے اب کیون یہ زیر شجر
بس اب دیکھکر اس پرستار کو
کیا جب طلب اُسنے جمشید کو
کیا جم نے جانے مین آخر خدر
سے کیے جان ہے گرامی مجھے
غرض شوق سے تو یہان آ شتاب
اور اب اُسکو دیکھا تو شیدا ہوا
شہ جم کے رکھا ہاتھ مین اپنا ہاتھ
کنیزان گل چہرہ آئین وہان

خوشی سے وہ ہم بستر اُسکا ہوئین
کہا تھا کہ اے خوبی فرزانہ خو
اور اس سے ہو اک طفل فرخ شیم
حضور شہنشاہ عالیجناب
تو راز نہان سب جتایا مجھے
سر راہ اک باغ تھا شاہ کا
کہ اس باغ مین بیٹھکے اب کوئی دم
وہ ناچار مجبور شاہ ہو گیا
کہ ہو دور دل سے غبار الم
تو حیران ہوئی اُسمین دیکھکر
عیان کر یہ مجھسے تو راز نہان
بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم
کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہے
ذرا اُسکے ہو کلفت جگر لئے دور
در باغ پر ہی اک آیا جوان
طلب وے رساغر کی رکھتا ہے وہی
سُنے اُسکے ہو پہنچا دونگی مین شتاب
پرستار کے ساتھ آئی وہان
کہ ایرانیون مین ہے یہ جوان
گرفتار الفت ہوئی دلربا
تو ٹھہرا ہے کیون سایے مین آنکر
تجھے یاد ہی آئی لے نیک خو
تو سوچا یہ جمشید فرخندہ خو
ولیکن وہ بولی خدر کچھ نکر
بہت پاس خاطر ہے میرا اُسے
کہ شاہد بھی ہے اور سرود و شراب
اثر عشق کا دل مین پیدا ہوا
خرامان چمن مین کی تب سے ساتھ
ہوئی مین جم کے آگے وہ سجدہ کنان

زن عاقل اک دایہ تھی تیشا کی
تبسے مین نے دیکھے جو طالع تو ہان
یہ شکر بوید مسرت فزا
پیش کی وہ سے مژدہ دلفروز
غرض اس سبب سے وہ شاہ مین
اور اُس باغ مین تھی وہ دلدار تھی
ذرا جی کو وان آپ بہلائیے
ہوا خوش جو آئی تو سر دان باغ
کسی کام کے واسطے ناگہان
عیان جم کی صورت سے تھی بیکلی
دیا اُسکو جمشید نے یہ جواب
پر اب گردش بخت برگشتہ ہون
خداوند سے باغ کے لا شتاب
پرستار نے جب سنا یہ سخن
اگرچہ وہ وقت رسیدہ ہے پر
پرستار سے سنکے وصف جوان
ہنسی لعل اور شاہد دلنواز
در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر
ہوا زرد رخ سے رخ لالہ رنگ
لگی پوچھنے کیون کراہی خستہ حال
مگر اس کنیزک پہ مائل ہوا
اگر تجھکو ہے آرزوئی شراب
چو جاؤ نہین پیش بت دلستان
پدر ہے مرا شاہ زابلستان
سُنے مجھسے ہے یہ وہ انگی بہ فرزند
سنا تھا یہ جمشید نے پیشتر
گیا باغ مین شاہ جم پھر وہین
لگی سیر کرتی وہ اک حوض پر
بحکم پری وہ بشک و گلاب

کہ انجم شناس و خردمند تھی
ہوا یون عیان مجھپہ راز نہان
بہت شاد جمشید تھی وہ ملک بانو
کہا اپنا بیٹے کو اے نیکروز
نہ سنتا تھا خواہش کوئی کا سخن
جو جو خواہش جم کی طلب گار تھی
صبا کی طرح سیر کر آئیے
وہ ٹھہرا ذرا یاد دل کو داغ داغ
کنیز اس پری رو کی آئی وہان
در خیمہ تھی شوکت خسروی
کیا چرخ نے میرا خانہ خراب
نہایت پریشان و خستہ ہون
ابھی جا کے دو مین جام شراب
گئی باغ مین پیش رشک چمن
رخ خوب اُسکا ہے رشک قمر
لگی کہنے وہ دختر گلستان
سر رود و دف چنگ عشرت کا ساز
تو صورت کو جمشید کی دیکھکر
طرح سنچکے ہے یہ جی سے تنگ
گرفتار تشویش رنج و ملال
اسیر محبت ترا دل ہوا
تو اس باغ مین اے جوان اشتاب
صبا دا بلا کوئی آوے یہان
مین اسکی ہون اک دختر دلستان
جسے چاہون اُسکو کرون مین طلب
کہ اک وقت ہے رشک شمس و قمر
ہوئی شاد و خرم بت نازنین
ہوئی فرش شاہانہ جلوہ گر
شہ جم کے پھر پاؤن دھونے لگی

کیا شیشہ و جام پھر وان طلب
جو حکم اُس پریچہرہ نے یون کیا
برسم شہان جو ہوا بادہ کش
کہا پھر یہ جمشید سے اُسنے ہان
لگی کہنے پھر یون وہ رشک قمر
دیا شاہ جمشید نے یہ جواب
عجب چیز ہی بادہ اے نازنین
کرے دم مین یہ زرد لو نکو دلیر
خورش کے عوض گو پیادہ کرے
زبس مجکو تھی راہ کی ماندگی
کہ جمشید شاہ جہان ہی یہی
یکایک یہ خاطر مین گذرا کہ اب
تو رستے مین گلشن کی دیوار سے
کوئی شوق سے جیسے بیدرد غم
جو یون بیٹھے دیکھے کبوتر بہم
تو فرمائی انھین سے اس دم جسے
کہ زن پیشہ سستی کرے وقت کار
ولی ہمسر تجھا مرد سے کیا کرے
دلیری و تدبیر در زد و رہ شمر
یہ سنکر پریرو ہوئی شرمگین
کمان ہاتھ سے آگے جم کے رکھی
تو پھر دل سے چاہا اُس نکلوان
پریرو تھی اس رفتر کو پا گئی
کمان سے ہوا تیر جس دم رہا
وہ پر زور تھی نازنین کی کمان
لگی جی مین کہنے کہ کیا احتیاج
غرض قوت و زور جم دیکھکر
تصور مین جم کے پیاپے شتاب
کبوتر جو بیٹھا ہی پھر اُن کے

ہوا دور عیش و نشاط و طرب
تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا
یہ کہنے لگی جی مین وہ حور وش
رہ دور سے اب تو آیا یہان
مجھے خواہش بادہ ہی اسقدر
کہ ہی بیشتر مجکو میل شراب
کہ دل سے کرے دور کلفت یہین
پیے سے جو کوئی کرے کار شیر
غم دل کو بس دور بادہ کرے
تماشا ہوئی بادہ ناب کی
جہاندار شاہ شہان ہی یہی
شبیہ شہ جم کرون مین طلب
پڑی اوس پریچہرہ کی جو نظر
ملا دے لب یار سے لب بہم
تو کچھ شرم سی آگئی پیش جم
کرون صید اُسکو مین اک تیر سے
نکو پیشہ سستی تو اب زینہار
کرے پھر ہی گر تو بپا کرے
سکھے مرد ہی زن یہان بیشتر
عرق آگیا چہرے پر بس یہین
کیا عذر بھی اور بہت عاجزی
زبسکہ رفیق ہم بستر اپنا کرون
یہ بات اُسکے بھی دھیان مین آگئی
گری مادہ بسمل ہو نر اوڑ گیا
کہ زابل مین سمجھے جسقدر پہلوان
شبیہ شہ جم کی دیکھو ہمین آج
ہوئی آفرین خوان وہ رشک قمر
پریچہرہ نے ایک جام شراب
نشانہ کرون تیر کا گر اوسے

کہا نازنین نے کہ اب بیدرنگ
کیے نوش جم نے پیاپے جو جام
کہ ہی یہ جوان یکان بادشاہ
تمہارے واسطے ہو گیا حاضر طعام
کہ جز بادہ تو کچھ نہین چاہیے اور
کبھی گر نہ پاؤن تو بیتاب ہون
دل تیرہ کو روشنائی ہو جسے
سبھ ہو بیش تر قوت بھی بادہ کش
کسے رنج سب ماندگی کا ہی تن
کیا جب فصاحت سے جم نے سخن
لگی کہنے پھر جیسے یون گلستان
کسی سے کہا یون کہ جاؤ شبیہ
تو دیکھا کہ بیٹھے کبوتر ہین جو
وہ دونون تھے سرگرم راز و نیاز
طلب کر کے پھر وہ یہین تیر و کمان
شہ جم یہ بولا کہ اے نازنین
اگر لاکھ زن ہو شجاع و دلیر
کہ زن زن ہی آخر کو اور مرد مرد
بھلا مرد سے کر یہ تیر و کمان
ورے دل مین افزون محبت ہوئی
کہا پھر یہ جم نے کہ اے نیک خو
مراد اس سخن سے تھی وہ رشک ماہ
پیا جام پھر جم نے اور بیدرنگ
پھر اک دم مین بیٹھا وہ نز آنکہ
کوئی کھینچ سکتا تھا اُسکو نہین
ہوا الغرض یہ یقین یون کہ جمشید ہی
طلبگار جم کی ہوئی دلنشین
شہ جم سے پھر آپ لیکر کمان
تو جس مرغ پر تیر یہ مائل ہو دل

پلاؤ اُسے بادہ لالہ رنگ
ہوا دور اندیشہ مل سے تمام
کیا جم نے لیکن اُسکو نگاہ
وہ بولا کہ تم اور پھر مجکو جام
نظر آئے مجکو عجب تیرے طور
مین پیے بھر نے بادہ ناب ہون
جسے کوفت ہو میانی ہو جسے
تو ہووے جوان پھر آئی حور وش
لگے جم سے خوشتر بہار چمن
گمان لیگئی تب وہ رشک چمن
کہ کیونکر یقین ہو مرا یہ گمان
مرے باپ سے جم کی لاؤ شبیہ
ملا کر بہم اپنی منقار کو
اودھر کیسے نیاز اور ادھر تھا ناز
لگی کہنے جمشید سے یون کہ ہان
جہان مرد ہون وان یہ لازم نہین
تو ہی اپنے نزدیک ہو مثل شیر
شعور زنان پیش مردان ہی گرد
تب دیکھ پھر اُس تو اے دلستان
زیادہ شہ جم کی الفت ہوئی
کرون گر ہدف تیر کا مادہ کو
کہ ہوجے ہم آغوش جمشید شاہ
کمان کھینچکر ایک مارا خدنگ
کہ بیٹھا ہوا تھا جہان بیشتر
ولی جم نے کھینچا تو وہ نازنین
تھا ابر پوشیدہ خورشید ہی
ہوئی وصل کی اُسکے جیبین ہوس
یہ کہنے لگی وہ بت دلستان
ملاقات کا اُسکی سائل ہو دل

مراد ہم آغوش ہو شوق سے
سمجھ یہ گیا شاہ جم بھی وہین
کہا سنئے یہ ماجرا اک قلم
جو دیکھا تھا طالع مین تیرے سوا ب
نکر دیہ ہو وصل سے کامیاب
سنا او سنئے دایہ سے جبتی سخن
یہ دایہ سے بولی جو تو نے کہا
جو صورت ہے جم کے مقابل ہوئی
تو اورنگ و دیہیم کو یاد کر
پری یہ جو نے دیکھا جو یہ حال جسم
کہ صحبت ہو دلچسپ بزم طرب
یہ کہنے لگا جم کہ اے گلعذار
سو پریان کی جو مین نے نگاہ
لگا رونے جون ابر بے اختیار
کیا شاہ جمشید کو یون تباہ
و مار سیہ بختی کی ہین کتف پر
کہ اب ہو گئے برگشتہ اختر کہان
لہین ہوا اسیر بلا سے بند رگ
نہ ہو آپ جم یہ سنہ نا سمجھو [illegible]
لما چھپ کے خلوت مین تھی ہی جو جم
شہ جم یہ بولا کہ اے دلستان
ملق بہت نازنین نے کیا
ریگا تو انکار گر لاکھ سے پہ
انہ تو کرتا ہی اب بار بار
یے وصل کا مجھکو مژدہ دیا
رہی ہی تمنا سے دیدار تھی
آرام جان ہی نہ کچھ مجھکو تاب
رض آخر کار لایا ادھر
ت شاہ تیرہ سے خواستگار

کرون اسکو ہمخواب مین دو گھڑی
کہ میری طلبگار ہی نازنین
نگہ کی وہین دایہ نے سوے جم
ہوا آشکارا بالطاف رب
خوشی سے ہوئی ہمبستر اسکی شتاب
ہوئی اور دیوانہ وہ سیمتن
زر و دی کرم راست لا تو خدا
تو لیس باعث زحمت دل ہوئی
دل پر الم سے کہا نالہ سر
تو پوچھا کہ کیون تو نے کی چشم نم
یہ اسوقت گریے کا کیا ہی سبب
جو دنیا مین ہین عاقل و ہوشیار
تو دیکھی شبیہ جم رشک ماہ
رہا کچھ نہ دل مین شکیب و قرار
لیا چھین یکدست تاج و کلاہ
وہ صورت ہین ہین دل کو بھی [illegible]
بجز نام اسکا نہین کچھ نشان
ہوا یا کہین لقمۂ شیر و گرگ
ولیکن چھپاتا ہی یہ آپ کو
نہ پوشیدہ رکھ ہمسے جانین ہین ہم
سراپا غلط ہی یہ تیرا گمان
ولیکن یہ انکار کرتا ہی یار
کرونگی نہ تجھسے مین اب درگذر
نہین جائیگا پیش کچھ زینہار
اور اس سے [illegible] مجھکو [illegible] کیا
دل و جان سے تیری طلبگار تھی
نہ دل مین شکیب اور نہ آنکھون مین خواب
مرا غنچۂ دل تجھے کھینچ کر
نہ اقبال مین [illegible] کیا زینہار

یہ اس گفتگو سے تھی اصلی مراد
سہم گفتگو دال [illegible] تھی
لیا جم کو پہچان اور یون کہا
طلبگار تھی [illegible] کی سو [illegible]
وہ دختر کہ تھی عاشق [illegible] یار
اور اپنے ہوئی دل مین خوش [illegible]
پھر اک [illegible] مین دال [illegible] آئی شبیہ
شہ جم کو دایہ نے [illegible] شبیہ
لگا کھینچنے نالہ پھر شہریار
نگہ کر کے اب تو [illegible] پریشان
گیا کس طرف تاجور ذیشان
ستمدیدگان نے وہ احوال [illegible]
مجھے یاد آیا وہ جاہ و حشم
کیا جو رحیج ستمگار نے
جہان کا کیا شاہ ضحاک کو
نہین ہی خبر شاہ جمشید کی
خدا جانے جیتا ہی یا مر گیا
یہ قصہ بیان جبکہ جم نے کیے
کنیزونکو [illegible] کیا وان سے
کہا مین نہین ہی جم [illegible] نہان
مجھے جم جو [illegible]
بہت کر کے [illegible] اور انکسار
کہ تجھکو لیا مین نے پہچان اب
یہ دایہ جو [illegible] ہوئی مہربان
کہ تجھسے خدا وسے [illegible] اک
تری شیفتہ ایک مدت سے ہین
خدا سے یہ [illegible] تھی اتنا [illegible]
غنیمت سمجھ تو مری وصل کو
کہ تجھپر دل زار دیوانہ تھا

کہ [illegible] شب [illegible] شاد
کہ دایہ بھی آپہونچی اس وقت کو
کہا اسنے دختر مہوش دلربا
شہ جم سے تو نا سمجھ سے بہی
اسے کچھ تھی تمنا سے [illegible]
کہ معشوق [illegible] ہوا جلوہ گر
وہ دایہ کو اسنے دکھائی شبیہ
اور اسنے دکھائی جو دیکھی شبیہ
ہوئی زار بہی نرگس اشکبار
~~ہوا کہنے یہ [illegible]~~
مگر ہمسے کچھ تو نے پایا ملال
غم [illegible] وہ سنئے نالہ کرتے ہین سر
[illegible] ہوا [illegible] تاج و علم
کیا [illegible] خاتمہ [illegible]
دیا تاج و تخت ایکبارگی کو
نہین حال سے اسکے کچھ آگہی
ہوا اوسکا احوال کیا جانے کیا
تب [illegible] دایہ نے جس دم کہا
[illegible]
[illegible] ہو گیا پیکر زبان
مگر بولی مشکل ہوتا نشین
وہ بولی کہ اے خسرو نامدار
تو ہی [illegible] جان تک [illegible]
[illegible] اختر سے ہان
یہ سنکر [illegible] روز و شام و سحر
گرفتار غم ایک مدت سے ہون
کسی طرح تیری ملاقات ہو
کہ تجھسے ہوئی آپ مین کام جو
[illegible] عشق مین [illegible] بیگانہ تھا

تو مجھ سے وہ آرام و دلدار سے
جدائی کے ہون تیرے درد بے قرار
یہ کہکر لگی رونے بے اختیار
یہ ان تجھ سے پیدا کرون بلکہ جان
کیا دشت نے جب بہت انکسار
مرا دل مرا ایک سا تو بخت ہے
مجھے دو یہ ہے مجھے اندیشہ ہے
یہ سنکر لگی کہنے وہ گلعذار
کہ بدخواہ تیری نہو دل نہ بیمار
یہ جب سیان آئے قول و قسم
پری چہرہ نے ہاتھ مین جم کا ہاتھ
[illegible] طرح آئین تھی
جو سنے عقد [illegible] دو گواہ
نشستے [illegible] ہمکنار
وہ باہم لگے عیش کرنے مدام
تو کرنے لگا اسکی وہ سنجہ
یہ سنتے ہی سرو وہ ہوا خشمگین
ہوئی اس قدر کیا بیباک تو
کیا راز کو تو نے ہمسے نہان
کیا عرض آئے کہ سن اے پدر
ولے شستہ ننگ توڑا نہین
جہان مین کوئی اسکا ہمسر نہین
بفیض خدا اسنے پایا ظہور
سنی دایہ اسنے یہ بات جب
یہ ہے یاوری بخت کی سربسر
کہ ہوتے ہین خوشنود وہ شہریار
یہ سنکر وہ دلدار رونے لگی
روا رکھیو نہ خونریزی شاہ جم
کہ بیٹھا اپنے دل سے [illegible] خیال

پری چہرہ و ماہ رخسار سے
خدا کے لیے مجھسے ہو ہمکنار
تر بانی پہ یہ لائی کہ اے نامدار
تو کرتی ہے مجھسے راز نہفتہ عیان
یہ کہنے لگا تب شہ نامدار
مرا دشمن جان وہ کمبخت ہے
کرون کام ہرگز وہ [illegible]
کہ ہرگز نہین ہوگا [illegible]
دل و جان سے ہو نہین تیری [illegible]
ہوا مین ہوس مین شاہ جم
طرف قصر کو لیگئی [illegible]
اندر کی جو رسم و رہ [illegible]
ہوئی شہ کی منکوحہ وہ شکر لب
عجب رنگ کی اسکے [illegible]
سے عیش کے وہ پینے جام
کسی نے خبر دی کہ وہ ماہرو
اور آئی وہ جب خبر [illegible]
اوڑانے لگی سر پہ خاک تو
ولے رنگ رسے کہ ہے [illegible]
دیا حکم تماشا کے یہ پیشتر
رہ نیک سے منھ کو موڑا نہین
کوئی چارہ مین اس سے بہتر نہین
ہوا جلوہ گر جو مقصد کا نور
شہ زابلستان ہوا شاد تب
ہوا جو کہ مر شاہ جم کا ادھر
فزون ہو مراغ و جاہ و وقار
وہ بیصبر و بیتاب ہونے لگی
مری جان بر تو نہ کر یہ ستم
شتابی اپنی گردن پہ ناحق وبال

نہ شوق سے گر ہم آغوش اب
نہین تو کرونگی اپنے سینہ کو چاک
مقرر ہے تو جم مجھے ہے یقین
جو کچھ راستی ہے تو وہ بات تو
مجھے راستی سے نہ کیون ہو گذر
خبر اسکو پہنچے مبادا کہین
نہین ہے پسندیدہ عاقلان
قسم ہے مجھے اب تری جان کی
نکر خوف و اندیشہ اسے نامور
کہا قصہ پھر جم نے اپنا تمام
کیا جا کے آراستہ تخت زر
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کبھی رو در گذر سے کہ وہ [illegible]
ہوئی اک جو [illegible]
[illegible]
کیا چاک اب شرم کا پیرہن
وہ تھی حاملہ اون دنون [illegible]
کہا جب سے اس [illegible]
رکھا ہے نہ ناموس یکسر نگاہ
یہ دایہ نے بھی عرض کی یہ کہ کیا
شہ جم یہان آ گیا ناگہان
یہ بولا کہ خوش تو نے مژدہ دیا
مقرر اوسے باندھکر صبحگاہ
مجھے لطف سے اور اقلیم سے
یہ بولی کہ اے خسرو نامجو
جو لے اپنے کشور مین آکر پناہ
سدا تخت و دیہیم رہتا نہین

تو صد حیف ہے اور بڑا ہے غضب
کرون آپکو ایک دم مین ہلاک
تو اقرار کرتا بھلا کیون نہین
یہ سکھے کیون ہے پوشیدہ آنا مجھ
کہ یکتا ہون دنیا سے مین جہان
اور آجاوین لوگ [illegible]
کرون تجھ سے بیان کیجے راز نہان
قسم ہے مجھے اپنے ایمان کی
مجھے اس مکان کو نہ جا سے حفظ
کیا ظاہر آگے پریوش کے نام
ہوئی ساتھ جمشید کے جلوہ گر
ہوا ساتھ گلر دستہ پیوند جم
ہوا اتصال مہ و آفتاب
نشانے یہ بیٹھا خدنگ مراد
بہت کم لگی ہونے پیشش پدر
[illegible] آغوش وہ روز و شب
[illegible]
لیا جانہ عجب کی بہن
ہوا زرد تھا رو رشک چمن
سو آیا عمل مین [illegible]
کیا حضرت وہ شاہ عالم پناہ
شہا تین جو تجھکو مژدہ دیا
ہوئی حاملہ اس سے یہ دلستان
مرے دل کو مسرور و شادان کیا
روانہ کرون سوے ضحاک شاہ
دُر و لعل بخشی زر و سیم دے
تو جور و تعدی کے درپے نہو
دغا ساتھ اسکے ہے پیدا [illegible]
ہمیشہ زر و سیم رہتا نہین

نہ اپنا بھی ملک و در و سیم کو
گزند بیاں نکر تو پسند
یہ کہکر وہ رونے لگی زار زار
پدر کو لگا اے وحشت والا تبار
اذیت نہ جم پر رکھیگا [illegible]
کہ جب کہ میری طرف سے شتاب
ہوئی شاد وہ دختر دلستان
فرزان ہوا جبکہ نور سحر
کہا یون کہ اے شاہ عالی تبار
نہ رکھ کچھ اندیشے کو دل میں راہ
یہی قصد تھا بانسے نکل جائیے

سمجھ ضحاک بھی زر و سیم کو
نہ ہو نام ہوا سے شیدا نہ چند
فغان میں لگی کرنے بے اختیار
مجھے تیری خاطر بہت ہے عزیز
نہ ہرگز گزند اسکو پہونچا دیگا
کہا اسنے بادشاہ فریاد خواہ
گئی پیش جمشید وہ مہر وش
ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
شہو بیدرگان مجھے اب نہ ہار
کہ خدمت میں حاضر ہو نگی ہم بگاہ

نہ بیچارے پہ جور بیداد کر
تو جمشید کو مجھسے مت کر جدا
ہوئی بسکہ گریہ کنان نازنین
تو خاطر کو رکھ جمع شام و سحر
آسے بلکہ دن ملک مال و سپاہ
سحر میں بھی آؤنگا تیرے حضور
سنا تھا جو کچھ باپ سے سو کہا
گیا پیش جم شاہ زابلستان
یقین جان کو جبتلک زندہ ہون
دلاسا وہ دیتا تھا شام و سحر

تھا و ندجان آفرین سے بھی ڈر
وگرنہ مرے تن سے کر سر جدا
تو رحم آگیا باپ کو بس یہیں
کہ اس کام سے میں کی در گذر
زیادہ کرون عزو توقیر و جاہ
غم و فکر کو رکھ تو اپنے سے دور
دل شاہ کو مطمئن کر دیا
جھکا کر سر اپنا پھر آئی وہان
یہ دختر کنیز اور میں بندہ ہون
سنے جی میں جمشید کے تھا خلل
یہی جبکہ قابو نکل جائیے

گریختن جمشید از زابلستان بطرف ہندوستان و گرفتار آمدن از راہ بدست مردمان ضحاک و کشتہ شدن او

بہت دن رہا شہر زابل میں جم
سمجھتا تھا جمشید وہ ز اندیشہ مند
کہ کہکر کر حال تباہ
ہوا جب وہ خبردار اس بات سے
[illegible] ساتھی ہوا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وہ دل کو [illegible]
کہ ہوجیگے [illegible]
[illegible]
گریزان ہوا شاہ جم [illegible]
بیابان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وہ دلدار تھی رات دن اسکے پاس
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] فلک
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حال جمشید کا
[illegible] لایا تھا کہ شاہ
[illegible] تھی

وہ تسپر بھی رہتا تھا دائم اداس
یہ چاہیں میں یارکی و زیر و امیر
کریگا نہ ملک کو تسخیر
ولیکن وہاں بھی بہت کم رہا
گیا بیٹھ سایہ میں اک نخل کے
بھلا یہ بھی ظالم کوئی طرح ہے
کرا سے چرخ بیداد بے تلک
کہ سرگشتہ یون ہو شہ نامور
ہوا [illegible]
سو وہ آگئی اسکے [illegible]
کہیں اتفاقاً جو گذرا ادھر
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تباہ
[illegible]



الم سے تمام اسکا چہرہ تھا زرد
ترسی سے وہ ضحاک بیدادگر
پدا اب اس طرح کیون ہوا خوار تو
کہان بادشاہی و تاج و علم
جواب اسکو جمشید نے یہ دیا
[illegible] دولت [illegible] ہوا اسقدر
لگا فلک مجھکو خوار اس طرح
[illegible] ہاتھ [illegible] شمشیر سے
گرفتار ہو کے لگا کہنے جسم
پھر ضحاک نے پھر کسی کو [illegible]
[illegible] چرا اسے بس [illegible]
[illegible] فلک کا [illegible] تماشا [illegible]
[illegible]
سبب اس [illegible] زمین [illegible]

گرفتار خواری تھا وہ [illegible]
ہوا خندہ زن حال پر دیکھکر
خرابی میں کیون ہو گیا خوار تو
کہان لشکر و فوج و جاہ و حشم
کہ جیسے نصیبا [illegible]
ذرا روز بد کا بھی اندیشہ کر
[illegible] تجھکو [illegible]
[illegible] وہ دن [illegible]
کہ اس قدر مجھکو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اوٹھا نا اٹھا شرم سے سر ہلا
لگا کہنے ظالم جمشید سے
ہوا کس لیے تجھکو برگشتہ بخت
کہان لشکر اب کہان گیر و دار
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آرزو
[illegible]
[illegible]
[illegible] جمشید [illegible] وفا
ہوا [illegible] چرخ [illegible]
[illegible] گئی [illegible]
[illegible]

اور آنکھون سے تھے اوسکے آنسو روان
غرض [illegible] غرور [illegible]
کہان ہے ترا اب وہ دیہیم و تخت
کہان وہ ترے رسم و آئین کار
[illegible] تاجداری [illegible]
[illegible] تیرا [illegible]
[illegible] انگشتری [illegible]
[illegible]
[illegible] طرح چاہے [illegible]
[illegible] بادشاہی
[illegible]
[illegible] آخر کار یون [illegible]
ہوا قتل جمشید شاہ جہان
[illegible] بیتاب لیل و نہار

اُسے کام تھا [illegible] مار اُسکیا رہی ساتھ
وہ تھا یا بہت اُسنے بیداد و ہر
سکے خلق تھی ایک کو شست و ناز

سدا شغل تھا اور وزیر بھی ساتھ
پھر آخر کو وہ مر گئی کھا کے زہر
اور ناگن وہ بہن کا تھا نام ارنواز

تھی آشنا وہ مہر و مہتاب سے
وہ ہمشیر تھیں شاہ جم کی کہیں
اونھیں شاہ ضحاک نے کر طلب

وہ بیگانہ تھی صبر اور تاب سے
اونھیں لوگ لائے پکڑ کر وہیں
رکھا اپنے گھر میں بلطف و طرب

خواب دیدن ضحاک و ترسیدن ازان خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پس از قتل جم
وہ مردیوان کو وہ بخوف و باک
غرض شہر کو اُسکے یکسر تمام
یہ دیکھا کہ پیدا ہوے تین گرد
وہ گردِ دلاور کہ تھا نوجوان
ستمگر کے ہاتھوں کو باندھا شتاب
ہوا دیکھکر خواب وہ ہولناک
جگے وہیں سپاہ اہل حرم
فغان خواب میں کیوں کیا اسقدر
مری زندگانی سے ہونا امید
تو اخترشناس آکے حاضر ہوں یہان
سُنی داستان خواب کی باب قلم
نہ ڈالی اُسکی [illegible] کا پیچ تھا قریب
یہ اندیشہ تھا گر کہیں سست اب
دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب
لگا سے شاہ اقبال سراہی ہوا
فریدون کوئی شخص ہوئیگا شاہ
کہیں [illegible] پیدا ایک
کہا شہ نے [illegible] خواب میں [illegible]
وہ مارینگا اُسکو [illegible]
[illegible] شاہ [illegible] باک
[illegible] شاہ نے [illegible] تعبیر خواب
[illegible]
[illegible]

جہان میں لگا کرنے جور و ستم
ملک کے ہر روز کرتا ہلاک
کھلاتا وہ سانپوں کو صبح و شام
اور اُنمیں سے دو ہیں کلان [illegible]
سو اُسنے وہیں ایک گرز گران
رسن ڈال گردن میں کھینچی شتاب
ہوا دل کو اندیشہ و خوف و باک
دل اُسکا ہوا ہول سے پُر الم
لگے کانپنے جس سے دیوار و در
نشاط جوانی سے ہونا امید
کریں اُسکی تعبیر یکسر بیان
گئے ہوش اور ہو گیا بند دم
[illegible] اُسکے [illegible] اب [illegible]
[illegible] و [illegible] شب
بیان کی نہ زنہار تعبیر خواب
تھی سمجھے اب تخت شاہی ہوا
[illegible] شوکت حشمت و عز و جاہ
سو پائیگی اُسکو [illegible] نیک
مے سر پہ مارا ہے گرز گران
کریگا تجھے آکے پا بستہ بند
کریگا پدر کو تو اُسکے ہلاک
ہوا اندوہ و غم سے وہ بے صبر و تاب
[illegible] تخت [illegible] رکھا
[illegible] دشمن [illegible]

گئے قتل اور گاہ غارتگری
وہ ہوتے غریب اور بیا اجیبا
لگا کہنے بیداد وہ بے حساب
کیا حملہ تینوں نے ضحاک پر
پھر مارا سر شاہ ضحاک پر
اسے لیگئے کھینچ بالائی کوہ
لگا خواب میں اسقدر [illegible]
لگے پوچھنے شاہ سے کیا ہوا
یہ ضحاک بولا جو یہ داستان
کہا اور سنے [illegible] خواب
جو نمایان ہوا چرخ پر آفتاب
[illegible] دانشور [illegible] کیا
[illegible] جان [illegible]
ابھی جان [illegible] نہ
پھر [illegible] ہوا شہ خفا
[illegible] آخر [illegible] ایا زوال
وہ جتنا نہ [illegible] کیان ہوئیگا
ہوا لیکن ابتک وہ پیدا نہیں
لگے کہنے یون عاقل و ہوشیار
یہ پوچھا پھر اُسنے کہ ظاہر کرو
غرض تجھسے چاہیگا خون پدر
نہ تک ہوش قائم ہے شاہ کے
[illegible] خواب سے [illegible] لگا
لیے لوگ چاروں طرف کو روان

ہوئی تازہ رسم ستم پروری
[illegible] پیدا اُنکی رکھتا گزند
پھر اُسنے کہیں [illegible] خواب
ہوا جس سے [illegible] وہ بیدار گر
تو یکسر پریشان ہوا [illegible]
کیا تخت اُسکو زیر و زبر
کہ لرزان ہوا سر [illegible]
یہ فریاد کیا [illegible]
[illegible] تو یکسر پریشان ہو جہان
پھر اگر [illegible] صبح تب
تو حاضر [illegible] ان شتاب
ہوا تجھ [illegible] ضحاک کا
نہ زنہار اُنکے بجا ہوش سے
نہ کہتے تھے کچھ اُسلیے ہوشمند
تو ناچار یون موبدان نے کہا
ہوا تو گرفتار رنج و ملال
وہ فرمانروا سے جہان ہوئیگا
کچھ آثار اُسکا ہویدا نہیں
فریدون بھی ہوگا [illegible]
فریدون مرا کیون بد اندیش ہو
کریگا تجھے قتل وہ آن کر
زمین پر گرا بس وہیں تخت سے
شب و روز [illegible] لگا
کرین جستجو تا بگرد جہان

کوئی آگے و پیش مشکل جہان
یہ افسون تو پڑھتا وہاں بیگمان

کہ ہوجائے آسان وہ مشکل تمام
بن آویں شتابی سے بگڑے کام

یہ سنکر فریدون فرخ نہاد
ہوا دل میں اُنکے وہیں تھا جو شاد

خوشی سے اُسے اور قوت ہوئی
زیادہ فریدونکو ہمت ہوئی

ترقی پہ اقبال تھا شاہ کا
ظہور اُسکے تھا دولت و جاہ کا

تھے بھائی وہ دونوں جو کینہ ور
حسد لیگئے یہ حشم دیکھکر

لگے کہنے جا ہم کہ ہے یہ غضب
جو بھائی اُسکے مخکوم ہم رو تھے سب

فریدونکو بس قتل اب کیجئے
نہ تاخیر کو راہ یاں دیجیے

کہا ایک نے ہے یہ مشکل کمال
ہلاک فریدون ہے اپنی مجال

دیا دوسرے نے یہ اُسکو جواب
نہیں لازم اس کام میں اضطراب

کرینگے ہلاک اُسکو تدبیر سے
بہانے سے حیلے سے تزویر سے

کہیں ایکدن با دل پُر صفا
تہ دامن کوہ سوتا وہ تھا

گئے پس وہ دونوں شقاوت نشان
لڑھکا راہ میں ایک سنگ گران

سر کوہ سے اُسکو غلطان کیا
کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا

یکایک یہ سنی اُسنے آواز سنگ
ہوا شاہ بیدار بس بیدرنگ

فسون کو کیا شہ نے ورد زبان
ہوا بند وہ سنگ غلطان وہاں

نہ غلطان ہوا پھر ذرا پیشتر
بد اندیش حیران رہے دیکھکر

رہ بگر سے پھر خروشان ہوئے
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئے

یہ بولے کہ ہمکو تعجب ہے یہاں
ہلا کس طرح یاں سے سنگ گران

اگر کوہ سے ہائے گرتا کبھی
تو ضائع فریدون بھی ہوتا کبھی

جہان آفرین نے رکھا اب نگاہ
بجا لائیے شکر لطف اِلٰہ

ولیکن فریدون نے سمجھا وہاں
کہ یہ کام اُنکا ہی تھا بیگمان

دیکھیں منہ پہ اُنکے کہا زینہار
زیادہ کیا اُنکا جاہ و وقار

بصد فرخی پھر شہ نیکمرد
دم صبح وان سے ہوا وہ فرید

بیابان اور کوہ کی راہ سے
سپاہ و حشم شوکت و جاہ سے

جہان دجلہ تھا شہر بغداد کا
فریدون کو کاوہ وہاں لیگیا

گذر یہان کشتی پھر وانکی طلب
ندی تک اور پہونچا شہ وہاں پر شتاب

گیا وہ وہیں دریا میں گھوڑا ڈال
روانہ ہوئی فوج بھی بعد ازان

نہ ہرگز ذرا دل میں آیا خطر
گئے پھر نہ خار سے سب اُتر

وہاں سے جہاندار گیتی ستان
ہوا اُسکے بیت المقدس میں جہان

مکان وہ بنایا تھا ضحاک نے
کیا تھا بلند اُسکو ناپاک نے

بہت دور سے وہ نظر آ گیا تھا
خلائق بھی اور دیکھ شہر کے تھا

طلسم ایک تھا وہ درون مکان
بلا ہا سے دشوار تر تھیں جہاں

گیا اُس مکان میں جو شاہ دلیر
دلیری کو جسکی نہ پہونچے تھا شیر

نمایاں ہوئی وہ بلا سے عظیم
سپید دیو اور اژدہا ہی عظیم

فریدون نے افسون اُسے پڑھا
کہ جا جنبہ سے دیو اور اژدہا

کیا گذر سے وہ یہاں اُنکو ہلاک
پھر آگے گیا شاہ بیخوف و باک

وہاں ایک وہ زنگ آیا نظر
مکلل بیاقوت و لعل و گہر

یہ کاوہ سے پوچھا کہ کسکا ہے تخت
لگا کہنے یوں کاوہ نیکبخت

کہ یہ تخت ضحاک تازی کا ہے
ہے لایق فریدون تازی کا ہے

بصد فرخی پھر شہ نامور
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر

پھر اک شخص وان شاہ کو ملگیا
اور اُس شخص سے شاہ یون کہا

کہ ضحاک بیداد گر ہے کہان
جو کچھ تجھکو معلوم ہے کر بیان

یہ بولا سنو میں رہ زشت خو
فریدون نے کی کر لیے کیا جستجو

اور وہ لیگیا لشکر بیکران
زرہ پوش ہمراہ جنگی یلان

درون طلسم اُوسکا ہی مال و زر
رکھا ہے یہاں گنج و لعل و گہر

رہی فوج تھوڑی سی باقی یہان
طلسم و حرم خانہ کے پاسبان

ہوا سنکے خوش شاہ آفاق گیر
تصرف میں لایا وہ زرین سریر

لیا مال و زر اور توڑا طلسم
بچھونا افسانہ نہ چھوڑا طلسم

خدا کا ادا شکر نعمت کیا
کہ جسنے خداوند دولت کیا

گیا پھر شہنشاہ گیتی پناہ
ہوئے شبستان ضحاک شاہ

ہوا قتل جو وہاں مقابل ہوا
فریدون شبستان میں داخل ہوا

بتان پری چہرہ و سیمبر
ہوئیں شادمان شاہ کو دیکھکر

یہ بولیں کہ ہم تھے اسیر بلا
کیا آن کے تو نے ہمکو رہا

وہی خواہران جم نامور
لگیں کہنے یوں چشم گریہ سے تر

اُٹھایا تھا جنے جو رنج و عذاب
کہیں کیا وہ اے شاہ عالیجناب

کہ اک دیو پیکر کی صحبت میں تھے
گرفتار ہم اک مصیبت میں تھے

اور اُس سے ستم تھا ہم پہ یاس
اور اژدہا سیہ کا ہر اس

ہوا پھر بارے خدا مہربان / کہ بھیجا بجاہ و حشم جنگجویان
پھرے دن ہوا پھر مددگار بخت / کہ آیا تو اے وارث تاج و تخت
ہوئی اپنے دل کی ہے اب آرزو / کہ جبتک جہان ہے جہان میں ہے تو
یہ پوچھا فریدون نے ای دلربا / سو بند ضحاک اب کیون گیا
وہ بولی کہ تجھسے تھا اسکو خطر / تجسس کو تیرے گیا ہے ادہر
کہ شاید کہیں ہاتھ آجائے تو / سوا اسکے یہ ہے اسے آرزو
کہ ہندوستان کو مسخر کرے / دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے
بھلا اسے پہونچا ہے اک سحر کا / فسونساز و جادوگر ہوشیار
تجھے جسکے جادو سے پہونچے گزند / وہ بیخوف ہو زیر چرخ بلند
سے کیا چاہتا ہے یہ عالم تمام / دعا ہے یہ ہر ایک کی صبح و شام
کہ بدخواہ تیرا اسیر و خوار ہے / تو دائم جہان میں جہاندار ہے
ہمیشہ ہے تیرے اقبال و دولت قرین / نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ / نصیب شہنشاہ گیتی پناہ
سراپا گلستان ہوا وہ مکان / ہوا تازہ یکدست باغ جہان
ہوا ہم سر عرش و افلاک تخت / کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت
شبستان ہوا غیرت صد چمن / ہوئی رشک باغ ارم انجمن
ہوئے یون کامران وہ بیکران / بہم نیر خسرو کامران
کیا شاہ نے ملک تسخیر جب / ہوا کامیاب نشاط و طرب
ہوا رونق افزای تخت کیان / فروزندہ خورشید تخت کیان
جو تھا کندرو نامی اک پہلوان / طلسم و زر و مال کا پاسبان
گیا پاس ضحاک کے بھاگ کر / وہان جاکے اسنے کہی یہ خبر
کہ شاہان سے گردہ گردن بلند / جوان و دلیر و قوی ارجمند
کسی طرف سے لاکے فوج گران / سوئے شہر بغداد آئی دوان
بزرگ اور ہنرمند و بیدار خرد / دلاور ہے بیدار ہے گرد ہے
نمایان ہے جیسے فر کیان / خداوند دولت ہے وہ نوجوان
وہ سرکردہ ہے لشکر و فوج کا / سپہدار و ممتاز و فرمانروا
رکھے ہے وہ پاس اپنے گرز گران / جوانمرد ہے جنگجو پہلوان
بجاہ و حشم اسنے وان آنکر / وہ توڑا طلسم اور لیا مال و زر
تیرے دیو گردان جنگ آزما / جو وان تھے انہیں قتل سبکو کیا
کیا زیر پا اپنے تیرا وہ تخت / ہوا بیگمان تیرا برگشتہ بخت
ہوا ہے وہ داخل شبستان میں / تصرف کیا تیرے ایوان میں
ستمگار سمجھا یہ سنکر خبر / کہ بیٹھا فریدون وہان آنکر
جو لا سنے پنہان کیا راز کو / کہ تا کوئی لشکر میں پیدا نہو
کیا یون کہ مہمان کوئی ہوگا / جو رنج اسنے سہے سو شبستان کیا
نہیں جسکا اندیشہ کچھ زینہار / رہا چاہیے شاد لیل و نہار
یہ گفتار سن اور کھایا پیچ و تاب / دیا کندرو نے پہر اسکو جواب
کہ اب سوچ کچھ تو شہا چاہیے / اسے کیونکہ مہمان کہا چاہیے
سکے جو کوئی گرزہ گادوسر / شبستان میں شہنشہی کرے اگر
وہ مہمان کوئی آفت دہر ہے / برا یہ غضب ہے برا قہر ہے
کریون خواہران جہاندار ہم / رہیں بیجا نہ اس سے بہم
ادہر ہمکنار اس سے ہو شہرناز / ادہر اسکے پہلو میں ہو ارنواز
بہرا شہر میں اسکا لشکر تمام / ہوئے آدمی اسکے جاکر تمام
یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے / تو کی خواہش مرگ ناپاک نے
ہوا کندرو پر بہت خشمگین / لگا کہنے یون اوس سے از رہ کین
تری بات کا کچھ نہیں اعتبار / ذرا بھی نہیں راستی زینہار
ترا خوف سے دل پریشان ہوا / تو مارے خطر کے گریزان ہوا
نہ اب ناظم شہر تجھکو کرون / نہ خدمت سے تجکو کوئی زینہار دون
اوسے کندرو نے یہ پاسخ دیا / کہ مجھکو ہی اب یہ گمان خسروا
تو ہرگز نہو بہرہ ور بخت سے / نہو کامران افسر و تخت سے
بھلا شہریاری نہو جب تجھے / کرے ناظم شہر کیونکہ مجھے
ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر / نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر
سنی جبکہ گفتار اس با ہوش / تو آیا ستمگار کے دل میں جوش
کیا حکم ضحاک نے پھر وہاں / کہ گردن رکھے اب سپہ پر زین
غرض کر کے طیار لشکر تمام / روانہ ہوا وان سے وہ تیزگام

فریدون شہ نامور تھا جہان — وہان شاہ ضحاک آیا دوان
کہ اُسکے ستم سے وہ پرہیز تھے سب — طلبگار عہد فریدون تھے سب
دلیران مردان و برنا و پیر — کہ تھے پہلوانی مین وہ بے نظیر
وہ لشکر جو یون ہوگیا برخلاف — تو پیدا دگر دل مین تھا [illegible]
کیا مشورہ دل مین پھر یہ بہ کین — کہ تنہا سلح ہون اب بہر کین
ہوئی رات جسدم تو وہ بے حیا — ہوا غرق آہن مین سر تا بپا
کمند ایک لیکر گیا پھر وہین — چڑھا بام سے بام کاخ برین
ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب — دل اُسکا ہوا گرم کین و غضب
بلندی سے بدخواہ آیا فرود — فریدون نے اُسکو جو دیکھا تو زود
وہ گرز اُسکے سر پر جو مارا شتاب — تو ضحاک کو پھر رہی کچھ نہ تاب
ملا بیچ اُسکو تہ خون و خاک — زمین تا کمر [illegible] پاک
اُسے قید کر کوہ کے درمیان — [illegible] بند گران
کہین کوہ تھا اک دنباوند نام — وہان مار تھا اژدہا تھی تمام
اُٹھائی اُسے سال گذرے ہزار — ہوا ابد اُسکے گرفتار و خوار
کہ نام نکوئی رہے یادگار — ہمیشہ نکو نام ہے برقرار
ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب — سعادت ہوئی شاہ پھر کامیاب
شتابی سے حاضر ہوئے آنکر — حضور شہ عادل و دادگر
کیا شاہ نے اونپہ لطف و کرم — فزون تر کیا اُنکا جاہ و حشم
نوازشگری شہ نے کی بیشمار — کیا عدل اور داد لیل و نہار
نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک — تو نام نکوئی بھی ہے ابد تلک
ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک — ہے بیشک ہو آغاز و انجام نیک

ولے فوج بیدل تھی ضحاک سے — نہ راضی تھا کوئی بھی ناپاک سے
سنا فوج نے جو فریدون کا نام — دل اُنکا ہوا خرم و شاد کام
فریدون سے آکر ہوئے سب رفیق — کہ تھا حق شناس و کریم و خلیق
اگر تھا نہین خیر خواہی کوئی — نہین چاہتا میری شاہی کوئی
سو خوابگاہ فریدون چلون — وہان جاکے بس قتل اُسکو کرون
یہ اُسدم تھی صورت نابکار — کہ کوئی نہ پہچانے بجز ہوشیار
جو دیکھا تو ایوان مین سرفراز — فریدون تھے ہر شوق مین گرم ناز
شتابی سے ایوان مین آئی گزند — کہ وان جاکے پہنچا شہ کو گزند
اُٹھا لیکے وہ گرزہ گاؤ سر — مقابل ہوا اور سے وہ آنکر
فریدون نے پھر یہ ارادہ کیا — کہ اک ضرب اور اُسکے سر پر لگا
صدا غیب سے لیکن آئی تبھی — کہ باقی ہے اُسکی ابھی زندگی
فریدون نے جسدم سنی یہ صدا — تو ضحاک کو قید وہ ہین کیا
کیا بند پہچان کے ضحاک کو — رکھا سرنگون اُسنے ناپاک کو
یہ دنیا کہ ہر شب ہے اسکا شتاب — ولیکن جہان مین ہے بہتر یہ بات
فریدون نہین ہم صفت [illegible] — کیا نیز نکوئی نہ کار دگر
تو سب نامداران درگاہ پھر — کہ تھے دولت و مال سے شاد پھر
کیا [illegible] — پرستندہ شاہ آفاق گیر
سر تخت ایران [illegible] — ہوا خواہ شاہنشہ دہر ہین
کشادہ کیا وان در گنج و زر — رعیت نوازی پہ باندھی کمر
ہو کار فریدون کرے بیگمان — فریدون بھی ہے تہ آسمان
سنو تم کہ آگے کرون مین بیان — فریدون کے بیٹون کی اب داستان

تقسیم کردن فریدون ملک بہر سہ پسران و شکیب بردن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست آنہا

شہ ہفت اقلیم کے تھے سہ پور — کہ تھا اُنکا نام ایرج و سلم و تور
ہوئے جب جوان بادشہزادگان — ہوئی یون تمنا شاہ جہان
تو اُنکو وہان کدخدا کیجیے — نہ تاخیر کو راہ تک دیجیے
یہ بولا کہ گرد جہان پھر کے تو — جو ہے مدعا اُسکی کر جستجو
بہت ملک مین گشت اُسنے کیا — ملے جب کہ شہر یمن مین گیا
رکھے تین دختر ہے شاہ یمن — پری چہرہ و خوش و سیمتن

ملکزادہ ایرج سے خورد تھا — خردمند و دانشور و خوش لقا
سہ دختر جہان ایکسے در سے ہون — فزون حسن مین ماہ انور سے ہون
کوئی مرد دانا تھا جندل بنام — طلب کر کے اُسکو شہ ذوالکرام
اُسے جبکہ فرمان شاہی ہوا — تو رخصت ہوا اُسنے [illegible] ہوا
تو لیکر سپہ وان ہوا پھر عیان — کہ ہے تمنائے شاہ جہان
سپہدار کاروان تھا مہرو نام — گیا وان رسول مبارک پیام

فریدون کا پیغام یکسر کہا
بصد حشمت و شوکت و فر و شان
پہر ان ملعونون کو کیا کہ غضب
فریدون کے دل مین یہ آیا خیال
دیا سلم کو روم و خاور وہ یہین
سو روم و خاور گئے سلم و تور
یکایک دل سلم بیدل ہوا
سو تور لکہکے نامہ شتاب
ذرا سوچ اب اے خداوند تور
کیا ملک ایران کو ایرج کو شاہ
یہان کا ہے حاصل بہی ایران سے کم
جو نامہ پڑہا تور نے سربسر
بہر نیک و بد تیرے شامل ہون
گر اس نامہ پر کوئی ہو پدر
ہمین تخت ایران سزاوار ہے
جب ایا رسول خردمند یان
کہ دونون برادر نے یہ از درود
نہین خوب یہ رسم و آئین و راہ
ستم ہے جو کمتر کرے مہتری
یہ ہے حق ہمین ایرج کے نکو
شتابی سے ہون اسکو ایران روان
دربان سے روانہ ہو پہنچا یہ مہر
فرستندگان کیطرف سے دیا
کیا عرض پہر یون کہ پہنچا یہ مہر
اگر میری تقصیر ہو تو معاف
تو کہہ مختصر ہوکے یکسر پیام
پیام درشت اور سخن ہاے سخت
کیا ہے نہ یکدست تقسیم ملک
جو مجہسے نہین تو خدا سے ڈرو

وہ اقبال شاہ یمن نے کیا
کیا شاہزادون کو یکسر روان
بہت مال اور گنج انکو دیا
کہ اب مین ہوا پیر دیرینہ سال
ملا تور کو ملک توران و چین
رہا ایرج ایران مین با فر
سو کہین ایرج وہ مائل ہوا
رسول ایک بہیجا کہ لاوے جواب
کہ ہرگز نہین باپ کو کچہ شعور
کہ ہے جاے آسایش و تختگاہ
غنیمت ہے یہ رزم و کین دمبدم
ہوا دل مین اپنے غضبناک تر
یقین جانیو تو کہ یکدل ہون
روانہ کرو اب تو ہے خوب تر
یہ ایرج کو لائق نہ زنہار ہے
کیا سلم نے تب یہ آتش بیان
کہا یون کہ اب نہ یہ ہے جنگ کیجو
کہ ایرج کو دے تخت و تاج و کلاہ
غضب ہے کہ کمتر کو ہو برتری
کہ ایران سے اب دست بردار ہو
قیامت کرین ایک پا وہان
جو آیا حضور شہ نامور
درود اسنے اور شہ زرہ صفا
کشادہ و زبان ہے ہمیں مختصر
تو پہر مین گزارش کرون جو بیان
بیان شوق سے کر حقیقت تمام
کہے سب حضور خداوند تخت
کیا تیغ سے انکو یعنی تسلیم ملک
نہ زنہار باہم جدائی کرو

فریدون نے جس دم سنی یہ نوید
کہے عیب سب سو سے دیا مین
سنے وان سے پہنچے سو ایران عیان
کرون ملک تقسیم ہر ایک کو
دئے ملک زرریز ایران تمام
وہ کرنے لگے بادشاہی تمام
قناعت نکی خاور و روم پر
لکہا تہا یہ مضمون کہ بہتر ہین ہم
دیا اسکو اورنگ و دیہیم و زر
ہمین اور تجہکو ملک ایسا دیا
یہ تقسیم ہے ہمکو بس ناگوار
کہا پہر وہ ہین سلم کو یہ جواب
یہ پیغام پہنچ کر اسے بادشاہ
رہ راستی پر وہ آجائے گر
کہ بہیجے فریدون روانہ ہو تو
ہے افسر پہ تو عقل کو تیری کیا
کوئی گوشہ ملک کافی ہے بس
وگرنہ سوا ان جو ہاے کین
پہر ایران ایرج ہو دونون خراب
ادب سے ہوا وہ مین سجدہ کنان
لگا پوچہنے یون کہ دونون شاہ
یہ سنکے لگا شاہ عالم پناہ
کہا ... یہ شاہ آزادہ نے
فریدون یہ سنکر ہوا تند و گرم
بدی کچہ نہین بیٹے کی زینہار
تجہے اب یہ شاہی تاج و سریر

ہوا خوش کہ دل کی بر آئی امید
ہوا شاد تب شہریار یمن
ملکزادگان اور وہ مہوشان
کہ باہم برادر نہون کینہ جو
مقرر کیا شہ نے ایرج کے نام
سبہی تخت و دیہیم سے کامران
نہ آیا پسند اسکو بخشش پدر
نہ زنہار ایرج سے کمتر ہین ہم
کہ مجہسے بہی اور تجہسے ہے خرد تر
جہان جنگ و کینہ ہے صبح و مسا
تری مصلحت کیا ہے اے شہریار
کہ اے بادشاہ ثریا جناب
پے قتل ایرج کمربستہ ہون
بزرگی و خردی پہ کیجے نگاہ
تو بہتر ہے پہر ورنہ تیغ و سپہر
یہ پیغام بہیجا جہاندار کو
کیا دور کیوں دل سے ترس خدا
سزاوار اورنگ و افسر ہین ہم
عبث ہے اسے اور باقی ہوس
دلیران رومی و ترکان چین
خبر شہ کو ہے دیجے اسکا جواب
رکہا سر کو اپنے سر آستان
وہ بولا کہ ہان تمکو کرتے ہین یاد
کہ لایا پیام ایک دشوار ہے
پیام آوران ہین سدا بیگناہ
تو کہولی زبان پہر فرستادہ نے
یہ بولا کہ آتی نہین انکو شرم
فریدون کیا فخر و جاہ و وقار
نہین کچہ کرو دیکہو سوا ہین تو بس

فوراً گوش دل سے سنو میری پند
شہ نامور سے یہ سنکر جواب
کیا پھر یہ راز نہفتہ عیان
ارادہ کیا از رہ سرکشی
اگر میں بھی تیرا مددگار ہوں
وہ ہیں کینہ جو زیر چرخ کہن
جہاندار نے پھر کیا یوں بیان
تو ہی خرد اور بینش تجھمیں تاب
وہ یکدل ہو ہیر و جنگ آوران
پسندیدہ عقل و رائے نکو
کہ تا جانب تیرے نہ پہونچے گزند
سنی گوش جان سے فریدون کی پند
جو دنیا و دولت نہیں پائدار
تو گذرا میں اس تاج و اورنگ سے
کہ میں خورد ہوں اور وہ ہیں بزرگ
مجھے دہر میں کچھ نہیں حب جاہ
یقین ہے کہ پھر مجھسے الفت کرین
برادر ہیں تیرے سر خشم و کین
جو لے میں بھی اک نامہ انکو لکھوں
مجھے پھر بخوبی وہ رخصت کرین
یہ کہکر فریدون نے نامہ لکھا
سر تخت شاہی سے آیا فرود
تجھیں بھی ہے لازم کہ شفقت کرو
سر نامہ جب شاہ نے مہر کی

کہ قائم نہیں دور چرخ بلند
فرستادہ رخصت ہوا پھر شتاب
کہ پرخاش پہ ہیں دو گردنکشان
کہ تجھپر کرین آکے لشکر کشی
معاون ترا وقت پیکار ہوں
تو کیا فکر رکھتا ہے ای جان من
کہ اے نور چشم سعادت نشان
ہو انسے تو رزم آزما جو شتاب
فراہم کیا لشکر بیکران
یہی ہے کہ تو صلح جو گر نہ ہو
تو ایمن رہے زیر چرخ بلند
لگا کہنے یوں ایرج ارجمند
تو غم کھاتا ہے کیوں مردم ہوشیار
بہم صلح بہتر ہے اب جنگ سے
بجاہ و حشم بھی ہیں مجھسے سترگ
نہیں کچھ تمنا سے تاج و کلاہ
بزرگانہ مجھپر وہ شفقت کرین
تو ہی صلح جو اور محبت گزین
نہ تم اسمیں دیر و دل اپنا کرین
محبت کرین اور الفت کرین
رقم اسمیں یعنی یہ مضمون کیا
کلاہ شہی سر سے لایا فرود
سر کین سے گذرو محبت کرو
تو ایرج نے توران کی پھر راہ لی

رہو راضی اب میری تسلیم پر
فریدون نے ایرج کو کرکے طلب
کیا سلم اور تور نے اتفاق
کمر قتل پہ تیرے باندھی ہے چست
تو تیرے بھی ہو دین مقابل وہ ہین
یہ بولا وہ نیک ایرج نامجو
ترسے ہیں یہ وہ دو کون راز نیک
مری ہے یہ حالت کہ بس میں ہوں پیر
یہاں تک تو انکے نہیں تاب جنگ
مری طرح شاہی سے اب درگذر
نہ آرام جان ایسے تم نہ رہا
کہ فرزند تمہارا سے شاہ فرخندہ بخت
یہ کیا آگے پھر اور رنگ ہے
حضور آپکے جاؤن میں اب سپاہ
کرون عرض یون ہو یقین فرمان پذیر
مرے ساتھ کسواسطے خشم و کین
فریدون نے ایرج سے پھر یوں کہا
بہت خوب جانا ہے تیرا ادھر
کہ سب ٹھیکے اونکا دل تیرہ ور
ترا مجکو دیدار حاصل ہو پھر
کہ تم ہو بزرگ ایک جوانان گرد
کمر اپنی باندھی پہ لے بندگی
لئی رہنمودان جبکہ جائین گذر
لیے اسقدر ساتھ برنا و پیر

پئے کینہ خواہی نہ باندھو کمر
کہا بھائیوں کا وہ پیغام سب
رکھین ہیں جو ہر یکسا تھہ زبون نفاق
ترا جسمین لین ملک پر ہے ہوس
وہ گردنکشان کھینچکر تیغ کین
وہ لاؤن عمل میں جو ارشاد ہو
مجھے تجھسے اب کینہ جوئی نہ گرگ
کیا ترک شاہی ہوا گوشہ گیر
نہ فوج اسقدر ہے نہ اسباب جنگ
نہ رکھ دل میں کچھ خواہش تاج و زر
قلم آتش خشم کا سر ہوا
نہیں کچھ مجھے الفت تاج و تخت
لیے تاج شاہی اگر جنگ ہے
نہ دو اسکو دل میں کبھی اپنے راہ
مبارک تمہیں ہو وہ تاج و سریر
کہ ہوں بندۂ خسرو روم و چین
کہ اے پور صد آفرین مرحبا
کہ میں نے تو دیکھا ہے اب آپ پسر
سر مہر آیا ہے پھر نبرد و شر
قرین مسرت مرا دل ہے پھر
اور ایرج تمہارا برادر ہے خورد
یہ آیا برائے پرستندگی
تو پھر اسکو رخصت کرو تم ادھر
کہ تھے واسطے راہ کے ناگزیر

داستان رسیدن ایرج نزد سلم و تور بے فوج بہ اعتذار و انکسار مع نامۂ پدر خود و قتل نمودن آنہا ایرج را از رشک و کین و سر اش را نزد فریدون فرستادن و ماتم نمودن فریدون

شہ روم و توران و چین سلم بود
کہ تھا جنکو جاہ و حشم پر غرور
وہ کہتے تھے ایران کی ہے ہمکو غم
وہ طیار کرتے تھے تیغ و سپاہ رزم

وہ توران میں جاکر فراہم ہوئے
فریدون نے نامہ بھی پھر اک لکھا
کہ آزادہ ایرج تھا فرخندہ خو
کہ بیجا ہوا کشتہ وہ نامدار
کیا تم نے ہے کام ایسا برا
ہوا قتل ایرج کا اب ناگزیر
گیا وہ جو دن جا کے حضور
ہمارا ادب کچھ نہ کیا نگاہ
نہ باتیں جو سنیں اسنے کہیں
مجھے چاہیے اب نہ تاج و کلاہ
یہ کہتا تھا اور گفتار گرم
سرکی نہ رو وہ بیٹھا جو تھا
پھر آنکے رکھا دست پر وہ دیدہ
کہ قتل مجھکو خدا سے تو ڈر
نہ رکھ مجھ سے خون برادر روا
کیا مجھ ایرج نے ہر چند بیاں
سر نامور تن سے کر کے جدا
تو رکھا اسکے اب سر پہ تاج بھی
کہ ابتنے میں نالہ کنان مردمان
فریدون اسے دیکھ گریان ہوا
وہیں توڑ ڈالے وہ کوس علم
اکھاڑے سے نہالان گلشن تمام
ہوا کشتہ یوں ایرج نازنین
کہ ہو تم ایرج سے اے نامور

از خون ایرج وہ باہم ہوئے
پہ سنکے وہ دونوں تھے پر خفا
خردمند و خوش منظر و خوبرو
سیہ تھا نہ جانبر نہ ہو زینہار
کر ایرج سے دل اپنا خوش ہوا
کہ گرچہ وہ ہم نشیں شہ تاج و سریر
تو بولا یہ ایرج سے کمبخت تو رہ
ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ
تیرا ہیں لیے باسمج و باچمن
نہ گنج و نہ کشور نہ فوج و سپاہ
سے لے لیا یہ تھا وہ تندخو
وہاں سے وہ یکبارگی بس اٹھا
کہ بولا برادر بس آیا پسند
ہو نہ سے بات سے پاس خرم بہار
مری جان پہ ستم کہ نصیبہ
نہ آیا سر رستم بیدار گر
بحضور فریدون روانہ کیا
بٹھا اسکو بالا سے تخت شہی
لیے اسکا تابوت پیچھے جو لشکر
وہ خود بیخود سر خاک غلطان ہوا
فغان اور نالہ تھا وان صبح و شام
جلا کے گل و سر و سوسن تمام
کہ سر بھی کہیں اور تن بھی کہیں
پی زہر و کیں جیسا بانگ کمر

پھر انکو ہو کچھ یہ تنبیہ ان
خوشی سے جہان انکی تھی باگ
مگر اب جو برپا ہوا یہ فساد
سیہ فوج پھر سلم نے کی نگاہ
ہمیں قصد تھا ملک ایران کا
پھری آہ اس بات سے تور نے
کہ ایسے بیٹا دسپی بھیج کہتے ہو تو
نشیب و فراز ہم تو نیچ نہیں
کہ اسے بادشاہ جہانگیر گرد
ہمیں بھی یہ لازم ہے آشنا عتاب
نہ گفتار ایرج کی بھائی ادب
وہ کرسی زرا نہ پہ خشم و کین
بہت کر کے جب تاری لگا
یقین جان یہ تو کہ انجام کار
نہیں کچھ مجھے خواہش سروری
وہیں کھینچکر خنجر آب گون
لکھا یوں کہ تو نے بھیجے ہیں
فریدون پہ بھیجے تھا وہ انتظار
وہ تابوت لے آیا تو آیا نظر
گرا بیہوش آیا فریدون کو جیب
بنایا تھا ایرج نے اک گلستان
یہ کہتا تھا کہ یہ کن شہریار
ہوا سو ہوا لیکن اے کردگار
کہ ناشاد کر دوں دل و چشم کا بیناں

کہ بر فوج آتا ہے ایرج یہاں
اسے لیکے وہاں وہ با عزو جاہ
تو آنکے پھر اس بات پہ پہلو
نہ پایا طرف اپنے میل سپاہ
بجز اسکے اب ہو اندیشہ توران کا
رکھا خون رہا اسکا مغرور ہے
نہ ہرگز سزاوار افسر ہے تو
رہے تو وہاں شاہ با تاج و گنج
بزرگ آپ ہیں ہر طرح میں ہوں چھوٹا
کہ ہوں پیش شاہ و عالیجناب
نہ الفت بھائی یہ آئی اسے
اٹھا سر سے ایرج کے مارنے لگا
لگا کہنے ایرج کہ اے نامدار
مجھے رنج پہنچایگا کردگار
کرو نہ رات دن حشمت جا کری
کیا اسنے ایرج کو بس غرق خوں
دیا تاج و زر تیغ اسکا ہر سر
کہ آئے ہے کہیں ایرج نامدار
وہ پوشیدہ تھا بنیاد میں جو ہر
وہ پیدا ہوا کہ ہو وہیں سے پوشیدہ سب
سر اسکا کیا دفن لیکر وہاں
کہ افسوس اے گردش روزگار
ترے فضل سے ہوں اب امیدوار
سنو اب منوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن همشیر ایرج و کتخدا شدن او با پشنگ که او هم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچهر و کینه خواستن او

شبستان میں ایرج کے شاہ جہان
کیئے دیا شاہ کو یہ نوید
خدا دے اُسے ایک فرخ پسر
وہ تھی حسن میں ایک ماہ تمام
جوان ہو دلاور پلنگ ایک تھا
ہوئی حاملہ جیسے وہ رشک قمر
بہت شاہ کو شادمانی ہوئی
کہ جب نو فلک پر مہ و مہر ہو
ہوا جب جوان وہ منوچہر تب
کہا یہ ان نظر کر کے سوئے سپاہ
در گنج شاہی کشادہ کیا
منوچہر سے مردمان سپاہ
جو پہونچی خبر سلم اور تور کو
فریدون یہ رکھتا ہے اب عزم کین
کیا مشورہ دونوں نے گنج و گہر
عوض خون ایرج کے بھیجیں ہم
حضور فریدون وہ بھیجا پیام
سبے جاودان عالم افروز تو
زر و نقل اور گوہر شاہوار
دو پیلان بھجوائیے سیم و زر
کیا ہمکو گمراہ شیطان نے آہ
اگر ہم سے ہین ہوئی سہو یا خطا
تمنا یہ ہے اپنی شام و سحر
رکھیں اُسکے تارک پہ ہم سیم و زر
بلایا منوچہر کو تب وہ ہین
نظر کرتے گنبد نیلگون
دیا اسکو پیغام کا یہ جواب
مگر تمنے اب بیگناہ و خطا
وہ سام نریمان و قارن دلیر

گیا ایکدن تو یہ پوچھا وہان
کہ ہے حاملہ ایک ماہ آفرید
کرے بدسگالان نے خون پدر
فریدون نے رکھا پس پردہ تمام
اُسے ساتھ اُسکے کیا کتخدا
تو اُس سے تولد ہوا اک پسر
سو اُسے زندگانی ہوئی
الٰہی جہان میں منوچہر ہو
ہنر پہلوانی کے سکھلا سب
تمہارا منوچہر ہے بادشاہ
سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا
گذارش یہ کرتے تھے شام و پگاہ
منوچہر ہے مرد پیکار جو
کہ بھیجے اُسے اس طرف بہر رزم
روان بھیجئے اب کہ جو پدر
لئے گوہر گنج و تاج و علم
جو پہونچا تو رکھکر وہ سنگ کہ سر
ہمیشہ کرے جشن نوروز تو
سر پہ زر و تاج گوہر نگار
حضور جہاندار گذران کر
جو سرزد ہوا ہم سے ایسا گناہ
ولے تو خطا بخش ہے خسروا
سو خاور آوے منوچہر گر
کریں پیشکش اُسکے گنج و گہر
بٹھایا سر کرسی گوہرین
سنے تیرے بدخواہ گیتی ستان
کہا جا ہر دو ناپاک ہو کینہ تاب
کیا قصد خون منوچہر کا
وہ کاوہ کہ ہے جنگجو مثل شیر

کہ ہے گو کوئی یان ماہرو باروار
یہ سنکر بہت خوش ہوا شہریار
گذرتے ہیں گئے نو مہینے وہان
کیا پرورش ناز و نعمت کے ساتھ
فریدون کی تھا نسل سے وہ جوان
ملکزادہ ایرج کی ہمشکل تھا
وہ لایا بجا شکر پروردگار
کہ ہے اسکا اقبال دائم بلند
سکھائے سب آئین و رسم ملکی
منوچہر کی تم اطاعت کرو
تمام ہم ہوا لشکر بے شمار
کہ عزم عدو سوز ہی اب کیجیے
قوی بازو و پہلوان و دلیر
یہ سنکر بہت دل تنگ تھا ہر اس
منوچہر کو بھی طلب کیجیے یان
غرض باز رو گنج بھیجا رسول
دعا و ثنا کی شہنشاہ کی
وہ تحفے جو لایا تھا پھر سب
وہ دیبائے رومی و خز و حریر
کہا سلم اور تور کا یہ پیام
خجالت زدہ ہم ہیں تقصیر سے
ہماری یہ تقصیر ہو معاف
تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
فریدون نے دیکھا جو تحفہ تمام
کہا یون کہ اسے بد رخ بد نشان
پھر آیا وہ شہ سے پیغامبر
ہوئے گر منوچہر پر مہربان
منوچہر رکھ سر پہ خود و کلاہ
وہ گرشاسپ پور شیر دیو بل

شتابی سے بھیجا گروہ سوار
کہا یون کہ اب ہوئی پیدا
نہ پیدا ہوئی دختر دلستان
رکھا پھر بہا اسکو دولت کے ساتھ
ہنرمند و دانشور و پارسا
منوچہر نام اُسکا تب ہی رکھا
دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
نہ ہو سکے فزوں چشم بد سے گزند
پھر اُسکے رکھا سر پہ تاج مہی
دل و جان سے تم اسکی خدمت کرو
دلیران جنگی و مردان کار
شتابی سے ایرج کا خون لیجیے
حضور اُسکے روباہ ہو کم جو شیر
پریشان ہوئے اُسکے ہوش و حواس
یہ کیجے کہ اسے بادشاہ جہان
کہ شاید فریدون کریں یہ قبول
کرے مہر بخشندہ سروری
سکھے شہ کے آگے زر و طرب
وہ زریں ملک تھا سے شاہ کو جلیس
کہ بندہ سے ہیں ہم اشتہ ملکتا م
ولیکن ہیں ناچار تقدیر سے
کرو کینہ سے اپنے سینے کو صاف
ہم اُسکی کریں چاکری جاودان
سنا اور یون سرکشون کا پیام
نکھہ ہر سعید اور مبارک خیال
ہوا خندہ زن اور کی گفتار پہ
تن ایرج نامور ہے کہان
سو خاور آئیگا لیکر سپاہ
اکیلین پہلوانی میں سیتے بدل

یہ مردان جنگ آور پہلوان
یہاں خواہ کیسی نہ رہیں زینہار
کیا غدر جو نابکاروں نے اب
گیا اس جہاں سے وہ ایرج اگر
دلیر و قوی جوں ہژبر دمان
پیغامبر نے جواب پیام
غرض تیز رو مثل باد صبا
کہا پھر کہ بیٹے منوچہر کو
اور اسکے جو لشکر میں ہیں پہلوان
وہ دونوں جفا کار بیداد گر
یہ لوہے تھے چرخ فیروزہ رنگ
یہی مصلحت ہے کہ لیکر سپاہ

منوچہر کے ساتھ پہونچیں گے وان
نہیں چاہیئے کہ ہو شاہوار
نہیں ہے بجا یعنی بیجا ہے سب
تو پیدا ہوا اور اک نامور
نبرد آزما مثل شیر ژیان
سنا جب تو ہوش و خرد گئے بس تمام
جہاں سلم اور تور تھے وہاں گیا
جو دیکھا تو ہے مرد پیکار جو
قوی زور میں مثل پیل دمان
ہوئے شک سے پائے بہت پر خطر
کہ ہم گر نہ پہلے کریں قصد جنگ
چلیں ہم بسوئے منوچہر شاہ

مجھے زر سے دیتے ہو تم کیا فریب
تو سب پھیر لیجا یہ گنج اے رسول
ستم سا تھا ایرج کے جو کچھ کیا
اگر ایرج نہیں تو منوچہر ہے
کمر چست باندھی ہے پئے کارزار
ذرا ایک دم پھر نہ ٹھہرا وہاں
وہ پہنچا جو تھا اسکا جویا زہار
جوانمرد و شیر افگن و پیلتن
نبرد آزما ہر جوان مرد ہے
پھر آراستہ ایک کی انجمن
مبادا منوچہر ہو وے دلیر
کریں چلکے ایرانیوں ہم آ کے جنگ

یہ مکاری ہے سب تمہارا فریب
کہ ہرگز ہمیں کچھ نہیں ہے قبول
سوا اسکا مکافات دیگا خدا
فروزندہ مثل مہ و مہر ہے
لیگا شہ سے وہ ایرج کا خون بہا
سپہ البرز میں ہیں سو خاور روان
کیا سلم اور تور سے آشکار
یل نوجوان گرد شمشیر زن
طلبگار پیکار ہونا وہ رہے
کہ کینہ خواہی ہو وے رائے زن
شتابی ادھر آئے مانند شیر
نہیں جو بیاساں میں کچھ درنگ

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون



کیا سلم اور تور نے جب یہ عزم
سواران رومی و ترکان چین
فریدونکو پہونچی یہ جس دم خبر
صبوری کی کر و تحمل باندھ کمر
منوچہر نے یون گزارش کیا
کیا اس طرف شاہ نے پھر روان
سپہ سر بسر گرز و تیغ و سنان
صف جنگ آراستہ جب ہوئی
سو راست گرد دلاور قباد
بجائے تمین تھی قائم سپاہ
گیا بڑھکے آگے دلاور قباد
کہا سے بے پدر خرد کہہ تور سے تجھے
دیا تور کو اُسنے پھر یہ جواب
تمھاری وہ تقصیر مین لایا پناہ
یہ سنکر نہ پاسخ کچھ اُسنے دیا
سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا
کرون قتل مین سلم اور تور کو
یکایک جنگ کو آج موقوف ہم
ہوا خیمہ زن دست مین وقت شب
سواران جنگی و مردان کار
ہوا گرم بازار کین و ستیز
تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ
ولیکن نہ تھا یہ لطف اک
لگے کہنے باہم وہ دونون لئیم
منوچہر پر آج شبخون کرین
شبخون کا رکھتے ہین وہ عزم جزم
غرض سوچ پیکار وسکو کہ سپاہ
گئی نصف سے رات جب وہ گذر
بعزم شبخون وہ آیا جدھر

اکیلا کر منوچہر سے کیجے رزم
نبرد آزمایان و گوران زمین
کہ بہنا ور سے اب لشکر پادشہ
لشکر تا آوین اب اور بھی بیشتر
کہ اب ہے جہاندار کشور کشا
منوچہر کو با سپاہ گران
نہ پیدا ہے سر نے ذرا فکر جان
زرہ صلح سد وہ پھر سبب ہوگئی
سو جیتے وہ کشتہ اسپ فرخ نہاد
منوچہر تھا رونق قلب گاہ
وہین دونون آگئے وان مثل باد
بھلا کام کیا گرز و شمشیر سے
کہ پہونچا کون پیغام تیر اشتاب
کیا غرق خون تمنے ایرج کو آہ
خجل ہوکے میدان سے پھر گیا
منوچہر سنکے یہ باتین ہنسا
کرون غرق خون ہر دو بد گہر
کرین حشر برپا یہان صبحدم
بسر کی وہ شب با نشاط و طرب
ہوئے آگے صف زن یمین و یسار
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
وہان کام سب کا تھا با گرز و تیغ
منوچہر کی غالب آئی سپاہ
کہ غالب رہی آج فوج غنیم
جو اسکو ہم زیر گردون کرین
کیا چاہتے ہین وہ غفلت مین ہم
انھین کا وہین آپ بیٹھا وہ شاہ
جہان تیرہ لیس ہو گیا سر بسر
خبردار پائی سپہ سربسر

فراہم کیا لشکر بے شمار
روان سوے اقلیم ایران ہوئے
بلا نامدار وان تب یون کہا
خبر پھر یہ پہونچی کہ سلم و تور
نہین مجھکو زنہار تاب درنگ
زرہ پوش مردان شمشیر زن
یہان فوج کا کیجیے کیا شمار
وہ آگے ہوا کاویانی درفش
وہ سام و نریمان وہ قارن دلیر
اور وہ پھر تھے وہ دونون گردن کشان
قباد دلاور سے کہنے لگا
ہوئی دشت ایرج سے تیری نژاد
کیا تور اور سلم نے پھر یہ کام
یقین جانیو تم کہ زیر فلک
وہین رزمگہ سے پھر آیا قباد
یہ کہنے لگا پھر کہ ہنگام جنگ
جواب پھر گیا تور میدان سے
پھر از رزمگہ سے منوچہر شاہ
سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
وہ دونون ستمگار بھی لے سپاہ
ہوا اُن کا سر اور گرز گران
ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار
ہوئے تور اور سلم بس ہوشیار
سپاہ اُنکی غالب ہوئی کل اور بھی
منوچہر کو بھی یہ پہونچی خبر
وہین کرکے قارن کو شستہ طلب
سواران جنگ آزما بھی ہزار
[illegible] شعار
بنا چار جیا ہا کہ پھر جائیے

یلان تنومند جنگی سوار
پئے کینہ خواہی شتابان ہوئے
کہا سے شیر مردان جنگ آزما
قریب آگئے بس نہین کچھ بھی دور
اجازت مجھے دیجیے بہر جنگ
جوانان جنگ آور صف شکن
سواران جنگی تھے شش صد ہزار
کہ تھا ایک علم سرخ و زرد و بنفش
کہ تھے کینہ خواہی مین مانند شیر
پئے رزم لائے سپاہ گران
منوچہر سے جاکے کہہ تو ذرا
تو زنہار اس بات سے ہو نہ شاد
کہ دونونکو لعنت کرین خاص و عام
رہی تجھپہ لعنت قیامت تلک
حضور منوچہر فرخ نہاد
عیان ہو نژاد و گہر بید رنگ
امان اُسنے پائی ذرا جان سے
گیا بس وہین سوے آرامگاہ
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
تھے آگے میدان مین کینہ خواہ
دلیرونکا پہلو و نوک سنان
زمین خون سے انکے ہوئی لالہ زار
کہ آیا نظر اونکو اپنا گزند
سو اسواسطے مصلحت یہ ہوئی
کہ وہ بد نہادان بے داد گر
کہا ہو خبردار لشکر سے اب
لیے ساتھ اُسنے پئے کارزار
سواران جنگی لیے سو ہزار
طرف اپنے لشکر کے اب آگئے

ولیکن نہ زنہار پایا گذر
یہ پہونچی خبر جب منوچہر کو
جہان تھا رہا کش تھا رزم ساز
اٹھایا وہین اُسکو بس بیچ سے
ہوا شاہ جب اور بہ پیچ و تاب
گیا بھاگ کر درمیان حصار
نگہبان ڈر کا کوئی اک گروہ تھا
چلا اک تیر مارا بہت زور سے
ولیکن نہ زنہار کاری پڑی
تن اسکا کیا تیغ سے چاک چاک
ہوئی خیمہ زن فوج گرد حصار
منوچہر نے اُسکو بھیجا پیام
اگر شیر دل ہو تو آ اے پہلوان
یہ سنکر اُسے غیرت آئی وہین
منوچہر شاہ ولایت ستان
شہ روم و خاور ہو گشتہ جب
کیا عرض مت کھینچیے تیغ کین
وزیر خردمند رخصت ہوا
شہنشہ نے سب پر لطف و خوشی
ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعنان
پیادہ ہوا اور منوچہر بھی
بٹھایا منوچہر کو تخت پر
جہان تیغ ہوئین رفتنی آج کل
پھر آخر فریدون جہان سے گیا
ہوا پھر بفضل خدائے کریم
کیے سام کو اپنا مختار کام
یہ کہتے تھے ہر شام و ہر بامداد
جہان میں تو فرمانروا ہو سدا

ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
کمینگاہ سے تب شہ نامجو
دلیرانہ پہونچا بشست تیزہ باز
لگاتا زمین پر سپہر کین سے
سو سلم آیا ادھر کشتاسپ
ہوا جا کے محصور وہ نابکار
دلیر وہ ہوا وہ دو جنگ آزما
گھر پر منوچہر کے آن کے
ہوا شہ غضبناک پھر اُسگھڑی
سپہدار کا کو ہوا یون ہلاک
نہ تھا قلعے میں چھپا کا گذار
کہ بس تیری ترکی ہوئی اب تمام
تو بہت جان کر اپنی جل سکان
وہ غیرت سے سر زیر لائی وہان
مقابل ہوا لیکے تیغ و سنان
ہوا لشکر انکا پراگندہ سب
شہنشہ نے پہر آکے شاہ رو زمین
کہ شمول لطف و عنایت ہوا
عنایات شاہانہ مصروف کی
ہوا تب عنان تاب شاہ جہان
کیا پھر قدمبوس با صد خوشی
رکھا اُسکے تارک پہ پھر تاج زر
کہ آتا ہی ہر دم پیام اجل
وہ سرو سہی گلستان سے گیا
منوچہر بھی بادشاہ عظیم
کہ تھا کاروان وہ دل نامدار
کہ ہم اے جہاندار فرخ نہاد
یہی آرزو ہے یہی ہے دعا

ہوئی وقت شب تیرہ رانی عیان
شتابی سے پہونچا سو رزمگاہ
پھر اک تیر مارا ابیں پشت تور
جدا تیغ سے کر کے سر تور کا
نپائی وے سلم نے تاب جنگ
منوچہر بھی سوے حصن متین
سو رزم و پرخاش نائل ہوا
منوچہر نے کھینچ کر وہین تیغ
کمربند اسکا پکڑ کین سے
لگا کہنے پھر شاہ فیروز جنگ
رہا سلم مدت تلک قلعہ بند
ملا دونگا تجھکو تہ خون خاک
مقابل مرے آکے اب ہو شتاب
نکل قلعہ سے سلم جنگی سوار
کیا زخم شمشیر اُسپر رہا
سپہدار خاور کا تھا اک وزیر
سر رحم آیا وہین شہریار
غرض سلم اور تور کی فوج کو
جو تھا منصب اُسکا وہ قائم رکھا
جو نزدیک پہونچا وہ کشورکشا
جب آیا وہ ایوان شاہی میں تب
کہا پھر یہ سام و نریمان سے
بہت پند کی پھر منوچہر کو
فریدون جہاندار اب ہے کہان
لبان فریدون کیا عدل و داد
سپاہ امیران و فرزانگان
ٹرپتے جان دل سے ہین غمگسار
لکھون زال و رستم کی اب داستان

ہوا غرق خون پھر ہزارون جوان
سے کیے قتل آکر بہت کینہ خواہ
تو قالب سے اُسکے ہوئی جان دور
حضور فریدون روانہ کیا
گریزان وہان سے ہوا بیدرنگ
گیا لیکے فوج اور گھیرا وہین
منوچہر کے وہ مقابل ہوا
لگائی سر خصم پر بیدریغ
سر ناک ٹیکا اُسنے زمین سے
کرو قلعہ کو گھیر کر خوب تنگ
ہوا تنگ زیر سپہر بلند
نبا مردی آخر تو ہوگا ہلاک
خدا جسکو چاہے کرے فتحیاب
دلیرانہ آیا سپے کارزار
کہ تن سے ہوا سلم کا سر جدا
وہ آیا حضور شہ بے نظیر
کیا اُسنے پیمان و عہد استوار
وہ لایا حضور شہ نامجو
زیادہ کیا بلکہ کچھ مرتبا
فریدون پیادہ گیا پیشوا
فریدون نے باصد نشاط و طرب
لگا سینے نبیرے کو چھونا تھے
دعا دی کہ قائم جہان میں تو ہو
تیرے نام نیکی رہے جاودان
رکھا لطف و احسان سے سبکو شاد
ہوئے سب ثناخوان شاہ جہان
کرین چاکری تیری لیل و نہار
اُسکا بیٹا پسر بھی ہو جوان

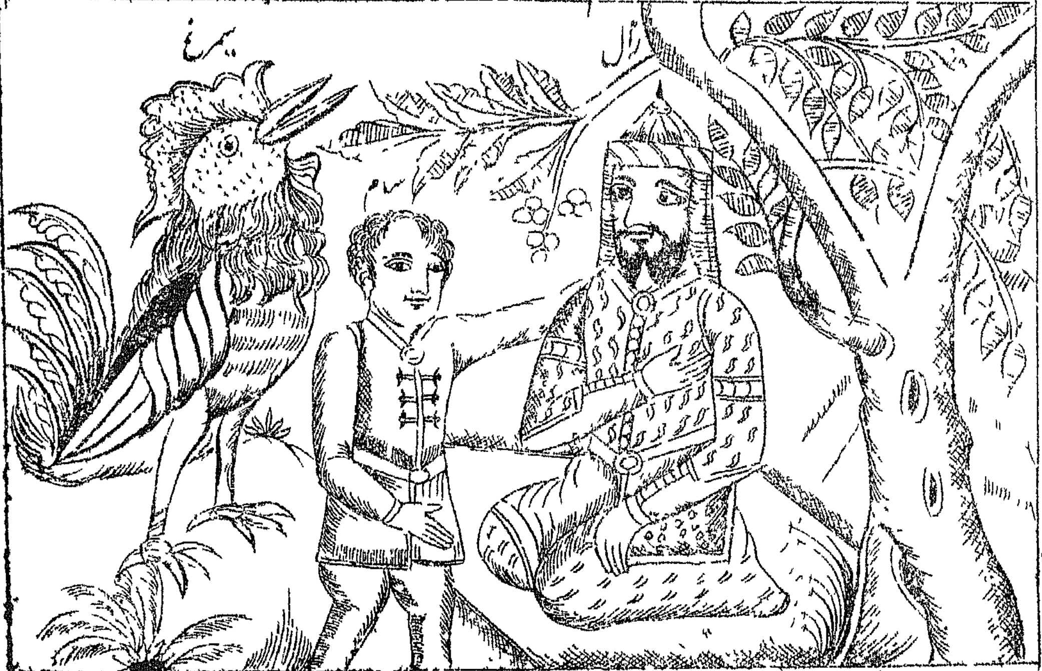
داستان تولد شدن پسر بخانہ سام نریمان و زرد شدن ہمہ موی سر تنش و نام نہادن زال و باز آمدن در سیستان

شبستان مین سام کے اک پسر
پیدا ہونے لگی تھی کموا سے نامور
وہین سام نے آ کے دیکھا اُسے
یہ کہتے تھے وان مرد ہان خاص عام
یہ سنکر ہوا سام بیل شرمگین
مکان وان جو تھا ایک سیمرغ کا
ہوا مہربان رحم آیا اوسے
تو سیمرغ کو صرف الفت ہوئی
کوئی کاروان اتفاقا ادھر
یہان شام کو خواب آیا نظر
ہوا جبکہ بیدار وہ پہلوان
خوشی سے پھر اسکی خبر کے لیے
کہا ایک نے یہ کہ اسے پُر شعور
سپید اسکے مو ہین اگر سر بسر
نظر مین رہے گو ہو فرزند خوار
ہوا صبحدم سام گھر سے روان
الٰہی مرے حال پہ رحم کر
نظر کی جو سیمرغ نے ناگہان

تولد ہوا گل بنرخ و سیمبر
خدا نے دیا بچہ اک طرفہ تر
ہوا خوف و اندیشہ پیدا اوسے
کہ یہ طفل ہرگز نہین پور سام
اُٹھا لیگیا زال کو بس وہین
یکایک وہ سیمرغ ادھر کو گیا
اوٹھا آشیانہ مین لایا اوسے
کہ بچونکو بھی اک محبت ہوئی
جو گذرا تو شادان ہوا دیکھکر
یہ کہتا ہے کوئی کہ اسے نامور
تو بیٹھ و لیکن رہے پہلو شادمان
روان سوی البرز مردم گیے
کیا تجھکو خوف خدا دل سے دور
تو کیا عیب ہے اک نظر اسپہ کر
سفر سے ہے وہ پیش پروردگار
سوے کوہ البرز آیا دوان
کہ پھر پاؤن ہین جلد اپنا پسر
تو دیکھا کہ ہے شیر نام گریہ کنان

سفیدی تھی اسکے اندام پر مو تمام
کہ ہر چند چہرہ تھا سرخ و قد لالہ رو
رکھا اُسکا مان باپ نے نام زال
پڑا رہ گیا دیو سے یا پلنگ
سوے کوہ البرز ڈالا اوسے
جو دیکھا تو اک کودک شیر خوار
لیے جا اپنے بچون کے باصد خوشی
وہ رہتے تھے باہم شب و روز شاد
وہ سیمرغ سے زال کو لگ گیا
ترا پور زندہ ہے اور شاد ہے
ہوئی تازہ تر الفت و مہر پور
پھر اک خواب دیکھا بروز دگر
یہ دکھا دور آنکھون نے فرزند کو
کہ تیرا ابھی ابیض سر و ریش ہے
خروشان ہوا دیکھکر یہ خواب
خدا سے وہان اُسنے کی التجا
پذیرا ہوئی اُسکی یکسر دعا
وہ سیمرغ آیا وہین پیش سام

گئی دایہ یہ دیکھکر پیش سام
مو بے مثل خار اسکے یکسر بدن
تعجب تھا صورت پہ اسکی کمال
خلعت ہے انسانکی بے ریب اور ننگ
شبستان سے اپنی نکالا اوسے
پڑا ہے سر خاک وہ تشنہ زار
لگا پرورش کرنے وہ زال کو
ہوا تو جوان پہر و فرخ نہاد
محبت سے ساتھ اپنے اُسکو رکھا
جہان مین تجھ سا وہ آباد ہے
کہ ہے پور دلبند آنکھونکا نور
نظر آئے دو مرد فرخ سیر
کیا خوار یون پور دلبند کو
تو ناحق پسر کا بد اندیش ہے
نہ دل مین رہی کچھ صبوری نہ تاب
بہت زاری و گریہ کرکے کہا
ہوا حال پر اُسکے لطف خدا
سنا قصہ خواب اُسنے تمام



یہ سیمرغ نے سام سے پھر کہا
کیا زال کو کاروان سے طلب
کہا یون کہ لیجے یہ اپنا پسر
ملے اپنے سیمرغ نے چند پر
شتابی سے پہونچونگی وان آنکر
مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار
غرض بچہ کا بس پرورندہ ہے تو
لگا کہنے پھر سام فرخ سیر
کرون تیری تعظیم صبح و مسا
یہ تو ورسے ارشاد شہ نے کیا
منوچہر پھر زال کو سامنے
طلب کرکے انجم شناسونکو وان
سو گردش انجم و آسمان
دلیر و شجاع و قوی پہلوان
کرم سے عنایت کیا زال کو
اُسے حاکم شہر زابل کیا
وہ زابل مین پہونچا یل نامور
کیا سام نے ہر طرف سے طلب
کہ تربیت زال کو روز و شب
ہر اک فن مین تم اسکو کامل کرو
نصیحت [illegible] نے پھر زال کو
[illegible] سام نبرد آزما
ریاست [illegible] کی
سپہدار کابل [illegible] مہراب [illegible]
اور اس ملک [illegible]
کہ مہراب [illegible]
[illegible] سام [illegible]
ہوا آگے [illegible] سیمرغ وان
[illegible] غائب تھی

کہ دایہ ہو تمہین شہرہ فرزند کا
عطا کیں اُسے با صد طرب
یہ ہر لائق تاج و اورنگ زر
کہا زال سے یون کہ اے نامور
تری مشکل آسان کرون سر بسر
فراموش مت کیجیو زینہار
ترا گرد عالم سے ہے نام نکو
کہ شرمندہ ہون تجھسے مین آپ پر
تلافی مری تاکہ ہو جرم کا
کرے [illegible] اُٹھین جا کے تو پیشوا
گیا لیکے سام یل نامجو
کیا حکم پھر یون کہ اے نجم دان
نظر کرکے بولے یہ دانشوران
یہ ہوگا سرافراز گردنکشان
جہان مین تھا خورد یا زال کو
سپہدار اقلیم کابل کیا
تو پھر سے بہ تسلیم کرکے سپر
ہوئے آنکے جب فراہم وہ سب
ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب
ہنرمند و ہشیار قابل کرو
کیا سے پور دانا و فرخندہ خو
سو کشور گر گساران گیا
بہت خلق نے پائی آسودگی
سو تھی اسکی اک دختر مہ لقا
[illegible] لالہ فام
کیا زال سے وصلت کو تنہا
کہ بچہ کلان تھا درون شکم
کیا زال نے ماجرا سب بیان
[illegible] ہاتھ پیل اور دیو بھی

بہت عاجزی سام اُس سے کی
پھر اوس نے سیمرغ کے زال کو
ہوا پھر یل سام خرم وہین
جو مشکل کوئی پیش آئے تجھے
پھر یہی ہے مری دل مین التجا
یہ سنکر کیا زال نے یون بیان
روانہ ہوئے جو وانسے پھر زال و سام
خدا سے کیا عہد اب استوار
لگے جبکہ پھر شہر کے متصل
وہ شہزادہ تب لیگیا آن کر
کیا حاصل اُسنے زمین بوس شاہ
ذرا طالع زال دیکھو تو اب
کہ ہے طالع زال شاہا بلند
شہنشاہ اسپان تازی و زر
کیا سام پر لطف پھر بیشمار
حضور جہاندار سے سام زال
شہر پہ وران جہاندیدہ کو
یہ کہنے لگا وہ یل نامور
جہاں دو اسے داب شاہی تمام
بفرمان شاہ جہان بہر رسم
تجھے بیٹے سونپا یہ زابلستان
ہوا حکمران ملک زابل کا زال
ہوئی پھر اُسے آرزوئے عروس
وہ ضحاک کی نسل سے تھا مگر
ہوا زال سے ہم بعیش و خوشی
غرض حاملہ رشک گلشن ہوئی
ہوا زال کو پھر بہت اضطراب
دلیرا کا اسے سرور انجمن
ہنر چند گئے پہلو سے زن [illegible]

گیا پاس وہ کاروان کے تبھی
سے آیا حضور یل نامجو
لگا کرنے سیمرغ کو آفرین
تو پر تو جلایا دیکھو سے مجھے
زیادہ ہے مجھکو محبت تری
ترا بندہ ہون آشیہ طائران
بہت دل مین اپنے تھے وہ شاد کام
کہ تجھکو رکھون ہیا و دان یادگار
سپہ انبوہ شش منوچہر کا لشکر دل
گئے شہر مین وے بصد کر و فر
شہنشہ نے بخشا عمود و کلاہ
حقیقت گزارش کرو ملک سب
جہانمین یہ ہوگا پیدا ارجمند
سلاح و زر و خلعت پر گہر
زیادہ کیا اور بھی اقتدار
غرض سے ہوگئے شادان کمال
فراست شناسان سنجیدہ کو
کہا سے استادان صاحب ہنر
کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
سو گر گساران مہراب ہی عزم
تو داد و دہش خوب کرنا یہان
رکھا خلق کو شاد و خرم کمال
ہوئی میل خاطر بسوئے عروس
خردمند و دانشور و نامور
طلبگار دختر کا مہراب کی
گرفتار غم و فتنہ زادن ہوئی
جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب
شکم مین ہے اک بچہ پیلتن
شکم کیسے نہ نکلیگا یہ شیر [illegible]

یہ سنکر دیا زال نے یہ جواب
کہ تدبیر فرمائیے کچھ شتاب

وہ تدبیر جس سے ہو خوشنود جان
رہے جان کی خیر اے مہربان

بیابان کی لی اوسنے پھر وہین راہ
دیا اوسنے وہ سیمرغ لایا گیاہ

کہا زال سے پھر کرائے دختر
پلایا وہ زن کو تو بیہوش کر

پھر اوس جا پہ جا کر پہلو وسکا تو چاک
کہ بچہ نکل آئے بےخوف و باک

لگا اوسکے پھر زخم پر یہ گیاہ
کہ ہو تندرستی بفضل الٰہ

غرض زال نے پھر پلایا شراب
کیا مست رودابہ کو بس شتاب

کیا چاک پہلوی زن اسطرح
بتایا تھا سیمرغ نے جس طرح

وہ پیدا ہوا بچہ پیلتن
جسے دیکھ حیران ہے مرد و زن

بہن ایک رودابہ کی نام شہین
رواں اشک کرنے لگے پھر وہین

مبادا کہ رودابہ تنہا لگی لب
کیا بطن سی زال نے اوسکو تب

لگائی جراحت پہ پھر وہ گیاہ
ہوئی تندرست اوس دن وہ شکناہ

وہ کودک تھا حقیقت میں شکل سام
رکھا رستم اختر شناسوں نے نام

شبیہ پسر زال نے دیکھکر
شتابی سے بھیجی حضور پدر

سو پیکر رستم شیر خوار
نگہ کرکے بولا وہ سام سوار

بعینہ مری شکل ہے یہ پسر
بجا ہے جو کہیے اسے شیر نر

تحائف بہت زال نے بھیجوان
خوشی سے گئے سوے کابل روان

یہ پہونچی خبر جبکہ مہراب کو
کہ پیدا ہوا رستم نام جو

یہ سنکر وہ مسرور و شاداں ہوا
برنگ گل تازہ خنداں ہوا

بجا لائے شکر خدائے کریم
لگا دینے ہر اک کو دینار و سیم

وہ رستم کہ تھا کودک بے نظیر
اوسے ہفت دایہ کا ملتا تھا شیر

کمی تھی باقی جو کچھ [illegible]
تو شیر اوسکو دیتے تھے دہ گاو کا

طعام اوسکو آنے لگا دلپسند
تو جب پانچ آنے لگے گوسفند

وہ کھا جاتا تھا گوشت اوسکا تمام
تعجب میں تھے مرد و خاص و عام

سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
بخوبی ہوا اسپ پر وہ سوار

لیا ہاتھ میں ایک گرز پدر
رہے لوگ حیران اوسے دیکھ کر

کہ اس طرح کودک یہ ہے زورمند
نہ دیکھا کہیں زیر چرخ بلند

یہ کہتے تھے رستم بفضل خدا
تنومند تر سام سے ہووےگا

سو گرگساران و مازندران
کشوران فرمانروائے جہان

سر رزم تھا سام جنگی شعار
لڑائی تھی دیووں سے لیل و نہار

یکایک دل سام آیا ادھر
کہ دیکھے رخ رستم نامور

محبت نے کھینچا تو وہ پہلوان
روانہ ہوا سوے زابلستان



روان ہو کے کابل سے محراب بھی — سو زابل آیا بلطف و خوشی
قریب آکے پونہچا وہان سام جب — گئے پیشوا زال و محراب تب
اور اک سر پہ رستم کے تھا تاج زر — ہوا سام خوش دور سے دیکھکر
فرود آئے گھوڑون سے محراب و زال — یہ چاہے تھا پھر رستم خرد سال
کہا ای اونہیں تکلیف مت کھینچ تو — تفاخر ترا ہے مری آرزو
ہوا سام پھر تخت پر جلوہ گر — سوی راست بیٹھا وہ زال نکو
بصد لطف سام یل پیلتن — ہوا ساتھ رستم کے گرم سخن
کہا ای پہلوان جہان شاد رہ — جہان جب تلک ہی تو آباد رہ
نہیں چاہتا خواب و آرام کچھ — نہ عیش و طرب سے رکھون کام کچھ
خدنگ و سنان گرز و شمشیر یون — تن بدسگالان کرون غرق خون
کیا ایک تب جشن طرب — ہوئی بادہ کش بزم عشرت میں سب
نہیں زال اور سام سے کچھ خطر — نہ شاہ جہانگیر کا [illegible]
وہان پھر کرے کون اشتلم کشی — رہے پھر کسے طاقت سرکشی
وہ اس یاوہ گوئی سے تھا شاد کام — تبسم کنان اس پہ تھی زال و سام
ادھر کا لیا قصد پھر سام نے — تو رخصت ادھر چاہی آرام نے
یہ کہکر اونہیں سام فرخ سیر — روانہ ہوا پھر سوی باختر
منوچہر شاہ جہانگیر کا — وہان مست پیل سفید ایک تھا
لگا لوٹنے وہ کہ کیا ہی فغان — کیا مردمان نے یہ اوس دم بیان
بہت خلق کو اوس سے پہونچا گزند — دوان ہر طرف ہی وہ پیل بلند
لیا ہاتھ میں گرز سام دلیر — چلا اوس سے بازار مانند شیر
شب تیرہ سے اور ہاتھی چھپا — تو ایوان سے اسوقت باہر نچا
کدھی الغرض بیچارہ دربان ملا — گریزندہ پھر وان سے ہر اک ہوا
گیا سوی پیل دوندہ دلیر — ہوا جاکے نعرہ زنان مثل شیر
کیا کام آخر جب اوس پیل کا — تو پھر پلٹ سوی ایوان گیا
سپاس خداوند جان آفرین — وہ لایا بجا اور خوشی کی وہین
کہا دل میں اپنی نہیں کچھ عجب — جو خون نریمان یہ لیجا اب
کسی طرف ہی اک کوہ سپند — اور اوس کوہ پر ہی حصار بلند
کہ ہین اک سنگ گران قلعہ سے — نریمان کے سر پر گرا اوس نے
یہ رستم سے قصہ بیان کر کے سب — کہا زال نے یون کہ ای پور اب

وہ پہونچا اولے سام سے پیشتر — ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
بہت خوب تھا ایک پیل بلند — سوار اوسپہ تھا رستم ارجمند
گئے جبکہ وہ سامنے سام کے — تو پھر وہ وہین تعظیم کے واسطے
اوتر پیل سے وہ پیادہ شتاب — یہ بولا وہین سام عالیجناب
یہ کہکر دعا دی کہ پروردگار — رکھے تجھکو دائم بجاہ و وقار
طرف جب کے محراب فرخندہ خو — وہ رستم بھی بیٹھا وہان روبرو
ثناخوان وہ رستم ہو اس سام کا — تہمتن نے دی اوسکو پھر یہ دعا
دعا دیکے پھر یون گزارش کیا — کہ ہون بندہ کمترین سام کا
مجھے چاہیے اسپ و زر و خود — نہیں میں طلبگار ساز و سرود
یہ گفتار سن سام شادان ہوا — رخ اوسکا بسان گلستان ہوا
ہوا انشاء ہی کا جس دم ظہور — تو بولا وہ محراب مست غرور
جہان میں ہوا رستم پہلوان — بشمشیر خونریز و گرز گران
کرون تازہ آئین ضحاک اب — ملاؤن عدو کو تہ خاک اب
یہ آئی خبر سام کو بعد ازان — کہ پھر زور پکڑے نہ اب دشمنان
کہا رستم و زال کو پھر وہین — کہ مت چھوڑنا تم رہ داد و دین
گئے زال و رستم سو سیستان — کہ تھا وہ حکومت کا اونکی مکان
اوٹھا ناگہان رات کو ایک روز — یہ سنکر فغان رستم نیک روز
کہ پیل سفید شہ نامور — رہا ہو گیا بند کو توڑکر
پھری اس خبر سے جو رستم کو ہوش — کیا پہلوانی نے بس وہین جوش
ولے حاجبون نے کیا در کو بند — کہا یون کہ ای کودک ارجمند
نمانا اور اک مشت … — لگا یا وہین سر پہ دربان کے
غرض توڑکر وہ وہین قفل بند — شتابان ہوا رستم زور مند
جو مارا انہیں ایک گرز گران — گرا خاک پر بس وہ پیل دمان
یہ سنکر خبر زال حیران ہوا — وہ کے دل میں مسرور و شادان ہوا
طلب رستم نامور کو کیا — سر و دست و بازو پہ بوسہ دیا
نریمان کا جس طرح ہی ماجرا — بیان اوسکو کرتا ہون سنیے ذرا
بحکم فریدون فرخندہ خو — نریمان نے گھیرا تھا اوس قلعہ کو
پراگندہ وہ وہین ہوا منغض — گئی جان قالب سے اوسکے نکل
شتابندہ ہو سوی کوہ بلند — نریمان کا خون لیکے ہو ارجمند

یہ سنکر وہین رستم نامدار
ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند
سپاہ گران لیکے وہ ہمرکاب
سہ سال اور اک ماہ تک با شکام
کیا اوسنے رستم کو رخصت اودھر
تو چارہ گری اوسکی کچھ وہان
کئی اونٹ ہمراہ بار نمک
لیے باندھ بار نمک مین سلاح
کہ آتا ہے اب کاروان نمک
تو ہر گوشے سے آئی بیوپاری پھر
عقب اوسکے سب پہلوان لیکر
مقابل ہوا کوتوال حصار
ہوا کشتہ آخر جو سردار دژ
عجب طرفہ تر وانکی اجناس تھی
جو دیکھا کہ ہے سنگ خارا کا گھر
لگا کہنے یون دیکھکر پہلوان
کیا فتح مینے یہ حصن حصین
یہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام
کیا تونے تسخیر حصن متین
لگا آگ اب قلعہ کو کر خراب
جو پہونچا یہ نامہ تو وہ پہلوان
ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
غرض سام نے جب نامہ پڑھا
سنا کارنامہ یہ رستم کا جب
ہوئی منوچہر آتا ہون پھر

روانہ ہوا جانب کوہسار
سپاہ اگر رستم کو پہونچے گزند
کہا اوسکو بہر کمک پہونچا شتاب
کہا سام نے اوسنا کہ یہ کام
اور اوس نے کہا یون کہ ای نامور
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
کہ درکار ہے دژ مین تدبیر شتاب
کہ یہ بات کہتی وان تدبیر صلاح
وہ بولا کہ لاؤ اوسے یان نمک
ہوا گرد انبوہ اوسکے کثیر
غضب دشمنان مانند غران شیر
ہوئی گرم وان اوسنے لبس کا بزار
گریزان ہوئے سب نگہدار دژ
کہ دیکھی نہتی مردمان نے کبھی
اور اوسکی ہے دیوار بھی سربسر
کہ یہ کار انسان نہین بیگمان
کہ ہمسر نہین جسکا چرخ برین
دل اوسکا ہوا خرم و شادکام
ہزار آفرین صد ہزار آفرین
وہان سے تو پھر اسطرف آ شتاب
روانہ ہوا جانب سیستان
نثار اوسکے سر پر کیا سیم و زر
تو پھر شوق سے چشم و سر پر رکھا
ہوئے اہل ایران وان سن طرف

یہ پہونچی خبر سوی مازندران
وہان جنگ اک اوسکو درپیش تھی
جوانان جنگ آور و شیر تن
پھر اوسنے لیے ایک بارہ پہلوان
اکیلا ہے کاروان کا لباس
کہ کینہ کرون جا کے پیش حصار
سجائے شتربان تھے پہلوان
در دژ پہ پہونچا یل نامور
وہین آنکلے لیکے مردان
ہوئی رات جس دم کہ تاریکتر
خبردار ہو قلعہ کی سب سپاہ
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
دلیرون نے تاراج دژ کو کیا
گیا پھر وہان رستم نامدار
سوا اوسکے اک گنبد زرنگار
لکھا نامہ رستم نے پھر زال کو
جو ارشاد ہو سو بجا لاؤن مین
یہ پاسخ لکھا اے خردمند پور
فقط دل کو ہے یہ نگارش کیا
کہ دیدار کا ہے تیری اشتیاق
گیا زال با صد طرب پیشوا
سو سام رستم نے نامہ لکھا
اوسے اسقدر شادمانی ہوئی
ہوا دل یہ ہر اک کا امیدوار

کہ رستم ہوا جانب دژ روان
سو یکدست موقوف اونسے رکھی
ہوئے گرد اوس قلعے کے خیمہ زن
روانہ ہوا سوے مازندران
اگر قلعے مین جاکے تو بے ہراس
تجھے چھوڑینگے نہین وان زندہ اک نابکار
ہر اک گرد تھا صورت ساربان
خداوند دژ کو یہ پہونچی خبر
گیا قلعے مین جبکہ وہ کاروان
تو پھر سب جنگ آورونے باندھی کمر
ہوئی آکے رزم آور و کینہ خواہ
رہا صبح تک گرم بازار جنگ
بہت مال و اسباب وان سے لیا
سو خانہ حکمران حصار
بصد لطف و خوبی ہے رشک بہار
کہ اے نامدار یل نامجو
رہو ان اکیلان یا وہان آؤ تین
رہے چشم بد سے تجھے سر بخطہ دور
روان نریمان کو روشن کیا
جدائی ہے تیری بہت مجکو شاق
بصد شوق اوسکو بغل مین لیا
رقم مژدہ فتح و نصرت کیا
کہ پھر تازہ گویا جوانی ہوئی
کہ سارے بد اندیش سب ہونگے خوار
یہ باقی قصہ سناتا ہون ...

داستان نشستن نوذر بر تخت

منوچہر پدر خود و وصیت کردن منوچہر اورا

چو گذری بشاہی صد و بست سال
قریب آگئے اب تیری حالت کے دن
تو اختر شناسان صاحب کمال
بسر ہوگئے بس خلافت کے دن
لگے کہنے شاہ منوچہر کو
یہ سنکر جہاندار کشورکشا
کہ اے شاہ دانشور نامجو
طلب کرکے نوذر کو کہنے لگا

کریں ہوں کمربستہ سوی عدم / مبارک تجھی تخت و تاج و علم
توست چھوڑیو رسم و آئین داد / رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد

سو حق پرستی تو رہیو مدام / نہ غیر از رہ راستی رکھیو کام
جہان میں ہوئی تازہ اشلوری / ہوئی نام موسی کے پیغمبری

وہ پیدا ہوا سوی خاور زمین / کیا خلق نے اختیار اوسکا دین
وہ ہی مرسل خاص یزدان پاک / کیا اوسنے فرعون کو اب ہلاک

توست ہو جیو اوس سے پرخاش جو / قبول اوسکے اب کیجیو دین کو
تجھے پیش ہے اک مہم عظیم / تیرے اہل توران ہیں سب غنیم

رہ کینہ خواہی سے پوشنگ / کرے قصد تیری طرف پھر جنگ
تجھے ہاتھ سے اوسکے پہونچے گزند / تو عاجز ہو پس رنج پہنچے بلند

بقصد نبرد از رہ سرکشی / کرے جب بد اندیش لشکر کشی
خبر کیجیو سام اور زال کو / کمک چاہیو اوس سے اے نامجو

یل نوجوان یعنی فرزند زال / نہیں پہلوان کوئی جسکے مثال
وہ اس خاندان کا ہے خدمتگزار / کرے یاوری آکے لیل و نہار

منوچہر کرتا تھا جب یہ بیان / ملکزادہ نوذر تھا گریہ کنان
نہ کچھ اون دنون شاہ بیمار تھا / نہ کچھ درد تھا اور نہ آزار تھا

یکایک ہوا خسرو سرفراز / گرفتار بیماری جان گداز
نہ جانبر ہوا پھر شہ بے نظیر / جہان سے سفر کر گیا ناگزیر

منوچہر کے بعد با کر و فر / سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر

جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی / ہوا مسند آرای فرماندہی
ولیکن منوچہر کی رسم پر / نہ قائم رہا خسرو نامور

نہ داد و دہش کی نہ انصاف و داد / ز غفلت بجور و ستم دل نہاد
ہوئی بند یکسر مروت کی راہ / ہوا بندۂ سیم و زر بادشاہ

یکایک ہوا اوس سے بیزار سب / ہوئے منحرف بلکہ بیزار سب
لکھا بادشاہان اطراف کو / کہ آؤ ادھر اور یہ ملک لو

ستمگار نے جبکہ دیکھا یہ حال / ہوا اپنے دل میں ہراسان کمال
سوی سام نامہ کیا اک روان / لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان

تجھے وقت رحلت کے کرتا تھا یاد / منوچہر شاہ خجستہ نہاد
زبان پر تھا شہ کے یہی بار بار / کہ رکن خلافت ہے سام سوار

ہوئی سلطنت اندنون کچھ خراب / یہان آپکو اب تو پہونچا شتاب
وگرنہ یہ پھر تخت شاہی نہیں / بد اندیش ہوا اور ایران زمین

اودھر تو یہ نامہ لکھا اور ادھر / ستمدیدگان پہونچے وان بیشتر
کہے تجھ سے جو نوذر نے بیداد یان / کہے سام سے جا کے سب یہ بیان

پہونچتے ہیں نامہ گیا شاہ کا / تاسف بہت پہلوان نے کیا
روانہ ہوا مازندران سے وہیں / شتابان ہوا سوی ایران زمین

جو نزدیک پہونچا یل نیکنام / بزرگان ایران گئے پیش سام
گزارش کیا یہ کہ اے نامور / جہاندار نوذر ہے بیدادگر

تو بیٹھ اب سر تخت فرماندہی / تو رکھ اپنے سر پر کلاہ مہی
گرفتار کر شاہ نوذر کو اب / اطاعت کرین ملک کے ہم تیری سب

یہ لایا زبان پر یل ارجمند / خدا کے یہ نزدیک کب ہے پسند
کہ نوذر نژاد کیان سے ہو یان / اوسے قید کر ہو نہیں شاہ جہان

منوچہر کی دشت ہوئی اگر / سر تخت شاہنشہی جلوہ گر
کمر باندھتا ہیں پے چاکری / شب و روز کرتا ہیں فرمانبری

جو نوذر نے پیشہ لیا ظلم کا / تو ای نامداران اندیشہ کیا
اوسے باز لاؤنگا اس راہ سے / کرون تازہ پیمان شہنشاہ سے

نہو منحرف اوس سے تم زینہار / کرو چاکری اوسکی لیل و نہار
یہ کہکر گیا پیش شاہ جہان / جھکا یا سر عجز جون بندگان

کیا شاہ سے سبکو گرویدہ پھر / رہا کوئی بھی وان نہ رنجیدہ پھر
سنو آگے احوال پوشنگ / کہ نوذر سے آکے ہوا گرم جنگ

جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما / سپہدار اقلیم توران کا تھا
سرافراز تھا نسل سے تور کی / اوسے جنگ نوذر سے منظور تھی

پسر ایک تھا اوسکا افراسیاب / کہ ہیبت سے جسکی ہو خارا بھی آب
یل زورمند و دلیر و جوان / نہ تھا اوسکا ہمسر کوئی پہلوان

پشنگ اُس سے کہنے لگا ایک روز
شتابان ہوتا خیریت کہہ وا
ہوا میل خاطر سو رزم و کین
کرون جا کے سالار ایران جنگ
پھر افراسیاب اوس سے بولا وہین
اور اپنے یہ گردان لشکر تمام
یہ بولا پشنگ ای خردمند پور
یہ سنکر سپہدار افراسیاب
لب شیر و گرز و سنان و خدنگ
سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
خوشی سے وہ سر زمین پھر نوذر
گئے ساتھ نوذر کے مردان کار
کرو نہین نبرد دلیر اشداب
تھا اک تازیان گرد افراسیاب
کرے آنکے جسے اب کارزار
برادر سے اپنے یہ بولا وہین
کو وا اسپ کو سوے میدان گیا
قباد دلاور ہوا کشتہ جب
پھر انہو وہ دیکھا تو افراسیاب
ہوا خون سے روز زمین لالہ زار
ہوا جبکہ رخشندہ پھر آفتاب
ادھر لشکر آراے توران زمین
سر و سینہ تھا وقت پیکان تیغ
ادھر آ فوج توران ہوئی چیرہ دست
ہوا آپ تب عازم کارزار
کہیے ہے اگر غیرت افراسیاب
یہ سنکر وہ افراسیاب دلیر
بیان کیجیے کیا جو بہم حرب تھی
کہین سے سر نوذر کے دیکھیم زر

کہ ای پور خوش طالع و نیکروز
کہ لینا ہی خون سلم اور تور کا
یہ پاسخ دیا باپ کو پھر وہین
کرون ملک تسخیر سب بیدرنگ
کہ ہر چند نوذر دلاور نہین
نہین ہمسر قارن آل و سام
یہ گفتار ہے عقل و دانش سے دور
روانہ ہوا سوے ایران شتاب
کمر جست باندھے ہو پھر جنگ
کیا سام نے اس جہان سے سفر
تھا دل مین اوسکے کچھ اندوہ و درد
سواران جنگی صد و چل ہزار
کرون غارت ایران کے لشکر کو
بڑھا فوج سے لیکے نیزہ شتاب
نہ تاخیر کو راہ دے زینہار
کہ ای پہلوان جا کے ہو گرم کین
ہوا تازیان سے نبرد آزما
وہ قارن دلیر و جوانمرد جب
کمک کو سپہ لیکے پہونچا شتاب
پھر آپس مین جب شب ہوئی آشکار
تو قارن پی جنگ افراسیاب
سپہ لیکے آیا پی رزم و کین
نہ جان کا تھا اپنی کسیکو دریغ
دل اہل ایران کو پہونچی شکست
پکارا یہ میدان مین تا حد [illegible]
تو آکر مقابل ہوے پر شتاب
ہوا آنکے رزم مجہ مثل شیر
سنان پر سنان ضرب پر ضرب تھی
گرا وقت پیکار تھا خاک پر

روان سوے ایران ہو لیکر سپاہ
جو قصہ سنا یہ تو افراسیاب
کہ شایستہ جنگ شیران نہین
یہ سنکر ہوا خرم و شادمان
ولیکن منوچہر کے پہلوان
نہین خوب ہے اُنسے عزم جنگ
یہی وقت ہے جا کے لے تو ستم
جوانان شمشیر زن سے ہزار
غضنفر وان سام سا پہلوان
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
ادھر سے بھی نوذر یہ سنکر شتاب
ملکزادہ نے نامہ سوے پشنگ
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
ہوا آکے میدان مین رزم جو
پسر کاوہ کا قارن نامور
قباد اوس جوانمرد کا نام تھا
ولے خشت پولاد کی ایک ضرب
سوے تازیان لیکے آیا سپاہ
ہوا گرم بازار جنگ و نبرد
سواران جنگ آور و کینہ خواہ
گیا کرکے آہستہ فوج کو
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
ہزارون ہوے کشتہ و خستہ جان
جہاندار نوذر نے دیکھا جب
کہ ہرگز نہین اسمین کچھ فائدا
جسے نصرت و فتح دے کردگار
ہوئے نیزے دونون طرف سے روان
ستیزہ کنان ہو گئی شام [illegible]
غرض رزم موقوف کر [illegible]

تو نوذر سے اب جا کے ہو کینہ خواہ
گیا بھول آسائش و خورد و خواب
سنا وار رزم دلیران ہو نہین
ہوا نیند سے غم کے آزاد وہ
حضور اوسکے حاضر ہین کیسر جوان
یہی مصلحت ہے کہ [illegible]
شتابی سے کر کار نوذر تمام
جوانمرد و شایستہ کارزار
سپہ کے تھے سالار با فر و شان
کہ اب بخت بدخواہ آیا بخواب
ہوا عازم جنگ افراسیاب
لکھا یون کہ ای شاہ فیروز جنگ
تو باہم ہوے پہلوان کینہ خواہ
لکھا یون کہ ہووے لیے آزرو
کہ سردار لشکر تھا با کر و فر
نہ ہرگز طلبگار آرام تھا
جو کھائی تو دی جان ہنگام حرب
ہوا ساتھ بدخواہ کے رزم خواہ
کسیکو کسیکا نتھا کچھ بھی درد
وہین پھر گئے سوے آرامگاہ
کہ کیسے تھے مردان پیکار جو
قیامت ہوئی ایک برپا وہان
زمین ہوگئی ہمسر لالہ ستان
کہ لشکر ہوا بیدل و [illegible]
جو کشتہ ہوا حق یہ مخلوق خدا
کرے بادشاہی وہ لیل و نہار
ہوا کار [illegible] سنان
ہوا [illegible] کار گر
کہین سے [illegible] خوابگاہ

کیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ خیال
ولیکن جہاندار تھا پرملال
لازم کوئی شئی کی سستی کا کام
وہاں سے وہ دو وہم لایا دوشام

ہوا شاہ دلگیر و اندوہگین
سخن باپ کا یاد آیا حزین
کہا تھا سو پھر نے یہ کربان
سمجھے فوج ایران پہونچی زیان

سران سپہ کو فراہم کیا
جہاندار نے پھر یہ اونسے کہا
کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ
یہ سوچا کہ ہو کام اپنا تباہ

طرف اپنے آتی نہیں کچھ نظر
کہ لشکر ہے اپنا زبون سربسر
اگر بھاگیے تو کدھر جائیے
حفاظت کی اب جا کہاں پائیے

یقین ہے کہ پھر دشمنان شریر
مجھے یاں سے لیجائیں کر کے اسیر
یہ بہتر ہے کشتہ ہوں میدان میں
سمجھا نہیں اب زندہ زندان میں

جدا ہووے تن سے مرا سر اگر
تو قائم رہے نیک نام پدر
سران سپہ نے یہ سنکر کہا
کہ جز جنگ چارہ نہیں ہے شہا

ولے اپنے بیٹوں کو رخصت کرو
یہاں سے سوے پارس انکو بھجو
کہ حکم فریدون سے تاکید تھا
رہیں زندہ اے سرور انجمن

وہ فرزند جو طوس و گستہم تھے
اونھیں لیکے آغوش میں پیار سے
کیا شاہ نے سوی پارس روان
ہوئے دیدہ تار گوہر فشان

یہ سالار توران کو بھیجا پیام
کہ لشکر بتنگ آگیا ہے تمام
لڑائی میں دو روز تھے درنگ
کرو تیسرے روز پھر ہم سے جنگ

رہی جنگ موقوف دو روز تک
رہا لشکر آسودہ زیر خاک
مگر تیسرے روز وقت پگاہ
گیا سوی میدان پھر ایکبار شاہ

سواران جنگی یمین و یسار
ہوا جلوہ گر قلب میں شہریار
وہ شاپور و قارن سران سپاہ
پہر سو ستیزندہ و کینہ خواہ

ادھر تھا صف آرا وہ افراسیاب
کہ ترکان چین جسکے تھے ہمرکاب
یکایک ہوئے ترک چین چیرہ دست
سپہدار ایران نے کھائی شکست

ہوا کشتہ شاپور میدان میں
پڑا تفرقہ فوج ایران میں
وہ قارن بھی وانسے گریزان ہوا
سوئے پارس شتابان ہوا

فراہم نہ آئندہ لشکر رہا
نہ میدان میں قائم وہ نوذر رہا
غرض شاہ نوذر ہوا قلعہ بند
مخالف نے گھیرا حصار بلند

رواں ہو کے فارس ہوا تازیان
گرفتار ہوں تا کہ شہزادگان
ہوا اسپہ و قارن نامدار
لگی ہونے باہم دہان کارزار

ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب
تو فوج اوسکی بھی آ کے کرے شتاب
دو حملہ ہے لگی فوج گرد حصار
تو بھیجا طلیعہ نوذر نامدار

سنگدل ہوا اسکے وادی روان
شدہ پر کینہ تھا آسمان
سپہدار توران یہ سنکر خبر
اتاقب کو اوسکے گیا زود تر

ستیزندہ وہ بھی ہوا ناگہان
ہوا آخر کار نوذر اسیر
ہوا اسکے آگے گرفتار وان
ہزار دو صد اور بھی پہلوان

بیک گردش چرخ بیدادگر
نہ نوذر رہا اور نہ وہ کروفر
جہان میں ہے حاکمان [illegible]
پھر اقبال کا اوسکے آیا زوال

ہوا بعد ازان جب افراسیاب
سریر فریدون عالیجناب
سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
کہ غالب رہا قارن نامور

ہوا تازیان کشتہ ہنگام [illegible]
گریزان ہوئی فوج سب بیدر [illegible]
ہوا پر الم سنکے افراسیاب
بہت دل کو اوسکے ہوا اضطراب

فرستادن افراسیاب خزروان و کسماساس را بسمت سیستان کشتن نوذر و اغریرث را

سپہدار نے پھر ارادہ کیا
کہ ملک اب لیا چاہیے زال کا
روانہ کیے پھر پئے کارزار
سواران جنگ آزما سی ہزار

خزروان کسماس تھی ہمرہان
گئے سنکے سالار فوج گران
سنی زال نے یہ جس دم خبر
کہ بدخواہ کا لشکر آیا ادھر

مگر کینہ خواہی یہ باندھی کمر
زرہ پوش ہو کر لیا گرز کین
روانہ ہوا سیستان سے شتاب
کہ تاخیر کی تھی نہ زنہار تاب

لکھا شاہ مہراب نے زال کو
کہ ہوں متفق تیرا ای نامجو
ہوئے پہلوانان کابلستان
رفیق سپہدار زابلستان

مقابل ہوئی جب سپاہ عدو
تو باہم سپاہ ستیزہ سے کینہ جو
خزروان نے آکر عمود [illegible]
یکایک جو مارا سر زال پر

شکستہ ہوا منتشر پہلوان
ولیکن نہ کچھ سر کو پہونچا زیان
پکڑ گرز توڑا خزروان کا
زمین اوسکے خون سے ہوئی تر

خزروان ہوگئے جب تب جنگ
گریزان ہوئی اوسکی ساری سپاہ
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
کیا قصد یہ کرکے وہ کینہ جو
کیا پیشوا یہ خبر سنکے زال
وہ قادر تھا ہمراہ شہزادگان
جو نوذر کے پروردہ تھے مردمان
ہر اک کو سلاح و زر و گنج و مال
ولیکن یہی زال کو سوجھ تھا
نہین ہین کیانی جو ہون بادشاہ
تو کرے بد اندیش کو پایمال
بلند اقتدار و معلے جناب
اوسے زال نے ایک نامہ لکھا
اگر آوے یانتک تو ای نامدار
بد اندیش ہے وہ جو افراسیاب
گیا ری سے زابل کو وہ نامور
ملکزادے کے پاس اتنی سپاہ
برادر نوازی کی تھی آرزو
کرے یہ قناعت نکی تو نے بس
دیا یا سبھ اوسنے کہا ای تاجور
جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہریار
غرض سیستان مین یہ پہونچی خبر
کیا نامدارونکو اوسنے طلب
ولے چاہیے شاہ والا نسب
نہین یہ سزاوار تاج شہی
کہ وہ وارث تخت ایران ہو
منوچہر کے ہاتھ سے وقت جنگ
خزیرے کی جانب گریزان ہوا
ملکزادہ زو اوس جوان کا نام

ٹوٹا یا سماساں پھر بیدرنگ
پراگندہ لشکر خراب و تباہ
کیا قتل نوذر کو اوسنے شتاب
کہ لاؤن پکڑ طوس و گستہم کو
کیا اوسنے اعزاز اونکا کمال
سوا اوسکے تھے اور بھی پہلوان
سو آنے لگے ہر طرف سے وہان
کیا زال نے دیکھکے فرخندہ حال
کہ سب تاجور تھے ایران کا
کیان کو ہی زیبندہ تاج و نگین
ابھی ملک ایران سے دشمن نکال
بڑا بھائی تھا جسکا افراسیاب
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تھا
تو اقلیم ایران کا ہو شہریار
نکال اسکو ایران سے بہر ...
یہ چاہتے تھا سو عازم شتاب
نہتی ساتھ اوسکے جو ہو زور تھا
گیا بخط بھائی کے روبرو
ہوئی تخت ایران کی تجھکو سپاہ
خدا کے لیے تو نہ بہتان کر
برادر نوازی نکی زینہار
ہوا کشتہ اغریرث نامور
کہا یون کہ کین کمر باندھ صواب
دلیر و جوانمرد دانش پژوہ
نہین لائق تخت فرماندہی
شہنشاہ با شوکت و شان ہو
ہوا کشتہ جب ظلم سے بیدریغ
دہان خوف سے خاک مین پنہان ہوا
سزاوار شاہی ہے وہ ذوالکرام

ولے حملہ آور ہوا زال جب
تعاقب کنان زال نے پھر وہین
ہوا کچھ وہین ہوکے بارش وران
وہان سے وہ دونون گریزان ہوئے
بخوبی اونہین سیستان مین رکھا
ہوا اوسپہ شفقت کنان زال زر
فراہم ہوئی پھر فراوان سپاہ
رکھا نامداران کو تکریم سے
ابھی طوس و گستہم نادان ہین پر
جو شاہ زبردست پہونچے بجا
جوان ایک تھا حاکم شہر زر
ملکزادہ اغریرث اوسکا تھا نام
کہ جسنے بہت کی فراہم سپاہ
ترحم جا کری اہل ایران گرین
روانہ ہوا اغریرث سکے اس نامکو
خبر سنکے اوسکے ہین افراسیاب
گیا لاجرم مثل افراسیاب
ولیکن لگا کہنے افراسیاب
عدو دشمن ہین اوسنے سو افقن
مری بات کیا جو کردن ہمسری
رکھا جور و بیداد ناحق روا
یہ سنکر ہوا زال اندوہگین
مدد ملک سے خصم کو کیجیے
شہنشاہ نوذر کے دونون پسر
سوا اونکے نسل فریدون کر
کیا زال نے جب بیان یہ سخن
ملکزادہ طہماسپ اوسکا پسر
غرض ہو کوئی ایک طہماسپ کا
سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا

نہ ٹھہرا سماساں سپہ نہین تب
ہزارون سپاہی کیے قتل ترکان چین
گئی ساتھ اوسکے سپاہ گران
طرف سیستان کے شتابان ہوئے
رکھو جمع خاطر یہ اوسنے کہا
کیا لطف مصروف ہر ایک پر
جوانان رزم آور و کینہ خواہ
کیا خرم و شاد تعظیم سے
نہین بادشاہی کے شایان ہین
سزاوار ہو جسکے تاج و علم
سزاوار اورنگ شاہان کی
ہوا اغریرث وہ خوش خلق شیرین کلام
ولیکن نہین ہے کوئی بادشاہ
ترے آگے کار نمایان کرین
سو زال اغریرث نام جو
سپاہ گران لیکے پہونچا شتاب
کہ پرخاش کی تھی نہ زنہار تاب
طرح شعلے کی کھا کے پیچ و تاب
مرا تو جہان مین منافق ہوا
نہین مجکو دعوی جنگ و جدال کی
کیا تن سے بھائی کے کا سر جدا
زیادہ ہوا اوس بھی زال ...
شتابی اوس سے نوذر کا خون ...
نہین انس عقل سے بہرہ ور
کوئی ہو تو مجکو کرو تم خبر
تو کہنے لگے موبدان کہین
فراری ہوا زابل ...
جو ابلکزدہ ...
تو یون تا ...

کرلے آخر بیٹے سوزر کو بیان | داستان آمدن ملکزادہ زو پسر | ہوا دو دین القصہ قارن اور

طہماسپ ہمراہ قارن طرف سیستان وجلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملک زادہ پہونچا وہ جب
خوشی سے وہیں ساتھ قارن کے تب
ہوا جلوہ گر تخت شاہی پہ زو
گیا شاہ پھر سوے افراسیاب
گیا خوار ہوکر جو پور پشنگ
ترا بھائی اغریرث نامور
روا تو نے رکھا برادر کا خون
رہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب
کیا اوسنے ہر روز و شب عدل و داد
جہانمین باقبال و جاہ و جلال

دیا زال کا اوسکو پیغام تب
طرف سیستان کی ہوا تیز رو
ہوئی اک جہان کو خوشی تو بتو
لڑائی کی لایا نہ ہرگز وہ تاب
نہ غیرت ہوئی کچھ حضور پشنگ
ترے پاس حاضر ہوا آنکر
کیا فوج ایران نے تجکو زبون
ہوا ناگوار اوسکو آرام خواب
جہان کو رکھا خوب آباد و شاد
رہا شاہ فرمانروا پنج سال

کہا یون کہ چلیے سوے سیستان
جب آیا خداوند تاج و سپہ
سوے ملک پارس روان کی سپاہ
گیا بھاگ بدخواہ توران مین
پشنگ اسدم سے یہ بولا کہ ای بکار
کیا کیون تو نے ای وائے اوسکو ہلاک
نہین کام تیرا مرے در پر
جہاندار زو خسرو دین پناہ
دل زال زر اور سب پہلوان
پھر آخر کو پہونچا پیام اجل

لیا پھر اورنگ شاہی وہان
ہوئے گرد سب اوسکے فرمان پذیر
ہوا اوس ولایت مین پھر دخل شاہ
تصرف ہوا شہ کا ایران مین
نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
گئے سامنے سے ہو لیس و ورو
ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ
شب و روز تھے شاہ کی مدح خوان
گئی جان تا لب سے اوسکے نکل

داستان نشستن گرشاسپ شاہ بر تخت و باز آمدن افراسیاب از تسخیر ایران

ہوا بعد اوسکے گرشاسپ شاہ
پشنگ نہ لاور کو پہونچی خبر
بصد لطف تقصیر افراسیاب
سپاہ گران لیکے پور پشنگ
پھر آیا یہ لیکے افراسیاب
مگر سنکے رستم کو اب سر گروہ
لگا کہنے رستم سے پھر زال زر
تو کار آزمودہ نہین اب تلک
تری مصلحت کیا ہے تو کہہ شتاب
یہ بولا تہمتن کہ ہے دن مرد رزم
کو داؤن اگر اسپ کو وقت جنگ
کہا پھر یہ رستم نے ای پہلوان
دکھا دے تہمتن کو پھر سر بسر
جو لے مادیان ایک تھی سخت جنگ

خداوند اورنگ و تاج و کلاہ
کہ اک طفل ایران کا ہے تاجور
معاف اوسکو کرکے کیا پھر بحال
ہوا سوے ایران روان کینہ ور
کیا چاہیے اب تدارک شتاب
ادھر بھیجتا ہو نہین صف شکوہ
کہ حیران ہون مین کیا کرون اے پسر
کہ ہے با زہر عدو وہ زیر خاک
مجھے ہو سکے جو منظور سو دے جواب
کرون خیرہ بدخواہ کو ہے یہ عزم
نہ ٹھہرے مرے آگے شیر و پلنگ
مجھے چاہیے اسپ و گرز گران
وہان گلہ اسپ تھی جس قدر
نگار اوسکے تھے جسم پر لالہ رنگ

تولے تھا پریزادہ ای زال
پشنگ اپنے دل مین لگا کہنے تب
کہ لشکر گیا سوے ایران تو کیا
بزرگان ایران یہ سنکر خبر
وہ بولا کہ مین تو ہوا سالخورد
یہ سنکر ہوئے شاد سب نامجو
ہوا ایک درپیش دشوار کار
تجھے کیونکہ بھیجون لئے کارزار
غرض آزماتا تھا رستم کو زال
کہ بازو پہ زور و دست دراز
یہ گفتار سن خوش ہوا زال زر
حضور اوسکے لائے وہین گرز سام
رکھا پشت پر ہاتھ جس اسپ کی
اوڑا اوسکا تھا اک بچہ پیلتن

کہ تھا بادشاہ جہان خردسال
کہ تسخیر ایران آسان ہے اب
پئے کینہ خواہی تو باندھا اب کمر
لگے زال سے کہنے ای نامور
ستیزہ ہے کار جوانان گرد
کیا سب نے اقبال اسباب کو
کہ جس سے گریزان ہو تو قرار
سنے شیر مردان جنگی سوار
کہ ہے یا نہین جنگ کا کچھ خیال
نہین کچھ طلبگار آرام و ناز
دعا دی کہ باہم ہو تجھے ظفر
تہمتن ہوا دیکھکر شادکام
وہ شدید زخم ہو گیا بس تبھی
ہوا دیکھکر خوش یل صف شکن

یہ چاہے کہ ڈالے کیانی کمند — کرے تاکہ اوس گرہ کو پای بند
لگا کہنے رستم سے پھر گلہ بان — کمند سے پت ڈال ای پہلوان
کہ مادر ہی کرے کی خونخوار تر — غضبناک اور ہر دم آزار تر
کیے اپنے ہین پشتہ چندین خون — مبادا تجھے بھی کرے سرنگون
تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند — سر رخش لایا وہین زیر بند
غضبناک ہوکر وہین مادیان — دوان آئی مانند شیر ژیان
یہ چاہے جبا وے تہمتن کا سر — کہ اتنے مین رستم نے جون شیر نر
ہوا جبکہ میدان مین نعرہ زنان — تو ہیبت سے خیرہ ہوئی مادیان
غرض رخش تھا نام اوس کرگ کا — توانا و زور آور و ہیبت تھا
کمند اوسکے سر پر ہوئی جبکہ بند — لگا کھینچنے تب یل ارجمند
کیا زور اوس رخش نے اسقدر — کہ رستم کو بس لیچلا کھینچکر
ولیکن تہمتن بھی پرزور تھا — بزور اوسکو قابو مین اپنے رکھا
کیا رخش کو زین ہوا پھر سوار — بصد شادکامی یل نامدار
در گنج پھر زال نے وا کیا — تہمتن کو گنج فراوان دیا
سپاہ گران ساتھ لیکر شتاب — روانہ کیا سوے افراسیاب
ولیکن ہوا مضطرب زال زر — نہ لایا وہ تاب فراق پسر
گیا آپ بھی بعد دو روز کے — ملا جاکے بس رستم گرد سے
یہ کہتا تھا ہر روز افراسیاب — کہ رستم ہے کودک کہان اوسکو تاب
جو بیٹھے کرے رزم کی آرزو — وہ کیا چیز ہے پس مرے روبرو
ہوا زال بھی پیر دیرینہ سال — نہین اب ہے تسخیر ایران محال
سپاہ اوسکی تھی پر دل شادکام — اور افواج ایران تھی بیدل تمام
یہ تھا زال کو سوچ شام و پگاہ — کہ نادان نہایت ہے گرشاسپ شاہ
کوئی چاہیے بادشاہ دلیر — کہ یان جسکی ہیبت ہو مانند شیر
روانہ کیے ہر طرف مردمان — کہا زال نے یون ہر اک سے کہ ہان
نژاد فریدون سے کوئی اگر — کہین ہو تو دو مجکو آکر خبر
کسی نے کہا آنکے یون یہ بیان — کہ ہے کوہ البرز مین اک جوان
فریدون نسب شاہ فرخ نہاد — دلیر و جوانمرد ہے کیقباد
ہوا یہ خبر سنکے دل شاد زال — ہوا اپنے رستم سے آزاد زال
یہ رستم سے بولا کہ ای نامور — کمر باندھ اور رخش کو زین کر
روان ہو شتابی سوی کیقباد — یہ کہہ جا کے ای شاہ فرخ نہاد
تمنا یہ رکھتے ہین سب پہلوان — کہ تو چلکے ہو بادشاہ جہان
مددگار دولت ہے یاور ہے بخت — مہیا ہے تجکو وہان تاج و تخت
رہو ہفتے مین تو یہ ایوان تلک — زیادہ نہو دیر زیر فلک
یہ سنکر وہین وہ یل باشکوہ — روانہ ہوا سوے البرز کوہ

روان کردن رستم را برای طلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشانیدن زال کیقباد را بر تخت

اوتر کوہ البرز سے کیقباد — کہین آکے بیٹھا تھا مسرور و شاد
ہوا رستم گرد کا وان گذر — وہ شہزادہ حیران رہا دیکھکر
لگا کہنے دل مین عجب ہے جوان — تماشا ہی رخش اور گرز گران
ہوا میل خاطر کہ ہو ہمنشین — تہمتن کو آواز دی پھر وہین
کہ تند اس قدر تو نہ جا ای جوان — اوتر کر ذرا اسپ سے بیٹھ یان
می و نقل یہ دیکھ طیار ہے — وہ بولا نہین مجکو درکار ہے
مگر ای جوانمرد فرخ نہاد — مجھے دے نشان شہ کیقباد
وہ کہنے لگا پھر کہ آ تو یہان — تو اوس نامور کا ابھی دون نشان
ترے ساتھ اک مرد عاقل کرون — مکان تک تجھے اوسکے داخل کرون
لگا پوچھنے پھر کہ ای پہلوان — بتایا تجھے کسنے یہ ان نشان
یہ بولا تہمتن کہ ای نامور — پدر ہے مرا پہلوان زال زر
کہا اوسنے مجکو کہ جا سوے کوہ — وہان ہے ملکزادہ باشکوہ
جوانمرد ہے کیقباد اوسکا نام — تو جا کر کے یہ اوسکو پہنچا پیام
کہ ہے پہلوانون کی یہ آرزو — کہ تو شاہ ایران ہو اے نامجو
یہ سنکر وہ بولا کہ مین ہون وہی — پدر نے یہ نام رکھا [illegible]
تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا — بجا شرط خدمت کی لاکر کہا
تجھے تخت ایران مبارک مدام — ہمیشہ رہے تخت و دولت بکام
تہمتن سے بولا یہ پھر نامور — مجھے شب کو اک خواب آیا نظر
دو باز سفید آئے ایران سے — سر تخت شاہی بٹھایا مجھے
دم صبح پھر با دل شادمان — اوتر کوہ سے آکے بیٹھا یہان

ہوا اسطرح کو تراب گذر
سمجھے تھے ادھر سے باپ کو
غرض سے ایران وہین شاد شاد
یہ سر حد مین پہونچے جب ایران کے
قلون نے کیا نیزہ اوسپر روان
تو کشتہ قلون دلاور ہوا
رہین تھے نہان دشت مین شاہ تک
اوسے اونے یکدفعہ پنہان کہا
قباد دلاور کو پاکر وفور
جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا
ادھر سے سماساس آیا وہین
وہین زال سے رستم نوجوان
سپارون کا اب آکے انکا اسباب
تو پھر زہرہ شیر نر ہوئے آب
یہ کہکر گیا سوے میدان وہ
اوسے دیکھکر مردمان سے وہین
کہ یہی پور زال اور رستم یہی نام
کہ ابھی طفل آیا جو تو ہو بشتاب
تہمتن نے بھی گرز کو رکھ دیا
کمربند اوسکا پکڑ کین سے
گیا ٹوٹ لیکن دوال کمر
ادھر سے بھی وہین لفربان شاہ
گریزان ہو ترک و سالار ترک
لگا کرنے فریاد یون باپ سے
ہوا کیقباد اب وہان تا جدا
عجب صاحب زور پیدا ہوا
بیان اوسکی قوت کا مین کیا کرون
کمربند میرا جو ٹوٹا وہین
یہی مصلحت آ سکتی ہو بہم

بلطف خدا اسے یل نامور
دو بار سفید اسے یل نامجو
روانہ ہوے رستم و کیقباد
ہوا سدرہ وہ بھی تب آکر کے
کہ سینہ ہو رستم کا وقف سنان
گریزندہ یکدست لشکر ہوا
روان شب کو ہوتی تھی زیر فلک
تشغل می ناشاد دان رکھا
سر تخت شاہی کیا جلوہ گر
سو رزم ہر ایک مائل ہوا
ہوا ساتھ قارن کے بس رزم کین
یہ بولا کہ اسے پہلوان جہان
مرے ساتھ ہو رزم جو تو شتاب
اگر سامنے آوے افراسیاب
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
لگا کہنے سالار ترکان چین
رکھے ہاتھ مین اپنے ہم گرز سام
تو کیا احتیاج سنان و خدنگ
ہوا پیراق اوس سے جنگ آزما
اوٹھا کر تہمتن نے بس بیچ سے
وہ جھٹ کر وہین گر پڑا خاک پر
کمک کو تہمتن کے پہونچی سپاہ
ہوئی سرد گرمی بازار ترک
کہ پہلے ہی کہتا تھا مین اسپے
وہ ہی مرد جنگ آور و ہوشیار
نہ ہم نہ بچے شیر نر اوسکا ہوا
کہ بس رو رہا اوسکے مین نصیبہ ہوا
تو مین ہاتھ سے اوسکے چھوٹا ہنوز
نہون کینہ جو کیقباد اور ہم

یہ کہکر وہان نوش کی شربت آب
لب اب او گیے تا سکو ایران
قارن دلاور یل یاد و قار
تہمتن قلون کے مقابل ہوا
وہین نیزہ رستم نے بس چھین کر
بصد شادمانی وہ دونون جوان
غرض فتہ رفتہ وہ پہونچے وہان
ہوے یکدل اتنے مین پیر و جوان
کیا قصد جنگ افراسیاب
ادھر سے تو قارن یل نامدار
سماساس یکبار ہوا غرق خون
مرے دل مین ہو جا رہا کار امیر
نکر قصد جنگ اوس سے بولا زال
تہمتن یہ بولا ...
کہا یون کہ ہے ترک افراسیاب
بتاؤ کہ ... کون ہے نوجوان
مقابل تہمتن کے آیا وہ ترک
فراز ... دیکھا
کیا ترک نے زور ...
یہ چاہا کہ لیجاے شاد و شتاب
بس اتنے مین آ پہونچے اوسکے سوار
ہزار و صد و شصت جنگی جوان
اوٹھا ... کیون ... پہونچے
کہ ایرانیون نے ... مصاف
بہت ہو گیا ایران مین ... پہلوان
یل سیاہتن رستم اوسکا ہے نام
جدا کرکے یکبار گی زین سے
ہوا سو ہوا شیر ... پدر
کہی یہ حقیقت جو پیش پشنگ

کہی پھر یہ رستم نے تعبیر خواب
تھے سر پہ ہم تاج شاہی رکھے
طرف سے تہاگرشاسپ کے
سو رزم و پرخاش مائل ہوا
قلون نے جو مارا وہین سینہ پر
ہوے ... اوس ... روان
یل نامور زال زر تھا جہان
تو پھر زال نے روز ... جہان
ہوے پہلوان شاہ ہمرکاب
گیا سوی میدان کارزار
زمین پر گرا ...
گردن خوار دشمن ...
مقابل ہوا جس ... کیسکی مجال
اوسے ... لاؤن زیر ...
مقابل تو مجھسے ہوا آ شتاب
یہ سنکر کیا مردمان نے بیان
زبان پہ یہ گفتار لایا وہ ترک
ابھی باندھا ...
رہا ... نام
شتابی حضور شہ کیقباد
ہوا گرم ہنگامہ کارزار
ہوا ... رستم کے ...
گیا ... خاطر حضور ...
... یہ ...
وہ اسل سے ... اک جوان
زبون ... ہی اپنا لشکر تمام
... تھا ... کین سے
ولے اب گذشتہ تو ... یاد کر
تو اک نامہ اوسنے لکھا بند رنگ

کیا دیکھ ویشہ کو نامہ وان
حضور جہاندار ویشہ گیا
اگر تور نے خون ایرج کیا
کیا اوسنے پاداش نوذر سے بس
بہت ہمد گر کینہ خواہی ہوئی
کہ ہم تم نہین غیر کچھ زینہار
کرین تازہ پیمان و عہد آ تو آ
یہ پاسخ لکھا شاہ نے پھر وہین
نہین عہد و پیمان پہ تم استوا
لگا کہنے رستم کہ اے تاجدار
یہ سنکر وہ شاہنشہ نامجو
یہ بولے وہ شاہ قوی جنگجو
دیا رستم و زال کو گنج و زر
بعہد ملک تورانیون زینہا
وہ لائے تصرف مین ملک وسیع
بعہد کامیابی و فتح و ظفر
ہوئی مدح خوان شہ کیقباد
یہ سوجھا شہنشہ کو یکبارگی
طلب کرکے بولا کہ کاوس کے
معاون رہو اوسکے شام و سحر
وہ بولے کہ ہم اے شہ نامدار

نوشتن نامۂ صلح پشنگ والی توران بکیقباد

سپہدار توران کا نامہ دیا
منوچہر نے اوسکا بدلا لیا
نکالی غرض اپنے جی کی ہوس
بہت فوج کی بس تباہی ہوئی
برادر ہین یکجدی اے شہریار
نہ لشکر کشی پھر کرین زینہار
کہ ہرگز نہین ہمسے آغاز کین
تمھاری نہین بات کا اعتبا
نکہ صلح اور آشتی زینہار
طلب کرکے محراب و زال کو
کہ ہے صلح بہتر شہا جنگ سے
عنایت کیے خلعت پر گہر
کرونگا فزون تیرا عز و وقار
ہوئی شہ کے شاہان عالم مطیع
گیا سوئے پارس شہ دادگر
فریدون کو ہرگز کیا پھر نہ یاد
کہ آخر ہوئی اپنی اب زندگی
عزیزو تمھارا بڑا بھائی ہے
کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر
اطاعت سے پھیرین نہ سر زینہا

پڑھا کرکے وا شاہ نے سر بسر
ہوا پھر اودھر عازم افراسیاب
ہوا پور طہماسپ پھر کینہ خواہ
یہ بہتر ہے اب آشتی کیجیے
موافق فریدون کی تقسیم کے
غرض آب جیحون رہے درمیان
اودھر سے ہوئی ابتدا ظلم کی
سر تو اگر ہووے قول و قسم
کیا گرز نے سیر اوسکو زبو
یہ بولا تمھارا جو ہو مشورا
غرض شاہ نے بانشاط و خوشی
کہا یون کہ اے رستم نامجو
شہ ہفت اقلیم نے بعد ازان
بہت نامدارون کو بخشا نشان
یہ داد و دہش شاہ نے کی نہان
رہا سو برس شاہ گیتی پناہ
شہ دادگر کے تھے فرزند چار
یہ ہووے خداوند تاج و سریر
سبھون نے پذیرا کیا یہ سخن
کسی روز کے بعد پھر ناگہان

سو کیقباد شہ خسروان
یہ اوسمین لکھا تھا کہ اے تاجور
تحمل کی تھی اوسکو ہرگز نہ تاب
کیا فوج توران کو اوسنے تباہ
نہ کینے کو بس دل مین رہنے دیجیے
رہینگے جدا اپنی اقلیم کے
اودھر ہم اودھر تم رہو حکمران
ولیکن خدا نے سزا تمکو دی
تو ہون صلح پر راضی البتہ ہم
ملایا عدو کو تہ خاک و خون
کرو تم کو آگاہ اوس سے فدا
سپہدار توران کی آشتی
ترے جسم کا ایک بھی تار مو
روانہ کیے جا بجا پہلوان
نہ فرمان سے پھیرا سر انقیاد
کہ اک خلق با خاطر شادمان
جہان مین خداوند تاج و کلاہ
اونھین ایکدن شاہ فرخ تبار
رہو تم شب و روز فرمان پذیر
بجا لائے فرمان شاہ زمن
ہوا سوئے ملک عدم شہ روان

داستان جلوس کیکاؤس بر تخت سلطنت ایران

ہوئے بند جب دیدۂ کیقباد
لگا کرنے داد و دہش روز و شب
کہ آئین ہوا ہے بہت خوشگوا
کہ ہرگز نہین اب مجھے میل بزم
فریدون و ضحاک و جمشید سے
یہ جی مین ہے کشورستانی کرون

تو پھر شاہ کاؤس فرخ نہاد
لگا رہنے مشغول عیش و طرب
سدا فصل گل ہے ہمیشہ بہار
ہوا دل طلبگار میدان رزم
نہین کم ہے کچھ زور و قوت مجھے
ہر اک ملک مین حکمرانی کرون

خداوند اورنگ و افسر ہوا
ہوا ایک سا زندہ خاطر جہان
یہ سنکر کیا قصد مازندران
مبادا اگر ہون مین آرام گیر
مشقت بھی لازم ہے اونکی شان
سپہ کھینچون اب سوے مازندران

جہان پرور و عدل گستر ہوا
لگا کرنے تعریف مازندران
وزیرون سے بولا یہ شاہ جہان
تو پرباد ہو ملک و تاج و سریر
کہ قائم ہے افسر ملک کا بحال
کرون سکہ و خطبہ اپنا وہان



یہ گفتار خاقان آفاق گیر
فریدون و جمشید عالی وقار
باین زور و قوت وہ شاہنشہان
وہ گرساس رستم طوس جوان
ہوئے یکدل اس بات پر گرد سب
پہونچتے ہی نامہ کے وہ نامور
یلان سے جہاندار کشور کشا
کہ ہم اور تم چلکے شہ کے حضور
کہ سمجھا شہنشاہ با داد و دین
شہنشہ نے گفتار لطف و کرم
کیا اونسے پھر ذکر مازندران
کیا زال نے عرض ای تاجور
فریدون و جمشید نے پیشتر
کیا تھا نہ رخ سوے مازندران
لگے کہنے پھر سب سران سپاہ

ہوئے سنکے حیران امیر و وزیر
سنو پھر شاہنشہ نامدار
نہ عازم ہوئے سوے مازندران
وہ گودرز اور گیو نامی یلان
کیا چاہیے زال کو یان طلب
روانہ ہوا سیستان سے ادھر
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا
رکھیں شاہ کو اس ارادے سے دور
نہ دیکھا کہیں اور سنا ہی کہیں
کہیں پیش زال استو وہ ستم
یہ سنکر کہا شاہ نے دیوان کہ ہان
یہ سنکر خبر میں بھی آیا ادھر
کیا تھا ارادہ کہ جاوین ادھر
حذر تو بھی کر اے شہ خسروان
کہ ہم زیر دست بندہ یکجوا

بظاہر یہ بولی کہ ہے بات نیک
رکھیں خوب ہمتی یاد افسونگری
نہیں ہے مناسب عزیمت ادھر
وہاں سے ورے بھی یہ طاقت کسے
وہیں زال کو ایک نامہ لکھا
یہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو
ملے جاکے جب زال سے پہلوان
جب آئے حضور شہ نامور
ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو
وہیں رستم یل کی پہونچی خبر
ارادہ ہے اوس طرف ہے درست
رکھوں تا کہ اس عزم سے تجکو باز
سنا جبکہ ہے خانۂ دیو سار
نہ تسخیر ہو زور و شمشیر سے
یہ ہے عرض ای شاہ عالیجناب

وزرا جبھی کہنے لگے یون ایک سر
اطاعت میں اونکی تھی دیو و پری
کہ آتی نہیں کامیابی نظر
کہ شہ کو رکھے باز اس بات سے
رقم اوسمین احوال سارا کیا
کہ بے حکم آتا ہے کیون نامجو
یہ اونسے کیا زال نے تب بیان
لگا کرنے تعریف شہ زال زر
ولایت ستان تیری شمشیر ہو
وہ بولا دعا گو ہے شام و سحر
کمر ملک گیری پہ باندھی ہے چست
ذرا سوچ اے خسرو سرفراز
طلسم اور جادو وہاں بیشمار
نہ ہاتھ آئے افسون و تدبیر سے
نہیں یہ ارادہ قرین صواب

یہ پاسخ دیا شاہ نے زال کو
خدا ہے مرا یاور و دستگیر
تو اے زال اور رستم پہلوان
بدانسو نہیں آئے شاہ کشورکشا
معاون ہین اوسکا رہونگا مدام

اگر اے گرد دانا و فرخندہ نام
کرون جا کے دیوونکو قربان تیر
طرف کو مری یاں رہو حکمران
جو کچھ عرض کرنا تھا ہمنے کہا
مددگار ہر یاور رہینگا مدام

فریدون سے افزون ہو میرا حشم
طلسم اور افسونکو توڑون تمام
لگا کہنے پھر شہ سے وہ نیکنام
سمجھے کیجے رخصت سوے سیستان
غرض شاہ سے ہو کے سوے سیستان

منوچہر و جم سے نہین ہون کم
سر دیوگان کو چھوڑون تمام
کرین بند سے ہم اور تو پادشاہ
کرے حکمرانی کوئی اور یہان
غرض ہوا پہلوان جہان

رفتن کیکاؤس براے تسخیر مازندران و گرفتار شدن بدست دیوان

بل نامور ایک مسلا دتھا
تو پھر زال و رستم کو کچھ خبر
گیا لیکے وان لشکر بیشمار
جب آئی حد ملک مازندران
ہوا سامنے جو معظم ستیز
گلستان ہے وہ شہر کچھ کم نلتھا
روانہ کیا ہو کے پھر تا ایک
شتابی عدو کر تو اے اہرمن
ہوا شاد سے آنکر کینہ خواہ
گرفتار چنگال دیوان ہوے
ہوا اس مکان کی خوشی آگی تحسین
وزیرون نے مجھکو کیا منع تھا
جہان قید تھا شہریار زمن

آئے شاہ کاؤس نزدیون کہا
معاون ترے ہونگے وہ آنکر
یلان جہانگیر جنگی سوار
تو پھر وہ انسے وہ جنگجو پہلوان
تو کھینچا اسے لبس تہ تیغ تیز
زن و مرد خورش منظر و خوش لقا
کسی دیو کو سوے دیو سپید
وگرنہ نہ جانبر ہو یان ایک تن
ہوئی قتل ایران کی ساری سپاہ
پراگندہ دل اور حیران ہوے
قضا اس گلستان کی بھائی تھین
ولے بیٹھے اُن کا نہ مانا کہا

کہ سونپا تجھے بیٹھا اب تختگاہ
یہ کہکر جہاندار کشورستان
بفرمان شاہنشہ نامور
زراعت کو یکسر جلاتا گیا
گیا تا در شہر غارت کنان
ہوا شاہ مازندران قلعہ بند
کہا یون کہ اب جان ہے تنگ ہون
یہ سنکر شتابان ہوا نابکار
ہوے گیو اور شاہ کاؤس بھی
کہا دیوار زنگ نے شاہ سے
یہ سنکر کہا شاہ نے دیو سے
ہوا شہر مین آخر ہمیں آکے خوار

کوئی آکے جو تجھسے ہو کینہ خواہ
روانہ ہوا سوے مازندران
گیا گیو لشکر کو لے پیشتر
مکان خاک مین سب ملاتا گیا
بہت مال و زر ہاتھ آیا وہان
کہ غالب تھی فوج شہ ارجمند
کیا شاہ ایران نے مجھکو زبون
وہ لایا بہت لشکر دیو سار
وہ گیو در زر و گستہم اور طوس بھی
کہ تم خوش ہو جسنے اس طرف آنکی
کہ آگہ نتھا یا کہ تھین ریو سے
نہیں چارہ تقدیر سے زینہار
نگہبان ستے بارہ ہزار اہرمن

اسیر شدن کیکاؤس در مازندران و

فرستادن کرورائیں زال بطرف سیستان و مخلصی یافتن باعانت رستم

بوقت اسیری سوے سیستان
بیان زال سے ماجرا سب کیا
تو پائی سزا مینے آخر کو آہ
یہ پیغامبر نے کہی جب خبر
سو ہو قید اور رہے محو و جاہ
نہ ہرگز رہی مجھکو اب تاب جنگ
قلم نے قضا کے یہ فتح بلند

روانہ کیا شہ نے اک پہلوان
طرف سے یہ کاؤس کی پھر کہا
ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ
تو دلگیر وہ بین ہوا زال زر
گذارین شب و روز آرام سے
کہ کیسے ہوے سست بازو و جنگ
لکھی تیرے نام اے یل ارجمند

کہ پہونچا دے تا زال زر کو خبر
کہ اس وقت مین اے یل پیلتن
رہے زندہ باقی جہان چند تن
یہ رستم سے بولا صد افسوس ہے
یہ ہی وقت یاری و امداد کا
تو ہمت کو اب کام فرما شتاب
خوشی سے یہ بولا یل نامجو

سوا اوس پہلوان نے زبان آنکر
نہ لایا جو خاطر مین تیرا سخن
سو ہین قید میں دیو اہرمن
کہ والی ہمارا ہے کاؤس شاہ
اگر حق نے تجھے یہ بازو دیا
سو شہر مازندران جا شتاب
کہ ہے جنگ دیوان مری آرزو

ولے دوری راہ سے ہے خطر ۔ کہ واں میں ہر جانے تلک ہی پدر
کہیں بدسگالان ناپاک خو ۔ مبادا کہ ضائع کریں شاہ کو
کہا زال نے اس سے ای پہلوان ۔ کہ ہیں تین رستے پہونچنے کو وان
دو راہ جو اونکا ہی دو دراز ۔ نہیں اسمیں ملتا کوئی چارہ ساز
گیا دو کی راہ کاؤس تھا ۔ تو اوس راہ سے ای تہمتن نجا
جو نزدیک کی اوسکی ہی ایک راہ ۔ نہیں آدمی کو ولے وان پناہ
پست اوسمیں ہیں بلائے عظیم ۔ ہر اک منزل اسکی ہی پرخوف و بیم
اگر اس راہ سے جائے ای پہلوان ۔ تو پھر سات دنمیں تو پہونچے وہان
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہیں ۔ بتا سید [illegible]
کروں فتح میں ہر بلا کو شتاب ۔ طلسم اور جادو وستانکو خراب
کروں قتل وان لشکر دیو کو ۔ چھوڑالاؤں کاؤس و کیو کو
یہ کہکر ہوا رخش پر جب سوار ۔ دعا زال نے دی کہ [illegible]
تو ہو کامیاب اسے پیل نامور ۔ سہے ہے بہتر ین تیری فتح و ظفر
بوقت وداع پیل نوجوان ۔ ہوئی خوب رو دایہ گریہ کنان
لگی کہنے درد جدائی سے مجھے ۔ ستائے تو کیا فائدہ ہو مجھے
تہمتن نے مانکو یہ پاسخ دیا ۔ کہ زندان میں ہیں بندگان خدا
اب اونکے چھڑانے کو جاتا ہوں میں ۔ فتح و ظفر پاں پھر آتا ہوں میں
غرض ہوکے رخصت سوئے ہفتخوان ۔ روانہ ہوا رستم پہلوان
نہ ساتھ اپنے کوئی لیا نہ ہمار ۔ فقط رخش تھا اور وہ شہسوار

داستان رفتن رستم براہ پر بلائے ہفتخوان برائے رہائی کیکاؤس بطرف شہر مازندران واحوال منزل اول

ہوا گام فرسا بیابان میں ۔ سر شام پہونچا نیستان میں
کیا صید اک گور کو وان شتاب ۔ لگا کر وہیں اوسنے کھائے کباب
دیا چھوڑ صحرا میں پھر رخش کو ۔ گیا خواب میں وہ پیل نامجو
نمایاں ہوا ایک شیر ژیان ۔ طرف رخش کے وہ وہیں آیا دوان
لگا وہ سو جنگ مائل ہوا ۔ ہر بردمان کے مقابل ہوا
اٹھا شیر کے سر پہ مارے دو دست ۔ چبا کر کیا اوسکو دانتوں سے پست
پھر آخر ہوا شیر جنگی زبون ۔ روان اسکے تن سے ہوا جوئے خون
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر ۔ تو حیران نہایت ہوا دیکھ کر
کہا رخش سے ہوکے پھر خشمناک ۔ کہ مجھکو اگر شیر کرتا ہلاک
تو لے کون چلتا سلاح و سلیب ۔ بڑا ہی کیا تھا تو نے غضب
اگر پھر بلا ہو کوئی آشکار ۔ تو ہونا مقابل نہ تو زینہار
تو بیدار و ہشیار کرنا مجھے ۔ شتابی خبردار کرنا مجھے

احوال منزل دوم و ماجرائے ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالےٰ

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر ۔ تو رستم روانہ ہوا بیشتر
اثر چاہ و چشمہ نہ آیا کہیں ۔ ہوا تشنہ پانی نہ پایا کہیں
خدا سے تہمتن نے کی التجا ۔ کرم [illegible] روا
نمایاں ہوا ایک آہو وہان ۔ کہ آیا تہمتن کے آگے دوان
پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام ۔ تو یہ سمجھا وہ رستم تشنہ کام
کہ بیشک ہے بخشائش کردگار ۔ یہ دیکھا اسکے دل کو پھر آیا قرار
ہوا پھر وہ دنبال آہو روان ۔ تو پہونچا سر چشمہ وہ پہلوان
سپاس خدا اوسنے لایا بجا ۔ اوتر رخش سے اوسنے پانی پیا
کیا گور کو تیر سے پھر شکار ۔ اور آتش بھی کی سنگ سے آشکار
تناول کیے پس بنا کر کباب ۔ ہوا لیس وہیں گرم آرام و خواب
گئی جب گذر نصف شب بے گمان ۔ ہوا ظاہر اک اژدہا ناگہان
کہ ہشتاد گز وہ درازی میں تھا ۔ غضبناک تھا قہر تھا وہ بلا
ہوا رخش گرم خروش و فغان ۔ کہ بیدار ہو خواب سے پہلوان
ہوا وہ تو بیدار پر اژدہا ۔ نہان وہ وہیں زیر زمین ہوگیا
خفا رخش سے ہوکے بولا وہ پہلوان ۔ کہ ناحق کیا مجھکو بیدار کیون
یہ کہکر تہمتن تو پھر سو گیا ۔ پھر اوتنے میں نکلا وہیں اژدہا
کیا رخش نے پھر جو دیکھا اوسکو شور ۔ تو جاگا وہیں رستم پیل زور
چلے پھر وہیں اژدہا ہی پلید ۔ نہ زیر زمین ہو گیا ناپدید

نہ آیا نظر کچھ جب واں جب
اگرچہ ہوئی تجھسے ایسی خطا
کیا خواب مین جب یل ارجمند
جدھر آ رہے تھا اژدہائی سیاہ
پھر اتنے مین بیدار رستم ہوا
ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر
کہ اتنے مین آیا سو پہلوان
یہ دیکھا کہ رستم پہ ہے وقت تنگ
تہمتن نے ایک تیغ ماری وہین

کیا رخش پر اوسنے خشم و غضب
اگر سر تن ہے تیرے کر دونگا جدا
تو نکلا وہین اژدہائی بلند
اودھر رخش ہوتا تھا ابس پہ راہ
وہین گرم پیکار رستم ہوا
قوی اژدہائی ذرا پشت پر
وہین کرکے وا اژدہائی دہان
کیا کام کیا رخش نے بیدرنگ
ہوئی خون سے اسکی رنگین زمین

وہ لولا دوبارہ جگایا مجھے
پیادہ سو شہر ماشندران
ہوا پاس رستم کے استادہ رخش
وہ جب آگیا متصل ناگہان
تہمتن نے پھر کھینچکر ایک تیغ
یہ چاہا کرے زخم دیگر رہا
دم اژدہا کم نہ آتش سے تھا
گرا انسون سے پکڑا اوسے دوڑکر
ہوا کشتہ جب اژدہائی دمان

خوش آیا نہ آرام میرا مجھے
رہ دان لیکے سون تیغ و گرز گران
ہوا جانفشانی کو آمادہ رخش
ہوا تب خروشان و حملہ کنان
دلیری سے ماری وہین بیدریغ
کہ تا ہو دو پارہ تن اژدہا
وہ ناچار سو عقب ہٹ گیا
پھر اوس اژدہا نے اوٹھایا قدم
تو کرنے لگا شکر حق پہلوان

بیان احوال منزل سوم راہ ہفتخوان و طی کردن بتایید پروردگار جہان

روانہ ہوا اوسنے پھر صبحگاہ
ہوا جبکہ رستم سکونت گزین
بہت خوب تھا اوسکے بر مین لباس
پھر احوال رستم نے پوچھا تمام
بیابان مین پہونچا ہے نقل و می
بیابان تک وہ محظوظ و خرم ہوا
ہوئی وہ بھی مستفسر حال جب
تہمتن پہ تب یہ ہوا آشکار
یہ بولا کہ تو کون ہے سچ بتا

دراز آئی اُس رہ دریں شب براہ
تب آئی وہان اک زن نازنین
غرض بیٹھی آکر وہ رستم کے پاس
لگی کہنے تب یون بت لالہ فام
جو کچھ چاہیے یان سو موجود ہے
کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا
زبان پر وہ لایا وہین حمد حق
کہ ہے ساحرہ یا کوئی دیو سار
زن ساحرہ ہون یہ اوسنے کہا

شام پہونچا وہ ایک چشمہ پر
صراحی مے ہاتھ مین اوسکے تھی
تہمتن نے اوسکو بغل مین کیا
کہ ہے ملت زن ظالم حق پرست
ترنم سرا پھر ہوئی نازنین
بجانا کہ یہ زن ہے اک سحرکار
سنا جبکہ نام جہان آفرین
کیا اوسکو وہین اسیر کمند
علم تیغ سے کرکے پھر اوسکا سر

کہ سبزہ بھی تھا خوب وان تازہ تر
نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی
اور اک جام مے اوسنے لیکر پیا
مجھے وہ خداوند بالا و پست
ہوا اسکے رستم مسرت قرین
ہوا راز پنہان کچھ آشکار
ہوا تیرہ رنگ رخ نازنین
غضبناک ہو پھر یل ارجمند
کیا خواب مین وہ یل نامور

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

جو وان سے ہوا صبحدم رہ نورد
وہ طی کر گیا راہ تاریک کو
جڑی ایک چوٹ آنکر پاؤن پر
یہانکا ہے حاکم بڑا ہی دلیر
تو ہو جان سے سیر آیا مگر
مجھے تجھپہ آتا ہے رحم اے جوان
طمانچہ جڑا منہ پہ پھر اسقدر

تو پہونچا عجب دشت مین شیر مرد
سر چشمہ پہونچا یل نامجو
ہوا او وہان بیدار وہ نامور
کہ جسکے مقابل نہ ہو نرہ شیر
گر زندہ ہو یانسے اب سو تر
کر ضائع کیں تو سوہی یہان
کہ بتیسی دندان جھڑے سربسر

کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر
کیا خواب مین وقت شب پہلوان
لگا کہنے رستم سے وہ دشتبان
تصرف مین ہے چند فرسخ زمین
دگرنہ جو اولاد آجائیگا
یہ سنکر تہمتن نے ہو خشمگین
گیا دشتبان پاس اولاد کے

اندھیرا رہے تھا وہان بیشتر
تب آیا وہان دشتبان ناگہان
کہ اولاد گرد دلاور جوان
پرندونکا بھی یان گذارا نہین
تو پھر ہاتھ جانے نہین پائیگا
پکڑ کان اوسکے اوکھاڑے وہین
کیا حال سے جاکے واقف اوسکو

وہ مشغول صید افگنی تھا کہیں
یہ اولاد رستم سے کہنے لگا
لگا کہنے یوں نام میرا ہے ابر
پھر اولاد بولا تہا یہ سب مجھے
یہ نیرو سے بازو کی فضل خدا
ترے تن سے بھی اب جدا سر کروں
کیا خوف و دہشت نے دل پر اثر
وہ ہنگ آوران کھینچکر تیغ کین
لگا قتل کرنے جب وراس پھر
وہ اولاد واسطے فراری ہوا
وہ جاتا تھا گھبرا کے سر گرا و مع
پہنچ آ اسکو نزدیک ڈالی کمند
شتابی سے دیا باندھ اولاد کو
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
کہ دیو سفید اور کاوس شاہ
ہے رستم نے چاہا وہیں بید ریغ
کہوں میں شب و روز فرمانبری
وہانتک اگر پہنچا تو سب مجھے
پذیر کیا اوسنے اس بات کو
گرفتار ہے اور سب کوہسار
سر راہ وہیں اولاد کو پھر کیا
وہ لیکے گیا نزدیک [illegible] کان
اور اک دشت پر گوش ہے درمیان
[illegible] آیا ہے تو سنگ و آہن اگر
کہ پہرا ہے ایک گروان ملک
ہوا سامنا [illegible] اولاد کے پہرہ وان
غرض آگ جب [illegible] دیکھکر
کہ آتش ہے افروختہ جا بجا
وہ دیو سپید اور بھی دیو سب

یہ سنکر سپہ لیکے آیا وہیں
مجھے نیک تھا نام ہر تیر کیا
کہ ہوں زور میں مثل پیل و ہژبر
کہ آیا ہے تو کون سی راہ سے
سو منزل میں کہیں تیغ ہے سرطلب
تہ تیغ یکدست لشکر کروں
نہ ہرگز بڑھا آپ پھر پیشتر
سو رستم گرد آئے وہاں
نہ آیا کوئی پہلوان پاس پھر
وہیں دشت پیمای خواری ہوا
غرض شل روباہ تھا حیلہ گر
لیا کھینچ اولاد کو کرکے بند

اُسے دیکھ کر رخش پہ ہو سوار
کہ یہ نام ما رانجاوی تو پایان
دلیر و نکا شہرۂ این آب ہے
یہ بولا وہیں رستم نامور
چہارم یہ منزل جو درپیش ہے
سنا جبکہ اولاد نے یہ کلام
سوار و سے بولا کہ یکبارگی
کہ کوئی پہلوان بیشتر جسے تھا
سپاہ مخالف گریزان ہوئی
کیا پھر نہ آرام رستم نے وان
ہوا اگرچہ عاجز یل نامدار
اوسے بند کرکے وہ پھر شہسوار

مقابل ہوا رستم نامدار
یہ گفتار سنکر یل نوجوان
سمجھ کر کہیں وہ مرے نام کو
رہ ہفتخوان سے یہاں آیا ادھر
تو تو سدرہ ای بد اندیش ہے
تو بس اڑ گئے ہوش اسکے تمام
کرو حملہ دوڑا کے اب بارگی
اوسے پہلے رستم نے کشتہ کیا
پیا بانہین یکسر پریشان ہوئی
ہوا اوسکے دنبال وہیں پہلوان
ولیکن نہ چھوڑا اوسے زینہار
پھر اک چشمہ کے پاس پکڑا قرار
ہوا استراحت کنان نامجو
تو بولا یہ اولاد سے نامدار

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخوان

ہوئے تجھ جو رزم آور کینہ خواہ
کہ اولاد کو بھیجے زیر تیغ
کروں راتدن خدمت چاکری
تو کشتہ کرو مت نہ ہرگز مجھے
یہ ظاہر کیا پھر کہ ای نامجو
نگہبان ہیں دیو بارہ ہزار
ولے قول اور عہد و پیمان لیا
جہان قید ہے بادشاہ جہان
کہ سنگ گران سنگ رہ ہے جہان
گذار اوس مکان سے ہے دشوار تر
تو وان دیکھتا پھر کہ زیر فلک
یل پیلتن رستم پہلوان
ہوا دشت میں بیخطر رہ نورد
چلا جب تو اولاد نے یوں کہا
سکونت گزین ہیں [illegible]

وہ احوال کر تو مفصل بیان
بصد عجز اوسنے کیا یوں بیان
لگا کہنے رستم کہ کاوس شاہ
تہا سے تو گر جائے دیو سفید
مکان ایک ہے درمیان دو کوہ
دیا جبکہ زندان کا اسکو نشان
کہا یوں کہ اے بھائی تو کر
وہی شہر مازندران کی ہے راہ
سوا اسکے اے پہلوان جہان
یہ گفتار سنکر ہوا خندہ زن
کروں میں یہ کس طرح سکو بلا
جہانتک تعلق تھا اولاد کا
کہیں نصف شب قلعہ کوہ پر
کہ دروازہ شہر مازندران
فروزندہ ہر دیو نے آگ کی

کہی اوسنے القصہ سب داستان
کہ مت قتل کر مجھکو اے پہلوان
مقید جہان ہے بحال تباہ
تو پر آئے تیری بھی دل کی امید
وہاں شاہ کاؤس گردون شکوہ
تب اسپر تہمتن ہوا مہربان
ہراعات تجھپر کروں بیشتر
کہ ہے دیو زاد ونکی آرامگاہ
ہزار و دو صد فیل ختلی ہیں وان
لگا کہنے اولاد سے پیلتن
ملاتا ہوں کیونکہ تہ خون و جان
مقابل نہ آئی کوئی جوان بلا
تہمتن کو ناگاہ آیا نظر
یہی ہے کہ آتش ہے روشن جہان
کہ دستور اونکا ہے ہر شب یہی

چونکہ پیدا وہ مسرت نفریں
ہوا دشت میں پھر سکونت گزیں

کہا تو ہے شہر نزدیک تر
رواں یاں سے ہو دیکھ وقت سحر

درخت ایک تھا اس سے اولاد کو
دیا باندھ اور سو رہا نامجو

بہم گرچہ تھا عہد اور اختلاط
ولے راہ میں شرط تھی احتیاط

بیان احوال پر اختلال منزل ششم راہ ہفتخوان

دم صبح اولاد کو ساتھ لے
روانہ ہوا رستم اس دشت کو

چلے تھی کمند اسکی گردن میں بند
وہ رہبر تھا پیش پل ارجمند

پیادہ اولاد لا کر اسے تا سحر
یہ منزل ہے پر خوف و بیم و خطر

نگہبان ہیں ارژنگ کے بیدرنگ
نہیں جتنے ان سب کو تاب جنگ

نہ اندیشہ رستم نے ہرگز کیا
جہاں دیو ارژنگ تھا وان گیا

دلیرانہ جا کر کیا جب غریو
تو خیمے سے نکلا وہ ارژنگ دیو

تہمتن کے ہارے کمر بین درست
کہ تا پہلوان کو کرے زیر بست

تہمتن نے ہاتھ اسکے رکھ کتف پر
پکڑ دوسرے ہاتھ سے اسکا سر

اوسے خاک پر پھیر فگندہ کیا
سر دیو ناپاک کندہ کیا

جہاں اور دیوؤں کی تھی انجمن
دیا پھینک وان سے سر اہرمن

ہوئے پھر گریزندہ سب دیو زاد
ہوا وان سے رستم رواں شاد شاد

سر کوہ جس وقت رکھا قدم
وہاں پر توقف کیا ایک دم

روانہ ہوا آگے پھر پل ارجمند
غرض کرکے طے راہ پست و بلند

جہاں شاہ ایران گرفتار تھا
وہاں ساتھ اولاد کے وہ گیا

ہو [illegible] خواب غفلت میں بند
پلنگا پیلتن ہوا آگے سے

شہنشہ نے پوچھا جو احوال راہ
تو رستم نے ہنس کر کہا پیش شاہ

گرفتار زنجیر کاؤس تھا
تہمتن نے اس دم ارادہ کیا

کہ یکدست توڑی وہ بند گران
کہ اتنے میں جاگے وہاں پاسبان

لیا گھیر رستم کو بس آن کر
چلے پہلوان کو نتھا کچھ خطر

جو سردار تھا قوم کا بند دیو
مقابل ہوا وہیں کر کے غریو

وہ پولاد کے بیشے میں مشتغل خسروا
کیا تن سے ارژنگ کا سر جدا

خدا نے دیا اس قدر مجھکو زور
کہ دیو ونکو سمجھوں میں مانند مور

مرے ہاتھ ہی مرگ دیو سپید
یہیں آیا یہی دل میں کرکے امید

کروں قتل اس دیو ناپاک کو
نہ جان اپنی دے مجھکو تو زور جبر

اطاعت مری کر تو سب اختیار
کہ پیدا ہو بہتر نہیں زینہار

اگر جنگ کی دل میں ہو کچھ ہوس
تو سر تیرا اور تیغ بران ہے بس

ہوا دیو فرمان بر اسکا وہیں
کہ پیدا ہوئی ہیبت تیغ کین

کہا اور دیوان ناپاک کو
کہ مت آؤ پیش پل نامجو

گرفتار تھے جتنے ایرانیان
اونھیں لا کے حاضر کیا پھر یہاں

لگا کہنے رستم سے پھر اہرمن
کہ دیو سپید اسے پل پیلتن

ہوا کشتہ گر ہاتھ سے تیرے وان
تو پھر پابندی ہم کریں یہان

تہمتن روان اس مکانی سے ہوا
اور اک دیو ساتھ اسکے راہی ہوا

بیاباں میں تھا وقت شب کہ پہر
وہ اولاد اور دیو تھا راہبر

پڑا ایک لشکر نظر دور سے
گرانتر ملخ سے تھا اور مور سے

یہ اولاد سے پوچھنے وہ لگا
کہ یہ فوج کسکی ہے مجھکو بتا

وہ بولا کہ ہے فوج دیو سپید
سنایا سوا اسکے اور اک نوید

کہ نکلے ہے جب چرخ پر آفتاب
ہر اک دیو ہوتا ہے پھر گرم خواب

کہ اس وقت تو انسے ہو کینہ خواہ
تو پھر ہو مظفر بفضل اله

ہوئی بات اولاد کی دلپذیر
ہوا رات کو رستم آرام گیر

احوال منزل ہفتم و کشتہ شدن دیو سپید

سحر جبکہ خورشید تاباں ہوا
پل پیلتن تب شتابان ہوا

جہاں لشکر دیو تھا وان گیا
کوئی خواب میں کوئی بیدار تھا

تہمتن کمر سے وہیں کھینچ تیغ
لگا قتل کرنے اونھیں بے دریغ

ہوے پھر خبردار یکدست دیو
گیا گرد رستم بھی کرکے غریو

چپ و راست تھا تیغ زن پہلوان
جو آیا مقابل ہوا کشتہ وان

رہی جب نہ زنہار تاب ستیز
تو لی وان سے دیو دونوں نے راہ گریز

پھر آیا وہ پیل بادل پر امید
سوے خانۂ جادو گر دیو سپید

پر از جادوان تھا وہ کیسا مکان
نہ تھا نام کو روشنی کا نشان

وہی دیو رہبر سہارا رہا
پل پیلتن کو وہاں لے گیا

کہ کوئی غار تاریک تر تھا وہان
کہ دیو سپید لعین تھا جہاں



نکل غار سے وہ مقابل ہوا
دلیری سے پھر لیکے نام خدا
تبھی لیا اپنی رستم کو داب
ادھر یوں کیے تھا یل نامجو
غرض ہمدگر خوب کشتی ہوئی
زمین پر پٹکا یک پڑی جو نظر
اوٹھایا پکڑ کر کمر دیو کو
نگہ کی جو رستم نے پھر سوئے غار
کہ یا جان دیو سپید لعین
یہ کہکر کہا پھر کہ اے نامدار
پھر اولاد کو وہ جگر دیو کا
دیا مژدہ فتح جب شاہ کو

سو رستم گرد مائل ہوا
کیا زخم شمشیر اُسپر رہا
لگا زور کرنے وہ خانہ خراب
کہ اب دیکھیے جان بری کیونکہ ہو
ادھر اور ادھر سے درشتی ہوئی
تو دیکھی زمین خون سے رستم نے تر
دیا پھر پٹک خاک پر دیو کو
تو کشتہ بہت پائے واں دیو سا
ہر اک کی تھی وابستہ جان حزین
کچھ انعام کا ہوں نہیں امیدوار
یل پیلتن نے حوالے کیا
تو شادان ہوا خسرو نامجو

اُسے دیکھ رستم ہوا خوفناک
ہوئی خستہ اُس زخم سے وان دیو
جوان نے بھی اُس دم کیا خوب زور
سکے تھا ادھر دل میں دیو سپید
ہم ہو سکے عاجز ہو پھر جدا
یقین یہ ہوا زخم کاری لگا
کیا وہین خنجر سے اُسکو ہلاک
یہ پوچھا انھیں قتل کسنے کیا
ہوا کشتہ وہ جب تو سب مرگئے
تہمتن یہ بولا تجھے اے جوان
تہمتن وہاں سے پھر اشادشاد
لگا کہنے پھر شاہ باداد و دین

پند لیگیا سوئے یزدان پاک
وہ لے دوڑ کر اسنے کرکے غریو
دلیرانہ باہم ہوا خوب زور
کہ ہوں جان سے آج میں ناامید
جدا ہو گئے یکدم تو توقف کیا
ہوا دل قوی رستم گرد کا
لگا لا جگر دل کیا اسکا چاک
جواب اُسکو اولاد نے یہ دیا
جہنم میں ساتھ اُسکے یکسر گئے
کرو ان حاکم شہر مازندران
گیا پیش کاؤس فرخ نہاد
کہا اے مرحبا آفرین آفرین

داستان بر تخت نشستن کیکاؤس شاہ مازندران و نامہ نوشتن بشاہ جادوان

جو سردار دیوون کا تھا سپید نام
وہ گودرز و گستہم اور طوس و گیو
یل نامور رستم پہلوان
رہا سات دن تک یہ جشن طرب
فرستادہ کا نام فرہاد تھا
شہ جادوان پڑھا کر سکے وا
دلیر و جوانمرد رستم ہے نام
جھے ساتھ رستم کے جب تم جنگ
ہمیں ملک اپنا ہوا لے تو کر
یہ مضمون پڑھا جب تو ہو کر خفا
ہزاروں ہیں یان دیو پیکار جو
تو نازاں ہے کہ اک رستم گرد یہ
ترے ساتھ بیٹھے برا کیا کیا
تو بھیجا ہے سوئے ایران زمین
فرستادہ لیکر جواب پیام
پڑا فکر میں شاہ فرخندہ نام
یہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ
لکھا یوں کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ
سمجھ گر تو ہو عاقل پیش بین
وگرنہ تجھے خوب ہوویگے زیان
حضور سپہدار مازندران
قد و جسم ہر شکل پیل بلند
شہ جادوان نے وہیں پیشوا
اسے دیکھ جوان طرح تیز کے
اشارہ وہیں کہنے لگے یوں بہم
تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا
وہ بیتاب پنجہ ہوا اس قدر
کلا ہو اک گرد پر زور تھا
کلا ہو آیا غضبناک ہو

ہوا وہ مطیع شہ ذوالکرام
وہ گرگین و بہرام اور خیل دلیر
سر کرسی زر تھا جلوہ کنان
رہے روز و شب پاس عیش و طرب
غرض نامہ شاہ وہ لیگیا
لکھا تھا کہ اک گرد زور آزما
نہ پراگندگی ہے سدا اسکا کام
تو وہ دولت کشتہ ہے سپند ناگ
تجھے خواہش خیر ہے کچھ اگر
شہ جادوان نے یہ پاسخ دیا
تو ہی بازو و کینہ ور زندہ خو
بیابان میں ہزاروں پیل ناموس
کہ زندان میں تجھکو زندہ رکھا
نہ ہر گز مرے ساتھ ہو گرم کین
پھر آیا حضور شہ ذوالکرام
لگا کہنے تب رستم نامجو
ہوا اب ہے ستم سے آزاد شاہ
ہماری اطاعت سے اب منہ ہو مڑا
کرے پاش ہر نہار بہتر نہیں
رہے پھر نہ لوا و نہ مازندران
کیا جا کے یوں عرض داستان بیان
رکھے ہے وہ پاس اپنے تیغ و کمند
روانہ کیے گرد زور آزما
جو نزدیک پہونچا تو دیو ہزار آوے
کہ دکھلا دیں کچھ زور اپنا بھی ہم
کہ ہم پنجہ کا دست رستم کیا
کہ بس کچھ پڑا اسپے خاک پر
اسے شاہ مازندران نے کہا
لگا کہنے یوں رستم گرد کو

وہ لایا وہاں ایک ارژنگ زر
ہوئے ایستادہ چپ و راست سب
سر نو ہوئی محفل انبساط
ہو ہر شاہ مازندران یوں ادا
دیا شاہ مازندران کو شتاب
روان کیجیو ایران آیا یہان
وہ دیو سپید اور ارژنگ دیو
کہاں ہے تجھے رزم کی اس کی تاب
ترے جیسے ہیں بہتر فرمانبری
کہ دیو سفید اور ارژنگ اگر
سوا انکے ہیں پاس سیر شہا
ارادہ کروں گر تو زحمت ندان
رہا کی تری ہو گئی ناگہاں
کرو ننگا تجھے قید گر ایکی بار
سنا اور دیکھا تھا کچھ ہار
تجھے نامہ لکھدے کہ اکی بار
تہمتن کی تعریف کرنے لگا
نہیں تیرے لشکر سے ڈرتے ہیں ہم
اگر آکے حاضر ہو یان ایک بار
ہوئی مہر کاوس جب نامہ پر
کہ آیا ہے پھر اے شہ نامور
قوی ہیکل اک ہے یہ زیر ران
یل بیلتن نے انھیں دیکھ کر
بہت گرد اسکے تلے دب گئے
کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز
جدا ہو گئیں انکی رگہاے دست
شہ شکے یہ شاہ مازندران
کہ تو بھی اور ہے زخمی و خستہ کہ
ذرا مجسے ہم پنجہ ہو اے جوان

ہوا اور سپہ کاوس کے جلوہ گر
کمر بستہ جوں بندگان باادب
مہیا ہوا ساز و برگ نشاط
کیا شاہ نے ایک نامہ روان
کہا یوں کہ لکھدیجے ہکا جواب
تو ہی روز ہے فصل شیر ژیان
جہاں میں تھا فوت کا تجکو غرور
تو حاضر ہو یان آ کے اب شتاب
وگرنہ ہو دشوار پھر جا نبری
ہوئے کشتہ تو یان ہوا کیا ضرر
ہزاروں وہ صد پیل جنگ آزما
بس اک دم میں تسخیر ایران کرو
غنیمت سمجھ اسکو اب بیگمان
تو بھیجا تجھے ژونگا پھر زینہار
کیا پیش کاوس یکسر بیان
کہ تا جائے تجھین وہان فرستادہ اور
پھر اسنے رقم وہیں نامہ کیا
تجھے پھر خبردار کرتے ہیں ہم
ترا ملک تجھپر ہے برقرار
روانہ تب ہوا رستم نامور
فرستادہ اور اک یا کہ و فر
بہ شان و شوکت کہ وہ جوان
او کھاٹا وہاں اک تھا درخت
یہ دیکھا تو حیرت میں پھر سب گئے
ہوا تشنہ تن رستم سرفراز
ہوا مرد زورآور ہیں مست
یہ سمجھا کہ رستم یہی ہے جوان
دل او پنجہ کو اسکے شکستہ کر
اکہ دیکھوں ترا میں زور و توان

مقابل وہیں پھر تہمتن ہوا
بفور جنداوند آیا وہ مرد
کہا یہ کہ بہتر نہیں کار زار
کیا پھر طلب رستم گرد کو
یہ سنکر دیا اُسنے پاسخ وہیں
تہمتن یہ بولا کہ لکھیے جواب
ہمارا تو ہو بلکہ فرمان پذیر
تو با پیر نہ اندازسے دھر قدم
نہ پہ پاوے اپنا دیہیم و تخت

نکلا ہو رستے پنجہ افگن ہوا
پراگندہ خاطر گرفتار درد
رہ آشتی کر تو اب اختیار
گیا جب حضور اُسکے وہ نامہ بر
کہ رستم کا ہوں جا کر کمتر ہین
لکھا پاسخ نامہ اوسنے شتاب
کہ قائم رہے ملک تاج و سریر
نہ پھر اپنی جان پر روا رکھو ستم
روانہ ہوا کہکے دشوار و سخت
کہ کیجے اب آراستہ ساز جنگ

اُسے بھی کیا ایک دم بے زبان
دکھایا اُسے دست آویختہ
کلاہور نے جب کیا یہ بیان
لگا کہنے پھر شاہ مازندران
یہ لکھکر وہ نامہ حوالے کیا
کہ ایران تجھسے ہو دعوی ہمسری
بزرگوں نے تیری نگاہ کی کبھو
تہمتن نے یوں وقت رخصت کہا
حضور شہنشاہ کاوس جب
رواں ہو چلے شوق بہر جنگ

لیا اُسکے سر پنجے کو زیر قوت
کہ رگ اور ناخن سے تھے سب پختہ
ہوا پُرغضب شاہ مازندران
کہ تو ہے مگر رستم پہلوان
وہ پُر مکر ہوا پھر نہایت خفا
نہ ہوئیگے جو پاسے فرمانبری
کہ تا سوئے مازندران لاوے پا
کہ کاوس کی کر اطاعت تمہا
وہ آیا تو بولا زرے کر طرح

جنگ کاوس شاہ با والی مازندران وکشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم وظفر یافتن



ادھر سے جہاندار کشورستان
ادھر سے سپہدار مازندران
صف آرا ہوئے جا کے میدان مین
ہوا حشر برپا پھر اک آن مین

کوئی دیو جو تھا وہان سپید رنگ
ہوا آکے رستم سے جویاے جنگ
لگا جبکہ اک زخم نوک سنان
تہی ہوگئے پھر تو قالب مین جان

شہ جادوان نے کہا فوج کو
کہ یکبارگی اب تو حملہ کرو
ہوا گرم ہنگامہ کشت و خون
ہوئی خون سے رنگین زمین لالہ گون

ہوا بوق اور کوس کا یہ خروش
کہ گیتی پریشان ہوا اور بیہوش
ہوا گرد ہوکر غبار زمین
گیا تا سر سقف چرخ برین

دو لشکر بہم حملہ آور ہوے
ہزارون تن اک دم مین بے سر ہوے
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
ہوا گرم ہنگامہ بازار جنگ

ہوا ادھر سے رستم درخشندہ جیب
یہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب
کہ یارب مرے ہم قرین ہو ظفر
زبون ہووین دیو لشکر اگر

وہین غیب سے پھر یہ آئی صدا
کہ ہو فتح تیری بفضل خدا
یہ سنکر شہنشاہ فرخ نہاد
گیا سوے ناوردگہ شاد شاد

کہا حملہ اب ہو ساری سپاہ
کرو فوج مازندران کو تباہ
تہمتن سوے شاہ مازندران
شتابان ہوا مثل پیل دمان

کھڑے اسکے آگے تھے پیلان مست
کیا گرز سے کتنے ہر اک کو پست
کشادہ ہوئی راہ جب سر بسر
گیا راست تب رستم نامور

سپاہ ہاتھ سے گرز اوس دم ہوا
طلبگار نیزہ وہ رستم ہوا
وہین گیو نیزہ وہان لیگیا
تہمتن کو جاکر جو اوسنے دیا

پل پلٹن لیکے اُس تیرہ کو
شہ جادوان سے ہوا رزم جو
وہ قوت تھی جادو کی ہنگام جنگ
شہ جادوان بنگیا شکل سنگ

جو دیکھا وہ کوہ گران سد راہ
تو حیران رہا رستم کینہ خواہ
پہونچکر وہین شاہ کا دین کو
یہ بولا کہ اے شاہ فرخندہ خو

هرے ساتھ جب لیکے گرز گران
ہوا رزم جو شاہ مازندران
لو سینے کیا زخم نیزہ رہا
اور اوس دم یہ دل مین گمان پھر ہوا

کہ اس زخم سے ہوگئے غرق خون
ہوا شاہ مازندران سرنگون
ولیکن یہ حائل ہوا ایک کوہ
یہان بخت جیتا ہی اک کوہ

لگا کہنے پھر بادشاہ جہان
کہ جنبش نہین ایران کے زور آوری
اوٹھا لاو ہین اس کوہ کو زور سے
یہ سنکر وہ زور آوران سپہ

لگے زور کرنے ولیکن وہ کوہ
ہلا بھی نہ اوس سے ہوے سب ستوہ
پھر آخر کو وہ رستم پہلوان
اوٹھا پہلوان سے کوہ گران

پس پشت تھے وہ دلیران تمام
خوش و خرم و آفرین خوان تمام
خوشی سے سر رستم نامدار
بہت کوہ سر زور کیا وان نثار

غرض لاکے رکھا وہ کوہ گران
کہ شاہنشہ نامور تھا جہان
فروشان ہو جون شیر ہو سنگ کے
تہمتن یہ بولا کہ اے بید رنگ

نکل آئے شہ جادوان سنگ سے
رہائی نہین اب تری جنگ سے
وگر نہ ابھی لیکے تیغ و تبر
کرونگا کٹکڑے اس کوہ کے زود تر

یہ آواز سنکر شہ جادوان
جو نکلا تو کاؤس شاہ جہان
لگا کہنے پھر اسمین لاؤ نہ باک
ملا دوں ابھی اسکو تہ خون و خاک

وہین کھینچکر پھر تہمتن نے تیغ
کیا پارہ پارہ اسے بے دریغ
جو کشتہ ہوا شاہ مازندران
ہزیمت پڑی فوج کے درمیان

گریزان ہوے عدو دم و اہرمن
پریشان ہوے نیر چرخ کہن
بفیروزی و فتح شاہ جہان
ہوا داخل شہر مازندران

شہ جادوان کا جو تھا تخت گاہ
ہوا جلوہ گاہ شہ دین پناہ
ہوے مردم شہر و دیوان تمام
پرستار شاہنشہ ذوالکرام

بہت ہاتھ آیا وہان مال و گنج
ہوا دستیاب پھر بے رنج
سپاس عنایات و لطف خدا
جہاندار کاؤس لا یا بجا

جب اس فتح سے شاہ خوشدل ہوا
سوی بخشش و جود مائل ہوا
دُر بے بہا خلعت پر گہر
زر و ملک و اسپان و باز زرین

کیئے پھر ملاقات زرین لباس
بصد مہر و شفقت بٹھایا پاس
تہمتن کو دیکر کیا سرفراز
ہوا پہلوان کا فزون امتیاز

پھر اولاد کو بادشاہ نے طلب
جسے شہ جہاندار کرکے طلب
کیا عرض رستم نے ای بادشاہ
یہ اولاد ہے بندۂ نیکخواہ

بہت اسنے کی خدمت و چاکری
جو ہو لائق عزت و برتری
حکومت یہان کی اسے دیجیے
یہان ہین سرافراز اب سینکڑے

شہنشاہ نے خرم و شاد ہو
زرو سے عنایات اولاد کو
کیا حاکم شہر مازندران
فرزون کی رہین اوسکی تا قیامت

ہو رستم اور طوس عالی وقار
وہ گودرز اور گیو جنگی سوار

یہ نکلے تھے گردان جنگ آشنا
زرہ و ملک انکو عنایت کیا

داستان لشکر کشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت خوردن شاہ ہاماوران و دادن دختر خود کیکاؤس را

ہوا پیدا اقبال و فیروز بخت
ہوا مازندران کو لیا تاج و تخت

تو پھر سوئے ایران بفتح و ظفر
روانہ ہوا خسرو نامور

ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی
کہ با شوکت و فر شاہنشہی

خدیو جہانگیر کاؤس ہے
بلند اقتدار و زبردست ہے

کیا جسنے تسخیر مازندران
ہوا خیل دیوان پر اب گران

ہوئے سرکشان سب کے اندیشہ مند
مبادا کہ ناگاہ پہونچے گزند

بہت پادشاہان گردن فراز
ہوئے گام فرسائے راہ نیاز

ہر اک نے زر و گوہر و طوق و تاج
حضور اسکے بھیجا برسم خراج

اطاعت پہ جسنے نہ باندھی کمر
تو اسکی ولایت کو پہونچا ضرر

بہت کجرواں شہ نے سیدھے کیے
مکان ملک توران کے اکثر لیے

ولیکن ہوا شاہ ہاماوران
مطیع شہنشاہ کشورستان

نمایاں ہوئی اس سے جب سرکشی
تو کی شاہ نے اس پہ لشکرکشی

کیا اسقدر پہلوانوں نے تنگ
کہ ہرگز رہا پھر نہ یارائے جنگ

وہ رکھتا تھا اک دخت سودابہ نام
صنوبر قد و گلرخ و لالہ فام

جہاندار اسکا ہوا خواستگار
نہ انکار اسنے کیا زینہار

ہوا عقد باہم برسم شہان
ہوا شاہ کاؤس پھر مہربان

رہا ملک ہاماوران برقرار
مدارات کی اور بھی بیشمار

پیام سپہدار ہاماوران
یہ آیا حضور شہ خسروان

کہ تشریف اب قلعہ میں لائیے
یہاں تک قدم رنجہ فرمائیے

قبول آپ میری میہمانی کرو
مرے حال پر مہربانی کرو

کیا شہ نے اقبال اس بات کو
ولیکن وہ دلدار فرخندہ خو

یہ بولی کہ اے خسرو نامدار
مرے باپ کا کچھ نہیں اعتبار

وہ کمبخت ظالم سیہ کار ہے
بڑا ہی دغاباز و مکار ہے

نہ جاؤ غرض قلعے کے درمیان
کہ ہرگز نہیں خوب جانا وہاں

داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بہ شاہ ہاماوران

ہوا جا کے مہمان شہ کامگار
گئے ساتھ اسکے کئی نامدار

وہاں سات دن عیش افزا رہا
نہ وسواس اندیشہ ہرگز کیا

تمنائے سالار ہاماوران
بر آئی کہ آیا وہ شاہ جہان

شب و روز خدمت میں حاضر رہا
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا

کمیں کیا کہ خدمت سے خوشدل کیا
شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا

کیا قید پھر شاہ کاؤس کو
کیا بند گودرز اور طوس کو

ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ
تو راہی ہوئی سوئے ایران سپاہ

یہ سنکر سپہدار افراسیاب
سپہ لیکے توران سے پہونچا شتاب

تصرف کیا آکے ایران میں
کیا ملک تسخیر اک آن میں

بزرگان ایران نے پھر زینہار
اطاعت کی ترک کی اختیار

گئے زابلستان میں رستم کے پاس
شکستہ دل و پر غم و بے حواس

کیا جا کے احوال سارا بیان
کریں تا کہ تدبیر کچھ پہلوان

سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا
تو یوں شاہ ہاماوران کو لکھا

سنا ہوگا احوال مازندران
کہ دیوو سے بازو سپید وہان

ہوا شاہ مازندران بھی ہلاک
ہوئے دیو سرکش تہ خون و خاک

تمہیں ہے یہ لازم کہ کاؤس کو
باعزاز و اکرام یاں بھیجدو

وگرنہ سواران زابلستان
نہ چھوڑینگے ہاماوران کا نشان

جواب نامہ نوشتن شاہ ہاماوران برستم و روانہ شدن رستم بہاماوران و جنگ کردن و ظفریاب شدن کیکاؤس شاہ

لکھا اُسنے پاسخ کہ کاؤس کی
نہایت ہے دشوار اب مخلصی

اگر تو بھی آویگا میدان مین
تو ہوگا گرفتار اک آن مین

پڑھا جبکہ نامہ کا اپنے جواب
تو پھر زابلستان سے جون موج آب

روانہ ہوا سوے ہاماوران
بل پلٹن لیکے فوج گران

مخالف نے پھر جمع لشکر کیا
شہ مصر و بربر کو یاور کیا

غرض باسپاہ گران ہر سہ شاہ
تہمتن سے آگے ہوے کینہ خواہ

کیا پہلوان نے مبارز طلب
کہی جا ہے جسکا مقابل ہو اب

ہوا دل مین ہر اک کے پیدا خطر
کیا رزم سے اُسکی سب نے حذر

ہوا شاہ ہاماوران پر غضب
گئے پہلوانان بھی ناچار تب

کیا قصد رستم سے پیکار کا
ولے جبکہ رستم نے حملہ کیا

سراسیمہ وہین گریزان ہوے
یلان ہر سہ کشور ہراسان ہوے

پھر آیا نہ میدان مین اک سوار
مقابل نکوئی ہوا از نہیاز

جو دیکھا کہ بیدل ہے ساری سپاہ
تو غیرت سے پھر مصر و بربر کے شاہ

گئے سامنے پہلوان کے دلیر
مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر

سوے ترک سرور مصر چلے
کیا گرز رستم نے جب دم سہا

بچا کر وہ ضرب اُسکی بھاگا وہین
ولے بخت بد سے تھا چار انہین

تہمتن نے پھر اُسپہ ڈالی کمند
ہوا الغرض وہ گرفتار بند

شتابی سے گرز سے اُسکو چھپا
اُسے ہر دمان کے حوالے کیا

سپہ لیکے پھر حملہ آور ہوا
شتابان سو فوج بربر ہوا

گریزان سواران بربر ہوے
نہ یک لحظہ وان رزم آور رہے

تباہ و پراگندہ لشکر ہوا
گرفتار پھر شاہ بربر ہوا

نہ تنہا ہوا شاہ بربر اسیر
چہل نامداران ہوے دستگیر

تہمتن سے پھر شاہ ہاماوران
ہوا آزردہ مند اس سے وایان

ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی
چھٹے قید سے طوس گودرز بھی

جہاندار کاؤس پاکر [illegible]
ہوا تخت شاہی پہ پھر جلوہ گر

سپاہ سہ کشور بصد آرزو
ہوئی ہمرکاب شہ نامجو

مراجعت نمودن کیکاؤس شاہ

روان سوے ایران ہوا بادشاہ
زیادہ تھی شش لاکھ سے بھی سپاہ

بسمت ایران و بجنگ آمدن افراسیاب والی توران و ہزیمت او از دست رستم

جب آیا جہاندار عالیجناب
سپہ لیکے پہونچا تب افراسیاب

صف جنگ آراستہ وان ہوئی
جہان مین قیامت نمایان ہوئی

سپہدار توران نے پھر یون کہا
کہ لے پہلوانان جنگ آزما

پکڑ لائے رستم کو گر کوئی مرد
کرے قتل یا آنکہ وقت نبرد

کہ ہون صاحب تاج و افسر اوسیے
سوا اسکے دون اپنی دختر اسے

یہ سنکر کئی مرد میدان مین
گئے اور ہوے کشتہ اک آن مین

پھر آیا سوے رستم افراسیاب
ولیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب

بل پلٹن لیکے گرز گران
ہوا جبکہ میدان مین حملہ کنان

تو سالار توران ہراسان ہوا
سراسیمہ وان سے گریزان ہوا

دلیرون نے پھر کھینچکر تیغ کین
ہزارون کیے قتل ترکان چین

ہوے کشتہ تورانیان یان تلک
کہ کشتون کے پشتے ہوے تا فلک

گیا سوے توران پھر افراسیاب
ہوا شاہ کاؤس کے فتحیاب

ہوا ملک ایران مین پھر بند و بست
ہوے سرکشان جہان زیر دست

ہوے شہ کے محکوم دیو و پری
لگے کرنے جون بندگان چاکری

مکان پاکے نادر بزیر فلک
بنائے بہت کوہ البرز تک

کرون اُن مکانون کی تعریف کیا
کہ تھا ہر مکان زر دیا قوت کا

سوا اسکے ہر جا تھے شیشے لگے
جہاندار کاؤس کے حکم سے

غرض دیو فرمائش بادشاہ
سر انجام کرتے تھے شام و پگاہ

ولیکن یہ تنگ آگئے تھے تمام
وہ ناچار اس فکر مین تھے مدام

گزشتہ کو کس طرح کیجے ہلاک
جہان مین رہین تاکہ بیخوف و باک

پھر ابلیس سے سنکے قول رجیم دیو
وسے چھڑ پڑ پہ کہ راز فلک
اگر تو ہو عازم سوے آسمان
پہ کھلے لگا اس سے پھر تاجور
دیو بولا کہ تدبیر اسکی کرون

کیا ابلیس وہین پیش کیہان خدیو
نہین تجھکو معلوم کچھ ابتلک
تو ظاہر ہو یکبست راز نہان
زتو بیٹھا کا مجھے سیج پر

کیا عرض اے بادشاہ جہان
کواکب کی گردش کا بھی بیشمار
سنی بات جب دیو بدراہ کی
تو مین تجھکو انعام دون بیشمار

تو ہی خسرو خسروان زمان
نہین تجھسے احوال کچھ آشکار
تو گم ہو گئی عقل پھر شاہ کی
زیادہ کرون عزت و افتخار
سر سیج پر آپ کو پہیلاون

رفتن کاؤس شاہ بسیر آسمان و افتادن بدشت چین و آوردن سواران در ایران و باز بر تخت نشستن

کیا پیش ابلیس قول رجیم دیو
وہ اسکی تدبیر فرمائیے
کیا پھر حضور شہ نامدار
وہ چین ساتھ مردم کے خوگر کیا
عقابونکو باندھا سر تخت سے
مگر قصد یہ تھا سیر آسمان
جہانتک اوچین زور پرواز تھا
مگر بیشہ چین مین وہ تاجدار
چلی روز تگین و خستہ ہر جا
بشارت ہوئی خواب مین رات کو
کسی آکے دیوون نے پھر بے خبر
ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر
ستم گر کہ ہر بار اے بادشاہ
نیا خوب کیا تجھسے کار نہان
لگا منہ رکنے وہ شاہ جہان
سے تاج ایران تھا کیہان خدیو
[illegible] ایسا جو ہو تا اگر
آئی یہ شاہ [illegible] پناہ

کرکے دو چنبہ کس بات لیجاسکے
عقاب اسکے چنگل تو [illegible]
کئی روز پھر اونکو فاقہ دیا
کہا پھر یہ شاہ قوی تخت سے
کہ ہو رشیم آدمی تیر دکان
ہوے اوج گیر آبروے ہوا
مگر ناز اسکو ہو چکا [illegible] بیشمار
پراگندہ دو [illegible]
کہ سر کو جیح تھا [illegible] تا بجو
کہ پھر بیشہ چین مین وہ تاجور
تو گودی در [illegible] وان آنکر
تو دیتا ہو [illegible] تو تختگاہ
کیا پھر [illegible]
کیہ مشغل [illegible] پیش [illegible]
پرستار تھے [illegible] انسان و دیو
تھے پھر پیش [illegible] نامور
[illegible]

بنائی یہان اسے تدبیر ایک
کھلایا و چکین گوشت شام و سحر
رکھی رات بھر لاکر اک پیڑ پر
کر اب بیٹھیے آپ اس تخت پر
اٹھے تخت کو لیکے چارون عقاب
نہ ہرگز رہی تاب پرواز سب
گر بکش سے ہوے تھا قوی تختگاہ
شب و روز روتا تھا وہ زار زار
وزیر و حکیم القصہ کی جستجو
روانہ ہوے تب سران سپاہ
ملامت بہت کی کہ افسوس ہا
ہوا تو گرفتار خواری سے بار
یہ سنکا شہنشہ پشیمان ہوا
کیا اسکے پہل [illegible] صبح و شام
رہا پھر کوئی شاہ گیتی پناہ
مگر باندھتا جا وہ دان بیقرار
سمہ شہ قلم کی یہین [illegible]

کہا یون کہ راضی ہو کیہان خدیو
کہ نزدیک ابلیس کے تھی وہ نیکیا
قوی زور اسکے ہوے بال و پر
کیا آپ تیار پھر تخت زر
ہوا جلوہ گر خسرو نامور
سو گوشت پرواز کی پھر شتاب
سر خاک پر گر پڑا تخت سب
غرض دشت مین خسرو نامجو
خدا نے کیا جسم انجام کار
روانہ کیے دیو ہر چار سو
شہنشہ کو لاکے سوے تختگاہ
ہوئی یک قلم گم تری عقل ہا
ولیکن تھا خدا نہ یہ نہار
خجالت سے سر در گریبان ہوا
شہنشہ سے راضی ہو خاص و عام
نہ ہرگز ہوا مثل کاؤس شاہ
شب و روز رہتا وہ خدمتگار
کہ دوران آگے سہراب کی داستان

داستان بودن سہراب از بطن تہمینہ دختر والی سمنگان

[illegible] نامدار
[illegible] آگے نہ گمان

کیا دشت [illegible] اشکار
[illegible] بیابان

ہوا سیر اک گور کو کیا کباب
تو اترا [illegible] شش ڈالی کمند

کیا پھر [illegible] اسنے آرام و خواب
کیا گردن رخش کو [illegible]

گئے جبکہ نزدیک اوس رخش کے
پکڑ لیگئے ترک واسنے اوسے
وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا
تو وہ بھی پیادہ گیا پیشوا
ادھر اب قدم رنجہ کیونکر کیا
جہاں ہو وہاں سے تو لا رخش کو
کرم کیجیے میرے ایوان پر اب
یہ گفتار سنکر وہ شاداں ہوا
پس پردہ واں رات کو ناگہاں
جو دیکھی وہ دلدار آئینہ رو
کہ شاہ سمنگان کی دختر ہوں تہمین
ولے تیری مدت سے دیوانہ ہوں
کسیکی نہوں جفت تیرے سوا
بجا لائی میں شکر الطاف رب
غرض جبکہ خورشید ہو جلوہ گر
یہ کہکر وہ جفت ہوئی دلستان
تو لا کر بجا شرط آئین و دین
کوئی مہرہ سام و نریمان کا تھا
تہمینہ تو اوسکو بازو سے باندھ
تو اوسکے مقابل نہو پیل و شیر
جدائی سے تہمینہ گریاں ہوئی
جسیم و قوی پنجہ مانند سام
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
تہمتن نے زابل سے تہمینہ کو
ولیکن بت دلستاں نے وہاں
یہ ہر کوئی پوچھے پسر یاں صبح و شام
ترا باپ ہے رستم پہلوان
ہوئی بعد ازاں وہ بت مہ جمال
کہ بھیجوں کہ جسکو ... پدر

تو اوسنے لکد اور دندان سے
کیا جفت اک مادیان سے اوسے
پیادہ بسوی سمنگان گیا
تہمتن سے جا کر یہ اوسنے کہا
یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا
کہ آفت یہاں کوئی برپا نہو
بسر کیجیے اب بعیش و طرب
سمنگان کے سلطان کا مہمان ہوا
نمایاں ہوئی اک بت دلستان
تو حیران رہا رستم نامجو
پریچہرہ و ماہ پیکر ہوں میں
قرار و صبوری سے بیگانہ ہوں
تمنا ہی دل کی یہی صبح و مسا
کہ وارد ہوا اس مکاں میں تو اب
مرے باپ سے میری درخواست کر
ہوا خوش بہت رستم پہلوان
تہمتن کو دی شہ نے دختر وہیں
سو رستم نے اوسکو حوالے کیا
اگر ہووے دختر تو گیسو سے باندھ
وہ ہو مثل سام و نریمان دلیر
بہت اوسکی خاطر پریشان ہوئی
رکھا شاہ نے اوسکا سہراب نام
لگا پھرنے میدان میں پیل نہار و
سہ یاقوت بھیجے تھے اور لعل دو
لکھا تھا کہ پیدا ہوئی دخت یاں
کہ تیرے پدر کا بھلا کیا ہے نام
یل پیلتن گرد کشورستان
نتا گوہی سام نریمان و زال
کہ پہونچا دی دونوں طرف کی خبر

کیے چند کس شستہ اک آئین
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو
جو شاہ سمنگان کو پہونچی خبر
ترے ہم ہیں فرمانبر و نیک خواہ
مرا رخش لائے ترے مردمان
وہ بولا کہ آتا نہ گھبرائیے
رکھو جمع خاطر کہ رخش آپکا
مہیا کیا شہ نے چنگ و رباب
سمنبر گل اندام و شمشاد قد
یہ پوچھا کہ تو کون ہے کیا ہے نام
مرا نام تہمینہ ہے اے جوان
ہوئی والہ سنکر تری خوش بیان
کیے تھے لعین جنے یہ مردمان
یہ سنکر ترے پاس آئی دوان
وہ چاہیے ہے مجھسے زیادہ تجھے
سحر موبد شاہ کو کر طلب
ہوا اوس سے ہمخواب یکشب جوان
کہا یوں کہ اے دلبر سیمبر
بیان کیجیے کیا اثر مہرے کا
طلب رخش اپنا کیا بعد ازان
غرض نو مہینے گئے جب گذر
وہ یکتا ہے نظر و یکتا زمیں یکسالہ تھا
ہوا جبکہ دہ سالہ وہ پیلتن
طلب کی تھی یہ نازنین سے خبر
غرض آگے تہمینہ سے اک روز
کہوں کیا میں تجھکو تیا تو نہیں کیا
دلیران گردان روئے زمین
سنا جبکہ سہراب نے یہ سخن
وہ بولی کہ اے مہ پور فرخندہ فال

رہائی ہوئی پر نہ میدان میں
نہ دیکھا کہیں دشت میں رخش کو
کہ آیا یہاں رستم نامور
خدا ہے ہمارے سخن کا گواہ
سراغ اسپ کا مجکو پہونچا یہاں
نہ تندی کو اب کام فرمائیے
سحر آپکے پاس آجائیگا
شراب مصفا و نقل و کباب
پریچہرہ مہ روئے و خورشید خد
لگی کہنے تب یوں بت لالہ فام
رہوں جو پری مردمان سے نہان
خدا سے کیا عہد میں نے کہ ہاں
کہ لائیں ترے رخش کو اب یہاں
کروں تا حقیقت مفصل بیان
کریگا نہ انکار اس بات سے
تہمتن نے بھیجا یہ پیغام تب
ہوئی حاملہ وہ بت دلستان
اگر تجھسے ہووے تولد پسر
کہ ہو پاس جسکے بفضل خدا
سوار اوسپہ ہو کر ہوا پھر روانہ
تو پیدا ہوا نازنین سے پسر
رخ خوب و رنگ گل و لالہ تھا
لگے ڈرنے مردان شمشیر زن
کہ دختر تولد ہوئی یا پسر
لگا کہنے وہ کودک دل فروز
یہ سنکر پریچہرہ نے یوں کہا
کوئی زینہار اوسکے ہمسر نہیں
تو پھر یوں لگا کہنے وہ پیلتن
نہ لانا یہ زنہار دل میں خیال

ترا نام سنکر جو رستم سے تجھے
ہوا لائے تو پھر رنج و غم ہی تجھے

سوا اوسکے وہ شاہ افراسیاب
کیا جسکو رستم نے اکثر خراب

رکھے ہی ترے باپ سے بغض و کین
یقین ہی کہ تجکو وہ چھوڑے نہین

غرض یہ ہی بہتر کہ تو ہوشیار
نکر باپ کی نام کو آشکار

ہوا تند وہ کودک ارجمند
یہ بولا نہین بات یہ دلپسند

رکھو تم نہ پوشیدہ نام پدر
نہین مجکو ہرگز کسی کا خطر

سواران ترکان و مردان کار
فراہم کرون لشکر بے شمار

پھر اک دم مین اوس تخت کاوس کا
مٹا دونگا مین نام و نشان طوس کا

بٹھاؤن تہمتن کو مین تخت پر
کرون اوسکو ایران کا تاجور

کرون قصد پھر سوے افراسیاب
سر تخت لون اوسکا جا کر شتاب

جو رستم پدر ہووے اور مین پسر
نہ دنیا مین کوئی رہے تاجور

پہ چہرہ مانند ابر بہار
یہ گفتار سنکر ہوئی اشکبار

ہوا گرم سہراب پھر برق سان
کیا اسپ توسن طلب بعد ازان

دکھائے دلاور نے خواہش تمام
کہ تہمینہ پر اک اسپ تھا تیز گام

پسند اوسکو لیکن نہ آیا کوئی
سواری کے لائق نہ پایا کوئی

سرشتہ ہاتھ سے اوسکے رکھا
شکم اوس ہیونکا زمین سے لگا

ہوا بچہ رخش جب روبرو
تو شادان ہوا وہ دل نامجو

کہ وہ باد پا جست و شایستہ تھا
قوی زور و چالاک و بایستہ تھا

سوار اوسپہ ہو کر یل شیرزاد
نہایت ہوا دل مین مسرور و شاد

روانہ شدن سہراب از توران بسمت ایران

براے جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و کردن اسیر راہدار ایران را

جوانمرد نے قصد ایران کیا
مہیا لڑائی کا سامان کیا

زرہ پوش مردان جنگ آوران
فراہم کیا لشکر بیکران

لگا کہنے پھر یون کہ اب ہی یہ عزم
کرون شاہ کاوس سے چلکے رزم

سر تخت کاوس و رستم کو دون
سپہدار اقلیم ایران کرون

ہوئے ہیں متفق اوسکے تورانیان
لگے کرنے انکو آکے سر نہان

کہ ہم جانفشانی کو حاضر ہین سب
نہ چھوڑینگے کاوس کو زندہ اب

یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
پھر اوسنے یہ پیغام بھیجا شتاب

کہ بدخواہ میرا ہی کاوس شاہ
یہ ہی آرزو اوسکو کیجے تباہ

کمر باندھکر کینہ خواہی پہ چست
کیا قصد ایران جو تونے درست

تو مین ہون رفیق اب ترا اے جوان
کرون تیرے شامل سپاہ گران

روانہ کیا فوج کو پھر اودھر
لیے اوسنے سرکردہ دو نامور

سنو نام کا اونکے مجھسے بیان
کہ ہومان تھا اک دوسرا بارمان

یہ افراسیاب اونسے کہنے لگا
کہ کہیو ذرا دھیان اسبات کا

کہ سہراب رستم سے واقف نہو
تہمتن نہ پہچانے سہراب کو

چھپے رہے پسر اور پسر سے پدر
نہو آشنا زینہار ایکدگر

کرو جہد و کوشش پہ پیچ و بسا
کہ سہراب و رستم ہون جنگ آزما

قوی زور سہراب ہی اور دلیر
یقین ہی کرے یہ تہمتن کو زیر

بوقت وغا رستم نامجو
مگر ہووے کشتہ تو سہراب کو

کسی حیلے سے کیجیو تم ہلاک
اسے بھی ملانا تہ خون و خاک

جو کشتہ ہون دونون جنگی اسد
رہے پھر کسے طاقت کارزار

نہ دشوار ہے تسخیر ایران ہو پھر
ہلاک بداندیش آسان ہو پھر

سوا فوج کی اونسے بیحد و بیخ
روانہ کیا پیش سہراب گنج

سپاہ گران لیکے وہ نوجوان
ہوا سوے اقلیم ایران روان

کوئی قلعہ تھا راہ مین استوار
ہجیر دلاور تھا وان قلعدار

اکیلا نکل وہ مقابل ہوا
سوے جنگ سہراب مائل ہوا

مبارز کیا جبکہ اوسنے طلب
گیا سامنے اوسکے سہراب تب

یہ سہراب نے اوس سے پوچھا کہ ہان
ترا نام کیا ہے بتا اے جوان

دیا اوسنے پاسخ کہ مین ہون ہجیر
قوی بازو و زورمند و دلیر

کرون سر کو اب تن سے تیرے جدا
یہ کہکر کیا خشم نیزہ رہا

بہت زور اوسنے کیا کین سے
ہلا پر نہ سہراب جب زین سے

دلیری کی سہراب نے بعد ازان
روان کرکے پہلو مین اوسکے سنان

اوٹھا زین سے پٹکا وہ بر خاک پر
اوسے لیگیا پھر گرفتار کر

یہ ایران کا ایک تھا گژدہم پہلوان
اور اوسکی تھی اک دختر دلستان

سنو وہ پہلوانی مین تھی بے نظیر
ہنرمند دانا شجاع و دلیر

جہان مین تھا گرد آفرید اوسکا نام
تو مانند مردان شمشیر زن
خروشان ہوئی جبکہ وہ سیمبر
غرض سکو سہراب وہ شیر زن
سنان سے اوٹھایا اوسے زین سے
سوار اسپ پر ہو کے پھر دلربا
اسیر کمند اوس پری کو کیا
درخشان ہوا جب رخ مہ جبین
تو مین دون تجھے گنج و زر بیشمار
گئی قلعہ مین جبکہ وہ نازنین
کہ اس دشت مین رہنا نہین خوب اب
شتابی سے توڑا در قلعہ کو
تو سہراب کا دل ہوا بیقرار
گیا پیش کاوس گردون وقار
تماشا یہ ہی عمر مین خرد ہے
مقابل ہوا جبکہ اوسکے ہجیر
یہ اب مصلحت ہے کہ اے شہریار
کہ ای پیلتن رستم پہلوان
عدو سوز ہے تیری تیغ و سنان
دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
سوا تیرے ای پہلوان جہان
ہوا گیو نامہ کو لیکر روان
یہ پوچھا کہ ای گیو یہ کر بیان
یہ دلمین لگا کہنے وہ پیلتن
وہی طفل شاید کہ ہو یہ جوان
دروغ اوسکی ماں کیونکہ لکھتی یہان
کہ ہو بچہ ان ہو کے یان شتاب
یہ کہکر کیا جشن ترتیب وان
نہین اب ہے لازم توقف یہان

ہنر جنگ کے یاد اوسکو تمام
لباس نبرد اوسنے کر زیب تن
تو سہراب حیران رہا دیکھکر
ہوئی چون نگہ اپنی ناوک فگن
سپر خاک ٹپکا رہ کین سے
ہوئی شکل مردان نبرد آزما
سر زین سے پھر ہوئی وہ جدا
تو سہراب عاشق ہوا اوس پہ وہین
کہ اس قلعہ مین ہے مرا اختیار
پدر اور برادر سے اوسنے وہین
گریزان ہوے الغرض وقت شب
گیا قلعے مین پھر دل ناصبور
ہوئی خاطر آشفتہ پھر لعبت آ
کہا یون کہ ای خسرو نامدار
کم از چاردہ سال وہ گرد ہی
تو وہ لیگیا کرکے دومین اسیر
تو غافل نہو جلد کر فکر کار
یل نامور گرد کشورستان
جہانگیر ہے تیر اگر ز گران
زبون اوس سے ہین پہلوان سب تمام
نہین کوئی اوسکے مقابل یہان
بفرمان شہ سوی زابلستان
کہ کس شکل و صورت کا ہے وہ جوان
کہ جایہی تھی بیٹے سمنگان مین زن
جسے سام سا کہے ہے جہان
بھلا کیسا مجھسے کہتی نہان
حضور شہنشاہ عالیجناب
رہے سات دن تک وہ شادی کنان
بجا لائیے حکم شاہ جہان

سنا جبکہ گرد آفرید ہجیر
شتابی سے ہو بادپا پر سوار
گمان لیگیا زن ہے یہ یا مرد
لگی بیٹھا چھوڑنے تیر جب
دلے وحشت نے کھینچکر تیغ کین
دلیری یہ اوسکی جب آئی نظر
گرا خود تارک سے پھر خاک پر
کہا داستان نے یہ سہراب سے
رہا اوسکو سہراب نے پھر کیا
جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان
ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان
نیا پایا کہین مردان کا نشان
ادھر تھا یہ ہمدوش فتح و ظفر
جوان ایک آیا ہے توران سے
دلے پیلتن سے جوان دلیر
گئی سامنے جبکہ گرد آفرید
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
تو ایرانیونکا ہے پشت پناہ
تو جلدی پہونچ زابلستان سے
سوار توانا و پر زور ہے
ہوا نامہ لیکر رخ سپہر
وہان جاکے رستم کو نامہ دیا
وہ بولا کہ کہتی ہین یون خاص و عام
تولد ہوا ہو وہ اوس سے پسر
یہ پھر سوچ کرنے لگا نامور
تہمتن سے کہنے لگا پھر یہ گیو
وہ بولا کہ کیا اضطراب اس قدر
یہ پھر گیو نے روبرو رستم کہا
یہ بولا وہ ہین پاس رستم نامدار

ہوا وقت پیکار زندہ اسیر
دلیرانہ آئی سوے کارزار
ہوا یا کوئی طفل پرخاش جو
سپر لیکے سہراب نے منہ پہ تب
دو نیزہ کیا نیزہ کو بس وہین
تو مشتاق سہراب نے زود تر
پریشان ہوے سر بسر موے سر
کہا ہو بند سے گریہ ہائے مجھے
دلے عہد و پیمان ہمسے لیا
یہی مصلحت سب نے دیکھی وہان
تو آواز مردم نہ آئی وہان
نہ دیکھی جو وہ دخت دلستان
اودھر گژدہم قلعے سے بھاگکر
ستارہ ہے سام و نریمان سے
قوی بازو و ہیبت مانند شیر
تو یہ بھی رہی فتح سے ناامید
تہمتن کو نامہ لکھا پھر وہین
تو ہے سرگروہ سران سپاہ
کہ آیا ہے اک گرد توران سے
یہان زور کا اوسکے اک شور ہے
دیا گیو کو شاہ نے مہر کر
وہ حیران ہوا جبکہ نامہ پڑھا
کہ ترکیب و شکل اوسکی ہے شکل سام
کہ تھی حاملہ مجھسے وہ سیمبر
کہ دختر ہوئی وان یہ آئی خبر
کہا ہے اسطرح حکم کیہان خدیو
ذرا بادہ لعلگون نوش کر
کہا اے پہلوان نبرد آزما
نکر خوف و اندیشہ کچھ زینہار

نہین کوئی پہونچو مرے زور کو
غنیمت ہے یہ صحبت ہمہ گر
ہوا جبکہ روز دوہم جلوہ گر
دوبارہ جو اوسکا برادر تھا گورد
تو دونون وہ شاہنشہ نامور
کہا اتنا توقف وہان کیون کیا
ہوا پر غضب طوس پر شہریار
تہمتن نے جھٹکا وہین اوسکا دست
سمجھتا نہین کون کاؤس ہے
مخالف ہے ایسا سو شہریار
تو سہراب کو کھینچ اب دار پر
کرون آتش خشم کو تیز گر
کہ سر پر رکھوا سے اپنے تاج شہی
پذیرا جو کرتا مین تاج شہی
یہ کہکے وہین رخش پر ہو سوار
یہ احوال گودرز سے پھر کہا
جو رستم کو آزردہ خاطر کیا
توقف نکر اب شتابی سے جا
یہ ظاہر ہے اور تجکو معلوم ہے
پشیمان ہوا خود بخود بادشاہ
کہے ہے یہی گرد ہر ایک یان
خدا کے لیے اے یل نامور
سمند غضب کی پھرا اب عنان
زبان پر جو لوگون کے پھر ہے سخن
یہ سنکر وہین رستم پہلوان
پہ تندی دگر ہی ہے میری سرشت
ترا دیر آنا ہوا ناگوار
ہوا رستم گرد بھی عذر خواہ
کرین آج ترتیب بزم طرب

یہ ہے تاب کسکی مقابل جو ہو
کہ ہے آخر کار چلنا اودھر
تو پھر زابلستان سے با کروفر
اوسے لیگیا ساتھ اپنے وہ گرد
ہوا خشمگین رستم کینہ ور
مرا حکم لائے نہ ہرگز سبب
کہا جلد لیجا انھین سوے دار
غضب شندہ پھر ہو جون شیر مست
مرے آگے کیا چیز پھر طوس ہے
یہ تندی سے بولا یل نامدار
بد اندیش کو خستہ و خوار کر
تو رخش سے بھی کمتر ہے پھر تاجور
کرو ملک ایران نہین فرماندہی
پہونچتی نہ تجھکو تک کلاہ مہی
روان سوی زابل ہوا نامدار
وہ سنکر حضور شہنشہ گیا
یہ زنہار تجکو مناسب نتھا
دلاسا تو کر کے تہمتن کو لا
کہ عاری ہے دانش سے کاؤس کے
سر لطف کیجے ہے وہ عذر خواہ
کہ سہراب ہے وہ دلاور جوان
تو ایرانیون پر دریا ستم کر
تو ہرگز نجا سوے زابلستان
کہ اک طفل سے رستم پیلتن
پھر آیا حضور شہ خسروان
نہین چھوٹتی مجھسے یہ خو سرشت
ہوا شاد پھر تجھ پہ بے اختیار
کہ بندہ ہون تیرا مین اے بادشاہ
بسر ہم کرین عیش و عشرت سے اب

کہ اوٹھا جب آپ کو جا کر وان
رہی اور دور دور بزم طرب
روانہ ہوا رستم پہلوان
غرض کے ہو منزل بمنزل روان
کہا طوس سے یون زروے غضب
زبردست تھا طوس ہر چند پہ
پھر اوسنے سوی رستم سرفراز
یہ بولا کہ ہے کون نامور
مجھے جز خداوند یزدان پاک
ہو گرم مانند شعلہ تو اب
تبہ کاری کی تو نے اب اختیار
دلیران گردنکش و نامجو
ولیکن نہ اقبال سے نے کیا
ہے یہی سزا تو نے جو کچھ کیا
جو آزردہ ہو کر گیا پہلوان
کہا اوسنے یون شاہ کاؤس کو
پشیمان ہوا شاہ گیتی ستان
ہوا اون سے گودرز وہین یون بیان
تمیز اوسکو ہے پہلوان کچھ نہین
تو ہوویگا آزردہ شہ سے اگر
کوئی پہلوان جسکی ہمسر نہین
کہ پشت و پناہ دلیران ہے تو
وگرنہ ہون گردان توران دلیر
یہانتک ہراسان و ترسان ہوا
اوٹھا تخت سے شاہ تعظیم کو
بلایا تجھے اسلیے مینے یان
ہوا تو جو آزردہ اے شیر دل
جو کچھ حکم ہووے سو لاؤن بجا
سحر تا لئے لیکے سپاہ گران

رہیگا نہ سہراب کا پھر نشان
خوشی سے رہے بادہ کش روز و شب
گئی ساتھ اوسکے سپاہ گران
گیا پیش کاؤس جب پہلوان
کہ دونونکو تو دار پر کھینچ اب
کیا رستم نامور سے حذر
کیا لاجرم ہاتھ اپنا دراز
جو لیجا کے کھینچے مجھے دار پر
نہین ہے کسیکا ذرا خوف و باک
کہ بیفائدہ ہے شہا یہ غضب
تو شاہی کے لائق نہین زینہار
یہ کہتے تھے مجھسے بصد آرزو
کہ جز بندگی کچھ ارادہ نتھا
بجا ہے روا تو نے جو کچھ کہا
تو بیدل ہوے وہین پیر و جوان
کہ یہ کیا کیا اے شہ نامجو
لگا کہنے گودرز سے یون کہ ہان
تہمتن سے جا کر کیا پھر بیان
جو آوے زبان پر کہی بس وہین
تبہ ہونگے ایرانیان سربسر
کوئی گرد اوس سے قوی تر نہین
نگہدار اقلیم ایران ہے تو
دلیری کرین آکے مانند شیر
کہ جنگ یا سے گریزان ہوا
کہا پھر کہ اے رستم نامجو
کہ ہون چارہ جو تجھسے اے پہلوان
تو پھر مین پشیمان ہوا اور خجل
شہنشہ نے ارشاد جب یون کیا
سو دشمن کینہ جو ہو روان

رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بہ عزم جنگ با سہراب

درخشان ہوا جبکہ مہر منیر
یل پیلتن با سپاہ گران
جو پہونچا وہ نزدیک حصن متین
جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ
جو یہ کثرت فوج آئی نظر
کھنچا پھر سراپردہ پیش حصار
اوترنے وہ مردم کے ہو کر نہان
مہیا ہوئی بزم نشاط و طرب
اوٹھا وہ وہین اور اوسکے آ روبرو
گیا وہ اوٹھکے پھر رستم نامور
کوئی دیکھنے کو جو لایا چراغ
نمود اپنی دکھلا گیا اب یہان
نچھوڑون سحر زندہ کاؤس کو
یہ کہتا تھا اسے بادشاہ جہان
تکلف نہیں ہمیں کچھ زنہار
سنی اور دیکھی بہت رزم و بزم

تو کاؤس سلطان آفاق گیر
سو اسکو سہراب اپنے روان
تو لشکر ہوا وان اقامت گزین
تو دیکھا کہ ہی بیکران سپاہ
تو ہومان کے ہوش اوڑ گئے سر بسر
لب بام سہراب عالی تبار
لگا کرنے احوال دریافت وان
خوشی سے مئی لعل پیتے ہین سب
لگا پوچھنے یون کہ ہی کون لقب
ادھر اک شخص ناگاہ آیا ادھر
تو زندہ کا وان کشتہ پایا چراغ
خبر لیگیا آن کر بے گمان
ملا ہون تہ خاک و خون طوس کے
کرون کیا میں سہراب کا اب بیان
بعینہ ہی ہمشکل سام سوار

دلیران ایران کو کر کے طلب
چھپا کر دل شکستہ رخسار زرد
گیا پھر وہان شاہ کاؤس بھی
یہ وہاں سے کہنے لگا دیکھ تو
یہ سہراب بولا ہراسان ہو
گیا اوس سراپردہ میں رات کو
جو دیکھا تو سہراب ہے تخت پر
کوئی بزم میں زندہ تھا پہلوان
نہ تھا جسکے اک مشت مارا جوان
جو دیکھا تو افتادہ ہے اک جوان
یہ سہراب لوگوں سے کہنے لگا
عوض زندہ کا صبحدم جاکے لو
زبان پر تھا سہراب کے یہ سخن
جوان تو ہی ہیکل و زورمند
یہ جیسے ہی اب جنگ تیر و تفنگ

یہ بولا کہ تا بہ سحر رستم کے سب
سنان ہو گیا مہر گیتی فروز
گئے گیو گودرز اور طوس بھی
کہ ہی کس قدر لشکر جنگجو
کریں قتل اک دم میں سب فوج کو
خبر کے لیے رستم نامجو
جو پیوست آئین اوسکے نیا ہو
پڑی اک سپاہ اوسکی لشکر ناگہان
تو کشتہ ہوا زندہ خفتہ بخت
کہ ہرگز نہیں اوسکے قالب میں جان
کوئی آ کے جاسوس کاؤس کا
کرون ایک لشکر کو میں غرق خون
ادھر شام سے رستم پیلتن
قد اوسکا ہے مانند نخل بلند
پدر اور پسر میں ہوئی جنگ
پیاپے سنی سہراب با رستم کی رزم

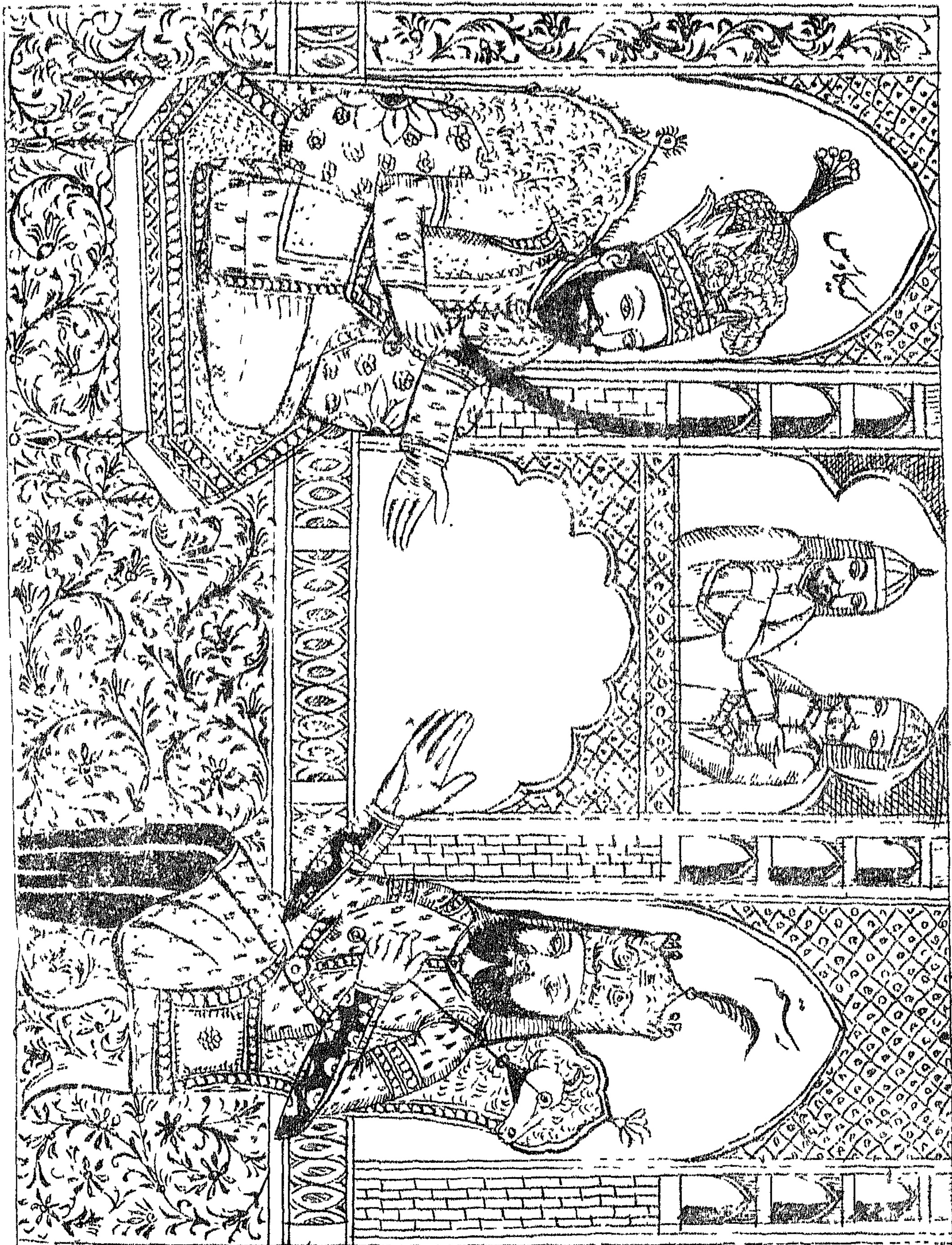
داستان جستن سہراب نشان رستم از ہجیر و ہومان و بارمان و نیافتن سراغ

سپہر چرخ مہر جہانتاب نے
کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو
تو بخشوں رہائی تجھے بند سے
ہجیر اور سہراب یل پھر وہین
یہ کسکا ہی جلدی بتا مجھکو تو
سراپرست کسکا ہے خیمہ کیا
وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما
کھڑا ہی جہان کاویانی درفش
اگرچہ تھا واقف دلاور ہجیر

کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے
کر اپنی آراستہ فوج کو
وہ بولا وہین اوس تنومند سے
گئی وان سے بالائی حصن حصین
کہ ہاتھی ہیں جسکے بہت ہی بڑے
وہ بولا کہ یہ خیمہ ہے طوس کا
خداوند ہے خیمہ سرخ کا
کہ ہی یک قلم سرخ و زرد و بنفش
کہ ہی خیمہ رستم شیر گیر

جب آراستہ اپنا لشکر کیا
ہجیر دلاور کو کر کے طلب
دروغ آگے مردم کے ہی بیفروغ
یہ سہراب کہنے لگا اے ہجیر
وہ بولا کہ اے گرد با عز و جاہ
کہا پھر سراپردہ لالہ رنگ
کہا پھر یہ سہراب نے بعد ازان
سوار اوسکے جون تخت کاؤس کے
ڈرے دل میں اندیشہ وہ سوچ کیا

یہ ہومان سے اور بارمان سے کہا
کہا کر کے یہ سب تو مجھسے اب
بھلا کس لیے کوئی بولے دروغ
پلنگی سراپردہ گردون نظیر
یہ ہے شاہ کاؤس کی بارگاہ
یہ کسکا ہے مجھکو بتا بیدرنگ
سراپردہ سبز کسکا ہے وان
رکھا اک سراپردہ میں تخت ہی
سہا دا کہیں ترک جنگ آزما



سنے نام رستم کا اور ناگہان
گئی طاقت تمکی کہ اب زینہار
کہو یا ور شاہ کاؤس کے
کہو دل ہی آئے کہ وان تم وہان
کہا یہ کیا خود ہی کہ کیونکہ
کہا یہ سہراب نے کہان

کرے جنگ پرخاش جا کر وہان
نہ بتلاؤن نام یل نامدار
یہ اوسکا سراپردہ سبز ہی
بتایا تہا رستم کا جو کچھ نشان
کہ کیسی ناموری ہے یہ بارگاہ
سراپردہ رستم پہلوان

وہ غافل ہوا اور گشتہ ہو گیا
کہا یون کہ خاقان چین نے یہان
وہ بولا کہ اوس گرد کا نام کیا
دو دست دیکھتا ہون کہی ہی عجب
یہی اوسنے سہراب سے کہا
یہ سنکر دیا اوسنے پاسخ نہین

قیامت ہو برپا بروے زمین
سپہ لیکے بھیجا ہے اک پہلوان
کہا نام اوسکا نہین جانتا
کہ ظاہر کیا اوسنے کچھ اور اب
کہ خیمہ ہے یہ چین کے گرد کا
کہ وہ زابلستان سے آیا نہین

کہا پھر تو اوسنے بہ لطف سخن
جواب اوسنے اوسکو دیا پھر یہی
اگر جان کی خیر چاہے ہے تو
کرون ورنہ تن سے ترا سر جدا
کہ کیا ہے یہ تندی و قہر و غضب
یہی جیسے ہی تو بہانہ ہے کیا
تن اوسکا ہی مثل تنا درخت
کہا سنکے سہراب نے پہلوان
ہوا غم زدہ وہ یل نوجوان
لیا نیزہ و گرز و تیغ و کمند
عوض زندگی کے رات کہا کہ رستم
اگر پاس نام اور عزت کبھی ہے
یہ کہکر لگا کھینچنے انتظار
کوئی جب اوسکا ہوا ہم نبرد
چھڑاتا ہی دل رزم سے جو شہا
کوئی جلد رستم سے جا کر کہو
وہاں طوس پیش تہمتن گیا
کوئی اور جا کر سوے رزمگاہ
ولے طوس نے جب کیا یہ بیان
یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم
تو سہراب نے یون کہا ای جوان
یہ سنکر وہین رستم نامدار
وہ مین ہون کہ لاور یل نامجو
وہ کہنے لگا سنکے یہ داستان
یہ سنکر اوسے یاس افزون ہوئی
ہوا زخم کوئی نہ وان کارگر
سہ ضرب [illegible] تیغ
لیا [illegible]
غرق [illegible] ہوا [illegible]

کہ بتلا نشان تہمتن مجھے
جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی
تو کہہ رستم اب مرے روبرو
کرون قید ہاتھی سے تجکو یہان
عبث ہی مرے ساتھ یہ کینہ اب
مرے تن سے کر شوق سے سر جدا
زبردست و چست و توانا و سخت
کہان تو نے دیکھے ہین جنگ آوران
کہ رستم کا ہرگز نہ پایا نشان
شتابان ہوا سوے میدان جنگ
کہ رزمی تہ کاوس کو جمجم
تو آکر مقابل ہو کاوس کے
کہ آ ہی اب کونسا نامدار
ہوا تب نبرد شمندہ وہ شیر نر
تو کیہ ان نامہ کاوس ابتار کہا
[illegible]
تہمتن سے یہ [illegible] کہا
[illegible] تو آج ہو کینہ خواہ
تو ناچار پھر رستم پہلوان
[illegible]
نہین ہے کسیکو یہ تاب و توان
لگا کہنے ای کودک خامکار
کہ دیو سپید سیہ کار کو
کہ شاید تو ہی ہے رستم پہلوان
بہم جنگ پھر گرز سے ہون ہوئی
وہ نیزے شکستہ ہوئے سر بسر
شکستہ ہوئی آخرکار تیغ
چھٹے آخرش گرز سے [illegible] عمود
ہوئے خشک یکدست کام و دہن

تو ہو قید سے تا کہ جلدی رہا
پھر وہ تند اور کہا ای دلیر
تہمتن کا خیمہ بھی ہوگا مگر
کہا اوسنے پھر اوس سے انکار صاف
تہمتن کی مجکو خبر کچھ نہین
یہ کہکر لگا کہنے پھر یون دلیر
ہزبران و دیوان و پیل پلنگ
بیابان مین ہین ایسے خداوند زور
بلندی سے ہوا اوسنے فرود آنکر
جدہر قلب مین شاہ کاوس تھا
سواران ایران کو میدان مین
ہوا اسکے ہوے جسے عزم جنگ
ولیکن نہ نکلا کوئی نامور
کہ شاہ ہو نکو غیرت ذرا چاہیے
یہ آواز کاوس نے دی مین
ہوا اوس گروہ جا کے ہو کینہ خواہ
کہا تھا یہ رستم نے [illegible] قرار
[illegible]
[illegible]
کہا یون تہمتن نے اچھا چلو
ہے تجسے مقابل ہو میدان مین
[illegible]
کیا کشتہ اکدم مین ہنگام جنگ
وہ بولا کہ زنہار رستم نہین
ہوئے لیکے نیزہ و سنان کمان
دلیرون نے پھر کھینچکر تیغ تیز
لیا ہاتھ مین پھر عمود گران
ہوئی پارہ پارہ زرہ یک قلم
جدا [illegible] دو نون سے تا دم

کرون تجھپہ مصروف لطف و عطا
نہین یہ تری بات کچھ دلپذیر
تو زنہار اب مجھسے پنہان نہ کر
وہ لایا زبان پر یہ گفتار صاف
تو کھینچے ہے کسواسطے تیغ کین
کہ رستم ہے مرد شجاع و دلیر
مقابل نہ ہو اوسکے ہنگام جنگ
کہ رستم کو سمجھے ہین مانند مور
زرہ اور جوشن کیا زیب بر
اودھر جاکے سہراب نے یون کہا
تہ تیغ کھینچونگا مین اک آن مین
نبرد آزما مجھسے ہو سید رنگ
کہ تھا دل مین ہر اک کے خوف و خطر
نہ جنگ آوروں سے ڈرا چاہیے
کہا ہی نامداران ایران زمین
ہراسان و خائف ہی یکسر سپاہ
کہ پہلے کرونگا مین کارزار
تو پھر مین نبرد آزما اوس سے ہون
گیا سوے میدان پئے کارزار
گئے [illegible] کہ کیسو وہ پیکار جو
کرونگا تجھے قتل اک آن مین
نہ جنگ آور [illegible] پرخاش جو
نہ جانبر ہوے مجسے شیر پلنگ
مین لوسکا ہون اک جا کر لشکر مین
لگی چلنے باہم سنان پر سنان
کیا گرم بازار کین و ستیز
لڑے اسقدر ہر دو جنگ آوران
رہا پھر نہ زنہار گھوڑون مین دم
وہ سہراب اور رستم نامجو

فراست کرنے لگے اپنا دم
نہ زنہار دیکھا جہان مین شبیہ
سہم دو مین لیکر کمان و خدنگ
پکڑ کر کمر ہمدگر بعد از ان
تو دیتا جبل کو زمین سے ہلا
اوسے چھوڑ سہراب نے بس وہین
یہ ہنسکر لگا کہنے سہراب پھر
تو رکھ جمع خاطر کہ وقت پگاہ
تہمتن اودھر کھینچکے تیغ کین
یہ رستم کے پھر دل مین آیا وہین
شتابی سے گھوڑے کی موڑی عنان
ذرا صبر کر شب کو آج ای جوان
اوسے بھی نہ تھی رزم کی تاب پھر
تہمتن کو شہ نے کیا پھر طلب
تن اوسکا ہی آہن سے بھی سخت تر
تسلی اوسے دیکے شہ نے کہا
کہ سہراب ہر چند ہے خردسال
مبادا اگر خستہ ہون وقت رزم
تو مان باپ سے جاکے کہیو یہی
زوارہ سے جب کہہ چکا یہ سخن
تو بدخواہ پر کر مجھے فتحیاب
یہ ہومان سے بولا کہ اے نیک مرد
وہ پاتا ہون اوسمین سراپا نشان
یہ سہراب کو اوسنے پاسخ دیا
ولیکن یہ رستم نہین زینہار

ولیکن نہ کینہ ہوا دل سے کم
نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظر
دلیران جنگی لگے کرنے جنگ
لگے زور کرنے وہ دونون جوان
ولیکن نہ سہراب زین سے ہلا
لیا ہاتھ مین گرز از روی کین
کہ ہی جنگ کی تجھ مین کچھ تاب پھر
ترے ساتھ پھر آکے ہون رزمخواہ
شتابان ہوا سوی ترکان چین
سنا جو کہ سہراب از روی کین
کہا آکے سہراب نے یون کہ ہان
سحر تو ہی اور میرا گرز گران
گیا اپنے لشکر مین سہراب پھر
جب آیا تو پوچھا وہ احوال سب
موثر نہین جسپہ تیغ و تبر
کریگا ظفریاب تجھکو خدا
ولے اوسکو ہے زور و قوت کمال
تو پھر رزم کا اوس سے کیجو نہ عزم
ہوا وہ جو کچھ چاہیے تقدیر تھی
لگا کرنے گریہ پیل پیلتن
بد اندیش مغلوب ہو کے شتاب
عجب پہلوان ہی مرا ہم نبرد
مری مان نے جو کچھ کیا تھا بیان
کہ رستم کو ہون خوب پہچانتا
یقین جان تو اے پیل نامدار

تہمتن بھی یہ دل مین کہنے لگا
پھر اتنے مین سہراب نے یون کہا
ہوئے دم مین ترکش تہی سربسر
کیا پہلے رستم نے زور اس قدر
کیا زور اوسنے بھی ہرچند پر
جو مارا تہمتن نے بالای سر
تہمتن یہ بولا ہوا دن تمام
وہ سہراب پھر لیکے گرز گران
کہون کیا کہ اک ہم مین ان [illegible]
کہین شاہ سے جاکے [illegible]
تو جنگ لیے الٹے وقت نشین
سوا اسکے گر اب ہی خواہان جنگ
وہان سے وہ سہراب جس دم گیا
وہ بولا کہ ای شاہ فرخ خصال
اثر اوسپہ کرتا نہین زینہار
شہنشہ سے رخصت ہوا پیلتن
خدا جانے کیا پیش آوے سحر
سو زال لشکر کو بھیجا پیام
عبث زاری آہ و سوز و بکا
کہا کرکے زاری کہ ای کردگار
ادھر پیلتن کا یہ احوال تھا
قوی بازو و سخت چنگال ہے
گمان ہی مجھے یہ مرا ہے پدر
تہمتن کے ہمشکل ہی یہ جوان
وہ سمجھا کہ یہ رست گفتار ہے

کہ اس قدرت و قوت و زور کا
کہ تیر و کمان سے ہو جنگ آزما
ہوا پر نہ اک تیر بھی کارگر
کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر
نہ ہرگز ہلا رستم نامور
تو رنجہ ہوا رستم نامور
قریب آگیا ایکدم وقت شام
سو لشکر بشاہ آیا دوان
ہزارون ہو قتل پیر و جوان
وہ غیرت سے ہی ضائع کرتے آبکو
عبث ہی یہ بیباکی و [illegible]
تو مجھ پہ ہو مقابل مرے بیدرنگ
سراپردہ مین اپنے رستم گیا
ترا ای زوارہ ہے یہ خردسال
مرا زور بازو و دم کارزار
زوارہ سے جاکر کہا یہ سخن
نہ ہے بخت گر ہمقرین ہو ظفر
خیال اوسکے دل مین نہ کچھ لائیو
بھلا چارہ کیا جبکہ آوے قضا
لگے ہے دن کرم کا مین امیدوار
اودھر جاکے سہراب جنگ آزما
بعینہ وہ رستم کی تمثال ہے
جہان پہلوان رستم نامور
نشان و لیکن بھی ہی رخش ہان
ہمارا ہوا خواہ و غمخوار ہے

جنگ رستم و سہراب بروز دوم و زیر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تابان جو پرتو فگن
ولے نرم سہراب کا دل ہوا

تو سہراب و رستم پیلتن
سوا الفت و مہر مائل ہوا

پہنکر زرہ رخش پہ ہو سوار
تہمتن سے پہلے ہوا صلح جو

گئے سوی میدان پی کارزار
کہا وہین ہنسکر کہ ای تندخو

سمجھ کیا تو نے اب دل مین کیا ارادہ لڑائی کا یا صلح کا
یہ سمجھے ہین ہم تم نہون رزم خواہ کرین رستی اور شام و پگاہ
بہم محفل آرا و می نوش ہون بچنگ و نی و می طرب گوش ہون
کرین عہد پیمان محکم بہم پشیمان ہون اب کینہ خواہی سے ہم
تو کیا سو ہوتا اور کوئی جوان یہان آنکر ہو ستیزہ کنان
مرے دل مین پیدا ہوئی تیری مہر نہو کینہ جو تو بھی زیر سپہر
نشانی جو کچھہ ہے جدا ہے عیان ولے نام تیرا ہے مجھسے نہان
کسینے بتایا نہین نہ نہار تو کر نام کو اپنے اب آشکار
تو شاید کہ ہے زال زر کا پسر یل پیلتن رستم نامور
سر صلح ہر چند تھا وہ جوان پر امین تھا رستم پہلوان
کہی تھا یہ دل مین یل پیلتن نہین طفل کا اعتبار سخن
یہ پاسخ دیا پھر کہ سن ایجوان نہین مین بھی کودک کہ تو گر ہے جوان
بہت مینے دیکھا فراز و نشیب نکر مجھسے گفتار مکر و فریب
کمر باندھ پشت ہیون سے اوتر کہ سرگرم کشتی ہون اب بہادر
جو دیکھا کہ رستم ہے اب گرم کین تو ناچار سہراب بولا وہین
تو مائل ہوا سوے کشتی اگر تو ہان مین بھی کشتی کو حاضر ہون
نہین چاہتا یہ کہ ستا جوان مرے ہاتھ سے کشتہ ہو پہلوان
یہ کہکر وہ دونون یل نامدار لگے کرنے کشتی کے فن آشکار
کیا زور رستم نے وان جا بیش گیا آگے سہراب کے کچھہ نہ پیش
ہوا وہ خروشندہ چون پیل مست کیا زور سے اوسنے رستم کو پست
جو کھینچا پکڑ کر کمر بند کو تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو
زمین سے بہم پشت رستم ہوئی خرابی تہ چرخ پرخم ہوئی
گرا خاک پر جب یل نامجو تو سہراب بیٹھا وہین سینہ پر
لیا کھینچ پھر خنجر آبگون یہ چاہا کہ اوسکو کرے غرق خون
کیا حیلہ رستم نے اوسوقت وان لگا کہنے سہراب سے ایجوان
یہان کے یہ آئین نہین زینہار کرے زیر جسکو کوئی ایک بار
تو سر کو کرے اوسکے تن سے جدا مگر ہو دگر بار زور آزما
اوسے قوت و زور سے لاوے زیر کرے شوق سے قتل پھر وہ دلیر
یہ سنکر وہ اوسکی اوٹھا سینہ سے غرض ہاتھ اوٹھایا وہین کینہ سے
گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد طرف اپنی لشکر کے خندان و شاد
کہا جبکہ ہومان سے یہ ماجرا کیا اوسنے افسوس اور یون کہا
کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ
نہ دیکھا تھا گاہے فراز و نشیب تو اک طفل تھا تو نے کھایا فریب
تہ دام آیا تھا شیر ژیان دیا چھوڑ تونے کیا قہر یان
ہوئی ہو قوی یہ تجھسے کمال رہائی تری اوس سے اب ہے محال
یل نوجوان نے کہا کیا ہے غم کرونگا اوسے زیر پھر صبحدم
گیا جبکہ رستم سوے خیمہ گاہ رہا شبکو زاری کنان تا پگاہ
دعا اوسنے مانگی کہ اے پاک خدا دہی زور دے مجکو پہلے جو تھا
اوسے ابتدا مین تھا زور اسقدر زمین چاک ہوتی تھی ہر گام پر
وہ عاجز بہت وقت رفتار تھا زمین پر خرام اوسکا دشوار تھا
ہوا تھا تب اس بات کا خواستگار کہ کچھہ زور کم ہووے یا کردگار
ہوئی تھی بہنا جا اوسکی قبول مراد اوسکی دم مین ہوئی تھی حصول
غرض کرکے شب زاری و انکسار ہوا زور بیشین کا پھر خواستگار
خدا نے پذیرائی اوسکی دعا دہی زور اوسکو کیا پھر عطا

داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بروز دگر و نوحہ نمودن رستم در ماتمش

سحر دیکھکر قوت و زور تن ہوا شادمان پہلوان زمن
سپاس عنایات پروردگار بجا لاکے اور رخش پر ہو سوار
گیا شاد و خرم سوے رزمگاہ ہوا جا کے سہراب سے کینہ خواہ
یہ سہراب بنخوت سے کہنے لگا کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا
تو پھر آج آیا سوے کارزار عزیز اپنی شاید نہین جان زار
تہمتن یہ بولا کہ جبتک ہے جان ترے ساتھ ہونگا ستیزہ کنان
وہ کرنے لگے پھر درشتی بہم ہوے مائل زور و کشتی بہم
بہم خوب زور آزمائی ہوئی نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی
[illegible] کمربند سہراب کا زمین سے لیا پیلتن نے اوٹھا
پٹک کر زمین پر اوسے پھر وہین سر سینہ بیٹھا وہ اژدر کمین



یہ سوچا کہ یہ گرد زور آزما
وہ جستہ جگر کھینچکر ایک آہ
تمنائے دل کچھ نہ حاصل ہوئی
مرا باپ تجھکو نہ چھوڑیگا وان
جب اوس خستہ تن نے سنا یہ سخن
لگا کہنے اوس سے یہ گریہ کنان
یہ سہراب نے سنکے پاسخ دیا
نشانی تو دیکھ اپنے بدن کھولکے وا
وہ مہرہ جو دیکھا زرہ کرکے وا
پسر کو کیسے نے بھی مارا نہین
یہی سب سے بہتر کہ ہوؤن ہلاک

جو پھر اوٹھ کھڑا ہو تعجب کیا
یہ بولا کہ تجھے بخت تیرے سیاہ
ہلاک عدم جان واصل ہوئی
کریگا ہلاک آن کر اے جوان
تو غمگین ہوا رستم پیلتن
ترے پاس رستم کا کیا ہے نشان
کہ صد حیف اے گرد کشور کشا
کہ مہرہ ہے بازو پہ میرے بندھا
تو رستم نے پھر شور و نالہ کیا
نہین یہ ہوا جو رہے گر کہین
کرون اپنے سینے کو خنجر سے چاک

غرض کھینچکر خنجر آبدار
یہان مین جو آیا تو تھی مراد
جو دریا مین اب ہوئے مسکن نہنگ
کہا نام کیا اونے تب یون کہا
گرا اور ہوگئے بیہوش بس خاک پر
کہ مین ہی سیہ بخت رستم ہون آہ
بہت گرم الفت مرا دل ہوا
نہین غم ہے اب ہے طاقت مجھے
یہ بولا کہ اے جان من بیگناہ
نہ چھوڑیگا زنہار مجکو یہ غم
یہ سہراب بولا کہ کیا فائدا

کیا سینۂ و دل کو اوسکے فگار
کہ دیدار سے باپ کے ہوئیں شاد
دیا جا ہی بالای جیب زرین
کہ ہے نام رستم مرے باپ کا
جب آیا ذرا ہوش میں نالہ کر
جہان جسکی آنکھوں مین ہووے سیاہ
ولے تو او تھیں نہ مائل ہوا
جو کھولون زرہ اور دکھاؤن تجھے
تو کشتہ ہوا ہاتھ سے میرے آہ
رہونگا گرفتار رنج و الم
نہین چارہ زنہار پیش قضا

تڑپتا تھا سہراب بسمل ادھر
تو سمجھے یہی دل مین پیر و جوان
گئی یہ خبر پیش شاہ زمان
سوے زرنگہ جا کے لائی خبر
جو سہراب بے ہووے پھر کینہ خواہ
کری ہے فغان اور بیتاب ہے
اوٹھا کر سر رستم نامور
ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم
یہ کہکر وہین کھینچ خنجر لیا
زوارہ نے پارہ گریبان کیا
جگر پر مرے زخم کاری لگا
ہمیں سیہ بخت سے بارہا
مقابل مری جبکہ رستم ہوا
کوئی کیا کری کسکا ہے اختیار
یہ احوال سنکر ہوے نوحہ گر
یہ سہراب دلخستہ نے پھر کہا
بحل تمکو مینے کیا اپنا خون
نہو جا کے ترکو نسے پھر کینہ خواہ
اگر زندہ رہتا تو ہر ایک پر
جگر خستہ نے جو کہ اوس دم کہا
جو ہی خاص تر نوشدارو وہ لا
لگا کہنے سنکر یہ شاہ جہان
پرا ہے یہ مرد خجستہ صفات
کیا سرکشی سے نہ پاس ادب
سوا اسکے سہراب کی گفتگو
کہے تھا وہ مردم ہر دم یہی
سنا جبکہ گودرز نے یہ سخن
تہمتن یہ سنکر ہوا دردمند
کہ سہراب کا کام آخر ہوا

ادھر رستم گرد تھا نوحہ گر
کہ کشتہ ہوا رستم پہلوان
کہ رستم سے خالی ہوا اب جہان
سبادا ہوا کشتہ رستم اگر
نہین تاب رکھتی یہ ہرگز سپاہ
تڑپتا پڑا وان بھی سہراب ہے
لگے پوچھنے سب کہ کیا ہے خبر
رہیگا قیامت تلک یہ غم
کہ تن سے کرے اپنی گردن جدا
غم و درد سے شور و افغان کیا
نہین کچھ بھروسا ہے زیست کا
جو پوچھا تو پوشیدہ اوسنے کہا
تو پرسان حال اوس سے ہر دم
نہین چارہ تقدیر سے زینہار
زوارہ ادھر اور رستم ادھر
کسیکو نہین اس جہان مین بقا
ولے التماس ایک کرتا ہون
نہ کھینچے سو لشکر توران سپاہ
مراعات کرتا مین شام و سحر
تہمتن نے یکسر پذیرا کیا
مگر اوس سے چارہ ہو سہراب کا
مہیا ہے وہ نوشدارو یہان
کچھ ہی یاد رستم کی اوس نے بات
رہ و رسم دیرینہ تھے اوس سے
سنی جو تو نے وہ واقف ہے تو
کہ رستم کو دون تخت و تاج شہی
گیا پھر وہ پیش یل پیلتن
گیا آپ پیش شہ ارجمند
نشان مٹ گیا نام آخر ہوا

جو دیکھا کہ رخش یل نامدار
وہین اوڑ گئی یکقلم سبکے ہوش
کیا حکم شہ نے کہ یکبارگی
تو کیجاوے تدبیر کچھ اور یان
سواران لشکر گئے جب ادھر
یہ جانا کہ زخمی ہین دونون جوان
ذرا پارہ اور چاک کر پیرہن
مرے رو و سر پر پڑے ہاے خاک
پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہات
کہا پھر یہ سہراب نے کیا ہے حال
یل پیلتن کے سراپا نشان
مجھے نام رستم بتایا نہین
رکھا اونے بھی نام اپنا نہان
پسر کی اجل باپ کے ہات تھی
لگے کوٹنے سینہ و سر وہان
نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو
کہ زنہار اب رستم ارجمند
کہ مولد مرا ملک توران ہے
پدر بعد میرے مدارا کرے
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
وہین آکے پیش شہ نامدار
کہ جب سے ہوا سہراب پھر تندرست
کہ کیا کیا مجھے نا ملائم کہا
سخن ہاے دشوار کہکر گیا
سمجھ اپنے دل مین کہ فہمیدہ ہے
جب ایسے دلاور ہون دو پہلوان
کہا یون کہ خود ہی یہ شہریار
محل مین تھا اوس دم شہ نامور
ہوا سکے رستم پیادہ دوان

کھڑا ہے بہت دیر سے بے سوار
اوٹھا ایک لشکر مین شور و خروش
ادھر جاؤ دوڑا کے اب بارگی
کہ ایسا نہین اب کوئی پہلوان
تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر
لگا زخم کاری ہوئے ناتوان
لگا کہنے یون رستم پیلتن
پسر کو کیا مینے ناحق ہلاک
لگے ہونے گردان فرخ صفات
وہ بولا کہ ہے درد مجکو کمال
مرے مان نے مجسے کیے تھے عیان
رکھا ہے غافل جتایا نہین
کیا ہے سے آگے نہ ہرگز عیان
ازل سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی
کیا دیدہ تر سے دریا روان
ذرا صبر کو دل مین اب راہ دو
نہ پہنچا دی لشکر کو میرے گزند
مری جان بازی وہ میدان ہے
تلطف بداوم آشکارا کرے
کہ جا کر حضور شہ نامجو
ہوا نوشدارو کا وہ خواستگار
توانا و زور آور و چابک و چست
زبان پر جو آیا وہ اوس دم کہا
اوسے قید کوئی نہ یان کر سکا
جہان مین تو مرد جہاندیدہ ہے
رہے پھر یہ اورنگ و افسر کہان
بیان کیا کرون تجھسے ہم آشکار
برآمد ہوا تب یہ پہنچی خبر
گیا نعش پر اوسکی زاری کنان

فغان کرکے کہتا تھا یہ دمبدم
سنے جبکہ یان اوسکی تب کیا ہی
وہ خیمہ اور اسباب تھا جس قدر
گیا شاہ کاؤس رستم کے پاس
ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر
کیا عرض رستم نے ای تاجدار
یہی عرض کرتا ہون اب بار بار
کرو رخصت اوسکو بعز و وقار
پذیرا کیا میںنے تیرا سخن
زوارہ سے رستم نے پھر یون کہا

ہے ہاتھ واجب ہمین کرنی قلم
جو کچھ وہ کہے سو نہ بیجا کہے
جلا کر کیا خاک پھر سربسر
جو دیکھا تو وہ ہی بہت بیحواس
کوئی دیر جاوے کوئی زود تر
ہوا سو ہوا کچھ نہین اختیار
بلطف و کرم کا ہون امیدوار
یہ سنکر لگا کہنے یون شہریار
مجھے پاس خاطر ہی ای پیلتن
کہ جیون تلک ساتھ ہو مانگے جا

جگر گوشہ کو اپنے میرے سوا
غرض رکھکے تابوت مین نعش کو
ہوے اوسکے ماتم مین پیر و جوان
کہا سخت ماتم ہے اور قہر درد
سمجھ اب تو دادا کا دہشت بیار ہے
ولے یہ وصیت ہی سہراب کی
کہ سوہان کی حرمت [illegible]
ہوا اب جو تجکو یہ رنج و الم
کرین مجھکو ترک اب سے کشی
زوارہ گیا ساتھ جب پیلتن

جہان مین بھلا قتل کسنے کیا
گیا سوے خیمہ پیل نامجو
خروشان و گریان و نالہ کنان
ولے کچھ نہین چارہ اے نیکمرد
شکیبائی و صبر درکار ہے
کرو تم نہ بیہودہ لشکر کشی
نہ ہووی پراگندہ اوسکی سپاہ
تو ہے سے بھی دل کو ہوا درد و غم
کرو تم نہ ہرگز نہ لشکر کشی
گیا آپ جیحون سے ہو یان گذر

معاودت کاؤس بایران و رفتن رستم با تابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سوے تختگاہ
غرض لیکے تابوت سہراب کا
خروشان و گریان گیا گھر تلک
کہ برپا وہان شور محشر ہوا
گئی جب یہ سمنگان خبر
لیا کھینچ مردم نے پھر دور کر
لگی باپ سے کہنے ای نامجو
کہا اوسنے ای دختر نازنین
گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ
تہمتن سے جاکر تو کہہ یہ سخن
رکھے ہے یہی دل مین اب عزم جزم
یہ سنکر سراسیمہ رستم ہوا
سلاح پہ دیکھین اوسکی پہونچی کہ جب
کہا [illegible] نے سوی خانہ چلو
ملے آگے رستم کو لاؤ شتاب
گیا پیش تہمینہ جب پہلوان
بلایا تہمینہ اوسکا لیا زال نے

روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ
پراگندہ دل شہر مین جب لیا
قیامت تھی برپا بزیر فلک
غرض ایک روئی زمین پر ہوا
تو تہمینہ کو غم ہوا اسقدر
ولیکن چلے سب پر سوی
کیا قتل رستم نے سہراب کو
سپاہی رستم کے ہمسر نہین
سوی سیستان با دل کینہ خواہ
کہ تہمینہ آپہونچی اسے پیلتن
کری سر کو تیرے قلم وقت رزم
پشیمان بہت دل مین اوسدم ہو
نکل آئی تہمینہ پردے سے تب
شبستان کو رشک گلستان کرو
کہا جسنے یون اپنی گہر کو خراب
تو کھینچ اوسنی پھر خنجر جانستان
یہ تہمینہ سے کہہ کہا زال نے

یل نامور رستم پہلوان
سیہ پوش ہو زال پہونچا وہان
وہ رودابہ رستم کی مان اسقدر
کیا دفن پھر لاش کو زیر خاک
کہ آتش وہین کرکے افروختہ
تن نازنین بھی ہوا داغ داغ
سوی سیستان کھینچ جلدی سپاہ
دیا شاہ نے جب اوسے یہ جواب
قریب آنکے اوسنے اک پہلوان
وہ لائی ہی ساتھ اپنی فوج گران
فرستادہ پیش تہمتن گیا
وہین ساتھ لے زال و رودابہ کو
بغلگیر دونون ہوے بیخبر
لگی کہنے تہمینہ اے نیکمرد
مین پوچھون یہ اوس سے کہ ای کینہ جو
یہ چاہا کہ رستم کا چیرے شکم
کہ تقدیر پر کچھ نہین اختیار

گیا ہوکے رخصت سوے سیستان
ہوا ساتھ تابوت کے وہ روان
ہوئی دیکھ تابوت کو نوحہ گر
دل پیر و برنا ہوا دردناک
کرے آگ مین با دل سوختہ
جہان اوسکی نظروں مین تھا بیچراغ
تہمتن سے جلد ہو کینہ خواہ
تو پھر دل مین کھاکر بہت پیچ و تاب
روانہ کیا اور کہا یون کہ ہان
دلیران و گردان جنگ آوران
سنا تھا جب اوسنے وہ یکسر کہا
گیا سوی تہمینہ وہ نامجو
کیا نوحہ سہراب کو یاد کر
مرے دلکو رستم سے پہونچا ہی درد
کیا کشتہ کیون تونے فرزند کو
کرے غرق خون اوسکو بیدرد و غم
نہین چارہ پیش قضا زینہار

عدم سے جو پھرتا ہو سہراب کا — تو کر رستم و زال کا سر جدا

غرض خوب سمجھا کے وہ نامور — گیا لیکے تہمینہ کو اپنے گھر

رفتن تہمینہ بہ شبستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زر و حاملہ شدنش از رستم و بعد انقضای مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن تہمینہ بغم و الم سہراب در یک سال

وہ تہمینہ اور رستم نامدار — بہم وان لگے رہنے لیل و نہار

ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر — ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر

قوی بازو و گلرخ و لالہ فام — تہمتن نے رکھا فرامرز نام

سپرد ایک دایہ کو وہین کیا — لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

[illegible]نہ رہتی تھی غمگین مدام — تصور تھا سہراب کا صبح و شام

دل اوسکا تھا نالان و خونچکان — گھے آہ کرتی تھی گاہی فغان

[illegible] مرگ سہراب وہ مہ جمال — رہی زندہ بارنج و غم ایک سال

نہ غم سے رہائی ہوئی زینہار — وہ دے بیٹھی جان اپنی انجام کار

یہ قصہ تو مین کر چکا سب بیان — سیاوش کی آگے سنو داستان

داستان تولد شدن ملکزادہ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و برای تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

کوئی بیشہ خرم و دلکشا — کہ نزدیک دریای جیحون کے تھا

گئے ایکدن وہ ان برای شکار — بہم طوس اور گیو جنگی سوار

[illegible]ہی ناگہان ایک دختر نظر — پری پیکر و مہوش و سیمبر

لباس اور زیور تھا شاہانہ سب — کرشمہ ستم آن و غمزہ غضب

[illegible]ا جوانون نے اے مہ لقا — تو ہے کون تیری حقیقت ہے کیا

بت ماہ پیکر یہ کہنے لگی — کہ دختر ہون مین شاہ بلغار کی

[illegible] اوسکا جہان مین ہے نام — وہ نسل فریدون سے ہے ذو الکرام

مجھے چاہتے تھے بہت تاجور — ولیکن یہ چاہے تھا میرا پدر

[illegible]ین کا جو ہے بادشاہ — پشنگ دلاور خداوند جاہ

مرا باندھے ساتھ اوسکے عقد نکاح — نہ زنہار بھائی مجھے یہ صلاح

[illegible]دشت خو ہے پشنگ[illegible] — نہ کچھ زشت خوزشت وہی پشنگ

کیا مجھسے جب ذکر اسبات کا — تو بس صاف انکار مینے کیا

[illegible]شب زمارا[illegible] — نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے

نکل گھر سے اور اسپ پر ہو سوار — شتابی سے لی مینے راہ فرار

[illegible]اب جیحون[illegible] — کیا اسپ پر ماندگی نے اثر

غرض جبکہ رفتار سے رہگیا — تو پھر راہ مین چھوڑ اوسکو دیا

[illegible]کی چند ف[illegible] — ہوئی آکے اس دشت مین اب نہان

وہ دونون جوان اوسپہ مائل ہوئے — خدنگ نگہ کے وہ گھایل ہوئے

[illegible] — لگے کرنے پرخاش باہم گر

بہم بعد پرخاش پایا قرار — کہ لے چلیے پیش شہ نامدار

جسے حکم [illegible] و نامجو — وہ لے شوق سے اس پریچہرہ کو

گئے لیکے جب پیش کاوس شاہ — ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ

[illegible]ہار شہ نے دیا — پریچہرہ کو پاس اپنے رکھا

بندھا عقد باہم بآئین دین — ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبین

[illegible] نو مہینے جب اوسپر گذر — تو پیدا ہوا پور رشک قمر

نظر کرکے طالع مین شہزادہ کے — منجم شہنشہ سے کہنے لگے

کہ اے شاہ اسکے پریشان ہین نجم بخت — ہوا سنکے غمگین خداوند تخت

سیاوش رکھا نام شہزادہ کا — لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

ولیکن دل شاہ تھا پر ملال
اسے زابلستان میں لیجاؤں میں
ہنر پروران کے حوالے کیا
سیاوش جہاں میں ہوا بے نظیر
مجھے یہ تمنا ہے شام و سحر
کیا عرض شہزادے یونکہ اب

تھا تربیت کا کچھ اوسکے خیال
ہنر ہائے شاہانہ سکھلاؤں میں
ہوئے پھر وہ مصروف صبح و مسا
ہنرمند دانا شجاع و دلیر
کہ حاصل کروں پابوسِ پدر
رواں ہو جیسے بانشاط و ظفر

کہیں جب نہ یون رستم آیا وہاں
کیا شاہ نے رو ہیں اوسکو سپرد
طریق نبرد و شکار و ادب
سیاوش نے رستم کو پھر ایکروز
یہ سنکر مہیا کر اسباب جاہ
وہ بولا کہ تجھ بن نہیں جاؤنگا

لگا کہنے ای خسرو خسروان
غرض لیگیا زابلستان میں گرد
ہنر ہائے شاہانہ سکھلائے سب
کہا یون کہ اے رستم نیکخو
زر و نعمت و اسپ و فیل و سپاہ
تہمتن نے پھر پاس خاطر کیا

بار یاب شدن سیاوش بحضور پدر بمعیت رستم و پیشوا رفتن سروران سپاہ

گیا ساتھ شہزادے کے آپ بھی
بہت [illegible] مشرف کیا
حضور [illegible] تا ہفت سال
[illegible] و رستم [illegible] اسنے رہان
یہ کہنے لگی شاہ کاؤس سے
جہاندار [illegible]
سیاوش یہ عاشق تھی وہ [illegible]
ہوئی گرم [illegible] وہ پری
[illegible] کے بصد خوشی
خدا [illegible] و سیم کا
یہ دختر جو جاندار ہیں تیرے حضور
رہا سنکے خاموش وہ نامدار
یہ کیا ذکر جو مہر و شفقت کرے
وہ کہتی تھی تاک کھولی اپنی زبان
کیا اسکو رخصت اکیلی رہی
تو پہلا شتابی سے اب کام دل
سپاہِ جہاندار کاؤس کے
جھکا کر ہوئے سر کو وہ نامدار
یہ [illegible] ناسور
نہ دیکھا کوئی [illegible]
ولیکن [illegible] کچھ آرزو

حضور شہنشاہ با صد خوشی
سیاوش کی خاطر کو خوش کیا
رکھا اوسکو مشغول کسب کمال
سیاوش کرے حکمرانی وہان
کہ ای شاہ یہ آرزو ہے مجھے
سیاوش کو راضی کرا ہے سمیر
سیاوش گیا جب وہ سنی وہین
یہ سمجھا کہ ہے الفت مادری
سیاوش سے سودابہ کہنے لگی
شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا
کہ ہیں حسن میں رشک غلمان و حور
نہ پاسخ دیا شرم سے زینہار
تعجب نہیں گر عداوت کرے
یہ لتنگ و لب بستہ تھا غنچہ سان
سیاوش سے پھر یہ حکایت کہی
کہ حاصل مجھے ہو آرام دل
سراسر مرے تابع حکم ہے
یہ چاہے بٹھالے وہ اپنے راہ فرا
کہ تندی و سختی کروں کچھ اگر
بناچار بولا وہ فرخ نہاد
ادب ہی ترا اسکو مادر سی تو

ادبسے لیگئے پیشوا آکے سب
ہنر جب اوسکے ہوئی آگہی
یہ دل چاہتا تھا کچھ شہنشہ سر کا
کہ اتنے میں سودابہ مہ جبین
سیاوش کو اک دختر خواندہ دون
طلب اونسنے شہزادے کو جب کیا
بکر تنگ آغوش میں شو ستے
کئی دختر خواندہ مہر جبین
سو اسو بدان یہ سبکو عیان
یہ سنکر تمنا ہوئی یہ مجھے
تو اسمیں سے کر ایک کو اب قبول
کیا یہ بھی اندیشہ دل میں پنہاں
سو اسکی کہتے ہیں سب سحر سا
وہ سمجھی کہ ہے اسکو شرم و حجاب
ہوئی منقضی مدت ہفت سال
تجھے بعد کاؤس کشورستان
فریب اوسنے ہر چند اوسکو دیے
او بھا جب تو سودابہ نے بنگ
مبادا غضبناک ہو جائے یہ
یہ عقد دختر جو تقدیر نے لکھا
سیاوش نے یہ بات جسدم کہی

ہوا دیکھ کر پیشتر قرن ولب
تو رستم کو بھی آفرین ہو سکی
کہ ما کاوسکو دیکھے ماوالنہر کا
جہاندار کی زوجہ اولین
اوسے کیتی اسا قصد اوسکے کرن
تو پہ شد سے لیکر اجازت گیا
لیے اوسکے لب سے کئی ذوق
کہ سب نسل سے بادشاہونکی تھیں
تمہیں تخم سے اک پسر ایک جوان
کہ وہ میری دختر کے ہو پاس بیٹھے
تمنا ہی دل تا کہ ہووے حصول
کہ یہ ماں حقیقی مری کچھ نہیں
حذر اوسکے بہتر ہے اور احتراز
جو دیتا نہیں بات کا کچھ جواب
کہ عاشق ہوں میں تجھ پہ ای مہ جمال
کرونگی میں فرمانروائے جہان
لب اپنے شہزادے نے کیے وا
لیا بوسہ کھینچکر میں تنگ
بلا کوئی سر پر میرے لائے یہ
یہ البتہ میں نے پذیرا کیا
تو سودابہ کی جمع خاطر ہوئی

کیا اوسکو جنت بلطف و طرب
ہوا شاد خسرو شہ ذوالکرام
زر و گوہر و نعمت بیکران
یہ سب نعمت و دختر رشک ماہ
کہا جاکے اسنے شاہ زمین
وہ لائی زبان پر سخنہا سے دوش
تو سمجھا اب ہو مجھے دل شاد کر
تو بچی با تو سے شاہ کشور کشا
کیا شاہزادے نے انکار جب
سیاوش ہاتھ سے شتابان ہوا
غرض فتنہ اک اوسنے برپا کیا
خراشیدہ ناخن سے رخ کو کیا
یہ سنکر گیا خسرو نامور
کہ شاہا سیاوش نے یان آنکے
بدشواری اوس سے ہوئی مین رہا
کہا یون کہ اب راز کر آشکار
یہ بولی وہ سوداہ حیلہ گر
معطر تھی پوشاک سوداہ کی
اگرچہ یہ منظور تھا کھینچ تیغ
مبادا کہ برپا کرے کچھ فساد
شبستان مین ہے کوئی نازنین
یہ سوداہ سے شاہ نے پھر کہا
نہ سمجھی و لیکے دل مین وہ حیلہ ساز
وے لے بات اوسکی شہ نامدار
ہوئی حاملہ ناگہان ایک زن
حضور اپنے کرکے طلب زود تر
شہنشاہ کاؤس بریان ہو جب
کنیزان یکایک خروشان ہوئین
کنیزون نے کاؤس سے یون کہا

کہا پھر یہ کاؤس سے وقت شب
دیا اوسکو اسباب شادی تمام
ترے واسطے شہ سے لائی یہان
سمجھے پرونگی اب آن کچ مین بیاہ
سیاوش مرے پاس آتا نہین
کہا کچھ نہین عشق مین ہے ترے ہو
مجھے بند سے غم کے آزاد کر
بھلا کس طرح مجھسے ہو کچھ خطا
وہ سوداہ یہ فتنہ انگیز تب
وہ دامن چھوڑا کر گریزان ہوا
کہ اکبار کی شور و غوغا کیا
پریشان کیے بال سرتا بپا
یہ احوال سوداہ کا دیکھکر
بہ بیچارہ اٹ مجھسے زور سرپنجہ سے
مرا پاک عصیان سے دامن رہا
نہ کہتا بجز راستی زینہار
کہ باطل ہے گفتار یہ سر بسر
سیاوش کا جامہ سے تھا بو تہی
کہ ہی سر کو اوسکے جدا بیدریغ
خلل ملک مین آئے وہ بدنہاد
نہتی مثل سوداہ یہ جبین
سیاوش کو دیکھا تو ہی بھٹیا
نہ آئی ذرا بیحیائی سے باز
پذیرا نکرتا تھا کچھ زینہار
ہوئی خوش وہ سنکر یہ ظالم سخن
کیا شاد دیکے اوسے سیم و زر
سیاوش کا لو لیجیو نام تب
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئین
فلانی حرم ہے جو تیری شہا

کہ دختر کو میری پذیرا کیا
سیاوش کو پھر اوسنے روز دگر
سوا اوسکے اسباب شادی جدا
نہ آیا وہ شہزادہ کامگار
شہنشہ نے اوسکو تقید کیا
ہوا نئی یہ میری ذرا کر نگاہ
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامدار
یہ کہتا ہو نہین تجھسے اے با صفا
اوٹھی تخت سے ہوکے پر خشم و کین
لگی کہنے سوداہ کر کے فغان
کیا پارہ پارہ گریبان کو
کنیزان بھی اوسکی اشارے سے وان
لگا پوچھنے تہ حقیقت ہو کیا
کیا یہ ارادہ کہ بیخوف و باک
سنا جب قصہ ہوا او غضب
کیا اوسنے احوال سارا بیان
لگا سونگھنے اوسکے پیرہن کو
ہوا شاہ سوداہ پر خشمگین
ولیکن یہ اندیشہ دل مین کیا
سوا اوسکے تھا مبتلا اوسکا شاہ
بہت خرد تھے اوسکے فرزند بھی
لو خاموش ہو راز کو کر نہان
یہی شہ سے کہتی تھی صبح و مسا
اسی فکر مین تھی وہ بے ترس و باک
لگی کہنے پھر اوس سے وہ کینہ جو
کنیزونکو میری ہوا اوسدم خبر
بہم خفتہ تھی ایک دن رات کو
ہوا سنکے بیدار فرمان روا
ہوے اوس سے پیدا دو مردہ پسر

ملکزادہ نامور نے شہا
یہ پیغام بھیجا کہ اے نامور
تکلف سے میں نے مہیا کیا
گئی پھر حضور شہ نامدار
ملکزادہ ناچار پھر وان گیا
نہ منہ موڑ زنہار اے رشک ماہ
توقع یہ مجھسے نہ رکھ زینہار
کہ اس کام سے رکھ مجھے تو معاف
سیاوش کے دامن کو پکڑا وہین
بلا کیا ترے سر یہ لاتی ہون یان
کیا چاک چاک اپنے دامان کو
لگین کرنے غوغا و شور و فغان
رہ مکر سے اوسنے ظاہر کیا
کیے میرے دامان عصمت کو چاک
سیاوش کو شہ نے کیا پھر طلب
وہ راز نہفتہ کیا سب عیان
شہ نامور خسرو نامجو
کیا خوار اوس حیلہ گر کو وہین
کہ پر زور ہے باپ سوداہ کا
کہ تھی حسن مین غیرت مہر و ماہ
غرض اسلیے درگذر اوس سے کی
تو خوار عالم مین کرکے فغان
سیاوش کو پہونچا عقوبت شہا
کسی حیلے سے اوسکو کیجے ہلاک
کہ اس حمل کو کرکے اسقاط تو
کرین تاکہ غوغا وہ سب سر بسر
وہ سوداہ اور خسرو نامجو
یہ پوچھا کہ یہ شور و غوغا ہے کیا
کہا شہ نے لاؤ اونھین وہ دختر

وہ رکھ کر طشت مین لیگئین پیش شاہ
یہ بچے سیاوش کے ہین تجھ سے
وہ رفعل دیکھا سیاوش کا اب
وہین اوٹھکے فی الفور باہر گیا
یہ ظاہر کرو تکے ہین تجھ سے
کہا بعد یکہفتہ اے شہریار
جو اختر شناسون نے ظاہر کیا
نہین راست گفتار یہ زینہار
رہا سنکے خاموش کاوس شاہ
لگا شاہ حیرت مین کرنے نگاہ
کہ بخواب سے آو کیا تھا مجھے
کہ کیا کام اوسنے کیا ہی غضب
طلب اہل تنجیم کو وان کیا
خبر راز پنہان سے اب دو مجھے
یہ تخم کیان سے نہین زینہار
تو سودابہ سے جا کے شہ نے کہا
نہین انکی کچھ بات پر اعتبار
کہ بیچارہ شہزادہ تھا بیگناہ
جب اوس زن سے پوچھا حقیقت کیا
یہ سودابہ فرسنگ شہ سے کہا
شہنشاہ خاموش حیران ہوا
دکھائے اونھین مردہ مردہ بسیر
وہین طالع سبحت کو دیکھکر
کیا راز پنہان ناپاک زن
وہ بولی کہ اے شاہ جوہر شناس
سیاوش کو داب ہے وہی سزا
بداندیش از بسکہ سودابہ تھی
یہ کمبخت نے تب گزارش کیا
مری بات کا تجھکو باور نتھا
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
کہا انکے طالع مین کرکے نظر
لگے غور کرنے وہ شام و سحر
عیان سب پیش شاہ مین
تہمت سے ڈرتے ہین اختر شناس
سزاوار ہے قتل اہل خطا
شہ ناموس سے یہ کہنے لگی



حمایت تو کرتا ہے بیٹے کی اب
ستم ہے ستم ہی غضب ہے غضب

کیا اور کرتا ہے مجکو خراب
یہ کہکر لیا

کہا یون کہ مرتی ہون مین کھا کے زہر
ہوا سنکے ناچار تب شاہ دہر

یہ ٹھہرا کہ شہزادہ نامدار
پڑے آگ کے درمیار

اگر ہے گنہگار جل جائے گا
وگرنہ نہ ایذا ذرا پائے گا

ہوئی آتش افروختہ جب وہان
لگا کہنے تب شاہ سے وہ جوان

خطر کیا ہے ای شاہ فرخ خصال
نہین راستی کو کبھی ہرگز زوال

خدا ہے نگہبان مرا ہر زمان
کہ ہے واقف آشکار و نہان

خداوند غفار کو یاد کر
سیاوش گیا آگ مین بیخطر

نہ پہونچا اوسے کچھ ضرر زینہار
سلامت وہ نکلا پھر انجام کار

سیاوش کو شہ نے بغل مین لیا
سر و چشم پر اوسکے بوسہ دیا

ہوا سخت سودابہ پر خشمناک
کہا یونکہ کرتا ہون تجکو ہلاک

ولیکن شفاعت سیاوش نے کی
بہانہ ہی چاہے تھا کاؤس بھی

سر خون سے گذرا شہ دین پناہ
غرض اوسپہ کی مرحمت کی نگاہ

داستان رفتن ملکزادہ سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

وہ سودابہ ازبسکہ بدکیش تھی
سیاوش کی ناحق بداندیش تھی

ملکزادہ کے قتل کا قصد تھا
یہ تدبیر تھی اوسکو صبح و مسا

خطرناک رہتا تھا وہ نامدار
دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار

کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال
شتابی کہین یان سے مجکو نکال

یہ پہونچی خبر اون دنون ناگہان
کہ توران سے بالشکر بیکران

ادھر پھر ہوا عازم افراسیاب
یہ سنکر جہاندار عالیجناب

ہوا خشمناک اور کہنے لگا
کہ ای نامداران جنگ آزما

بداندیش ترکان نخوت شعار
نہین عہد و پیمان پر استوار

کبھی صلح جو ہون کبھی کینہ خواہ
یہ رکھتے ہین دل مین خیال تباہ

سپہ کھینچکر بلخ تک اکبار
کرون اونکو آوارہ و قتل و خوار

سیاوش نے کاؤس سے یون کہا
کہ اے شاہ شاہان کشورکشا

مجھے بھیجیے سوے افراسیاب
کرون جاکے اوسکو تباہ و خراب

کہا شہ نے تجکو کہان ہے یہ تاب
جو ٹھہرے ذرا پیش افراسیاب

زبردست ہے تجسے وہ پہلوان
قوی جنگ مین وہ کہ سب پہلوان

یہ مقصود تھا اوسکو اسبات سے
کہ دوری ہو اب خصم بدذات سے

یہ بہتر ہی ہین آپ لیکر سپاہ
بداندیش سے جاکے ہون رزم خواہ

وہ بولا کہ اوس سے نہ کمتر ہون مین
ہنر اور قوت مین ہمسر ہون مین

یہ لشکر بھی اپنا ہی جنگ آزما
سدا فوج توران پہ غالب رہا

حضور شہنشاہ جوہرشناس
کیا پھر تہمتن نے یہ التماس

کہ ہمراہ شہزادۂ نامدار
مجھے بھیجیے رخصت اے شہریار

کرو آپ تکلیف ہرگز نہ اب
رہو یان بآرام عیش و طرب

ملکزادہ اور بندہ کافی ہین یان
پی جنگ ترکان نخوت نشان

اونھین الغرض دیکے سامان جنگ
روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ

وہ شہزادہ اور رستم نامور
دلیری سے پہونچا در بلخ پر

وہان پر جو تھا حکمران تازیان
سو آیا پئے کینہ خواہی دوان

ہوئی فوج ایران جو گرم ستیز
تو بس اونے لی وہین راہ گریز

نہ ہرگز رہی طاقت کارزار
ہوا جاکے محصور انجام کار

یہ سنکر سوے بلخ پہونچا شتاب
سپہ لیکے داماد افراسیاب

دلاور تھا گرشیوز اوسکا تھا نام
ہوا دیکھکر تازیان شادکام

بہم متفق ہو کے پھر بیدرنگ
ہوئی شاہزادے سے خواہان جنگ

رہا خوب دو روز تک کشت خون
کیا فوج ایران نے اونکو زبون

ہوئی رزم کی پھر نہ تاب و توان
تو ناچار گرشیوز و تازیان

گریزان ہو جیحون سے گذرے شتاب
گئے خستہ دل پیش افراسیاب

ہوا بلخ مین دخل شہزادے کا
یہ شہزادے نے پھر ارادہ کیا

کہ ہو کر روان بلخ سے پیشتر
گذر آب جیحون سے باکر و فر

سپہدار توران سے ہو رزم خواہ
کرے اوسکے لشکر کو یکسر تباہ

سپہران نے یہ اوس سے کہا
کہ جلدی کوست کام فرما ذرا

تو لکھ شاہ کو نامہ اے نامدار
وہ کیجیو لکھے جو سمجھے شہریار

سیاوش نے مرقوم نامہ کیا
لکھا یہ کہ اے شاہ کشورکشا

گیا حاکم بلخ کھا کر شکست
اور اپنا ہوا بلخ مین بندوبست

گذر جاؤن جیحون سے گر حکم ہو
سپہدار توران سے ہو رزم جو

لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب
کہ ہے سخت پیکار افراسیاب

اگر وہ نہ جیحون سے آیا ادھر
تو ہرگز ادھر کا ارادہ نہ کر

سیاوش بفرمان شاہ جہان
ہوا بلخ مین پھر توقف کنان

آمدن گرشیوز داماد افراسیاب باہدایہ نزد سیاوش بدرخواست و آزردگی کاؤس طلب سیاوش

جہاں تھا سپہدار توران وہاں
گئے جب وہ گرشیوز تازیان

گزارش کیا اوسنے احوال جنگ
یہ سنکر اوڑا اوسکے چہرے کا رنگ

گیا خواب مین شب جو افراسیاب
تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب

ہوا ہول سے اوسکے گرم فغان
سنا جب تو گرشیوز آیا وہان

یہ پوچھا کہ اے سرور ناموَر
تجھے خواب مین اب پڑا کیا نظر

جو یکبارگی تو خروشان ہوا
سراسان ہوا دل پریشان ہوا

یہ کہنے لگا اوس سے افراسیاب
کہ اسوقت دیکھا ہے مینے یہ خواب

کہ اک دشت مین سیکڑون سانپ ہین
مری فوج بھی ہے وہان اور مین

نمایان ہوا ابر مین ایک بار
ہوا بلخ سے ایران کے آشکار

وہین باد صرصر ہویدا ہوئی
پھر اوسمین سے اک فوج پیدا ہوئی

کیا میرے لشکر کو اوسنے ہلاک
ملایا ہر اک کو تہ خون و خاک

پکڑ کر مجھے لیگئے مرزبان
شہنشاہ کاؤس بھی تھا جہان

جوان ایک تھا رشک خورشید و ماہ
وہ بیٹھا تھا نزدیک کاؤس شاہ

اوٹھا وہین اور کھینچکے اوسنے تیغ
کیا چاک پہلو مرا بیدریغ

ہوا دلکو از بسکہ اوسوقت درد
خروشان ہوا پھر مین اے نیک مرد

لگا کہنے داماد افراسیاب
کہ برعکس ہوتی ہے تعبیر خواب

نہ دلمین ذرا خوف و اندیشہ کر
میسر تجھے ہوگی فتح و ظفر

یہ تعبیر اوسکی نہ آئی پسند
گیا اوسسے ہرگز نہ خوف گزند

طلب اوسنے دانشورون کو کیا
مفصل کہا ماجرا خواب کا

ہوے سنکے خاموش دانشوران
کہ تھا دل مین ہر ایک کے خوف جان

ہر ایک سے عہد و پیمان لیا
سپہدار توران نے پھر یون کہا

کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو
سیاوش سے اے شاہ ہو صلح جو

وگرنہ خرابی پڑے ہے نظر
سپاہ اوسکی ہو جاے فوج دگر

پسند آئی گفتار اختر شناس
عطا کی اونھین نعمت بیقیاس

روان پھر کیا شہ نے داماد کو
سو بادشہ زادہ نامجو

فقط نامہ اوسکے حوالے نتھا
تحائف بھی انواع وہ لیگیا

گیا جبکہ گرشیوز نامجو
سیاوش اوٹھا وہین تعظیم کو

وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا
لیے آشتی اوسنے کی التجا

سیاوش ہوا دیکھکر شادمان
پھر اک بزم آراستہ کی وہان

ہوے محفل آرا بعیش و طرب
گئی الغرض جب گذر نصف شب

اوٹھا وہین داماد افراسیاب
ہوا جاکے سرگرم آرام و خواب

سیاوش نے رستم سے پھر یون کہا
کہ اے پہلوان مصلحت ہے کیا

ہوا آشتی خواہ افراسیاب
تہمتن نے سنکر دیا یہ جواب

کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کمال
کیا آشتی کا تب اوسنے سوال

وہ ہے سخت مکار ہے بدنہاد
نہین اوسکے کچھ قول پر اعتماد

فرستادہ کو دیجیے یہ جواب
کہ گردان و خویشان افراسیاب

جنھین ہم کہین سو وہ آوین یہان
برسم گرو یان رہین جاودان

تعلق ہی ایران سے جو کچھ کہو
کہ اوس سے بھی اب دست بردار ہو

نہین اس طرح صلح منظور ہے
وگرنہ رہ آشتی دور ہے

سحر جبکہ گرشیوز آیا وہان
کیا اوسنے مرکوز خاطر عیان

یہ احوال لکھ اوسنے قاصد شتاب
روانہ کیا پیش افراسیاب

کیا شاہ توران نے سب کچھ قبول
ہوئی آرزوی دلی سب حصول

بخارا و خوارزم اور چاچ بھی
سمرقند و سنجاب کے تھی سبھی

عزیزان و خویشان فرخ نہاد
دلیران و گردان عالی نژاد

تہمتن نے جنکا لیا نام تھا
روان پیش شہزادہ اونکو کیا

ہوا شاد شہزادہ نامدار
تہمتن کو بھیجا سوے شہریار

لکھا صلح کا شہ کو احوال سب
کیے تحفے توران کے ارسال جب

سنی تھی خبر شاہ نے پیشتر
کہ بدخواہ کو خوب آیا نظر

اوٹھے ہول سے جسکے ہوش و حواس
بہت غمگین اوسکو ہے خوف و ہراس

سوا اوسکے اختر شناسون نے بھی
کہا شاہ کاؤس سے تھا یہی

کہ تیرا معاون ہے پروردگار — ظفرمند ہوگا تو اے شہریار
تب ہو گئی افواج افراسیاب — وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب

حضور شہنشہ جو رستم گیا — کیا اوسنے بیان صلح کا
لگا کہنے تب بادشاہ جہان — نہیں صلح منظور اے پہلوان

یہ پھر رستم پہلوان نے کہا — کہ ہے جنگ سے صلح بہتر شہا
کہا شہ نے تم عذر کرتے ہو گر — تو میں اور کو بھیجتا ہوں ادھر

تہمتن نے آزردہ ہو کر کہا — کہ حاضر رہونگا میں یاں خسروا
روانہ کیا طوس کو پھر شتاب — جہاندار نے سوئے افراسیاب

کیا کچھ تامل توقف درنگ — نہ کیجو ذرا ہو جیو گرم جنگ
سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا — کہ تورانیوں کو تو یاں بھیجکر آ

آزردہ شدن بادشاہزادہ سیاوش از کیکاؤس و رفتن نزد افراسیاب و پیش آمدن و بتعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بہ شاہزادہ سیاوش

پڑھا شہ کا نامہ سیاوش نے جب — ہوا دل پریشان و آزردہ تب
سران سپہ کو بلا کر کہا — کہو سوچکر مصلحت اپنی کیا

دیا سب نے پاسخ کہ بہتر یہ ہے — کہ لاؤ بجا حکم کاؤس کے
وہ بولا کہ خویشان افراسیاب — جو واں جاویں تو شاہ عالیجناب

کرے قتل ہر ایک کو ہے یقین — کہ دلمیں بھرا اوسکے ہے بغض و کین
مرے عہد پیمان کا پھر اعتبار — نہ کوئی کریگا یہاں زینہار

سوا اوسکے سودا یہ ہے کینہ جو — مری دشمن جان ہے وہ زشت خو
خدا جانے کیا ظالم نابکار — مرے سر پہ لاوے بلا ایکبار

نظر آوے جب یہ گزند و ضرر — تو پھر جاؤں کیونکر حضور پدر
یہ دلمیں ہے یاں چھوڑکر سب سپاہ — سپہدار توران کی لیجئے پناہ

یہ سنکر بہت ہوگئے اندوہگین — یہ گودرز و بہرام بولے وہین
نہیں مصلحت یہ قرین صواب — کہ بدخواہ تیرا ہے افراسیاب

سمجھ اے ملکزادۂ نامجو — کہ ہرگز نہیں اعتماد عدو
دیا شاہزادے نے پھر یہ جواب — کرے گر مجھے قتل افراسیاب

تو بہتر ہے اوس سے کہ لیل و نہار — رہوں میں حضور پدر خوار و زار
یہ کہکر وہیں ایک نامہ لکھا — سوئے شاہ توران روانہ کیا

لکھا یوں کہ اے خسرو نامور — مرا باپ راضی نہیں صلح پر
عوض میرے بھیجا اودھر طوس کو — کہ ہو گئے اب آنکے بدنام جو

مرا عہد و پیمان ہے استوار — اگر سر بھی جاوے تو ہاں زینہار
نہ پھیروں میں سر عہد و پیمان سے — رکھوں راہ و رسم وفا نگاہ

غرض کچھ نہیں شاہ کاؤس سے — نہیں ہے مجھے کام کچھ طوس سے
یہ ہے قصد اب زیر چرخ برین — کہیں در بدر جا کے ہوں مسکن گزین

نہ پہونچے جہاں ہاتھ کاؤس کا — رہوں امن سے واں میں صبح و مسا
بتا دیجیے کوئی ایسا مکان — کہ جا کر کروں میں اقامت وہاں

تمہارے عزیزان و خویشان کو اب — کیا میں نے رخصت بعیش و طرب
گیا پڑھ کے جب یہ نامہ افراسیاب — لکھا اوسنے نامہ کا پھر یہ جواب

کہ مجکو سمجھ عہد و پیمان میں چست — ترے ساتھ ہے صلح میری درست
ولے وہ جو کینہ ہے کاؤس سے — وہی جنگ پرخاش ہے طوس سے

کہاں طوس کو تاب اے نیکمرد — کہ ہووے آنکے مجھسے اب ہم نبرد
جو منظور رکھکر تو پاس وفا — ہوا میری خاطر پدر سے جدا

تو میں نے کیا تجکو اپنا پسر — محبت کروں میں بطور پدر
کروں بلکہ فرمانبری روز و شب — تو آ شوق سے یاں بفر و طرب

تو جو چاہے تجکو وہ اقلیم دوں — زر و گنج و اورنگ و دیہیم دوں
تجھے بعد کاؤس بیداد گر — کروں مالک ایران کا تاجور

یہ نامہ پڑھا شاہزادے نے جب — ہوا اوس سے غم کے آزاد تب
وہیں عزم توران مصمم کیا — اور اک نامہ کاؤس کو یہ لکھا

کروں عرض کیا ہے یہ تقصیر یاں — کہ پہلے تو اے شاہ کشورستان
کیا متہم مجکو سودابہ نے — کیا پر غضب تجکو سودابہ نے

یہ چاہا کہ مجکو کرے تو ہلاک — خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
ستارہ شناسوں نے جو کچھ کہا — وہ زنہار تو نے نہ باور کیا

گیا آخر آتش میں یہ خاکسار — ولیکن بالطاف پروردگار
سلامت رہا کچھ نہ پہونچا ضرر — کیا بلخ کو فتح یاں آن کر

سپہدار توران کو عاجز کیا — زر و افسر و ملک اوس سے لیا
سمجھ کر یہاں آشتی کی بہم — ولے تو نہ راضی ہوا اے ستم

عوض مہر کے تو ہوا خشمگین
جو تھی سرنوشت اپنی وہ ہوئیگا
طلب کر کے بولا وہ خورشید جاہ
یہ کہکر ملکزادہ نامدار
یہ نزدیک تر شہر کے جب گیا
کیا ایکسر آراستہ شہر کو
سیاوش سے بولا یہ افراسیاب
سپہدار نے پھر بآئین نیک
تواضع مدارا و تعظیم کی
تو تھی نور پرورش کیقباد
سپہر تفاخر کا سامان ہوا
جھکا کر ادب سے سر اپنا سا
کوئی نامدار اک وہان لیتا تھا
بہت تجھپہ تھی مہربانی شاہ
تو موکتخدا اسے ملکزادہ اب
کہ ہستی سے جب جا سوی عدم
جو وہ پیشہ نے شہزادے سے یون کہا
اوسے دیجئے با دل پر صفا
لگا کہنے ساتھہ اوسکو دنرات شاہ
فرنگیس ہے دختر افراسیاب
سیاوش یہ بولا کہ اب کیا گیا
طلب کر کے پھر موبد خاص شاہ
عجب کیا جو دے اپنی دختر مجھے
مقدور سیاوش پھر آیا وہین
ترمی ہوا جازت تو اسے ذرا با
یہ بہتر ہے ہمکو بھی اسے تا مجھو
یہ کہکر خوشی سے وہ گلرو شتاب
ہوئی جا کے گلشہر خدمت کنان
فرنگیس کی مان نے سونپا آدمے

توقع مجھے تجھسے اب کچھ نہیں
سے کب لکھا کلک تقدیر کا
کہ یہ کشور ملک بلخ و سپاہ
روانہ ہوا لیکے نہ صد سوار
خوشی سے وہ آیا وہین پیشوا
بآئین دلخواہ و طرز نکو
تجھے دیکھکر مین ہوا کامیاب
کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
برسم پسندیدہ تکریم کی
جوانمرد و دانا و فرخ نہاد
کہ تجھسا ملکزادہ مہمان ہوا
ہوا وہ پرستندہ شہریار
سیاوش سے اک روز اوسنے کہا
و فور محبت سے شام و پگاہ
بسر کر بعیش و طرب روز و شب
تو ہو شاہ ایران بجاہ و حشم
تو اوسنے خوشی سے پذیرا کیا
کیا ساتھہ شہزادے کے کتخدا
نکرتا تھا کاوس کو گا ہے یاد
کہ چمکا نہ جسکے حضور آفتاب
دگر بار ساتھہ اوسکے ہون کتخدا
لگا کہنے اوس سے وہ خورشید جاہ
کہ ہے سب سے رتبہ تو برتر مجھے
وہ مژدہ خوشی سے سنایا وہین
فرنگیس کے ساتھہ ہون کتخدا
کہ تھو شاہ توران کا داماد ہو
ہو خانہ شاہ افراسیاب
ہوا اوس سے ہر ایک شاد ان ہان تن
ہوا خواہ دختر کا سمجھا اوسے

ہوا سخت ناچار و مجبور آہ
وہ نامہ سوے خسرو نامجو
ترے اب خواہے ہے طوس آدمی جب
وہ دریا جیحون سے گذرا شتاب
اودھر شاہ اور شاہزادہ ادھر
در شہر سے تا در شہریار
کیا تونے توران کو گلستان
دف و بربط و شاہد و جام مے
ملکزادہ کا پھر ہوا مدح خوان
نکورو و خوش خلق و پاکیزہ خو
سنی جب یہ گفتار لطف و کرم
غرض روز و شب عیش گیتی پناہ
کہ تو ہی دل و جان افراسیاب
سہی اب ہے مقرون ترے زندگی
بفضل خدا بعد کاوس شاہ
یہاں سب سے ہے نزدیک ایران میں
جریرہ کی تھی دختر گلعذار
جو دیکھا رخ دلبر سیمبر
کہ جسنے سیاوش سے پھر یہ کہا
تو ہوتا اگر اوس دخت کا خواستگار
یہ تھی رسم شاہان عالی وقار
کہ مصروف تھی خسرو نامور
کہا جا کے موبد نے سلطان کے پاس
ہوا شاد شہزادہ نامور
دیا جسکے گلشہر نے یہ جواب
لبان کنیزان مین کیل و سنا
گئی لیکے اسباب شادی تمام
پھر اپنی طرف سے بھی اسباب سب
رہا سات دن جشن شاہانہ وان

سو خانہ خصم لیتا ہون راہ
روان کر چکا جب تو بہرام کو
تو کر دیجیو اوسکے تفویض سب
گیا الغرض سو افراسیاب
پیادہ ہوے سے دور سے دیکھکر
ہو سر پہ شہزادے کے زر نثار
ہوئی تیرے آنے سے رونق یہان
مہیا تھی عشرت کی ہر ایک شی
کہ مجھسے مفخر ہے تو اے جوان
حقائق شنو عاقل و راست گو
ہوا شاد شہزادہ جم حشم
فزون تھا سیاوش کا اعزاز و جاہ
ہوا جب یہ مہمان افراسیاب
کہ اس شہر مین ہو کے مسکن گزین
تو تھی وارث تخت و تاج و کلاہ
نہ زنہار جا روز و شب اب کہین
کہ گل شہر تھا نام رشک بہار
ہوا خوش ملکزادہ نامور
کہ ساتھہ اوسکے کیون ہوا کتخدا
تو دیتا خوشی سے تجھے شہریار
کہ زن چاہیے شوق سے تین چار
مری پرورش مین ستال پدر
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
کہا جا کے گلشہر سے یون کہ گر
کہ راضی ہو نہین کیجیے اب شتاب
فرنگیس کی ہونگی خدمت گزار
فرنگیس کی مان ہوئی شادکام
بصد شادمانی و عیش و طرب
بصد حشمت و جاہ و توقیر و شان

کیا کتخدا رستم و آئین سے
کہ جسکا نہیں ہوسکے یان بیان
سنی جبکہ کاؤس نے یہ خبر
ہوا یہ پسر کی جدائی کا درد
سپہدار توران نے پرخاش کا

[illegible]یش کو ساتھ شہزادے کے
سوا اسکے ہوکر بہت شادمان
کہ وہ بادشہ زادۂ نامور
کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد
ارادہ جو کاؤس کے دل میں تھا

در و لعل و اسپان و فیلان زر
دیا شہ نے اوسکو دیار ختن
گیا بلخ سے پیش افراسیاب
خفا ہو کے شہ سے سوے سیستان
رکھا شہ نے موقوف وہ [illegible]

جہیز اوسکو اوسنے ملا اسقدر
گیا لطف سے شہر یار ختن
ہوا شاہ کے دل کو اک اضطراب
روانہ ہوا رستم پہلوان
لکھا یون کہ پھر آ گوا سے نامجو

رفتن شاہزادہ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و ہوا در روانہ شدن طرف دریای گنگ و طیار نمودن قلعہ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرشیوز و اماداد افراسیاب و رغلانیدنش افراسیاب را

سیاوش ملکزادۂ نامجو
فرنگیس کو لیکے با فر و شان
تعین کیے مرزبان جابجا
لب گنگ اک جا کہ جیسی تھی
بنایا وہان ایک حصن حصین
ہر اک جا تھے انواع نقش و نگار
سپہدار کاؤس عالیجناب
لکھی سبکی صورت بخوبی وہان
سوا اوسکے بھیجا بہت مال و گنج
سیاوش ملکزادہ اسواسطے
سپہدار توران ہوا شادکام
حضور سیاوش روانہ کیا
سیاوش سے رکھتا تھا وہ [illegible]
دلِ کینہ سینہ مین پوشیدہ تھا
بہت ساتھ اوسکے مدارا کیا
تو پھر دل مین اوسکے ہوئی اوکد
تو ظاہر کیا یون کہ اسے تا جدا
دماغ اوسکا نخوت سے یکسر پھرا

کشتہ شدن سیاوش از دست افراسیاب

گیا سوی شہر ختن شادمان
کہ ہو کوہ جہان خوب آب و ہوا
ملکزادہ کو سب آگے دی آگہی
حضور اوسکے تھا پست چرخ برین
بصد رنگ ان جلوہ گر تھی بہا
پشنگ و سپہدار افراسیاب
بنا ہر مکان غیرت گلستان
حضور ملکزادہ بیدرد و رنج
گیا چھوڑ تھا باپ کے گھر اوسے
رکھا پھر خوشی سے فرود اوسکا نام
تحائف بہت بھیجے اوسکے سوا
یہ چاہی تھا کمبخت بیداد دین
لظاہر تھا مداح شہزادے کا
نہ آیا وہ درتنگ ولے پیشوا
زیادہ ہوا بغض و کین و حسد
سیاوش سے غافل ہنوز یہ نہ آ
نکی میری تعظیم اوسنے ذرا

ہوا جبکہ رونق فزای ختن
خبر یہ ہوئی کہ مسکین گزین جا کہ ہو
کہ ہے اک مکان مثل باغ جنان
بنا ہے درون حصار بلند
کیومرث و جمشید فرخ نہاد
نریمان و ہم رستم و سام و زال
سنی شاہ توران نے یہ جو خبر
پہ پہرہ گلشہر رشک چمن
ہوا اون دنون اوس سے پیدا پسر
وہین طفل کے ہاتھ کو زعفران
گیا لیکے گرشیوز نامدار
کہ شہزادے رہو نہ اسکے شان ہے
گیا تہنیت نامہ وہ لیکے جب
بزرگی و خردی کا آداب وان
وہ رخصت ہوا جو کا لیکر جواب
نہیں ہے وہ سیاوش جو تھا پیشتر
فراہم بہت کی اب اوسنے سپاہ

مختصر سپہدار توران سے ہو
نہ ہرگز خوش آئی ہوا ئے ختن
بآرام و عیش و طرب ان رہو
ملکزادے نے کی سکونت وہان
مکانہای عجیب و خاطر پسند
فریدون منوچہر اور کیقباد
یہ جتنے تھے گردان ماضی و حال
تو بھیجے وہان اور اہل ہنر
کہ تھی حاملہ وقت عزم ختن
کہ تھا حسن مین رشک شمس و قمر
لگا اور بچہ کا اوسکے نشان
بحکم سپہدار توران دیار
نکلوا دے اقلیم توران سے
ہوا شاہزادہ قرین طرب
بلا یا بجا وہ تبریک شان
گیا پاس جب پیش افراسیاب
بیان کیا کرون اوسکا مین کروفر
وہ رکھے ہے دل مین خیال تباہ

اطاعت سے تیری نہین اوسکو کام
سخنہاے باطل کو افراسیاب
لگا کہنے یون شاہ توران زمین
مناسب ہے یہ اور بہتر یہ ہے
کہ دیکھا سیاوش نے توران دیار
یہ ہے مصلحت اے شہ ارجمند
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
سیاوش کو نامہ دیا جاکے جب
یہ سنکر وہ گرشیوز بدنہاد
فریب اوسنے اسطرح دو دین کیا
وہ خاموش رہا کچھ نہ پاسخ دیا
سیاوش کو اوسنے دیا یہ جواب
نہین چاہتا زیر چرخ بلند
نہین ہے گمان یہ تجھے زینہار
کیا کسطرح اوسکو تشنہ ہلاک
ارادہ یہ اوسنے مصمم کیا
وہ بولا کہ ہون برسر آشتی
نکہ جیل اب تو ہے گر ہوشیار
یہی مصلحت ہے کہ جاؤن وہان
غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار
کہ ای نامور بادشاہ جہان
ذرا بھی شفا ہو تو باچشم سر
حضور شہنشاہ توران دیار
ذلیل اوسنے مجکو کیا ہای سخت
کہا یون کہ ہرگز نجاؤن یہان
گیا اوسطرف شاہ لیکر سپاہ
ہوئی سست نزدیک اوسکے تمام
فرنگیس یہ سنکے گریان ہوئی
کہا اوسنے چل تو بھی ای دلربا

یہی سوچتا ہے وہ ہر صبح و شام
سمجھ اور کھا بس مین پیچ و تاب
کرون اوسکو ضائع تو لازم نہین
کہ بھیجون سے اوسکے ہوش کا وس
سب احوال یانکا ہوا آشکار
کہ لکھے سیاوش کو اب کر کے بند
کہ پیش سیاوش تو پھر جا شتاب
کہا پڑھکے اوسنے یہ با صد طرب
یہ سوچا کہ یہ گرامی نژاد
یہ شہزادہ نامور سے کہا
قسم دیکے شہزادہ نے پھر کہا
کہ ہے بدگمان شاہ افراسیاب
کہ ہو تجھے تری جان کو کچھ گزند
کہ مجھپر کرے کچھ ستم شہریار
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف کب
کہ کھینچے مجھے زیر چرخ جفا
غلط شاہ ہو سے گمان یہی
دہان مین بلا کے نجا زینہار
بجا لاؤن فرمان شاہ جہان
کہ ہان لکھے عذر آنیکا ایکبار
یہی آرزو ہے کہ حاضر ہون ان
قدمبوس حاصل کرون آنکر
جو پہونچا تو بولا کہ ای شہریار
کہ بیٹھا یا تجھے زیر تخت
جو چاہے کرے بادشہ بیگمان
کہ تا شاہزادے سے ہو کینہ خواہ
لگا کہنے شہزادہ وہ ذوالکرام
کمال اوسکی خاطر پریشان ہوئی
فرنگیس نے تب یہ پاسخ دیا

اگر یہ ملک توران مین برپا و شاد
وہین اپنے دل مین یہ لایا خیال
پہ جو کوئی لاوے اپنے حضور
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
یقین ہو کہ ستم نہ لاوے یہان
سبہانے سے اوسکو طلب کیجیے
دلاسا ہے او دیکے اب لا یہان
کہ پیش شہنشاہ والا جناب
روانہ ہو پہونچے شتابی وہان
کہ جانا مناسب نہین اب یہان
زبان تک سخن کو وہ لایا ہے
تو ہے اک ملکزادہ با ہوشمند
سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا
یہ سنکر وہ بدکار کہنے لگا
فراہم کیا تو نے لشکر یہان
کیا ہے یہ راز تجھسے عیان
لگا کہنے گرشیوز بدنہاد
سیاوش نے سوطرح سے کہا
ولے اوسنے ہر بات کو رد کیا
فریب و دغا وان ہوا کارگر
ولیکن فرنگیس رنجور ہے
وہ گرشیوز بد پر کینہ جو
سیاوش ملکزادہ مغرور ہے
نہ ہرگز پڑھا نامہ کو ایکبار
سنی شاہ توران نے یہ بات جب
سیاوش نے جسدم سنی یہ خبر
کہ جاتا ہین گر پیش افراسیاب
سیاوش سے بولی کہ ای نامدار
کہ اب بچہ ہے حمل مجکو ہے

اخبردار ای شاہ والا نژاد
کہ شہزادہ کو یا نے دیجے نکال
ونا سا تمہ اوسکے ہو دانش سے دور
تو کمبخت نے پھیر دیا یہ جواب
کہ ہے ملک تسخیر سب بیگمان
نہ تاخیر کیجے اب وہ کیجیے
غرض لیکے نامہ ہوا وہ روان
سر چشمہ سے جاؤنگا مین شتاب
تو باطل مری بات ہو بیگمان
وہ بولا کہ کیا واسطہ کر بیان
حقیقت ہو کیا مجھے فرمایے
مری جان ہے اور دل سے عزیز
کہ سلطان نے دانا مجھکو کیا
کہ اغریرث اوسکا برادر جو تھا
شہنشاہ توران ہوا بدگمان
ولے دل مین اپنے تو رکھیو نہان
کہ اے نامدار گرامی نژاد
کہ وسواس ہرگز نہین ہے روا
کہ تھا دشمن جان وہ شہزادہ کا
لکھا نامہ شہزادہ نے زودتر
تو ناچار یہ بندہ مجبور ہے
روانہ ہوا اوسنے لے نامہ کو
دماغ اوسکا اب عرش سے دور ہے
نہ میرا سخن کچھ سنا زینہار
ہوئی مشتعل آتش غضب
تو گفتار گرشیوز حیلہ گر
تو بیشک مجھے قتل کرنا شتاب
گریزان ہو اب سوے ایران دیار
کرونگی مین کیونکر بھلا راہ طے

ست مجھے چھوڑ کر یان روانہ ہو تو
روانہ ہوا اور کہا یہ سخن
یہ سنکر خبر شاہ افراسیاب
ہوے سر بسر قتل ایرانیان
شجاع و دلیر و قوی تھے یہ مرد
یہی مصلحت ہے کہ کیسر سپاہ
بھلا قتل یان کسلیے سب بھیجیے
تو پھر قتل کا حکم شہ نے دیا
روان ہوکے پھر واسطے افراسیاب
فرنگیش آئی حضور پدر
کہ ایران سے آ کے ای بادشاہ

سلامت تو لیجا غرض جان کو
کہ پیدا پسر گر ہوا ای سیمتن
مقابل سیاوش کے پہونچا شتاب
رہا ایک تن بھی نہ زندہ وہان
دلیری و مردانگی مین ہے فرد
کرے تیر کا اوسکو آماجگاہ
مگر زندہ اوسکو پکڑ لیجیے
تو یون پہلوان پیلسم نے کہا
بکا پھر سیاوش کے آیا شتاب
پراگندہ گیسو و خستہ جگر
سیاوش کے پاس لایا پناہ

سواران جنگ آزما یک ہزار
تو کیسر وداوس طفل کا کیجیو نام
ہوا پس وہین گرم بازار جنگ
سیاوش کو لے اسپ آخر گیا
سیاوش کے نزدیک جو جائیگا
سپہ نے کیا رحم اور یون کہا
سمجھ ہم آخرش لا کے مرد دلیر
کہ شہزادے کے قتل مین رہنما
ہوا دیکھ حیران وہ سنگ سے گمان
خروشان گریبان وتن کیا چاک
کیا قصد کیون آج اوسکے قتل کا

لیے وان سے ساتھ اور وہ نامدار
اوسے دیکھ کر ہیو تو شاد کام
ہوا کارزار خنجر و تیغ و خدنگ
سپہدار توران نے پھر یون کہا
تو بس جان کو اپنی وہ آئیگا
سیاوش ہے ای نامور جیتا
سیاوش کو بس لیگیا کر اسیر
نہین چاہیے جلدی ای شہریار
کھڑے یک قلم غیرت گلستان
لگی کہنے یون با دل دردناک
ستم جیتا پر رکھا کیون روا



فگار خستہ وخوار مجکو تو ہان
سمجھ بات کو اور ست کر وہ کام
ہوئی گرچہ زاری کنان شک ماہ
فرنگیش آخر ہوئی نا امید
یہ کہنے لگی ہو کے زاری کنان
خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا
مجھے باپ سے یہ نہین تھی امید
غرض دو سے روز اک پہلوان
گیا ساتھ اوسکو وہ گریہ کنان
دلیر و جوانمرد جو یا سے نام
کیا سر کو آمیختہ پھر شتاب
کہ پر سیاوش ہے جس کا ہی نام
سپہدار توران کو وہ دردمند
شتابی فرنگیش کو باندھ کر
جو حاضر تھے اوس بزم مین نامور
گیا سنکے پیران ویسہ شتاب
کہ مردی سے یہ بات بس دور ہے
فرنگیش خواہان افسر نہین
کہا شاہ سے یون کہ بیجا ہے
جو شہ نے کیا سو ندیر کیا
ہوا فتنہ انگیز از رو کے کین

برای خدا بخش اسکی تو جان
کہ نفرین کرین خلق تجپر مدام
ولے بر سر جسم آیا نہ شاہ
ہوا بس شب تیرہ روز سفید
کہ آیا وطن چھوڑ کے تو یہان
جواب عہد و پیمان سے یون پھر گیا
کہ غصے مین لرزان ہین یان تند بید
بحکم سپہدار آیا وہان
سیاوش ہوا پھر مناجات خوان
کہ لے دشمنون سے مرا انتقام
بحکم سپہدار افراسیاب
اوٹھا نالہ سو اوس سے عالم تمام
لگی کرنے نفرین بہانگ بلند
تو کر ضرب شلاق اب اسقدر
ہے دل مین نفرین کنان سربسر
کہ تھا دایہ شاہ افراسیاب
کمین بھی نہ ہرگز یہ دستور ہے
طلبگار اورنگ پر زر نہین
ترے واسطے مینے بخشا اسے
فرنگیش کو اپنے گھر لیگیا
سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہین

کہ دنیا کا ہرگز نہین عتبار
ابھی رستم و زال بھی زندہ ہے
نہ خاطر مین لایا ذرا اوسکی بات
حضور سیاوش گیی ناگہر
رکھا شہ نے تیغ آبدار پسر
ترے خون پہ باندھی کمر
خدا تیری مشکل کو آسان کرے
سیاوش کو میدان مین لیگیا
کہ پیدا کرے داور دادگر
پھر اک طشت قاتل نے لا کر رکھا
روان خون اوسکا زمین پر کیا
فرنگیش گریان نالہ کنان
وہ گر شیدہ اوستو حاضر تھا وہان
کہ گر جاہ اوسکا حل بیگمان
نہ طاقت رکھی تھا کوئی نامجو
یہ بولا کہ اے سرور انجمن
جو کوئی کرے دخت پر یہ ستم
شہنشہ کو ہے پاس خاطر اگر
ولے اس سے پیدا ہو جب دم پسر
ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز
پشیمان ہوا خسرو نامدار

نہ دم کا بھرو سا ہے کچھ نہ ستون سا
سرتخت قائم ہے کاؤس کے
اوٹھایا نہ خون سیاوش ہاتھ
کہ دیدار خسرو کی تھی آرزو
ارے تو نے بیجا کیا اے پدر
خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر
دل مہر بگالان ہراسان کرے
سیاوش پہ دل پیلسم کا جلا
مرے تجھ سے ایک فرخ پسر
کیا تن سے شہزادہ کا سر جدا
ہوئی خو لینے روسیدہ اک وان گیا
سیاوش کے مشہد پہ آئی دو دان
سپہدار اوس سے یہ بولا کہ ہان
نہ تجھ سیاوش کا رہے خون فشان
کہ مانع ہوا اس امر سے شاہ کو
روا رکھ نہ ایذا سے بیچارہ زن
کرے خلق نفرین اوسے دمبدم
تو بھیجے فرنگیش کو میرے گھر
تو لانا مرے پاس اسے نامور
کہ بدبخت گرشیو کینہ ساز
گرا شہ کی نظرون سے وہ نابکار

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیش بیچاری خستہ جگر
رکھا نام کیخسرو اوس طفل کا
لایا غرض پیش افراسیاب
لیے شمع اک شخص آیا وہان
کہ بیدار ہو خواب سے زود تر
ہوا خوف پیدا جو دیکھا خواب

رہے تھی بآرام پیران کے گھر
پھر اندیشہ پیران کے دلمین کیا
بیابان مین کودک کو بھیجا شتاب
سیاوش سے دنبال اسکے دوان
تفاوت یہ ایام کی کر نظر
اوٹھا کانپتا شاہ افراسیاب

جو نو ماہ گذری تو پھر ایک پسر
کہ لیجاؤن گر پیش شاہ جہان
ادھر خواب مین شاہ توران کو شب
لیے ہاتھ مین تیغ الماس کا
شب جشن ہے اور عزم طرب
طلب شہ نے پیران کو وہ مین کیا

تولد ہوا حسن مین رشک حور
تو ضائع کرے طفل کو بیگمان
نظر آئی یہ واردات عجب
یہ کہتا ہے وہ سرور نامدار
کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب
جو حاضر ہوا وہ تو اوس سے کہا

کہ یہ آج مجھکو ہوا پیدا ہوا
لگا کہنے وہ اے شہ نامجو
ہوا خوف و اندیشہ اوسدم مجھے
اور اب دو سخن ناخوش اوس طفل کو
غرض اسطرح سے یہین لایا نہیں
سیاوش کو جیسے کیا تھا ہلاک
سنی بات پیران ویسہ کی جب
وہ پیدا ہوا ہے گر بیابان میں شب
کرین تربیت تاکہ شام و سحر
سیاوش کا فرزند ہے مرد ہان
ولیکن یہ پہونچی خبر اب مجھے
کہ لوگ کہتے ہیں دیوانہ ہے
وہ ہونا ہے شہنشہ خرد و الکرام
غرض لیگئے دشت سے مرد مان
لگا پوچھنے اس سے کچھ شہریار
سنی گفتگو طفل کی اوسنے جب
جو کوئی بیابان میں پرورش پائے
نہیں کچھ بد و نیک کا اسکے ڈر
سیاوش کا جو ساختہ ہے مکان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
فرنگیس جس دم کہ پہونچی وہان
فرنگیس کو بخشدے مہ جبین

فرنگیس سے یہ پسر پیدا ہوا
بیابان میں پھنکوا دیا طفل کو
کوئی پالے گر اسے تو بیابان آ کے
کرے قتل گر اسے شہ نامجو
اسے لا کے تجھکو دکھایا نہیں
سبب یہ تھا دل تا ہو ترا خوفناک
رہا وہ سپہدار خاموش تب
ہوا دس برس کا بالا کا جب
سکھا کے اوسے الغرض سب ہنر
بیابان میں ڈال آئے تھے تاکہ وان
کر اوس دشت سے ایک چوپان آکے
شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہے
یہ پیران ویسہ نے بھیجا پیام
اوسنے بالباس شاہانہ وہان
وہ پاتے لگا دینے دیوانہ دکر
سپہدار یہ سنکر لگا کہنے تب
کہ دیوانہ ہو کیوں اے شہ نامجو
نہیں کینہ جوئی کا ہرگز خلل
عیان ہے فرار سیاوش یہان
تو پیران ویسہ نے اسکو شتاب
تو ویران پایا وہ شہر و مکان

کیا اوسنے اقرار تب یون کہا
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
ہوا ایک تو ظلم یہ مجھسے آہ
تو ایسا نہو پھر کہ آوے بلا
تری بہتری چاہو شاہ نیک نہاد
وہ دیکھے تھا خواب پریشان مدام
نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا
تو پیران ویسہ نے بھیجے وہان
وہ پیران تھا شہ کا جو سپہ سالار
نہ زندہ رہے کودک شیرخوار
خوشی سے اٹھا لیگیا اپنے گھر
یہ پیران سے بولا تب افراسیاب
کہ دیوانہ بنکر تو یان آئیو
گیا تا جو در کو سلام اوسنے جب
کہا شہ نے کچھ طفل نے کچھ کہا
کہ یہ طفل دیوانہ ہے بیگمان
کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ تر
جو چاہو تو لیجا کے اس طفل کو
یہ کہہ کر کہ مسکن گزین جا کے ہو
غرض الکیا لیس فرنگیس کے
لشکر اوسکے مشہد پاک پر

کہ اوس طفل کو اب مرے پاس لا
کہ یہان کیوں نہ لایا دیا یہ جواب
سیاوش کو کشتہ کیا بیگناہ
تو ہووے گرفتار قہر خدا
کہ ہو مین ترا بندہ خیرخواہ
پراگندہ خاطر تھا ہر صبح و شام
تو پوچھا پھر اوس طفل کا ماجرا
شہنشہ دانا و کار آگہان
لگا ایکدن کہنے اے شہریار
نہ گردن پہ تیری ہو خون زینہار
کیا اسکو پروردہ مثل پسر
کہ دیکھو نہیں اسکو بلاؤ شتاب
زبان پر پریشان سخن لائیو
ہوا کچھ سپہدار شرمندہ تب
سوال اور تھا اور جواب اور تھا
یہ بولا وہ پیران ویسہ یہان
نہان ہے کسی کام کا زینہار
فرنگیس کے اب حوالے کرو
رکھے پاس اپنے فرزند کو
گیا گھر سے پھر اب رخصت اوسکے
جو دیکھا تو روئیدہ ہے اک شجر
ہوئے اوسکے سایہ مین مسکن گزین

خبر یافتن شاہ عالیجناب کیکاؤس از کشتہ شدن شہزادہ والاتبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان از زابلستان و عزیمت تہمتن با فوج گران برائے انتقام سیاوش طرف توران و جنگ با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کاؤس نے یہ خبر
کہ رستم کو زابل سے لائے یہان
کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر
یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان
ہوا اوسکے دلگیر و اندوہگین
روانہ ہوا زابل سے آیا شتاب
کسیکو روانہ کیا پھر وہین
حضور جہاندار کیوان جناب

سیاوش کا اُسکو ہوا ہے الم
گیا اس سبب سے وہ پاتو بکل
وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر
یہ بدکیش ہے سخت بیداد گر
کیا قتل وان اُسنے سودابہ کو
کرون قصد اب سوئے افراسیاب
دلیران و گردان ایران دیار
وہ پہونچے جو سرحد مین توران کے
وے وقت پیکار کے وہ جوان
عزیز دل شاہ افراسیاب
گہ رزم سرخہ کو کرکے اسیر
لیا طوس نے خنجر تیز جب
تصدق مین شہزادیکی روح کے
کرے ہے یہ الحاح وزاری یہان
نہ ہرگز کرون رحم اے پہلوان
وہین پھر سر سرخہ کردہ سیاہ
گئی جب خبر پیش افراسیاب
غرض لیکے پھر لشکر بیحساب
دو لشکر مقابل ہوے جب وہان
کرون جا کہ مین ساتھ رستم کے جنگ
تو مین مملکت نصف بخشون تجھے
اگر ساتھ اُسکے کرے کارزار
یقین ہے کہ یہ پہلوان دلیر
عنایت کیا اور کہا اون کہان
کرو رستم پیلتن ہے کہان
یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر
خروشان ہوا جنگ مین جون پیل مست
ہوا گیو جنگی پہ جیسے تو تنگ
پیلسم نے کھینچکر تیغ کین

کہ ظاہر ہے جسکے بیان سے قلم
گیا بلخ سے یعنی سوے اجل
تو اُسکا جدا کیون نہ فرمان دے
کرون تن سے اُسکے جدا آنکہ سر
تب بولا ذرا وہ شہ تاجور
قیامت کرون جا کے یہ با شتاب
گئے سب وہ رستم نامدار
مقابل ہوا ایک گردان کے
ہوا چھیہ ہستی سے آزاد وش
پے جنگ و پیکار آیا شتاب
حضور پدر سے گیا وہ دلیر
یہ کہنے لگا طوس سرخہ ہے جب
مجھے بخشش اب درگذر خون سے
کہے تو اسے جان دون یان
کرون قتل ترکونکو یاون جہان
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
کیا گریہ اُسنے مثال سحاب
روانہ ہوا شاہ افراسیاب
ہوا گرد سے چہرہ تابان نہان
کرون غرق خون اُسکو بیدرنگ
اور اک دختر مہ جبین دون تجھے
تو جانیز ہو پیلسم زینہار
کرے وقت پیکار رستم کو زیر
تہمتن سے کرجا کے جنگ اے جوان
جسے لوگ کہتے ہین شیر ژیان
نہ ہرگز لڑے رستم نامور
ہوا گرم کین ترک چالاک دست
مدد کو فرامرز تب بیدرنگ
کیا کینہ تھا ہونکو زخمی وہین

یہ بولا کہ تھا اسکے شہ نامدار
کہا شہ نے سودابہ کمبخت ہے
جو کوئی کہ ہو سرور انجمن
رہا سنکے خاموش شاہ جہان
تہمتن لگا کہنے یہ بعد ازان
یہ کہکر وہین با سپاہ گران
صغیر و کبیر اور پیر و جوان
کہ اُس گرد کا نام آباد تھا
یہ جب شاہ توران کو پہونچی خبر
فرامرز لیور تہمتن وہین
کہا طوس سے اُسنے اے نامور
کہ تھا شاہزادیکا مین دوستدار
سر سرخہ آیا وطوس دلیر
یہ بولا تہمتن خدا کی قسم
شتابی اُسکی تن سے تو کر جدا
شہنشہ نے دروازہ قلعہ کے
عزیز اس ستمگر کو تھا وہ پسر
شتابی سے پہونچا پی کارزار
برادر جو پیران کا تھا پیلسم
کہا شاہ نے تو نکہ گرشتہ ہو
یہ پیران نے سنکر گزارش کیا
کہا شاہ نے پیلسم ہے جوان
یراق اپنے پھر پیلسم کر تمام
وہین پیلسم سوے میدان گیا
یہ سنکر وہین گیو جنگی سوار
یہ کہکر وہین گیو نے بیدریغ
گیا گیو کے نیزہ بند
کیا کرکے تیغ سر افشان علم
ہوئے جسکہ زخمی فرامرز گیو

اُسے خوف سودابہ نابکار
مرا دل ہے تنگ آتش اب سخت ہے
یہ لازم نہین ہے جو مجکو زن
گیا پھر شبستان مین وہ پہلوان
کہ ہے شاہ شاہنشہان جہان
روان سوے توران ہوا پہلوان
سبھی تشنہ خون تورانیان
وہ یعنی کہ حاکم تھا سنجاب کا
تو شہزادہ اک سرخہ نامور
مقابل ہوا اُسکے از رہ کین
کہ مثل سیاوش اُسے قتل کر
بہت اُسکے غم سے ہوا اشکبار
یہ بولا کہ اے رستم شیر گیر
جہاندار گشتوب کی قسم
یہ سنکر اُسے ذبح اُسنے کیا
کیا اُسکو آویختہ کینے سے
ہوا اُسکے غم سے بہت نوحہ گر
سبھی پہلوانان ایران دیار
وہ بولا کہ اے شاہ کیوان علم
ترے ہاتھ سے رستم تاجور
کہ رستم ہے گرد نبرد آزما
دلیر و قوی بازو و پہلوان
دیے اور اک توسن تیز گام
یہ گردان ایران سے اُسنے کہا
گیا سوے میدان پے کارزار
یہ چاہا کہ کھینچے اوسے زیر تیغ
کہ زین سے جدا ہو یل ارجمند
کیا نیزہ سے کو پیلسم کے قلم
اُدھر سے پہونچا تہمتن بھی کرکے غریو

یہ بولا تو کیا ہے جسکو طلب
تہمتن سے کہنے لگا پیلسم
تہمتن یہ بولا کہ نہ یہ فلک
یہ کہکر ہوا ترک سے گرم کین
کہا دل مین رستم نے ایسا سوار
کمر بند مین پیلسم کے وہین
سر خاک پہ فوراً کو ڈال کر
اسے بخش اے دخت و تاج و سریر
سیاوش کی جان پر کیا وہ جفا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
کہ اسے نامداران توران دیار
سپہدار نے پھر مکرر کہا
اُسے جبکہ رستم نے مانند کاہ
ہمارا ہوا ہے قتل منظور گر
ویسے ہی ہوگا نہ نہ زنہار
کیا آپ ناچار پھر قصد جنگ
تو اب مجھسے ہو آنکے ہم نبرد
یہ کہکر گیا سوے میدان شتاب
سپہدار نے نیزہ اک آن کر
یہ چاہے تھا پھر رستم ارجمند
تہمتن نے مارا جو نیزہ شتاب
غرض ترک نے رخش کو زد و تر
لگی ہاتھ فرصت تو افراسیاب
دلیری سے پھر رستم پہلوان
وہین لشکر رستم نامور
سہ فرسنگ جوان اژدہا سے وہان
ہوئی فوج رستم ظفریاب جب
روانہ کیے لبس حدین هر وہان
وہ آیا تو پیران سے شہ نے کہا

وہ رستم بھی آیا خبردار اب
یہ ہو شرط مردی کہ تم اور ہم
بچا ہی کبھی بیٹھے ہرگز کمک
اور اس ترک نے تیغ ماری وہین
نہ ترک نے دیکھا کبھی زینہار
کیا پہ نیزے کو ازرہ کین
نشر چہ شان ہوا رستم نامور
کہ یہ مصلحت ہے بہت دلپذیر
اب اور وسے تو کیا کریگا وفا
کہ یکسر سپہ کا زبون دل ہوا
کہو کونسا آج جنگی سوار
سران سپہ نے یہ پاسخ دیا
اٹھا از زمین سے پھینکا سوے قلبگاہ
تو پھر سکیگا کوئی نہ زنہار سر
جو اس اژدہا سے کرین کارزار
گیا سوے میدان غرض بیدرنگ
یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد
مقابل ہوا اسکے افراسیاب
جو مارا سر رستم نامور
کمر بند مین کرکے نیزے کو بند
لگا پر سر اسپ افراسیاب
دلیری سے مارا جو گرز آن کر
سوار اور گھوڑے سے ہوکر شتاب
ہوا سوکے ہومان جو حملہ کنان
تہمتن کے شامل ہوا آن کر
گئی فوج ایران تعاقب کنان
ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب
کہ تا شاہزادے کو لے آوین یہان
کہان رکھیے اُسنے یہ پاسخ دیا

یہ سنکر دہین عطف کرکے عنان
کرین جنگ میدان مین او رہنما
کہا پھر یہ دونون سے بچاؤ تم
شکستہ ہوئی لگ کے بس خود یہ
یہ ترک دلاور یہ بالاک دست
اٹھا کر اُسے زمین سے جون پر کاہ
کہا یون کہ اسے شاہ توران یار
با امید دخت و زر و ملک و گنج
یہ کہکر سنگھا نے دشوار و سخت
سر پیچ روز دگر آفتاب
مقابل تہمتن کے ہو و نگا وان
کہ تھا جا ہے اک پیل نامدار
گئے تا بہ پھر کون ایسا ہے مرد
یہان ہاتھ سے زخم ہر ایک کو
کہا پہلوانون نے جب یہ سخن
کہا شاہ نے وان بہ بانگ بلند
کہی جاکے یون شاہ توران نے اب
ہوئی بارش تیر پہلے وہان
تو جا پہونچی چرم کر تنگ سنان
زمین سے سپہدار کو لے اوٹھا
یہ بیتابی اُسدم ہوئی اسپ کو
ہوا رخش اُس ضرب سے دردمند
گریزان ہوا چھوڑ میدان کو
تو ہومان نے لی آکے راہ فرار
نہ تورانیون مین رہی تاب جنگ
غرض اسطرح ترک کشتے ہوے
کہ شہزادہ کیخسرو نامجو
گئے لوگ اور اُسکو لائے شتاب
رکھو اُسکو دریا کے جیحون کے ادھر

وہ آیا سوے رستم پہلوان جو
نہ ٹھہرین یہان اب یہ دونون سوار
توقف نہ اب درمیان لاؤ تم
ہوا ایک پر در رستم کا سر
توانا و پرزور جون پیل مست
گیا جانب قلب توران سپاہ
یہی پہلوان باشکوہ و وقار
یلان کو تو کرتا ہے پامال رنج
پھر اوسنے وہ گرد فیروز بخت
جو نکلا تو بولا یہ افراسیاب
رہے سنکے خاموش سب پہلوان
توانا و پرزور جنگی سوار
کرے جو تہمتن سے جاکر نبرد
تو کر قتل اسے خسرو نامجو
تو غمگین ہوا سرور انجمن
کہ اے پہلوان رستم ارجمند
سیاوش کا کینہ بالطاف رب
لگی چلنے باہم سنان بعد ازان
رہا خیر سے لیکے جسم جوان
وہین ایک جانب سے ہومان گیا
کہ بس گر پڑا وہ شہ کینہ جو
رہا ایک قائم یل ارجمند
بچا لیگیا اپنی وہ جان کو
گیا اُسکے دنبال وہ نامدار
فراری ہوے سر سپہ بیدرنگ
کہ کشتون کے تا چرخ پشتے ہوے
پڑے ہاتھ رستم کے ایسا نہو
حضور سپہدار افراسیاب
کہ ہرگز نہین ہو وہان کچھ خطر

دیا بھیج شہزادے کو پھر وہان / کہ تا کوئی اسکا نہ پاوے نشان
سپہدار توران کو کر کے تباہ / نشین ہوا ملک توران کا شاہ
بہت ملک تسخیر اُس نے کیے / بہت گنج اور تخت و افسر لیے
سران سپہ کے لگا ہاتھ زر / تونگر ہوئی وہ سپہ سر بسر
کیا قتل ترکوں کو بس جابجا / نہ اک ترک واں جز عبث رہا
یہ لیتا کوئی نام افراسیاب / تو رستم اُسے قتل کرتا شتاب
تہمتن بصد فر و جاہ و جلال / رہا ملک توران میں تا یک سال
روانہ کیا لشکر بے حساب / بدنبال سلطان افراسیاب
تہمتن نے پھر قصد ایران کیا / طلب کر کے تب گیو کو یوں کہا
کرا سے گیو اب الکے کر جستجو / تو کیخسرو نام بردار کو
غرض گیو کو کر کے رخصت وہ گرد / فرامرز کو ملک کر کے سپرد
ہوا آمدِ ایران و آیا روان / شگفتہ دل و خرم و شادمان
شتوال و اسپان با زین زر / غلامان ترک اور گنج و گہر
کیا نذر پیش کاؤس شاہ / بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

رفتن گیو تبلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ معہ والدہ بطرف ایران و جنگ با کلباد و پیران

یل نامور گیو جنگی سوار / ابو زمہ وہ رستم نامدار
شتابان نے شب میں پکڑ کے زین / روانہ ہوا سوے دریاے چین
لیا کو نہ ساتھ اپنے وہ یکہ گیا / فقط آپ تھا یا کہ شبدیز تھا
ہر اک سے تب اپنا ہوا راہبر / ہوا جادہ پیما یل نامور
ہر اک سے تھا پرسان بترکی زبان / نشان ملکزادہ پھر نشان
نشان اُسکا کوئی بتاتا نہ تھا / نشان اُسکا ہرگز وہ پاتا نہ تھا
ہر اک راہبر کو وہ جنگی جوان / کہ رستے قتل تھا [illegible]
نہ ہو بیچھ پاتے تا کوئی جا کہیں / خبر پیش سالار توران زمین
روان ہو گیا گیو جب بعد ازان / یہ گودرز نے [illegible]
کہ مسکن کا اپنے بتاتا ہی نام / ملکزادہ کیخسرو ذوالاکرام
جو دیکھا تو پھر آسکے وقت سحر / روانہ کیے چند مردم اودھر
کہ تا گیو کو جا کے ہمراہ تھا / رہیں ساتھ اسکے صبح و مسا
تہ آمدہ میں آکے اس جزیرہ کا نام / جہان ہے وہ شہزادہ ذوالاکرام
شتابان ہوئے سوے چیم فیروزن / ولیکن ملا گیو ان کو کہیں
اٹھاتا ہوا محنت و رنج و درد / شب و روز تھا گیو پھر انورد
خورش گور پوشش بھی تھی چرم گور / بجاے نمک تھا وہان آب شور
نہ خواب اُسکو تھا اور نہ آرام تھا / بیابان نوردی ہی بس کام تھا
گیا گیو دریاے چین سے گذر / نہ مقصد کا پھر ہاتھ آیا گہر
کہیں خسرو نامور کا نشان / نہ پایا تو عاجز ہوا پہلوان
لگا کہنے افسوس کر کے کمال / گئی رائگان محنت ہفت سال
خیال آ گیا دل میں یہ ایکبار / کہ پھر چلیے اب سوے ایران دیار
ولے عرصی نے اجازت نہ دی / حیا نے بھی زنہار رخصت نہ دی
گیا گیو نے رنج سے پھر اختیار / رکھا سر سوے وادی کوہسار
دو چار آکے چاکر ہوئے چند کس / یکایک ہوئے آن کر ہمنفس
لگے پوچھنے گیو سے اے جوان / تو گم گشتہ کیوں ہے اکیلا یہاں
بترکی زبان گیو نے یون کہا / مجھے شوق ہے بیشتر صید کا
گیا راہ کو گم شکار افگنان / بیابان میں آگیا ناگہان
ولے یہ کہو یاں تمہارا گذر / کدھر سے ہوا جاوگے تم کدھر
کیا گیو سے یہ اونھوں نے بیان / کہ پیران کے ہیں ہم فرستادگان
خبر لینے خسرو کی جاتے ہیں ہم / فلانی جگہ ہے وہ فرخ شیم
سنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد / ہوا اونکے ہمراہ جادہ نورد
نمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام / تو دیکھا کیا رہروان نے مقام
گئی رات جب گیو بیخواب تھا / اُنہیں خواب میں ان رات کو آگیا
ہوئے گیو سے پھر وہ اندیشہ مند / کہ ایسا نہ ہو اس سے پہنچے گزند
اُسے خواب میں الغرض چھوڑ کر / وہاں سے وہ غائب ہوئے سر بسر
وہ جاگا تو اُنکو نہ پایا وہان / ولے خسرو نامور کا نشان
گیا تھا جو دریافت اونسے ادھر / روانہ ہوا گیو وقت سحر
پھر اک چشمے پر جا کے پہونچا وہان / یہ دیکھا کہ بیٹھا ہے اک نوجوان
کلہ تازہ کا طرہ سر پر ہے ایک / کف دست پر اُسکے ساغر ہے ایک
عیان ہے جبین سے شکوہ شہی / نمایان ہے یکدست فرہی

کہا اپنے دلمین اُسنے دیکھکر / کہ شاید ہے یہ خسرو نامور
وہین گیو نے اوسکو کرکے سلام / گزارش کیا یون کہ اے ذو الکرام
مگر ہے سیاوش کا فرزند تو / جہاندار کیخسرو نامجو
یہ سنکر کہا اوس جوان گزین / کہ اے پہلوان مجھکو ہے یہ یقین
کہ ہے گیو گودرز کا تو پسر / یہ سنکر وہین پشت زین سے اوتر
دیا گیو نے اپنے سر کو جھکا / ادب سے زمین بوس حاصل کیا
لگا کہنے پھر وہ یل نیکخو / کہ اے بادشہزادۂ نامجو
مجھے تو نے پہچان کیونکر لیا / سیاوش نوجوان نے یہ پاسخ دیا
مرے باپ کا ایک ایوان ہے / کہ خوبی سے رشک گلستان ہے
کہنچی تھی صورت یہ پہلوانان نام / تبایا مجھے مانگ پر اسکا نام
بہم رستم و طوس و گودرزیان / جو آوین تو پہچان لون بیگمان
وہ کیسطرح تو نے جانا مجھے / ہوا نام معلوم کیونکر تجھے
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان / شکوہ کیانی ہے تجھسے عیان
تری شان سے یہ ہوا آشکار / کہ ہے تو ہی کیخسرو نامدار
پر اک اور بھی عرض ہے خسروا / کہ بازو کو اپنے ذرا کیجے وا
نشان کیان تا ابد پیدا رہو / تشفی گزین خاطر زار ہو
مقرر سیہ ہو کے تھا اک نشان / سر بازوے خسروان کیان
کہ تھا نقش ارث کو کیقباد / دلیل درستی و نسل نژاد
سخن سنکے خسرو نے یہ گیو کا / وہین اپنا بازو برہنہ کیا
برہنہ ہوا جبکہ بازوے شاہ / نمایان ہوا وہ نشان سیاہ
یہ دیکھا تو شادان ہوا پہلوان / ادب سے ہوا وہین سجدہ کنان
سپہدار ایران و توران کا / بیان ماجرا اُسکے آگے کیا
کیا اوسکو گھوڑے پہ اپنے سوار / جلو مین ہوا گیو فرخ تبار
قرین طرب وانسے ہو کر روان / جہان تھی فرنگیس آئی وہان
فرستادہ پیران کے اوس جنگے پر / گئے جب تو پائی انھون نے خبر
کہ اک گرد اقلیم توران کا / یہان سے ملکر اوسکو لیگیا
ہوے جب نہ مقصد پہ وہ کامیاب / تو بس پھر گئے سوے پیران شتاب
فرستادہ گودرز کے بھی یہین / لگے پھر کہین گیو پایا نہین
غرض گیو و خسرو قرین طرب / گئے جب فرنگیس کے پاس تب
وہ بولے کہ تاخیر کیجے نہ یان / ابھی ہو چلے سوے ایران دوان
مبادا کہین مرزبان حسود / خبر پا کے پہونچین یہان مثل دود
یہانسے ہے نزدیک اک مرغزار / کہ اسپان سلطان توران دیار
وہان ہین اور اک گرد بہزاد نام / بہت شکل پسند اور ہے تیز گام
سیاوش کے گلے کا اک سمند / اوسے جا کے لا اے یل ارجمند
یہ سنکر گیا گیو جنگی جوان / بسوے چراگاہ اسپان دوان
وہین کرکے لایا اسیر کمند / نہ تنہا وہ اسپ اور بھی اک سمند
سوار اوسپہ ہوکر وہان سے تبھی / فرنگیس کیخسرو و گیو بھی
روانہ ہوے سوے ایران دیار / ہوئی ساتھ تائید پروردگار
یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب / سر خفا سن تھا وہ پیش افراسیاب
روانہ کیا اُسنے گلباد کو / بدنبال کیخسرو نامجو
سہ صد لیکے ساتھ اپنے مردان کار / گیا کرکے یلغر شقاوت شعار
ادھر خواب مین تھا وہ بیدار بخت / کہ پہونچا ادھر وہ نگونسار بخت
اوسے دیکھکر گیو جنگی سوار / ہوا آ کے آمادۂ کارزار
یکایک گزر اوسپہ کھینچکر تیغ تیز / بیابان مین بر پا کی اک رستخیز
سنی تھی یہ اخترشناسون سے بات / کہ ہوئیگا کیخسرو خوش صفات
جہان تاجور بادشاہ عظیم / تبا ہید فضل خداے کریم
رہیگا یہ محفوظ آفات سے / غرض جمع خاطر تھی اس بات سے
وہ گرد دلاور یل شیرزاد / کہ رکھتا تھا اس قول پر اعتقاد
ہر اک طرف گھوڑے کو دوڑاتا تھا / نہ ترک نکو خاطر مین کچھ لاتا تھا
جو میدان مین مغلوب ترکان ہوے / سراسیمہ یکسر گریزان ہوے
پھر آ گیو جنگی بہ فتح و ظفر / کیا پیش کیخسرو نامور
کیا جنگ کا ماجرا سب بیان / ہوا اسکے خسرو تاسف کنان
کہا گیو سے شاہزادے نے یون / کیا تونے بیدار مجھکو نگون
وہ بولا نہ تھا یہ گوارا مجھے / کہ لے چھین کر تاج گا کر تجھے
مدد سے شہا تیرے اقبال کی / مخالف کی سب فوج پامال کی
ہوا شادمان خسرو پاکدین / کہا مرحبا صد ہزار آفرین
ہوے راہ پیما وہانسے روان / وہ کھایا جو کچھ ہاتھ آیا وہان
گیا جبکہ گلباد پیران کے پاس / عیان اسکے چہرے پہ تھا خوف و یاس

گیا گیو کا جا کے ایوان جنگ
وہ کہتا تھا یہ بار بار
سپہ لیکے توران سے پیکار
سپہدار پیران کہ [illegible]
ہرا دل تھا اور سکا لاور پشین
نمایان ہوا اور رستم جب علم
جگا یا وہین خسرو گیو کو
ستیزندہ افواج توران سے ہین
ابھی تو نے پیکار دیکھی نہین
کہا پھر خسرو نے ای شیر مرد
یہ سنکر دیا گیو نے یہ جواب
نہ رستم سے تنہا کبھی ہو سکین
اور [illegible] دختر [illegible]
در اتفاق [illegible]
پیادہ کر وہین گیو جنگی سوار
پشین سے لگا کہنے وہ پہلوان
تو بھی کیا آیا ہے ایران سے
یہ کہتا اور تھا یا جو گرز گران
[illegible]
تو جب پشین کے [illegible] گزر
[illegible]
دلاور شہ [illegible] جوان
[illegible]
[illegible]
جہانبین [illegible] ستم شیر مرد
کیا [illegible]
کوئی زندہ اس [illegible]
[illegible] باکر و فر
یہ گفتار جنگی یل نامور

ملامت کی اسنے [illegible]
[illegible]
سوا آپکے پیران [illegible]
کہ ہر [illegible] تھا [illegible]
قوی دست و گردنکش [illegible]
تو سمجھی فرنگیس [illegible] شمیم
[illegible]
تن [illegible]
دیا [illegible] آپ سے [illegible] نہین
کمر [illegible]
کو اس [illegible]
ہنر اور [illegible]
تہمتن [illegible] شاہ [illegible]
اور اقبال شاہی مددگار ہے
کیا [illegible] میدان [illegible] کارزار
کہ [illegible] تھا [illegible] جوان
چو [illegible] شہ کو توران سے
تو دیا [illegible] سپہ [illegible] وہ پہلوان
[illegible] قائم [illegible]
ہوئی [illegible] سنان کار گر
لگا گیو سے کہنے ازراہ کین
کہ میں [illegible] سنان
[illegible] تجھکو کفن
[illegible] تمہارا [illegible] کین سے
[illegible]
ہزار [illegible] سوار [illegible]
[illegible] پیوست مرد میدان جنگ
جہاندار خسرو کو لیکر ادھر
ہوا [illegible] دلیر [illegible]

کہ اک پہلوان سے [illegible]
[illegible] پیران کو تھا کچھ یقین
فرنگیس رشک مہ و آفتاب
تفحص کنان جا کے پہونچا وہان
و کیخسرو و گیو [illegible]
کہ پیران ولیکن آیا ادھر
تو کہنے لگا خسرو نامدار
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
مرے تن مین ہے جبتلک جان زار
ادھر [illegible] تنہا ادھر [illegible]
تہمتن کے مانند [illegible] نہین
بہت اسنے وہان آزمایا مجھے
لگا کہنے پھر گیو فرخندہ خو
بلندی [illegible] تماشا تو دیکھو
ادھر [illegible] پشین لیکے نیزہ بڑھا
دیا پانچ اسنے [illegible] پشین
[illegible] تو کر کے کہان جائیگا
لگی ضرب گرز گران اسقدر
[illegible] لیکے نیزہ وہین
ہوا غرق [illegible]
کہ تو نے مری فوج کو دی شکست
ترے سر پہ لاتا ہون کیا کیا بلا
دیا اس جوانمرد نے یہ جواب
تری تاب کیا ہے [illegible]
تہمتن کو دیکھا ہے تو نے وہان
اور اب فوج کو تیری [illegible]
گرفتار کر کے پھر آیا بکار
نہ توران رہے پھر افراسیاب
ہوا نا امید اپنی وہ جان سے

گریزان ہوئے تین سو پہلوان
ہوئے اسکے یہ ماجرا [illegible]
نہ رکھتی تھی [illegible] کی تاب
ملکزادہ منزل گزین تھا جہان
کہ پہونچے وہان جا کے تورانیان
دہین تاکہ [illegible] پابند کر
کہ اے پہلوان [illegible]
تو ہے نوجوان بلکہ ہے خردسال
یہ شایان نہین تو کرے کارزار
رکھے ہے بہت ساتھ اپنے سپاہ
مدد وقت پیکار [illegible] نہین
برابر غرض اپنے پایا مجھے
کہ [illegible] خاطر تو اس [illegible]
سر جنگ کرتا ہو [illegible]
ہوا گیو یل سے وہ جنگ آزما
سرافراز گرمان یل پیلتن
یہان سے تو جانے نہین پائیگا
روان خون ہوا تن [illegible]
جو مارا دلاور نے ازراہ کین
ہوئی [illegible] خاک جا کے پشین
کیا سر بلند [illegible] دست [illegible]
نہ خاک [illegible] دیتا ہون تجھکو ملا
وہی ہو نہین [illegible] ترک خانہ خراب
مرے ساتھ ہو آ کے جنگجو
کہ تنہا گئے یازدہ پہلوان
نہ تیغ کھینچی [illegible]
تجھے [illegible] ایران [illegible]
گردن [illegible] کو [illegible] خراب
لگا کہنے اس مرد میدان سے

کہ جا در گذر تجھسے اب بیٹے کی
یہ کہکر وہین گیو جنگی جوان
وہین پھر دلاور نے پھینکی کمند
گلے اس جوان کی ذرا جسم سے
اور اک ہاتھ سے اُسکے پیر تم ہاں
کمند اُسکے دی ہاتھ مین نوجوان
ظفریاب ہو پر چپ جیسے نخ بلند
بصد عجز پیران زاری کنان
کہا اے گیو یہ ترک ہی دوستدار
رکھا اُسنے خسرو کو جو پالکے مگر
شب و روز حاضر تھے خدمتگزار
وگرنہ ہمین شاہ توران زمین
اگر لعد نیکی کے اے پہلوان
غرض اُسکی جانبخشی اب ہی ضرور
کہ گلگون کرون اُسکے خون سے زمین
جو تیکے ذرا تیر سے خنجر سے خون
غرض گیو نے اسطرح سے کیا
حقیقت جو کچھ تھی سو بکسر کہی
کیے مرد مان نے سو جیحون روان
سپہداران توران بھی پھر بعد ازان
وہ چلتا تھا ہر روز سرحد کر وہ
گئے رفتہ رفتہ وہ جب گھاٹ پر
کہا یون سنہ ہی تیرے پاس گر
گذربان نے پانچ دیا یہ کہ خیر
کہا گیو نے تب کہ اسے نوجوان
گذربان نے پھر یون کہا العزیز
کہا یہ گذربان نے پھر گیو سے
سوا اسکے یہ ہی نشانی جو
ملے اور چندین زرہ لیجیے

رہائی تجھے ہاتھ سے اپنے دی
ہوا سوے بدخواہ حملہ کنان
ہوئی جا کے گرد مین پر کر بند
کوئی زخم ہوتا تھا کارگر
چپ و راست تھی ضرب گرز گران
گیا پھر پے جنگ توراینان
گیا پیش خسرو دلیل ارجمند
وہ لایا تھا عذر چھٹا پر زبان
مخالف ہمارا نہین زینہار
براندیش سے تا نہ پہونچے ضرر
پی خدمت خسرو نامدار
کیا جا سے تھا قتل از روے کین
ہوئی اک خطا اس سے شرد ہیان
تکیے تو لطف و کرم سے ہی دور
لگا کہنے پھر خسرو پاک دین
تو پھر بیگمان ہو زمین لالہ گون
کہ جسطرح خسرو نے فرمان دیا
ہوئی شاہ تورانکو جب آگہی
کیا حکم یون پر گذربان کہ تم
ہوا آپ پھر فوج لیکر روان
لیے ساتھ تورانیونکا گروہ
تو جیحون بطغیانی آیا نظر
تو کشتی مین جا شوقسی بیٹھکر
ملیگی نہ کشتی سند کے بغیر
ہمارا خداوند زادہ ہی یان
حوالے مرے کیجیے یہ کنیز
کہ وہ تاج زر اس سے لیکر مجھے
نہ اسکے لیے کیجیے زنہار کد
شہ ہیٹ اس زرہ کے لیے کیجیے

یہ بولا کہ تونے تو چھوڑا مجھے
وہ پیران گریزان ہوا بیدرنگ
رستے ترک اوسوقت حملہ کنان
یہ دیکھ دلیری گیو ریلبند
وہ پیران کو لایا وہان کھینچکر
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
کیا عرض اے خسرو نامجو
نہ روے عنایات و شفقت یہین
نہ نگاہش نے بھی کہا یونکہ ہان
بخوبی وہان بیچکر دایہ کو
رہا ہمکو پیران نے حوالے کیا
قدم ہر گز نرکھ خون اسکا روا
قدم ہرگز شمار اس خطا کا نہین
گذارش پھر اس پہلوان نے کیا
کہ اک ہاتھ خنجر پہ گستاخ کر
رہا کر اسے بند سے بعد ازان
روان ہو کے پیران لشتاب
تو غم سے ہوئین اُسکی آنکھین پر آب
کہ اس شکل کی ایکدن مرد وہ
ہوا گرم بلغرش کینہ جو
ملے ہر زمان فضل لطف خدا
گیا گیو وہان گذربانکی پاس
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
مگر تم یہ اسپ سیہ مجھکو دو
نہ دیگا یہ گھوڑا تجھے زینہار
یہ سنکر کیا گیو نے یہ بیان
پھر اس سے یہ اس پہلوان نے کہا
وہ بولا کہ اپنی زرہ دو مجھے
گذربان یہ کہنے لگا العزیز

ولیکن یہین کب چھوڑتا ہون تجھے
کہ دیکھی نہ زنہار یارا ے جنگ
لگے چلنے وان تیغ و تیر و سنان
کہ اک ہاتھ سے کھینچتا تھا کمند
جہان تھا ملکزادۂ نامور
ہو سے جا دو بیجا دست فراز
کہ دون قتل پیران بدکیش کو
لگا کہنے یون خسرو پاک دین
یہ اپنا نکو خدا سے بیگمان
کیا پرورش اس گرانمایہ کو
شرائط نکوئی کی لایا سب
کہ یہ ہے سزاوار لطف و عطا
کچھ اُسکی طرف سے نرکھو لیکن
یہ کھائی ہی بیٹے قسم خسرو ا
تو اب کان مین اُسکے سوراخ کر
کہ تا ہو وہ یہ سوے توران روان
وہان سے گیا پیش افراسیاب
لگا کرنے افسوس افراسیاب
جدھر جاوین تم قتل انکو کرو
کہ جانے نہ دے خسرو و گیو کو
مددگار تھا خسرو و گیو کا
گذربان لگا کرنے گفتار یاس
سند گم ہوئی راہ مین ناگہان
گذر پھر یہان سے بخوبی کرو
ہمارا نہین اسپ کچھ اختیار
کہ اوسکی ہی یہ مادر مہربان
نہ دیگا یہ افسر کہ ہے بے بہا
یہ بولا کہ یہ تو نہ دونگا سبب تجھے
طلب کیون ہین بیٹے جو یہ چار چیز

کر انھین سے وہ کہے تم ایک بھی
ولیکن گذر یان رہا تند وقت
وہ سمجھا کہ بیہودہ گفتار ہے
پھر آہستہ خسرو سے وہ پہلوان
مبادا کہین شاہ افراسیاب
پھر آخر ہوا بادشاہ حلیم
سنی گیو سے جب یہ خسرو بات
گذر کر گئے وانسے پا آب بس
پہونچتے ہین پہونچا وہان قتل آب
تو وہ وہین گذر بان کشتی منگا
تو ہرگز نجایا لیے دریا کے پار
غرض پھر گیا شاہ توران وہین
بجا لاے وہ لشکر بیدار و نیاز
رہ وانہ کیا پیش کاؤس شاہ
گئے پیشوا ہر سے نام آوران
جب آیا وہ کیخسرو نامدار
وہ لایا بجا رسم عجز و نیاز
کہ اس تخت پر بیٹھ آ کامگار

تو پایان گذرا انھون کا کبھی
لگا کہنے تب گیو فیروز بخت
کسی کی نہین تاب زنہار یہی
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
یہان کرکے یلغار پہونچے شتاب
فریدون بفضل خداے کریم
تو عیش میں آیا وہ فرخ صفات
کہ اقبال تھا ہمدم و ہمنفس
کئی بیچ پیچون کے افراسیاب
اور ترکیا سنے لے ارادہ کیا
کہ ہر فوج ایرانیان ہشیار
بصد رنج و غم سوئے توران زمین
ہوئے پیشتر پھر وہ بالیسے روان
ہوا شاد بر بیٹھکے وہ کیان کلاہ
گئے اور بھی ساتھ والا نسب
ہوا دیکھ کر چشم تر شہریار
ادب سے خصوصیت سے سرفراز
وہ بیٹھا تو شادان ہوا تاجدار

لگا کہنے پھر کرکے نرمی وہان
کہ ناچار دریا میں آئے ہین ہم
جو اس طرف دریا سے جاو گذر
توقف نہین یان مناسب ہے اب
فرستادہ نکولا یا تھا یان کا وہ جب
لگا کرنے گو اسپ تو دریا مین چل
کیا اس نے پھر نہین گفتگو ازدواں
گذر یان تعجب مین تھی سر بسر
فرنگیش کیخسرو گیو کو
لگا کہنے ہو یان کا یہ بادشاہ
نگہبان تو رہ ملک توران کا
فرنگیش کیخسرو و گیو جب
کسان زمیندار کرکے طلب
وہین طوس گرگین گودرز کو
بھیجا تھا نہار نے با نشاط و خوشی
اور تخت سے پھر بغل مین لیا
طلب کرکے پھر ایک ویرانگ زر
نہ تنہا ہوا خرمش شیر نظر

کہ لازم تھی ہرگز نہ گرمی وہان
گذر یان لیے پا آب جاتے ہین ہم
ہر جسین مرغابیون کو خطر
کہ ترکون کا یلغار اسے غضب
وہ جیحون کو گذرا تھا پا آب جب
کہ فضل خدا سے مبارک ہو فال
فرنگیش اور گیو بھی بعد ازان
ہوئے لوگ حیرت زدہ دیکھکر
جو دیکھا شتابان ہوا کینہ جو
تر نے ساتھ آئی بہت کم سپاہ
تو کہ قصہ اقلیم ایران کا
قلمرو مین ایران کے آئے تب
رقم کرکے اک نامہ با صد طرب
کہا جا کے تم پیشوائی کرو
شتابی سے آرایش شہر کی
سر و چشم پر اسکے بوسہ دیا
لگا کہنے خسرو سے یہ تاجور
ہوئے شاد خرم امیر و وزیر

کمر بستن ایرانیان باطاعت کیخسرو عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند وقار وانحراف طوس از کیخسرو و اغوا نمودن فریبرز پسر شاہ کاؤس را و مہیا شدن سامان جنگ فیمابین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن کاؤس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را برائے جنگ قلعہ دژ بہمن و تباہ شدن لشکر فریبرز و فتحیاب شدن کیخسرو

دلیران و گردان والا سران
یہ خسرو کہ پور پسر ہے مرا
ہوے وہ بھی خسرو کی فرمان پذیر
کہ تو شاہ کاوس کا ہے پسر
بہت اوسنے اعزاز و اکرام
کیا جشن گودرز نے اپنے گھر
بزرگان ایران گئی سب وہان
یہ کہنے لگا گیو سے ایجوان
نہ خسرو کے آگے ہیں ہرگز جھکاون
تو ای گیو یان اوسکو لایا عبث
دلاور جوان و قوی جنگ ہے
یہ گفتار سن گیو فرخندہ خو
ثنا خوان تھا ہر چند وہ پہلوان
کیا طوس کا ماجرا سب بیان
یہ آہنگ گیا اسپ پر ہو سوار
پسر اور نبیرہ تھے ہفتاد و ہشت
پیچھے ساتھ تھا کاویانی درفش
جو ہو گرم بازار پیکاریان
بہم دیکھکر جنگ جوئی شتاب
خبر شاہ کاوس کو بھیجے
جو پہنچا یہ فرمان جہاندار کا
مناسب ہے اب ور یون صلاح
کیا طوس نے عرض پیش شاہ
کہ ہے پور شاہ خلائق پناہ
یہ سنکر وہ گودرز کہنے لگا
کرے سعی کو اب سیاوش کی شاد
نبیان فریدون فرخ خصال
فریبرز کو ہے یہ طاقت کہان
تو کیون جہل کا کار فرما ہوا

وہ سب جتنے تھے گردن ازان وہان
جگر گوشہ نور بصر ہے مرا
سوا طوس کے سب صغیر و کبیر
سزاوار دیہیم و اورنگ زر
خوشی سے دیا طوس کو گنج زر
رکھا اک مرصع وہان تخت زر
لقبان کاوس شاہ جہان
تو اب طوس کو جا کے لی آ یہان
نہ اوس جنگی کی اطاعت کرون
یہ سنج اوسکی خاطر اوٹھایا عبث
سزاوار دیہیم و اورنگ ہے
یہ بولا کہ کیخسرو نامجو
ولی طوس ہر دم تھا نفرین کنان
غضبناک سنکر ہوا پہلوان
سو طوس جنگی لیے کارزار
غرض اس حشم سے گیا جو درشت
کہ تھا فتح کی وہ نشانی درفش
تو بس کشتہ ہو فوج ایرانیان
کرے قصد ایران کا افراسیاب
کہے شاہ جو کچھ سو سن لیجیے
کہا اے گرہ گودرز جنگ آزما
کہ تو اور طوس آوے یہان لیے سلاح
کہ ہون چاکر و بندۂ بارگاہ
وہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
سیاوش میں پور تھا شاہ کا
ندے ہاتھ سے رسم و آئین و راہ
تھا اور گودرز یا سیو نہین ڈال
کہان یہ دلیری یہ جرات کہان
مگر تجکو ای طوس سودا ہوا

یہ اوسنے لگا کہنے وہ شہریار
تم اسکی اطاعت کرو اختیار
تہی مغز و بیعقل جو طوس تھا
اطاعت جو خسرو کی تیری حضور
سر صبح خورشید رخشندہ جب
سر تخت کیخسرو نامدار
ولے طوس بیعقل و بیدین دار
گیا گیو جب طوس لعین لا یہ تب
وہ ہے عقل و ہوش خرد سے تہی
فریبرز فرزند کاوس کا
کرون اب میں اوسکی پرستندگی
یہ تدبیر و فرزانگی فرد ہے
غرض ہو گی آشفتہ و خشمگین
بزرگو نسے گودرز کہنے لگا
دلیران جو با شوکت و جاہ تھے
گیا طوس بھی سامنے بید رنگ
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
ہمین کچھ بھی ہرگز نہو فائدا
پیام اوسنے بھیجا یہ گودرز کو
جو پہنچی شہ نامور کو خبر
سپہ کھینچی اب کسلیے طوس نے
گئے طوس گودرز پا لیے ہم
جو شہ سیر شاہی ہی آیا تو ہان
نبیرے کو شاہی حضور پدر
ہوا کشتہ ناحق وہ بیچارہ آہ
کرے یعنی خسرو کو اب بادشاہ
دلیرانہ آیا وہ عالی تبار
دلیران بحکم شہ دادگر
یہ سچ ہے کہ گودرز کا ہے پور

کہ ای نامداران ایران دیار
خوشی سے بحکم شہ نامدار
فریبرز سے جا کے کہنے لگا
کرو تمہین نقص ہے عقل و دانش سے دور
ہوا جلوہ گر دوسرے روز جب
ہوا رونق افزا بجاہ و وقار
نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد
کرے ہے مسخر قرا باب اب
نہین ہے سزاوار تاج شہی
رکھے ہے دلیری و فہم و ذکا
بجا لاؤن رسم و رہ بندگی
دلیر و شجاع و جوان مرد ہے
حضور پدر گیو آیا وہین
شناون جہان سے نشان طوس کا
وہ سٹ ہزار اوسکے ہمراہ تھے
سواران جنگی لیے بید رنگ
لگا کہنے تب طوس زرین کلاہ
مگر شاہ توران کا ہو مدعا
کہ پیکار ہو قوف اک دم کچھ
کہ گودرز اب چڑھ گیا طوس پر
خرابی یہ کیون تونے باندھی کمر
حضور جہاندار کیوان علم
فریبرز ہو بادشاہ جہان
نہین پہونچے زنہار ایسے نامور
مناسب ہے کہ کاوس شاہ
کرے ہے وہ [illegible] تاج و کلاہ
کیا کچھ نہ خوف و خطر [illegible]
ہوئے تابع خسرو نامور
تو دیوانہ ہے اور وہ تھا [illegible]

کہا طوس نے یون کہ ای شوخ بخت
ترا باپ تھا مفلس و ناتوان
ہماری ہی جو کی بندگی اختیار
تو سن گوش جان سے کہ کچھ نہیا
مرا باپ تھا کاوہ نیک مرد
فروزندہ کاویانی درفش
یہ طاقت کہان اور تری تاب کیا
اگر تو ہے مرد شجاع و دلیر
کرے تیر جوشن سے تیر اگذر
کہ ناحق بہم کینہ آور نہو
جسے دیکھیے لائق سروری
لگا کہنے شاہنشہ نامجو
مین اب کرتا ہون تدبیر نیک
بلند ایک ڈیرہ مین مین سید دل
کرے فتح جو ہو مبارک وہین
کہ اور اس سے تدبیر بہتر نہین
فریبرز کو شہ نے رخصت کیا
ہوا ہر دم ہوتی تھی آتش فشان
ولیکن در دژ نہ آیا نظر
شہنشہ نے بعد اوسکے با کر و فر
تبا خواب مین اسم اعظم دیا
لگا کہنے یون پہلوان سے کہ ہان
جو لکھا پہ اوسکو خسرو نے فرمان دیا
بلند اک ہوئی بانگ و صدمہ وہین
کہ یکبارگی تیر باران کرو
نمایان ہوئی روشنی دمبدم
ہوا قلعہ تسخیر با گنج و زر
پھر اک سال کے بعد خسرو گیا
کیا فتح اوس قلعہ کو بھی وہین

تو کہتا ہی کیا اب سخنہا سخت
غریب ایک آہنگر اصفہان
ہوا تب وہ سالار عالی تبار
نہین مجھکو آہنگری سے ہے عار
تو ورزش مین یکتا دلیری مین فرد
وہ کاوہ ہوا ای طوس نیکی کفش
جو ہو ساتھ میرے تو جنگ آزما
تو مین ہون شجاعت کے بیشہ کا شیر
ستان سیری توڑی جبل کا جگر
نہ بولو زیادہ کہا سب چپ رہو
سزاوار شایستہ برتری
کہ دونون ہین یکسان ہر دو مرد
کہ خوشنود دو راہی ہو جسسے ایک ہر
سر کوہ نزدیک دریای نیل
اوسے بادشاہی ایران زمین
یہ سنکر فریبرز بولا وہین
سپہ لیکے طوس اوسکی ہمرہ گیا
ہوے سوختہ دل ان بہت پہلوان
ہوئی فوج جنگی تبہ سربسر
گیا دو ہین خسرو کو نفرت اودھر
خدا نے بغرض رحم اوسپر کیا
سر نیزہ اب باندھکر آ جوان
وہی گیو جنگی نے اوسدم کیا
کہ جیسے رعد کا ہو فغان
توقف کو اب راہ سر گزندہ
ہوئی رعد وان تیرگی یک قلم
ہوئی ہمقرین آکے فتح و ظفر
حضور شہنشاہ کشور کشا
بفضل خدا ہے جہان آفرین

ہوا مجسے گستاخ یون بہر غضب
نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ
دیا وہین گودرز نے یہ جواب
کہ خوبی بشر کی ہی فرزانگی
کیا عہد ضحاک کا اوسنے جاک
کہ جسکا پسر مین ہون نیکی آئینہ
کہا طوس نے ای سرافراز پیر
گران کوہ سا گر ترا گرز ہے
ہوئی جبکہ باہم یہ گفتار سخت
یہ گودرز بولا کہ سب کیجے طلب
ولیعہد شاہا اوسے کیجیے
کرو تعین جو رتبہ بلند ایک کا
یہ کہکر گیا شہ نے اونکو طلب
نکلتی ہے آتش دہان سے مدام
یہ کی جبکہ گفتار کاوس نے
مجھے پہلے ای بادشہ حکم ہو
وہ پہونچے جو نزدیک حصن متین
کیا بستہ یک ہفتہ گرد حصار
فریبرز اور طوس ہو تفتہ جان
سپاہ گران لیکے پہونچے وہ جب
ہوا جبکہ بیدار وہ ظلم جو
تو رکھا اوسکو دیوار پر قلعے کی
وہ کاغذ کہا جبکہ دیوار پر
شکستہ ہوا سب وہ جادو ہی سخت
لگی ہونے پھر بارش تیر وان
در دژ نمایان ہوا تب وہین
بنا ایک خسرو نے گنبد کیا
وہانسے سپہبد ارعالیجناب
ہوا شاد کاوس سن دیکھکر

مگر آپ کو یون گیا بھول اب
نہ زنہار تھا صاحب عز و جاہ
کہ خاموش ای طوس خانہ خراب
ہنرمندی و خلق و فرزانگی
نہ لایا ذرا دل مین کچھ خوف و باک
مرا تیر و نیزہ ہے جوشن گزار
یہ گفتار تیری نہین دلپذیر
مری تیغ بھی آب البرز ہے
لگا کہنے تب شاہ فیروز بخت
فریبرز و خسرو کو پاس اپنے اب
بلندی و جاہ و حشم دیجیے
تو پھر دوسرا جیسے ہووے خفا
وہ جب آئے وان یہ کہا ادنے تب
اور اوس قلعے مین دیو کا ہے مقام
کہا تب یہ گودرز اور طوس نے
کہ جا کر کرو فتح اوس قلعہ کو
تو دیکھی زمین سر بسر آتشین
تردد کیا خوب لیل و نہار
پھر آئے حضور شہ شیروان
کہی نے ملکزادے کو وقت شب
رقم کر کے کاغذ یہ اوس اسم کو
کہ تا کار مشکل ہو آسان ابھی
ہوا ظاہر اک ابر تاریک تر
لگا کہنے تب خسرو نیک بخت
ہزاران ہے ہو دیو تسخیر وان
گیا قلعے مین خسرو پاک دین
کہ رفعت سے وہ ہمسر چرخ تھا
گیا جانب ملک افراسیاب
لگا کہنے ای خسرو نامور

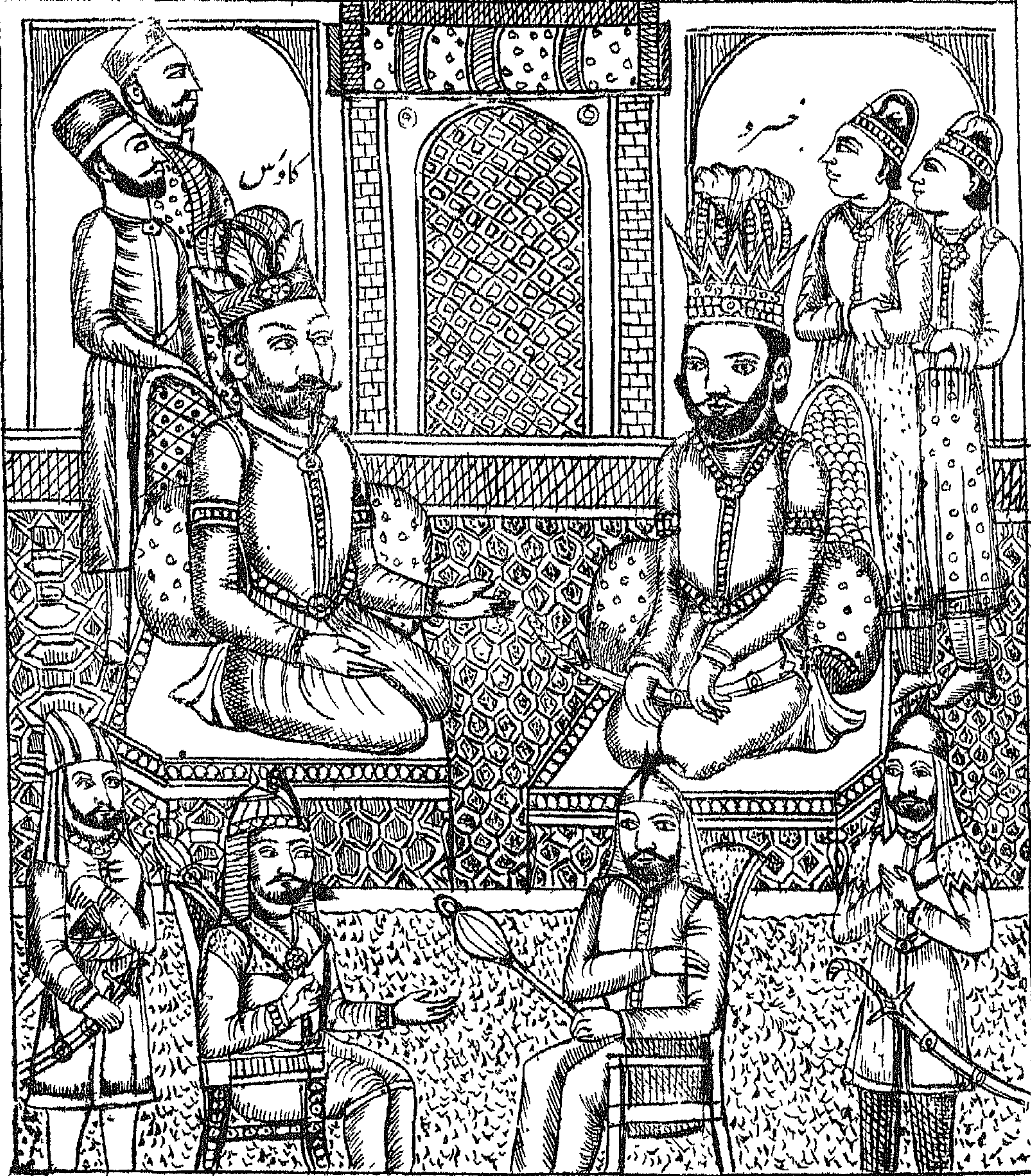
سپہر خلافت کا ہیرہے تو
جہاندار کاؤس فیروز بخت
بٹھایا جہاندار نے تخت پر
کیا حکم پھر یہ کہ سب نامدار
یہ فرما دیا جب کہ کاؤس نے
سپہدار کیخسرو خوش نہاد
یل نامور رستم و زال زر
جو نزدیک پہونچے تو با صد طرب
کہا یون سیاوش کا تو دایہ ہے

بر تخت نشاندن کاؤس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن او بر توران

تو وہین فریبرز اور طوس نے
ہمیشہ تھا مصروف انصاف و داد
ہوے شاد و خرم یہ سنکر خبر
گئے پیشوائی کو سردار سب
ہمارا بزرگ گرامی یہ ہے

اطاعت سے خسرو کی پھیرا نہ سر
بہت اوس سے راضی تھا لشکر تمام
وہین با دل خرم و شادمان
جب آیا قرین رستم نامدار
مددگار میرا ہو شام و سحر

سزاوار اورنگ و افسر ہے تو
جو سمجھا کہ زیبا ہی خسرو کو تخت
رکھا سر پہ خسرو کے دیہیم زر
اطاعت کرین اوسکی لیل و نہار
لگے چاکری کرنے شام و سحر
رعیت تھی آسودہ و شادکام
ہوی سیستان سے اودھر کو گذار
اوٹھا تخت سے خسرو نامدار
کہ لون جا کے ترکون سے خون پدر



سہم ملکے دونوں ہوئے اشکبار	یہ کہنے لگا رستم نامدار
کہ ہوں میں ترا بندہ کمترین	تو ہی شاہ شاہان روئے زمین
ہوا زال سے پھر بغلگیر شاہ	لگا کرنے شفقت جہانگیر شاہ
تہمتن نے خسرو کو تحفے دیے	بہت پیشکش لعل و گوہر کے
گئے پیش کاؤس روز دگر	سہم خسرو و رستم و زال زر
کیا شاہ نے جشن ترتیب ایک	بآئین فرخندہ و طور نیک
وزیر و امیران و شہزادگان	گئے سب بزرگان ایران وہان
ملک سے یہ کیخسرو تاجور	کہ تھا جسکو مطلوب کین پدر
یہ بولا کہ کین پدر جب تلک	نہ لوں شاہ توران سے میں تلک
نہیں مجکو زنہار آرام و خواب	نہ ہرگز شکیب و قرار و نہ تاب
نہ مسرور میں تخت و افسر سے ہون	نہ شادان زر و گنج و گوہر سے ہون
یہ پھر زال و رستم سے شہ نے کہا	کہ اے پہلوانان کشور کشا
کرو گے مدد اسکی تم وقت جنگ	یہ رستم نے پاسخ دیا بیدرنگ
شہا پیشتر ملک افراسیاب	کیا مینے جا کر تباہ و خراب
اور اب یہ سپہدار عالی گہر	خدیو جہان خسرو نامور
کرے قصد تسخیر توران جب	کرون کو تہی جانفشانی میں کب
فریبرز و گودرز و طوس و گیو	یہ جتنے تھے گردان گیہان خدیو
شہنشہ نے ہر ایک سے یوں کہا	کہو تم تمہارا ارادہ ہے کیا
سپہ سے لگا کہنے ہر پہلوان	کہ حاضر ہیں ہم جانفشانیکو ہان
دیا الغرض اوسکو لشکر تمام	بتایا دلیرون کا خسرو کو نام

رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و یلان نامدار بعزم جنگ افراسیاب والی توران

جو سالار ایرانی از روئے کین	کیا قصد تسخیر توران زمین
کیا وہ مین ترتیب سب فوج کو	بآئین چپ و طرز نکو
فریبرز کو با صد و دہ جوان	کہ تھے اژدہا وسکے سب پہلوان
کیا شہ نے سرکردہ فوج پیش	گیا ساتھ وہ طوس فرخندہ کیش
جو اک مرد گودرز عالی وقار	یل نامور گیو جنگی سوار
نبیرہ و پسر اسکے ہفتاد و ہشت	جو نگین کرین خون دشمن سے دشت
مقرر ہوے جانب دست راست	بحکم شہنشاہ حق شناس
وہ رستم بھائی جو تھا اوس کا	ادھے دست چپ کو مقرر کیا
جو میلاد کے تھے نبیرہ پسر	ہوے ساتھ گستہم کے شیر نر
نژاد پشنگ دلاور سے ہان	ہنر آزما سی و سہ پہلوان
نژاد نوابہ دلاور سے بھی	بچاسی جوان با نشاط و خوشی
ستا سی و ہفت تن تخم گولاد سے	کہ یکدست با قوت و زور تھے
گزارہ کے تھے یکصد و پنج تن	نہایت قوی زور اور صف شکن
مقرر ہوے قلب میں با تسلم	بفرمان کاؤس انجم حشم
وہ بیژن کہ فرزند تھا گیو کا	اسے شاہ کاؤس نے یلان کہا
کرای پہلوان بیژن جنگجو	نہ ہو تا جدا گاہ خسرو سے تو
یہ تھے جسقدر نامور پہلوان	ہر اک ساتھ رکھتا تھا فوج گران
غرض ہو کے رخصت شہنشاہ سے	وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے
سوے ملک توران روانہ ہوا	سمین و ساعتی زمانہ ہوا
تہمتن بھی لیکر سپاہ گران	گیا ہمرہ خسرو کامران

روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران بحکم شاہ گیتی ستان و رفتن طوس براہ کلات و خصم و کشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن کلاشہ متولد شدہ بود و شبخون زدن پیران ویسہ بلشکر خسرو بسپہ طوس بسبب شدن او باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین	گیا جب کہ نزدیک توران زمین
فریبرز سے تب یہ کہنے لگا	جو دست چپ لشکر گرزور تھا

رفاقت مین اب تیر گرامی نامجو
ولیکن بیاوش کا ہوا آکے پسر
وہان دخل بستہ گستہم نیہار
یہ سمجھا کے طوس و فریبرز کو
فریبرز ہین شجاع و دلیر
گیا متصل لشکر طوس جب
نکل قلعہ سے وہین وہ نامور
یہ کہہ حیلہ اونسے کہ پچاش کہین
یہ گفتار سن ریو وہین گیا
ہوا ریو کے ساتھ سرگرم جنگ
پسر کو وہین اونسے بھیجا اودھر
گیا طوس کے آپ ہوکر سوار
شتابی سے تب چڑھگیا کوہ پر
فرود دلاور کا خالو وہ تھا
گریزان ہوا اونسے وہ پہلوان
جو شدہ بیژن طوس کے وقت جنگ
لگا اسپ پر گیو کے ایک تیر
کہا گیو نے یہ کہ آگے نجا
یہ کہکے شتابان ہوا وہ پسر
ولیکن نہ بیدل ہوا وہ نہار
فرود دلاور نے از دری کمین
جہان تھا سوار دلاور فرود
گیا قلعہ مین ہوکے زخمی جوان
نہ آئی تجھے شرم کچھ بیشتاب
ہوا اسکے پیچھے سبت خارہ بنگ
لگا کہنے اون طوس کہا کر قسم
یہ پچھیر نگا پچھیرہ کو وقت شب
ہوئی خواب سے جبکہ بیدار تب
نہین غم کچھ اسے مادر مہربان

ستمگر کیا گیو گودرز کو
زرہ بر ہوا نشستہ تیغ سپر
کہ سپر اوڑا دے سے ہو نامدار
یہی بات کہکے پسر گودرز کو
روانہ کیا اونکو ہو مثل شیر
یہ سمجھا فرود وہ ہوا تیر شتاب
ہوا سپہدار طوس کا آن کر
ترے ساتھ زنہار سے کو نہین
جو پیغام تھا سب نقل کہا
گیا ریو کر کشتہ وان بیدرنگ
کہ لائے فرود دلاور کا سر
سپہ لیکے پیچھے کا رزار
گیا وان کے تیر قلعہ مین دوڑ کے
سوار دلیر سپہ دار آشنا
گیا کیا اکر قلعے کے درمیان
فرود دلاور نے مارا خدنگ
پیادہ ہوا پہلوان و سپہ
یہ بیژن نے اوس وقت یہ تیغ دیا
پھر اسنے مین آیا اودھر جھپٹ
پکارا یہ اوس سے کہ ای نامدار
خدنگ ایک پھر اوسنے مارا وہین
یہ بیژن بھی پہونچا وہان مثل شیر
لگا کہنے تب بیژن پہلوان
دریغ ای جوان مرد جنگی سوار
ہوا جب یہ بیژن بمیدان جنگ
کہ چلا کمان پہ کے ناسجام
یہ آیا نظر خواب سے کر اب
لپٹ کے کہا قصہ خواب شب
کر ہی سبکو آخر قضا بیگمان

نہ کرتا تو ہوتا ملک یکسر خراب
کلات و خرم مین ہے مسکن گزین
خبردار کوئی نجاوے اودھر
روانہ ہوا لشکر کاسگار
ولی طوس سو کلات و خرم
گیا ان سپہ پر خاش آیا ہی طوس
یہ سنکر کہا طوس نے ریو کو
تو سرعت سے جا سپہ سوے جوان
نہ سرگر کیا اونسے کچھ اعتبار
غرض ریو داماد تھا طوس کا
اسیر طوس کا بھی کشتہ ہوا وان
ولیکن مقابل نہ آیا فرود
لیا طوس نے گھیر اوس قلعہ کو
کیا حلہ بس نے اوسکو آخر زبون
نکل قلعہ سے پھر فرود دلیر
جو کشتہ ہوا داماد طوس کا
اسیر گیو کا بیژن پہلوان
کہ جبتک نہ لے کر کرون غرق خون
گیا کشتہ اوس تیر سے اسپ کو
تو یک لحظہ نا خیر کر اور درنگ
گیا پہلوان کی سپر سے گذر
دلیری سے بیژن نے گو جولان دیا
کہ اک تن پیادہ سے بھاگا شتاب
مقابل پھر آیا نہ کوئی جوان
سب کو جب مہر روشن گیا
کرون فتح اس قلعے کو بیگمان
لگی آگ اس قلعے مین ناگہان
لگا کہنے گلشہر سے یون فرود
اگر مین بھی کشتہ ہوا مثل بچہ

پہونچ تا بہ تخت افراسیاب
بنایا ہے اوسنے حصن حصین
کرے ادہر جانب سے لشکر گذر
سو بہت پاس ستم نامدار
شتابان ہوا با فراوان حشم
بعزم وغا فوج لایا سپہ طوس کا
کہ پیش فرود اسپ شتابان ہو جو
کہ ہو جب نشیب آن سے لشکر روان
نہ آیا اسیر آشتی زینہار
گیا طوس نے اوسکے غم سے بکا
یہ سنکر ہوا طوس گریہ کنان
نہ پیکار کی تاب لایا فرود
ہوا آکے تلوار سب زخم جو
ہوئی فوج تلوار کی غرق خون
مقابل ہوا طوس کے مثل شیر
گیا پھر وہین گیو بہر وغا
گیا سامنے کرکے گھوڑا دوان
قسم ہے کہ ہرگز نہ یان سے پھرو
پیادہ ہوا بیژن جنگ جو
کہ ہے ساتھ تیرے تمنا ہی جنگ
ہوا تب جوشن مین تیر آنکر
فرود دلاور کو زخمی کیا
اقامت کی لایا تو ہرگز نہ تاب
گیا قلعے سے تیر باران وہان
سو خیمے تب وان سے بیژن گیا
نچھوڑون کسیکو بھی زندہ وہان
ہوئے سب سپہ سوختہ مردمان
کہ ہرگز تجھے زیر تیغ گیو د
تو کیا چارہ پیش قضا و قدر

ہوا جلوہ گر مہر تابندہ جب
ہر دو شکستہ ہوا پھر وہین
دلیرانہ پھر بیژن جنگ جو
[illegible] کچھ نہ جوشن مین ہرگز کیا
ولیکن کمینگاہ سے بیدریغ
کہ ایوای افسوس شل [illegible]
پھر اپنا شکم کرکے خنجر سے چاک
یہ پہنچی خبر جاکے خسرو کو جب
دیا [illegible] شوکت و کر و فر
نکلکر [illegible] پاسبان ہوا گرم کین
نژادہ کو بھیجا برابر [illegible]
پھر اک گرز بیران فرمایا کہ بس
[illegible] تھا بیژن کہ [illegible]
نژادہ [illegible] اوٹھا لے گئے
ہوا [illegible] بیران [illegible]
[illegible] کا [illegible] توانیان
غرض مست و مدہوش غافل تھے سب
خطرناک بیدل ہوئی سب سپاہ
گیا تا بہ خسرو ناموس
[illegible] کلاہ [illegible] گیا
[illegible] خسرو ناموس
[illegible] اوسکو زندان [illegible]
اگر [illegible] تو بیدرنگ
کرے [illegible]
غرض جب گیا [illegible]
[illegible] بوران [illegible] مین
صف آرا ہوئے [illegible]
ہوئی آتش جنگ افروختہ
سنے گیو بیژن جو میدان مین

سپہ لیکے طوس ہوا نمودار تب
گئے [illegible] مین سب کھینچکر تیغ کین
ہوا اوس [illegible] کے رو برو
گیا ٹوٹ [illegible] بحکم خدا
رہام دلاور نے ماری جو تیغ
جوانی مین کشتہ ہوا [illegible]
کیا آنکو اوسنے وہین ہلاک
خدا جانے کیا [illegible] غضب
کیا طوس نے کوچ پھر [illegible]
کیا کشتہ بیژن نے اوسکو وہین
پکارا وہ [illegible]
رہی جنگ کی پھر نہ اوسکو ہوس
کرے تا کہ [illegible]
[illegible] اوسکو بٹھا لیگئے
[illegible] جنگ [illegible] ایرانیان
کہ لشکر تھا ایرانیان کا وہان
دلیران ایران [illegible] شب
روانہ ہوا طوس پھر صبحگاہ
بنام فریبرز عالی گہر
سے بھائی کو قتل ناحق کیا
فریبرز نے طوس کو باندھکر
ہوا آپ سالار کل سپاہ
[illegible] پھر جنگ [illegible]

جنگ کردن فریبرز با لشکر پیران و شکست خوردہ آمدن نزد کیخسرو در توران

ہوا شانہ آشتی خستہ
تو برپا ہوا حشر اک آن مین

ہوا حملہ آور بسوے حصار
[illegible] او [illegible] فرود [illegible]
فرود دلاور نے ازرہ کین
دگر بار یہ چاہے تھا وہ جوان
تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرود
غرض اوسکی ماں [illegible] آئی وہان
وہان آکے بہرام نے طوس کو
ہوا طوس کو [illegible] کبود
پھر اک راہ مین اور آیا حصار
روان وان سے لشکر ہوا پیشتر
گیا سامنے بیژن پہلوان
نژادہ گرا اسپ سے [illegible]
کر اپنے مین [illegible] کرکے دوان
ولیکن نہ پھر جنگ کی [illegible]
سواران ترکان [illegible]
خطر گیو سے [illegible] پیران [illegible] تھا
کہ پیران سپہ لیکے آیا وہان
فریبرز کے آنے شامل [illegible]
لکھا تھا کہ ہے طوس تقصیروار
غرض طوس کو قید کرکے بھیجو
کہا سخت دشنام [illegible] بیشمار
لکھا پھر یہ پیران کو نامہ [illegible]
فریبرز کا جب کہ نامہ پڑھا
مبارز لگے چاہنے کینہ خواہ
ہوا جسطرح گیو ناوک فگن

دلیری لگے کرنے مردان کار
ہوا رزم [illegible] آگے مانند شیر
رہا اک کیا زخم او [illegible] وہین
کہ بیژن کو لے زیر گرز گران
[illegible]
[illegible] ہاتھ مین [illegible]
کہا کرکے نفرین کہ اے تندخو
فراوان [illegible]
جہان اک پاسبان تھا وان [illegible]
سپہ سالار توران نے سنکر خبر
ہوا کار زار [illegible] تیغ و سنان
پریشان [illegible]
سواران توران [illegible] آئے وہان
[illegible] افراسیاب
[illegible] و مردان کار
تو ناچار بس قصد شبخون کیا
ہزارون [illegible] قتل ایرانیان
فریبرز کا تھا الم دل ہوا
[illegible]
خطا کی سزا اوسکو اب دیجیو
کیا انجمن مین [illegible]
کہ شبخون [illegible] جنگ [illegible]
تو پیران نے اوسکو [illegible] دیا
مہیا ہے یان گرز [illegible]
دو [illegible] مقابل ہوئے آن کر
اودھر لشکر ترک جویاے کین
دلیران جنگ آور و کینہ جو
ہوئی گرم پیکار یکسر سپاہ
ہزارون ہی کشتہ ہوئے [illegible]

نبرد آزما بیژن پہلوان
چلے اور جانب سے تورانیان
دلیران کے ہو کشتہ ہنگام جنگ
ہٹا جا سکے تھا وا سنے گودرز بھی
تو ہے صاحب گرز تیر و خدنگ
تماشا مرا دیکھ وقت وغا
کرون قتل لشکر کو اک آن مین
یہ گودرز و گستہم جنگی بہم
قدم الغرض کر کے محکم وہان
یہ کہہ اوس سے پہونچا یہان آپ کو
بھلا کس طرح سے مین آؤن وہان
فریبرز نے یہ کہا اوس سے جب
کرون کیا بیان ماجرای ستیز
روان خون تھا مانند دریا کے آب
رہا زندہ گودرز با لبست تن
ہوی کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
رہی لیک تو انکی غالب سپاہ
ہوا سنکے خوش شاہ افراسیاب
روانہ کیا اور یہ نامہ لکھا
کہ کیخسرو و رستم پہلوان
شب و روز تم کامرانی کرو
جہان مین نہ رکھو نشان نہ بنا
غرض جبکہ لشکر ہوا پایمال
ہوا شہ کو تنہا نہ لشکر کا غم
کئی دن تلک اوسنے ماتم رکھا
شکیب و صبوری تو کر اختیار
چھوڑا یا وہین قید سے طوس کو
تہمتن نے وہین پذیرا کیا
ملاؤن مین اوسکو تہ خاک و خون

جدھر کو گیا لیکے تیغ و سنان
جہان تھا فریبرز آئے وہان
فریبرز پر وان ہوا وقت تنگ
کہ گودرز کی فوج مغلوب تھی
جہانمین بہت تو نے دیکھی ہے جنگ
یہ پیران ویسہ تو ہے چیز کیا
نہ چھوڑون مین اک ترک میدان مین
لگے کہنے میدان مین کھا کر قسم
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
درفش اپنا یا تیغ اپنی نامجو
کہ غالب ہین اسوقت تورانیان
ہوا بیژن جنگجو پر غضب
کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
سر پہلوانان تھے مثل حباب
ہوے کشتہ ہفتاد شمشیر زن
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
ہوئی فوج ایران سراسر تباہ
زروی عنایات شاہی شتاب
بڑا نام تمنے کیا مرحبا
ادھر لیکے آوینگے فوج گران
بعیش و طرب زندگانی کرو
باقبال شاہنشہ نامدار
فریبرز تب بادل پر ملال
ہوا اوسکو مرگ برادر کا غم
شب و روز آنکھون کو پرنم رکھا
کہ چارہ قضا سے نہین ہے بنا
لگا کہنے پھر خسرو نامجو
چلے طوس خسرو سے کہنے لگا
تلافی تقصیر سابق کرون

ہوی قتل ترکان ادھر بیشمار
ہوے حملہ آور سوے قلبگاہ
ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ
ولیکن نہین گیو مرد دلیر
نہ ٹھہریگا پیران کے گرد برو
اگر کوہ ہووے تو کندہ کرون
پھر آتے ہین گستہم آیا دوان
کہ مرجائیگے اب کارزار
یہ بیژن سے گودرز کہنے لگا
یہ بیژن نے جب جا کے اوس سے کہا
مناسب نہین ہے یہ اے نامور
علمدار کو قتل کر کے وہان
سر و حلق گردان جنگ آزما
جوان لنبل کاوس گستہم کے
وہ خویشان پیران افراسیاب
ہوا اوسکے ترکان ایرانیان
سو خیمہ ترکان گئے شاد دل
پے سروران خلعت پر گہر
پر اس فتح پر صرف قانع نہ ہو
ملاؤ انھین خاک و خون مین اگر
خوشی سے یہ پیران نے پاسخ دیا
ادھر ترک خونخوار تھے شادکام
شتابی روان ہو کے پہونچا وہان
کہا یون کہ مثل پدر بیگناہ
بزرگان ایران و رستم بہم
یہ کہہ سوگ سے پھر اوٹھایا اونھے
کہا ہے رستم پہلوان جا شتاب
کہ مجکو اجازت ہو پھر ایکبار
یہ سنکر ہوے رستم پیلتن

بیابان ہوا خون سے لالہ زار
کیا آکے ایرانیون کو تباہ
گیا وہ وہین سیدھے بالای کوہ
لگا کہنے یون اے سرافراز پیر
رہیگی بھلا خاک تیری آبرو
سر سربلندان فگندہ کرون
ہوے متفق آکے جنگی جوان
نہ منہ موڑیے جنگ سے رہنما
کہ تو اب فریبرز کے پاس جا
فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
کہ بھجواؤن اپنا درفش اب ادھر
علم لیکے آیا وہ جنگی جوان
نثار وم خنجر و تیغ تھا
بہت وقت پیکار سے تھکے
ہزار و دو صد مرد والا جناب
ہوی کشتہ جتنے کرون کیا بیان
ہوے بند سے غم کے آزاد دل
سراے سپہ شاہ نے گنج و زر
ذرا دل مین اپنے یہ تم سوچ لو
تو پھر اس جہان مین بفتح و ظفر
کہ خسرو کا اور رستم گرد کا
ادھر اہل ایران تھے غمگین تمام
کہ کیخسرو نامور تھا جہان +
فرود دلاور ہوا کشتہ آہ
گئے اور کہا اے فریا علم
یہ بزم مسرت بٹھایا اوسے
پے جنگ پیران خانہ خراب
کرون جا کے پیران سے تا کارزار
لگا دیکھنے سرو انجمن

تو کی عرض رستم نے ای بادشاہ جو آویگا لے فوج افراسیاب	سزاوار چتر و سریر و کلاہ تو میں ہونگا ہم رزم اوسکا شتاب	اجازت جو کاؤس سے ہو طوس دلیر یہ سن طوس کو اوسنے رخصت کیا	کریگا یہ پیران ویسہ کو زیر دیا حکم گودرز کو تو بھی جا

باردگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بسحر سازی ساحر وزبون شدن ایرانیان و قید شدن در قلعه

سپہ لیکے پھر طوس جنگی جوان
سہم ہمرہ لشکر کے گرم جنگ
جدا ہو کے لشکر سے آئے گیا
گیا دو ہیں گودرز نے طوس کو
گیا گیو دوڑا کے شبدیز کو
نہ کوئی ہوا کامران زینہار
وہاں ساحر اک شخص بیزن تھا
وہاں جادو ہے یا تو کر اپیران
پسند کر قلعہ کوہسار
نہ کرتا تھا اک قطرہ بھی اوسکا اثر
پھر اتنے میں پیران وہ یاں جدا
ہر اک جا گتی برف اور جاری جو
الہی تو کر فضل جبار شتاب
کوئی غیب سے مرد فرخی سپہ
یہ دیکھا تو آگے ... و بلا
جو اندر نے جا کے اور ...
ہوا قید پس جم وہ خانہ خراب
ہوا دن تمام اور دونون سپاہ
دل ایسی تھی نہ تھا ...
ترش ہو ادل پہ پیچھو وہ منطرب
سر دامن کوہ طوس ...
یہ پیران سے ہو آتش ادس ہم کہا
لسوند آئی اوسکو یہ نفس ...

ہوا سو پیران ویسہ روان
رہی سات دن جنگ گرز و تبر
کیا ہم نبرد ان کے سر کو جدا
توقف ذرا کر تو اے نامجو
ہوا ساتھ سو ہان کے پیکار جو
گئے پھر سو شکرا انجام کا
کہ ہاں زور تھا نام اوس شخص کا
کہ ہو بارش برف باران بہار
وہ ساحر ہوا جا کے مشغول کار
برستی تھی لشکر میں ایران برف
ہوئے حملہ آور یہ فوج گران
سواران ایران پہ تھے نگون
گیا دو ہو ... باران شتاب
رہا ہم دلاور گوا ...
پیادہ گیا قلعہ کوہ پہ
پس پشت ہاتھ اوسکے باندھے وہیں
ہوئی دور وہ برف باری شتاب
لگی رنگ سے سو جنبہ گاہ
کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان
گئے پے سے کوہ پیادہ ... شتاب
ہوا لیکے لشکر کو آرام گیر
کہ محصور کرنے سے کیا فائدہ
کہ تھا یہ سر کینہ وہ کینہ جو

کیا کر کے یلغار نزدیک جب
ہوا آٹھواں روز جب آئی شب
بہت گرد ایران ہو کشتہ جب
کہا گیو سے پھر کے اے شیر نر
گئے گر ذرا تھا گا تیغ و سنان
دلیرون نے پھر تیر باران کئے
لگا کہنے پیران کہ اب زود تر
دل کچھ نہ ترکون کو پہونچے ضرر
ہوا اب سپہ ہر نمایان وہین
ہر اک جوش سے مرتی تھا کانپتا
بہت قتل ایرانیون کو کیا
لب بہ زاری رنجیدہ پیر و جوان
قرین اجابت ہوئی یہ دعا
کہ انگشت سے وہ خجستہ نشان
وہ ساحر تھا اوسکے مشغول کار
کہا پھر یہ اوس سے کہ ہان دور تر
اور ترکوہ سے پھر گیا پیش طوس
پھر آیا سو کے پیران ...
زبون ہو کے ناچار سو عقب
حصار ایک تھا کوہ پہ ستوار
دوان آئے ترکان پیکار جو
سر راہ مسدود ست تھی
بہت قلعہ میں غلہ و آب تھا

مقابل ہوا آ کے پیران بھی تب
تو میدان میں ہو انہی لاو سو آ
کیا طوس نے قصد پیکار تب
تو ہوان اسپ جا کے ہم نبرد
لڑے خوب باہم وہ دونوں جوان
بہت پہلوان اونکے بیجان کئے
ہوا نہ تو ... قلعہ کو تب
تب ہو یہ ایرانیان سے ...
ہوئی بارش برف و باران وہیں
ہوئے سب کے بیکار دست و پا
نہ برف سے کچھ نہ پہونچا ذرا
لگے مانگنے یہ دعا سرزنان
کرم حق نے بیچارگان پر کیا
کئے سے اشارہ سو کوہسار
نہ تھی کچھ خبر اوسکو وان نہ پیا
تو اس برف باران کو اب دور کر
اوسے قتل لا کر کیا پیش طوس
ہوا آ کے آمادہ کارزار
وہ لڑتے ہوئے ... آئی تب
کیا زخمی و خستہ نے وان قرار
کیا آ کے محصور وان طوس کو
جدھر جاوین جانے اور ...
مہیا تھا سامان ہر اک قسم کا

خوشی سے دلیران ایران دیار
اوسے صرف کرتے تھے لیل و نہار
بد اندیش سے باسنان و خدنگ
دلیرانہ کرتے تھے ہر روز جنگ

رسیدن رستم پہلوان در قلعہ ہمایون باستمداد و استعانت طوس و آمدن کاموس و شنگل و پہلوان و خاقان چین بالشکر بیکران باعانت پیران و جنگ با رستم و کشتہ شدن اشکبوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن افراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر
کہ محصور ہے طوس والا گہر
تہمتن کو کرکے طلب یون کہا
کہ یاور ہو تو جا کے اب طوس کا

یہ سنکر وہین رستم پہلوان
ہوا سوے کوہ ہمایون روان
گیا کرکے یلغار نزدیک جب
ہوا خرم و شادمان طوس تب

یہ گودرز سے طوس کہنے لگا
کہ آیا تہمتن تو جب پیشوا
شتابی سے اوسنے بفرط خوشی
تہمتن سے جا کر ملاقات کی

جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان
کہا پھر کہ اے پہلوان جہان
تو ایرانیون کا ہے پشت و پناہ
کیا تو نہایت ہوئے ہم تباہ

وہ بولا کہ خاطر کو اب شاد رکھہ
غم و فکر سے دل کو آزاد رکھہ
پھر آئے ہمسکو دژ پہلوان
در دژ تلک طوس جنگی جوان

تہمتن کے لینے کو آیا و وہین
ملا جب تو یہ عذر لایا وہین
رہا مین حفاظت کو دژ کی یہان
نہ ٹک آسکا پیشتر اے جوان

بہت اوسکی رستم نے دلجوئی کی
گئے قلعے مین پھر بفرط خوشی
تہمتن سر تخت بیٹھا وہان
تمہین و بیمار اوسکے سب پہلوان

یلان سرافراز ایران دیار
یہ بولے کہ اے رستم نامدار
ہوئی زندگی تیرے آنے سے یہان
وگرنہ تھی سبکو امید جان

ہر اک کی تسلی تہمتن نے کی
ہوئی اوسکے آنے سے سبکو خوشی
خبر لاؤن پیران کے لشکر کی اب
کرو تم بیان آنکے احوال سب

لکھا اوسنے تھا شاہ توران کو
کہ کرکے زبون فوج ایرانکو
کیا ہے نے محصور اے بادشاہ
ہر اک قید مین ہے اونکو پناہ

کہ کوہ ہمایون پہ ہے وہ حصار
نہین تاب جنگ اب دشمن انہین یار
جو فوج اوسنے بھیجو تو اونکو شتاب
کرو تم ہلاک و اسیر و خراب

سپہدار توران نے دو پہلوان
کیے سوے کوہ ہمایون روان
جوانمرد کاموس و شنگل لیے
دلیری سے بیٹھے کے غرندہ شیر

سرافراز گردان چین و ختن
توانا و پیل افگن و پیلتن
سوا اسکے خاقان چین کو لکھا
کہ پیران کی امداد کو خسروا

روانہ تو کر اور بھی کچھ سپاہ
کرے تا کہ ایرانیون کو تباہ
بہم سبکے دونو مین اخلاص تھا
کیا پاس خاقان نے اخلاص کا

نہ تنہا گئی فوج ترکان چین
روانہ ہوا آپ خاقان چین
تہمتن سے پہلے یہ پہونچے وہان
کہ تورانیان خیمہ زن تھے جہان

شتابی سے پیران کے شامل ہوئے
پی جنگ و پرخاش مائل ہوئے
غرض آکے جب رستم پہلوان
ہوا شامل فوج ایرانیان

وہین پیش کاموس پیران گیا
ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
کہ رستم ہے ایسا سوار دلیر
مقابل نہین جسکے غرندہ شیر

یہ کہنے لگا ہو کے وہ گرم و تند
کہ آگے مرے تیغ اوسکی ہے کند
تو کرتا ہے تعریف کیون اسقدر
مرے سامنے آوے میدان مین گر

تو بس لاؤن رستم کا دم ناک مین
ملاؤن مین سب رستمی خاک مین
جو میدان مین جاؤنگا مین ذرا پھون
کرون دشت کو سربسر بحر خون

یہ گفتار سنکر ہوا شاد دل
ہوا اسند سے غم کے آزاد دل
گیا پھر وہین پیش خاقان چین
کہا اوسنے ایشاہ روی زمین

تو ہی یان نگہدار تورانیان
تو ہی اب نگہدار کیانیان
سحر کو کیے مین گرم بازار جنگ
کرون قافیہ فوج ایرانکا تنگ

تو ہو قلب مین با سپاہ گران
رہے تا تو ہی پشت جنگ آوران
لگا کہنے پیران سے خاقان چین
پی رزم یکدل ہین ترکان چین

یہ سنکر ہوا وہ قرین طرب
اودھر آکے پیران خاقان بہم
خروشان ہوئے ایسے ترکی وہان
ولے یاد وہ ہین خدا کو کیا
کہ تھا اشکبوس اوس دلاور کا نام
لگے کرنے وہ نیزہ بازی وہان
ہوئی کارگر گرز کی بھی نہ ضرب
ولے اسقدر گرز کاری لگا
جو زخمی ہو رہام پل پھر گیا
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
پھر اشکبوس نبرد آزما
نہ اک تیر سے ہوا کارگر
ہوا اوسکے سینے پہ کیا کارگر
جو دیکھا کہ ہے برق خونناب بر
تو ابر گرد پیران کے تھا درست
خطر سے نہ آیا کوئی نامور
کیا رات کو سب نے آرام و خواب
لگا کہنے لشکر سے خاقان چین
تہمتن سے لیتا ہی ازروے کین
کیا اسپ کو سوے میدان روان
تہمتن کا شاگرد الوا سے پل
کیا ترک نے جبکہ نیزہ روان
لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان
وہ بولا کہ جب سید سے او تو نظر
تہمتن شتابی جو سر پر گیا
کیا زور کاموس و رستم نے جب
کہ شدید سے اپنے ہوکر سوار
ہوا اوسکا گھوڑا وہان سے فرار
کیا قتل کاموس کو پھر وہان

گیا اپنے ڈیرے مین ہنگام شب
اودھر رستم و طوس انجم حشم
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
ذرا دی نہ اندیشے کو دل مین جا
دلیر و جوانمرد و مشہور عام
نہ لیکن ہوئی کارگر کچھ سنان
پھر اوس مرد جنگی نے ہنگام حرب
کہ توڑی سپر سر کو خستہ کیا
تو اوس ترک نے یہ ارادہ کیا
لگا کہنے اوس ترک سے یون دلیر
سو پیلتن تیر باران کیا
کمان لیکے رستم نے پھر زود تر
کیا تیر نے پشت سے بھی گذر
ہوا شاہ حیرت زدہ دیکھکر
کہ رستم ہے مرد توانا و چست
مقابل تہمتن کے با کر و فر
سحرگاہ نکلا جو پھر آفتاب
کہا اے نامداران ترکان چین
کہا سنکے کاموس نے پھر وہین
دلیرانہ جاکے پکارا کہ ہان
کہ وہ جنگ اوسکو نہ پڑتی تھی کل
تو الوائے جنگی نے دی اپنی جان
مجھے مت سمجھ اشکبوس ایجوان
تو کیونکر نہ غرندہ ہو شیر نر
ہوا اوس سے وابستہ سر رخش کا
شکستہ ہوئی درمیان سے وہ تب
کر دنمین تہمتن سے پھر کارزار
لیا فوج خاقان مین سنکے قرار
سواران ایران نے ازروے کین

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
ہوئی لشکر آرا بقصد وغا
وہ انبوہ لشکر جب آیا نظر
نکل خیل ترکان سے اک کینہ خواہ
گیا لینے رہام جنگی سوار
جوانمرد جنگی نے ازروے کین
اوٹھا گرز مارا جو بالا سے سر
کیا جبکہ گرز گران نے ستوہ
طرف اپنے لشکر کے موڑی عنان
کھڑا رہ کہ پہونچا ترا ہم نبرد
ولے اتنی تھی دہشت پیلتن
رہا تیر جب سب کو دشمن کیا
ہوا اشکبوس الغرض وان ہلاک
یہ بولا کہ جون رستم پیلتن
نہیں اپنے لشکر مین کوئی بھی مرد
نہ باہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ
تو میدان مین گردان پیکار جو
کہو کون سا آج جنگ آزما
کہ رستم سے کرتا ہو نہین جا کے جنگ
شتابان ہوا اے رستم نامدار
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
دوان کرکے میدان مین تب رخش کو
ڈرو تم نہین ہرگز تری شور سے
دلیری سے کاموس نے پھر کمند
پکڑلی تہمتن نے پھر وہ کمند
ہوا بلکہ کاموس تن سے جدا
تہمتن نے پھر جلد پھینکی کمند
ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر
کوئی لشکر ترک سے اک سوار

دلیروں نے کینے پہ باندھی کمر
گیا تا فلک پر فغان بوق کا
گیا صبح مین رستم نامور
شتابان ہوا سوے ناوردگاہ
ہوا جاکے آمادۂ کارزار
سر ترک پہ گرز مارا وہین
تو اوسوقت رہام نے لی سپر
گیا وانسے رہام پھر سوے کوہ
کہ اتنے مین وان رستم پہلوان
مقابل ہو پھر اگر تو ہے مرد
کہ لرزندہ تھا دست ناوک فگن
ہے دو مہر نے تب کہا مرحبا
ملا جسم اوسکا تہ خون و خاک
ندیکھا کوئی ہمنے ناوک فگن
کہ رستم سے میدان مین ہو ہم نبرد
گئے ہر دو لشکر سوے خیمہ گاہ
صف آرا ہوئے آنکہ ہر دو سو
عوض اشکبوس جوانمرد کا
یہ کہکر شتابان ہوا بیدرنگ
مرے ساتھ کر آکے کارزار
ہوا آکے کاموس سے کینہ خواہ
ہوا نعرہ زن رستم جنگ جو
کرون آج تجکو زبون زور سے
رہا کی سوے رستم ارجمند
ہوئی رخش کے سر مین جو آکے بند
ولے اوسنے پھر یہ ارادہ کیا
کیا شل نخچیر اوسے پای بند
کشان لیگیا رستم شیرگیر
ہوا پھر نہ آمادۂ کارزار

سنو آگے خاقان رستم کی جنگ | ذرا دیکھو دور زمانے کا رنگ

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار آمدن خاقان و گریختہ رفتن تورانیان و فتحیاب بودن رستم پہلوان

ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک
تو پیران ویسہ ہوا سہمناک

یہ بہتر ہے عطف عنان کیجیے
سو خانہ لشکر روان کیجیے

کرون صبح اوسکو اسیر کمند
تو بیدل ہوا سے یل ارجمند

تہمتن کے سینے کو ہنگام جنگ
کرون مین سحرگہ نشان خدنگ

تو بخشون تجھے سیم و زر بے شمار
بہت دون تجھے گوہر شاہوار

پکارا کہ اے رستم سرفراز
مرے ساتھ ہو آنکے رزم ساز

کرون قتل کاموس تجکو ہلاک
زمین کو کرون جسم سے تیرے پاک

جو دیکھا کہ ہے تیر جوشن گزار
سپر سر پہ لایا وہین نامدار

علم کرکے شمشیر کو بعد ازان
تہمتن ہوا سوے جنگش روان

پہونچکر تہمتن نے یکبارگی
جو کھینچی پکڑ کر دم بارگی

یہ پھرتا تھا تیغ برہنہ بکف
بیابان میں سرزنان ہر طرف

ولے بعد دیر آکے ہومان وہان
لگا کہنے رستم سے اے پہلوان

وہ کہتا تھا وقت دم واپسین
کہ ہومانہ ترکون سے تو گرم کین

نکرتے سیاوش کو گر تم ہلاک
تو ہوتا مرا سینہ کینے سے پاک

وہ بولا کہ اے رستم نیکخو
کسیطرح کین سیاوش نہو

یہ سنکر وہین پیش پیران گیا
یہ ہومان نے پیران سے جاکر کہا

وہ پہلے گیا پیش خاقان چین
کہا یون کہ اے شاہ ترکان چین

اوسے منع خاقان چین نے کیا
خردمند ہومان سے پھر یون کہا

کہا سنکے ہومان نے اے شاہ چین
تہمتن سے پیکار لازم نہین

جو صحرا و دریا میں ہو گرم جنگ
مقابل نہو اوسکے شیر و نہنگ

نہو رزم ساز اوس سے افراسیاب
کہ البرز ہے نام سے جسکی آب

دگر بار پیران بعجز و نیاز
لگا کہنے یون اے شہ سرفراز

بہت چاپلوسی جو پیران نے کی
تو جانیکی دی شہ نے پروانگی

ہوا رستم گرد کا مدح خوان
کہا اوس سے پیران نے یون بلند ازان

بہت کی ہے مینے پرستندگی
فراوان ہے سیدا حق بندگی

لگا کہنے خاقان سے اے تاجور
سپہ اپنی بیدل ہوئی سر بسر

ہمین تاب پیکار رستم نہین
کہا سنکے خاقان نے کچھ غم نہین

پھر اتنے مین اک گرد جنگش نام
یہ کہنے لگا اے شہ ذوالکرام

لگا کہنے خاقان کہ اے جنگجو
کرے قتل رستم کو میدان مین تو

غرض جنگش گرد ور زور گر
دلیرانہ میدان مین آن کر

گیا رستم گرد خندہ کنان
کہا تجکو لائی ہے اجل یان

جوانمرد جنگش نے لیکر کمان
کیا تیر سوے تہمتن روان

ولیکن سپر سے گذر بیدرنگ
ہوا بند جوشن مین جاکر خدنگ

وہ ہیبت سے اوسکی گریزان ہوا
عنان اوسکی رستم شتابان ہوا

تو جنگش ہوا پشت زین سے جدا
اوسے قتل رستم نے وہین کیا

نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
سو جنگ ہرگز نہ مائل ہوا

نہ زنہار ترکان کو برباد کر
وصیت تو سہراب کی یاد کر

یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
سمجھ اس سخن کو جو کچھ ہے لکھا

سیاوش تھا سہراب سے بھی عزیز
بجا ہے جو ہون مجھ سے گرم ستیز

لگا کہنے رستم کہ پیران یہان
اگر آوے تو رازدل ہو عیان

تہمتن نے تجکو کیا ہے طلب
تو جا پاس اوسکے کہ بہتر ہے اب

بلاتا ہے اب رستم پہلوان
جو ہووے اجازت تو جاؤن وہان

تو کیون پیش رستم گیا تھا اگر
ترے دلمین ہے اوس سے خوف و خطر

کہان تاب ہے لشکر شاہ کو
کہ ہو سامنا رستم پیکار جو

تہمتن ہے وہ پیل افگن پیلتن
سوار جہانگیر و لشکر شکن

یہ سنکر ہوا تند خاقان چین
کیا دور ہومان کو اسنے وہین

سخن پہلے رستم کا سن لیجیے
جو کچھ پھر ہو منظور سو کیجیے

گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا
بہت دلمین اندیشہ کرتا ہوا

کہ کیخسرو نامبردار کا
یہ مخلص کبھی ہے بندۂ باوفا

رہا قتل سے مینے اوسکو کیا
جو کچھ پیشتر خدمت بھی لایا بجا

کہ خنجر لگا کشتے وہ پیلتن
کہا پہ بیت پیران نے ای نامدار
تو کر صلح موقوف کر عزم جنگ
کیا تجکو اسواسطے یان طلب
حوالے کرے سب کے افراسیاب
جو چنبر کرے سر کو اوسکے جدا
سنے لے اس خاطر سے تیر اضرور
سنا جبکہ خاقان نے احوال سب
کیا عرض شنگل نے ای شہریار
یقین ہے کہ کوئی پل کینہ جو
یہ سنکر خوشی سے لگا کہنے شاہ
وہ بیٹھا تھا خاموش تھی عقل دنگ
گیا سوے میدان ہوا نعرہ زنان
کمر میں مخالف کے از روے کین
وہ اوٹھکر پیادہ وہ گریزان ہوا
سلامت وہاں سے اوسکو لیگیا
دلیری میں یکتا ہے وہ شیر مرد
خبیث تھی وہ مجلس [illegible]
شہ چین نے شنگل کو انجام کار
[illegible] گرد رستم کے یکسر سوار
گئے پھر دلیران پیکار جو
[illegible] انبوہ سے ہیبناک
[illegible] کہ پیکار تھی
ہوا [illegible] کا
مقابل ہوا آکے [illegible]
[illegible] تھا رستم کے کف
[illegible] جوش کین
[illegible] رستم کینہ خواہ
[illegible] کشتے ہوئے

کہ خالی نہیں صدق سے یہ سخن
کردن ہو نہیں اب تجسے عہد استوار
مگر اسقدر فوج توران کو تنگ
مری بات سن گوش جانسے تو اب
زر و مال بھی دیکے مجھے حسیاب
تو خالی ہوئے کینے سے دل شاہ کا
پذیرائی صلح تھی ورنہ دور
لگا کہنے گردان چین یہ تب
نہیں صلح منظور یاں زینہار
کریگا زبون رستم گرد کو
کہ بہتر ہے پھر جنگ کیجے نگاہ
کہ مجلس کا اوسوقت تھا اور رنگ
پکارا کہ اے رستم پیلتن
کیا سند رستم نے نیزہ وہیں
ہوے لشکر چین کشتہ اون ہوا
پہ شنگل نے خاقان سے جا کر کہا
نہیں کوئی اوسکا یہاں ہم نبرد
یہ ظاہر ہوا یا وہ گو توہی صاف
سواران جنگی دلیر شہریار
ہوا گرم ہنگامہ کارزار
ادھر سے بھی رستم کی امداد کو
کر و کوشش و جہد بیخوف و باک
قیامت ہوا ان اک پدیدار تھی
تہمتن سے آکر سنہ داز یا
ولے اس سے غافل کہ تا یاز دار
کیے کشتے صدہا گیا جس طرف
ہوا حملہ آور سوے شاہ چین
گیا جبکہ نزدیک قلب سپاہ
جہان کشتہ نکی پشتے ہوئے

ولیکن دور ہے یہ ای نامجو
کہ فرمانبری سے نہیں پھیرون
وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد
جو یہ آرزو ہے ہم صلح ہو
کہ کیخسرو نامور کے حضور
تو یہ جانتا ہے ترے شاہ سے
تہمتن سے رخصت ہو پیران گیا
کہ ای نامداران کہو تم شتاب
بلا سے ہوے کشتہ دو چار گرد
جو یہ بات شنگل سے کہنے لگی
ولے دل میں پیران کے تھا پیچ و تاب
غرض شنگل گرد روز دگر
نکلوں ہو نہیں تجسے تمنائے جنگ
اوٹھا کر گرایا اوسے خاک پر
ہوا اوسکے دنبال رستم روان
کہ رستم کے آگے ہیں سب گرگ تیر
یہ سنکر ہوا شاہ چین پر غضب
وہ بولا کہ سر ساتھ گرہو سپاہ
دگر بار شنگل بقصد وغا
ولیکن یہ رستم کو تھا کچھ بھی غم
دلیروں سے کہنے لگا پہلوان
تا بگرز گران اب ستیزہ کرو
[illegible]
خروشاں ہوا لیکے گرز گران
لگا گرز جو ایک بالائے سر
وہ شنگل کہ تھا گرم جنگ آزما
سواران ایرانیان یک ہزار
ہوئی فوج خاقان کی حملہ کنان
جو رستم کی دیکھی دلیری ہاں

اسیر بلا اس سبب سے ہے تو
رہوں تابع حکم شام و سحر
تری بات کا ہے مجھے اعتماد
تو کر [illegible] مقصد دہر کو
روانہ کروں پھر ہو [illegible]
نہیں صلح منظور ہرگز مجھے
یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا
تہمتن کی ہے بات کا کیا جواب
بفضل خدا یاں ہیں بسیار گرد
تو سب نامداران نے تاکید کی
نہ تھا اسبات کا کچھ جواب
دلیرانہ ہو کر سوار اسپ پر
گیا سنگ وہ گرد پولاد چنگ
کیا چاہتا تھا قلم اوسکا سر
ولے آن کر لشکر چینیان
بچا اوسے [illegible]
لگا کہنے یوں کیا ہوا تجکو اب
تو پھر جاکے رستم سے ہو کینہ خواہ
سوے رزم گہ لیکے لشکر گیا
بیکایک تیغ و نیزہ کرتا قلم
کہ اس جنگ سے یاں نہیں کچھ [illegible]
سر چینیاں ریزہ ریزہ کرو
کہ سب طرح جیسے تیک آہنگران
کہ سادہ نے دی سادہ [illegible]
تو بس ہو کے بیدم گرا خاک پر
تہمتن کے ہاتھوں سے مارا گیا
گئے ہمرہ رستم نامدار
قیامت ہوئی ایک برپا وہاں
تو خاقان چین کو ہوا خوف جان

پیام اوسنے بھیجا کہ اے نامور
تو پیل سفید اور دیہیم زر
غضبناک سنکر ہوا شاہ چین
ہوئی بارش تیر ہر جسپہ پر
گرا خاک پر فیل سے شاہ چین
غرض لشکر چین گریزان ہوا
نہین اک وزیر سے یہ دور چرخ
نہ پیل وہ نہ اورنگ زرکار تھا
یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو
گریزان ہوئے شب کو تورانیان

شہ گرم پیکار بس صلح کر
مرصع وہ اورنگ گنج و گہر
سپہ سے یہ بولا کہ از روی کین
تہمتن کا ہر گام تھا بیشتر
لیا باندھ ایرانیون نے وہین
سو کشور چین شتابان ہوا
ہمیشہ سے مشہور ہے جور چرخ
شہ چین پیادہ گرفتار تھا
یورش کرکے ہر چار سو گھیر لو

یہ سنکر لگا کہنے وہ نامجو
بیان بھیجئے اب کہ ہے یہ تمام
کرو تیر باران سو پہلوان
ہوئے جبکہ جو رستم نے پھینکی کمند
زد و کشت اوس دم ہوئی اسقدر
شہ چین کا اسباب روان جو تھا
زمانیکا ہر دم ہے رنگ دگر
اوسے طوس کے پاس لایا کشان
ولیکن جو نزدیک تھا وقت شام

جو خاقانکو ہی صلح کی آرزو
سنا اوسنے کیخسرو ذو الکرام
دلیرانہ ہو گرم پیکار یان
تو خاقانکے سر پر ہوئی تاختن
کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر
سواران ایران نے غارت کیا
کبھی شام ہے اور کبھی ہے سحر
دلیرون سے پھر رستم پہلوان
ہوا جاکے آسودہ لشکر تمام
نہ ہرگز رہا اون کسیکا نشان

روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برای جنگ افراسیاب و آمدن پولادوند شاہ ختن بمقابلہ رستم و ظفر یافتن رستم پہلوان و فتح و فیروزی مراجعت نمودن و آمدن رستم بحضور کیخسرو

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
سواران ترکانکو فرصت ملی
یہ کہکر کیا مال سب نذر کو
گیا لیکے اوس اوگر کے حضور
فرامرز کو خلعت و زر دیا
پے طوس گودرز و گیو و رہام
روانہ ہوا سوی افراسیاب
کہ لشکر نے یکدست کھائی شکست
ہوا پر الم سنکے افراسیاب
لگے کہنے مردان جنگ آزما
کرین رستم گرد سے جاکے جنگ
بہت جنگ مین آزمایا اوسے
غرض قتل بدخواہ دشوار ہے
ختن کا سپہدار پولادوند
سہم شاہ توران و پولادوند

تو کوئی نہ ترکون کا دیکھا سوار
بیابان بہ رنج و غم راہ لی
روان پیش کیخسرو نامجو
فرامرز رستم کا فرخندہ پور
اوسے مورد لطف و احسان کیا
کہا شاہ نے ان پہلوانونکا نام
تہمتن کرے تا کہ اوسکو خراب
کیا سر بلند دنکو رستم نے پست
بہت آئی کو اوسکے سوا اضطراب
کمک چین ناحق طلب کی شہا
بلادین اوکو خاک مین بیدرنگ
کسیسے ذرا بھی نہ پایا اوسے
نہین سہل یہ کام زنہار ہے
دلیر و نبرد آزما زورمند
سو جنگ رستم ارجمند

سے یہ لگا کہنے رستم کہ آہ
سلامت گئے حیف تورانیان
وہ پیل سفید اور وہ تخت عاج
ہوا شاد کیخسرو نامدار
تہمتن کو بھی خلعت سر بسر
وہ جتنے تھے گردان جنگ آزما
حضور سپہدار توران دیا
شہ چین کو میدان سے دو بدر
کیا نامدارونکو اوسنے طلب
نہ سمجھا کہ ہین مرد میدان اگر
وہ بولا کہ رستم ہے لشکر شکن
خدنگ و سنان گرز تیغ و تبر
پھر اک نامہ شاہ ختن کو لکھا
ختن سے روان ہو کے بہر شتاب
شتابان ہو با سپاہ گران

تھکین شب ہوا پیل آراستہ
رہے خواب غفلت مین ایرانیان
فراوان رہ گوہر و گنج و تاج
شگفتہ ہوا دل بہ رنگ بہار
زر و گنج اک نمایان تھا باج و زر
سراک کے لیے خلعت زر کیا
کیا جاکے پیران نے یون آہ کار
پکڑ لیگیا رستم شیر مرد
کہا یون کہ ہان مصلحت کیا ہے اب
ذرا حکم ہو تو اے زود تر
توانا و زور آور و پیل تن
بجز نیزہ اوسکے سو کچھ کارگر
طلب بہر امداد اوسکو کیا
ہوا شاد شاہ افراسیاب
دلیران و گردان جنگی جوان

تہمتن بھی ہر روز تھا رہ نورد
وہ رستم سے آکر ہوا کینہ خواہ
سپہدار توران کے جب متصل
جو شب گذری اور صبح ہوا آشکار
مبارز طلب آ کے جب کیا
یہ چاہا کہ لیجائے کھینچ کر
ہوا شاہ کا بند بازو و سر
ہوا اسکو گردان جنگی درآن
جو سپہدار میں زخمی ہوے بیشتر
ہوئی پا سے زخمی نبرد
کمند آگے رستم نے کی جب رہا
گیا اور مارا جو اوس گرز کو
ولے درد سے تھی نہ تاب و قدر
وہ طاقت مجھے بخش اے کردگار
نہ جوشن میں لیکن اثر کچھ کیا
ولے کھا کے یہ ضرب گرز گران
سراپا وے اس گرد کے جسم پہ
تہمتن نے شکر یزدان کیا
کرے آگے پیمان عہد استوار
سپہدار توران گیا پھر وہان
رہے فاصلہ نیم فرسنگ کا
لگا کہنے شاہ ختن سے کہ ہان
رہا ہاتھ سے تیرے گر ہو سکا
ہوے دونوں مصروف کشتی بہم
اوٹھا کر جو پٹکا اوسے خاک پہ
یہ سمجھا وہیں رستم ارجمند
کہا جا کے اے شاہ افراسیاب
رہائی مجھے اوس سے مشکل ہے
تہمتن کی بھی فوج پہونچی وہین

توقف نہ کرتا تھا وہ شیر مرد
عدم کی ولے اوسنے لی راہ بھی
ہوا شیر زن رستم شیر دل
کردن جنگ رستم سے بین کارزار
نہ جنگ، تب گیو جنگی گیا
کہ اتنے میں یہ حال کر کو نظر
ولیکن کیا اسنے زور اسقدر
گیا اوسنے زخمی [illegible] پہلوان
تو لو [illegible] سخن
شتابی سے تو جا کے امداد کر
تو شاہ ختن نے جو یہ سر لیا
تو رخنہ ہوا رستم نامجو
رہا جو کرے زخم بدخواہ پر
کردن تا کہ بدخواہ کو اسیر
یہ شاہ ختن دل میں کہنے لگا
نہ سر گرز [illegible] سے پہلوان
ذرا بھی نہ سر گرز ہوئی کارگر
ولیکن یہ اوسوقت اوسنے کہا
کہ بھیجے مدد کو نہ کوئی سوار
تہمتن نے اوس سے کیا یون بیان
مدد کو نہ پہونچے کوئی دوسرا
زمین پر گرے جبکہ یہ پہلوان
تو پھر کام دشوار تر ہوویگا
لگے کرنے ہر دم درشتی بہم
تو ہمدم ہوا وہ شہ کینہ ور
کہ بس مر گیا شاہ پولادوند
شنین زینہار آدمی کی یہ تاب
ہوا گرد [illegible]
ہوا گرم بازار پرخاش و کین

کہیں راہ مین ایک آیا حصار
وہ حصن حصین فتح جس دم ہوا
تو سالار ترکان سے پولادوند
غرض دوسرے روز وقت پگاہ
رہا کر کے شاہ ختن نے کمند
رہا ہم اوسی زین سے جا کر کمند
کہ وہ ویسے کمین ٹوٹ کر دونون
یہ یک ضرب شمشیر کین
گیا پیش رستم وہ نالہ کنان
یہ سنکر گیا رخش پر
جو خالی گئی پہلوانکی کمند
ہوا خون روان سر ہوا درد
خدا سے تہمتن نے کی التجا
پھر اتنے مین بدخواہ نے آن کر
کہ افسوس بیدل یہ گرز ہے
مری تیغ بران تھی خارا شگاف
پھر اوسنے کیا میل کشتی وہان
کہ افراسیاب لاور کو یان
غرض اس سخن سے یہ تھا مدعا
شہا عہد پیمان یہ باہم تو کر
پذیرا کیا شاہ نے یہ سخن
جگر چاک اسکا وہین کیجیو
گیا کہکے افراسیاب دلیر
کیا زور رستم نے انجام کار
ولے دم جو پایا بداندیش نے
کیا یہ سوے رخش تا ہو سوار
کہ ہو رستم گرد سے ہم نبرد
تھا اوسکے پہونچا جو گرد دلیر
لگا کہنے لشکر سے پولادوند

کہ گردان گرد کا نور کا تھا قاعدار
روان پیشتر اوسنے رستم ہوا
لگا کہنے یون اے شہ ارجمند
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
کیا پہلوان گیو کے سر کو بند
رہائی سے شاہ پولادوند
علم کر کے پھر تیغ پولادوند
کیا خستہ سب گیو کو بھی وہین
کہا یون کہ اے پہلوان جہان
سوے رزمگہ رستم نامدار
تو گرز گران لیکے پولادوند
رہا زین پہ قائم دل ارجمند
کہ عاجز ہوا اب رستم کرپا خدا
روان تیغ کی کرکے کتف پہ
کہ لرزان سدا اہن کے البرز ہے
دوپارہ کرے سنگ آہن کو صاف
تہمتن سے کی خواہش دل عیان
طلب کیجیے تا کہ اے پہلوان
کہ رستم نے دھر رست اپنا کیا
کہ ہمت جا کے لشکر عقب
پھر آہستہ آکر سپہ سلطنت
توقف کو تم راہ مت دیجیو
فرود آکے گھوڑے سے دونوں دلیر
کہ دشمن نہ قائم سہا زینہار
کیا مکر بدخواہ بدکیش نے
گریزان ہوا اور [illegible] شہریار
حضور اوسکے ہے کوہ البرز گرد
تو گردان [illegible]
کہ [illegible]

یہان سے ہمین کچھ بھی حاصل نہیں
بھلا کسلیے ہو جسے گرم کین

چلو پھر بسوی دیار ختن
یہ کہکر گیا شہریار ختن

لگا کہنے پیران سے شاہنشہا
یہ لیکے شاہ ختن اٹھ گیا

ہوئی اس سبب سے یہ بیدل سپاہ
نہین ہے سو پیکار مائل سپاہ

مناسب نہین ہے توقف یہان
سو خانہ بس ہو چلے اب روان

غرض شب کو وان بصد اضطراب
گریزان ہوا شاہ افراسیاب

لگا ہاتھ رستم کے پھر مال و گنج
مبدل ہوا ساتھ راحت کے رنج

تہمتن نے ہر اک کو باصد طرب
کیا ملک توران کو تقسیم سب

فتح و ظفر لیکے پھر مال و زر
گیا پیش کیخسرو نامور

ہوا شاد کیخسرو نامجو
دیا گنج و زر رستم گرد کو

سوا اسکی سب مال و خزینہ بھی
تہمتن کو بخشا بفرط خوشی

کیا بزم و گیو کو پھر طلب
وہ توران سے آئی سپہ لیکے سب

جنگ رستم با دیو اکوان و کشته شدنش از دست رستم

کرون تذکرہ اب میں با آب و رنگ
سناؤن مین اکوان رستم کی جنگ

ہوا جشن آراستہ ایک روز
بتخت خسرو تھا جلوہ افروز

امیران و گردان ایران دیار
حضور اوسکے حاضر تھے سب نامدار

کہا ایک چوپان نے وان آن کر
کہ نکلے ہین اسپان اک گور خر

کہین امن دشت سے آگیا
کئی اسپ کو اوسنے ضائع کیا

یہ کہنے لگا خسرو پیل زور
نہین زور مین ہمسر اوس کے گور

تعجب سے حیرت کا ہے یہ مقام
کہ آکر کیا گور خر نے یہ کام

یہ سنکر وہین سوبدامن کہن
لگے کہنے یون پیش شاہ زمن

کہ ہے ایک اکوان دیو لعین
سر چشمہ صحرا مین مسکن گزین

ہوا دشت مین آشکارا آنکر
وہی دیو ہے صورت گور خر

سنا جبکہ یہ دیو کا ماجرا
تہمتن سے خسرو نے تب یون کہا

کہ ای پہلوان رستم پیلتن
ترا کام ہے کشتن اہرمن

نہین اور کو تاب یہ زینہار
یہ تکلیف بھی تو ہی کر اختیار

وہین لیکے گرز و کمند و سنان
تہمتن ہوا سوئے صحرا روان

سو گور خر جاکے پھینکی کمند
وہ غائب ہوا کچھ نہ پونچا گزند

پھر اکدم مین پیدا ہوا وہ لعین
یہ دیکھا وہین کھینچی تیغ کین

کیا چاہیے تھا زخم اوسپر رہا
نظر سے وہ پوشیدہ پھر ہوگیا

یہ سمجھا تہمتن یل پیل زور
کہ ہے بیگمان دیو اکوان یہ گور

غرض اسطرح سے وہ دیو پلید
گہے تھا نمایان گہے ناپدید

رہا تین دن تک تہمتن خراب
نہ آرام تھا دنکو نے شب کو خواب

بروز چہارم سوار دلیر
ہوا اوس صحرا مین آرام گیر

گیا خواب مین جبکہ وہ پہلوان
تو پھر آگئے دیو اکوان وان

زمین کو شتابی سے پیدا کیا
اوٹھا کر تہمتن کو بس لیگیا

ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن
لگا کہنے تب اوس سے یون اہرمن

کہ دریا مین پھینکو تمہین یا کوہ پہ
جو ہو ہوش تو ایسا سمجھے کر

سمجھتا تھا یہ رستم شیرگیر
کہ برعکس ہے کار دیو شریر

کہا دیو سے پھینک دے کوہ پر
کہ تا استخوان ریزہ ہون سر بسر

اوسے دیو ناپاک نے پھر وہین
دیا پھینک دریا مین از روی کین

گرا جبکہ دریا مین تب بیدرنگ
سو رستم کو دوڑے سے نہنگ

جوانمرد اوس وقت لایا پناہ
سوئے آفرینندۂ مہر و ماہ

ز روی دلیری قلم کر کے تیغ
لگا قتل کرنے اونھین بیدریغ

یل پیلتن خوب تیراک تھا
دلیر و جوانمرد و بیباک تھا

شناور تھا یکدست سے پہلوان
بدست دگر تھا ستیزہ کنان

بعون عنایات و لطف خدا
کنارے سے یہ پہونچا وہ جنگ آزما

سلاح و لباس اپنا کر خشک وان
ہوا پھر سوئے دیو اکوان وان

یہ اوس چشمہ پہ رفتہ رفتہ گیا
کہ گھوڑ دوڑ کا یعنی چراگاہ تھا

جوانمرد کا رخش چرتا تھا وان
ہوا پھر سوار اوسپہ وہ پہلوان

جو چوپان تھا خسرو کی سرکار کا
وہان اوسنے گلے کو رکھانا تھا

سپہدار توران کا گلہ بان
کہین اپنے گلے کو لایا وہان

روان لیکے گلہ ہوا پیلتن
سو خسرو نہین چروان زمن

خبر پاکے چوپان افراسیاب
سوئے رستم گرد آیا شتاب

اوسے دیکھکر رستم نامور
خروشندہ وان آگئے جون شیر نر

یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے
ہنر آزمائی مرا کام ہے

کٹھارا جو تھی شاہ افراسیاب
کیا پیشہ اوسکو تباہ و خراب

بھلا کس لیے تم مقابل ہوے
یہ مردانگی دیکھ حیران ہوے
ٹولے تھا وہ منزل بمنزل رسان
گیا کر کے یلغار رہبر خبر
کیے کشتہ پھر گرز سے بیدرنگ
وہ سرکردہ فوج توران دیا
طرف سے تھا خسرو کے اک ابدا
ہوا نہ لبوے بیابان ہوا
کہا دیکھے سوگند گر تو ہے مرد
دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو
یہ سنکر تہمتن نے ڈالی کمند
جدا دیو کے جسم سے کر کے سر
جو دیکھا سر دیو حیران ہوا
پھر اک جشن ترتیب شہ نے کیا
رہی بزم عشرت وہان چند روز
مرے دل میں ہے آرزوی وطن
وہ منزل گیا اوسکے ہمراہ شاہ
کہوں کیا میں ہی عجب داستان

عبث سوی پیکار مائل ہوے
وہ ناچار یکسر گریزان ہوے
کہ ترکونکی پہونچی سپہ ناگہان
مقابل ہوا اوسکے و شیر مرد
چہل نامداران ہنگام جنگ
ہوا جادہ پیما ے دشت فرار
گیا پیش اوسکے وہ جنگی سوار
لیے جنگ اکوان شتابان ہوا
تو اے دیو آسا سنے کر نبرد
لگا کہنے رستم سے کر کے غریو
کمر کو کیا دیو اکوان کے بند
شتابی سے فتراک سے باندھکر
تہمتن کا خسرو ثناخوان ہوا
مہیا تھا اسباب سب عیش کا
رہا دور جام مے دل فروز
مجھے کیجے رخصت کہ سوے وطن
تہمتن کا افزون کیا عز و جاہ

یہ کہکر وہین کھینچکر تیغ تیز
تہمتن ہوا پھر روان پیشتر
خبر پا کے رستم کی اک نامدار
کیے کشتہ گردان بہت بیشتر
سوارونکو یکدست کر کے تباہ
بفتح و ظفر رستم پہلوان
وہ گلہ بھی اور چارپیل بلند
پہونچکر سر چشمہ وہ پہلوان
نہین کار مردان پیکار جو
کہ جنگ نہنگان سے ہو کر رہا
بیک ضرب گرز گران پھر وہین
روان کیے پھر پیش خسرو کیا
طلب کر کے سیم و زر بے شمار
بہم خسرو رستم نامور
کیا عرض رستم نے دن بعد ازان
تہمتن کو خسرو نے رخصت کیا
اب آگے بیان رزم بیژن کرون

کیا قتل کتنوں کو وقت ستیز
نگہبان تھا گلے کا شام و سحر
سپہ لیکے اور پیل جنگی ہزار
کیا قتل کتنوں کو شمشیر سے
لیے گردنے چار پیل سیاہ
ہوا پیشتر پھر وہاں سے روان
سپرد اوسکے کر کے یل ارجمند
خروشان ہوا شکل شیر ژیان
کہ آزار دین خواب مین مرد کو
پھر آیا سیاں تو بر ے دنما
پریشان کیا منغر دیو لعین
شہنشہ نے اعزاز اوسکا کیا
کیا رستم پہلوان پر نثار
ہوے مائل عیش شام و سحر
کہا اے خسرو خسروان جہان
بہت مال اور گنج اوسکو دیا
کہ ہن قصہ کوتاہ کی سے لکھون
کہ سننے سے ہو اشک جسکو روان

رفتن بیژن پسر گیو بطرف ارمان برای

جنگ گرازان و فریفتہ شدن منیژہ دخت افراسیاب بجمال بیژن پہلوان و ہمراہ بردنش بشبستان خود و خبر یافتن افراسیاب ازین ماجرا و قید کردن در چاہ تاریک و رہا کردن رستم از بند و رفتن سوے ایران

کہیں آ گئے ارمانیان ایکروز
کہ ارمان میں خسرو سرفراز
ستم سے گرازونکے ہم آگئے یہان
اوٹھا بیژن پور گیو سپہ
وہ گیو بولا کہ اے شہریار

حضور جہاندار گیتی فروز
تعدی کتان میں ہزارون گراز
نظر کر بحال ستمدیدگان
شہ شیر صولت سے بولا وہ پیر
یہ کار آزمودہ نہیں زینہار

ابان غریبان و بیچارگان
تجھ پور میں زحمت نہ رکھ تجھ
یہ خسرو نے سنکر نظر کی وہین
مجھے حکم ہوا ے شہ نامجو
یہ سنکر لگا کہنے گر و پیر

لگے کرنے فریاد و شور و فغان
ستاتے ہیں مردم کو شام و سحر
سو پہلوانان ایران زمین
کردن قتل خوکان خونخوار کو
جوان ہون و لیکن تبدیر پیر

یہ کہکر وہین بیژن پہلوان
گرازونکو بیشے مین پہونچا وہ جب
نہ زنہار گرگین مددگار تھا
وہین کھینچکر خنجر آبگون
گرازان خونخوار کو قتل کر
بفتح و ظفر خرم و شادمان
کہ یان دشت ہے ایک رشک جنان
وہ ہر سال آتی ہے وان سیر کو
کہ صحرا مین ہے اندنون نازنین
سنا وصف جب ماہ رخسار کا
کہ بیٹھی ہوئی ہے بناز و ادا
مہیا ہے وان بادہ و چنگ و رود
ہوا پہلوان عاشق دلستان
کہ کوئی نہین آسکے ہے یہان
منیژہ نے دایہ سے پھر یون کہا
شتابان ہوئی دایۂ خوشخصال
لیے جنگ خوکان مین آیا ادھر
مجھے شوق دیدار لایا یہان
کیا اور بھی اوسکو امیدوار
یہ سنکر گئی دایہ با صد طرب
گئی دایہ پھر پیش بیژن دوان
لگا کہنے گرگین مین ٹھہرون یہان
یہ جانا کہ وان بیژن پہلوان
وہین لیکے بیژن کے شبدیز کو
کیا پھر محبت سے وان ہمکنار
ہوئی بادہ پیما بفرط طرب
ہوا مستی بادہ کا جبکہ جوش
نہفتہ کیا قصر مین رات کو
بہت دل مین اپنے پشیمان ہوا

ہوا شاہ سے ہوکے رخصت جوان
گرازان مقابل ہوئے آکے سب
فقط وہ جوان گرم پیکار تھا
دلاور نے اوسکو کیا غرق خون
کیا دشت کو بحر خون سر بسر
رہا جاکے پھر دشت مین پہلوان
ہر اک رنگ کی گل شگفتہ ہین وان
لیے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو
لیے سیر اوس جا اقامت گزین
ہوا دل سے مشتاق دیدار کا
لیے ساتھ اپنے کئی دلربا
گل و سرو و مینا و جام و سرود
ہوئی دلستان عاشق پہلوان
عجب ہے کہ یہ بیشہ اور یہ جوان
کہ تو اس جوان کے ذرا پاس جا
ہوئی جاکے بیژن سے پرسان حال
کیا ذبح مینے انھین سر بسر
بعز و تمنا مین آیا یہان
کہا پھر یہ تدبیر کر ایک بار
کہی دستانے حقیقت یہ سب
لگی کہنے اوس سے کہ ای پہلوان
تری پاسبانی کو ای نوجوان
اسیر بلا ہوویگا بیگمان
روان سوئے ایوان ہوا کینہ جو
منیژہ نے بیژن کو بے اختیار
رہے عیش سے وان روز و شب
رہا کچھ نہ زنہار بیژن کو ہوش
رکھا سب سے پوشیدہ اس بات کو
نہایت دل اوسکا پریشان ہوا

ولے اوسکے ہمراہ گرگین گیا
گرازون سے بیژن ہوا ہم نبرد
گراز ایک آیا سو پہلوان
غرض اسطرح سے بگرز و خدنگ
لگا دی وہان آگ بھی چار سو
کئی روز مشغول عشرت رہا
منیژہ ہے اک دخت افراسیاب
یہ گرگین نے قصہ کیا جب بیان
ہر اک نے منیژہ کی تعریف کی
جو پہونچا وہان بیژن نامور
کنیزان ہین پیرامن نازنین
گیا بیژن گرد جب متصل
لگی کہنے وہ غیرت ماہتاب
چلا آیا اسطرح سے بے خطر
شتاب اس سے احوال دریافت کر
یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جوان
سنا مینے یہ دخت ہے خوبرو
یہ کہکر اوسے دی وہ انگشتری
کہ دیکھون منیژہ کی پاس آنکر
منیژہ یہ بولی کہ لاؤ اوسے
منیژہ نے تجکو کیا ہے طلب
ہر اک طرح تھا گرچہ گرگین گربز
گیا جب ادھر بیژن نامدار
گیا جبکہ بیژن تو وہ نازنین
ہوا جب ہم آغوش آرام دل
بروز چہارم ہوا بیخبر
عماری زرین مین پھر ڈالکر
ہوا جبکہ بیدار او ہوشیار
لگا کہنے اے کردگار جہان

بحکم جہاندار کشورکشا
لگا کرنے شیری طرح شور شر
کہ پارہ کیا جوشن پیلتن
ہزارون کیے کشتے ہنگام شتاب
چلے سب گرازان بیکار ہو
پھر اک روز گرگین نے اوس سے کہا
نہین دور کشتی اوسکی نہ آفتاب
لگے کہنے تب اوسکے باشندگان
بیان حسن کی اوسکی توصیف کی
تو یہ دور سے اوسکو آیا نظر
ستارے ہون جون گرد ماہ مبین
ہوا شیفتہ تب منیژہ کا دل
کہ ہے اسقدر خوف افراسیاب
نہ کچھ کیا کچھ بھی اسنے حذر
کہ یہ آن پہونچا ہے کیونکر ادھر
مرا نام ہے بیژن پہلوان
ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو
جسے دیکھ حیرت مین ہو حور بھی
تماشائے رخسار رشک قمر
مرے پاس لاکر بٹھاؤ اوسے
گیا ساتھ اوسکے وہ با صد طرب
ولے کینہ آور تھا مانند گرگ
یہ بدکیش ٹھہرا وہان زینہار
گئی سوئے خرگاہ اوٹھاکر وہین
میسر ہوا اسکا ہر کام دل
گیا خواب مین بیژن نامور
منیژہ اوسے لیگئی سر بسر
گرفتار حیرت ہوا نامدار
تو ہے عالم آشکار و نہان

پڑھے مجھپہ گر کین نے صد ہا فسون
منیژہ نے کی جمع خاطر کمال
فدا ہو گئین اور تجھپہ قربان ہون
اگر شاہ توران سے پہونچے ضرر
یہ کہکر لگے پینے باہم شراب
نتھا دخل نا محرمونکو وہان
پھری گردش چرخ انجام کار
گیا وہ مین دربان خانہ خراب
ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین
شنیدہ کا ہرگز نہین اعتبار
وہ ہے لائق قید و بند گران
کہ لیجا سواران بیکار جو
یہ سنکر ہو گرشیوز کینہ خواہ
در کاخ مسدود آیا نظر
جو دیکھا ہو پیچکر درجانہ پر
نہ چنگ و دف و رود تنہا ہین ان
شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہے
کہ یان ہے نہ توسن نہ گرز و خدنگ
نہین کوئی اس دم مددگار ہے
دلیرانہ آیا در خیمہ پر
مقابل ہوئے جو کوئی جوان
تو زندگی کرے مجھسے گر ایکبار
جو دیکھا کہ بیژن دلیر جوان
کیا ساتھ بیژن کے عہد استوار
لیے ہی گیا سوے افراسیاب
گیا وہ گرفتار جب پیش تخت
لگا کہنے بیژن کہ اے تاجور
مرا یار گم ہوگیا ناگہان
یکایک ہوا اک پری کا گذر

سو راہ بد وہ ہوا رہنمون
کہا یون کہ دل کو نہ کر پائمال
رضا جو تری ہو دل و جان ہون
تو جان ہو مری تو آگے سپر
ہوئے دولت وصل سے کامیاب
کسی پر نہ یہ راز تھا کچھ عیان
کہ یکسان نہین انتہا روزگار
کیا عرض یون پیش افراسیاب
فراہان سالار کو اس مین
کوئی جا کے وان دیکھئے ایکبار
عقوبت ہے اوسپر نہایت گران
تو محصور کر جا کے اب کاخ کو
گیا تا در کاخ لیکر سپاہ
شکستہ کیا در کو پھر زود تر
تو اک مرد بیگانہ آیا نظر
سہ صد حور چہرہ پرستندگان
یہان اسطرح سے تو گستاخ ہے
کرون کسطرح ساتھ دشمن کے جنگ
جہان آفرین بس مددگار ہے
خروشان ہوا آکے جون شیر نر
تو کھوئی سر اپنا وہین رائگان
چلون ساتھ تیرے سوئے شہریار
کرو ہی کشتہ لشکر کو اب بیگمان
لیا اوس سے وہ خنجر آبدار
کشان سر برہنہ بحال خراب
کہا شاہ توران نے اے نیکبخت
بجنگ گرازان مین آیا ادھر
سو دشت آیا تفحص کنان
اوڑا لیگئی مجکو وان آن کر

اسیر بلا اوسنے مجکو کیا
جو انکو دیکھا پیش ہو رزمگاہ
سے گھر کو اپنا ہی تو خانہ جان
تو اب شب تو سحر نوش کر جام مے
شب و روز رہنے لگی ہمکنار
کئی سال گذری بعیش و سرور
خبردار دربان ہوا ناگہان
کہ شاہا گیا ننگ دنیا مین مفت
بلا کر کہا مصلحت اب ہے کیا
اگر کاخ مین غیر کو بار ہے
سخن شاہ نے سنکے سالار کا
شبستانمین دیکھی کسیکو اگر
سنی بانگ قانون چنگ و رباب
گیا اندرون محل کینہ خواہ
منیژہ ہی اور وہ جوان ہمکنار
یہ دیکھا تو گرشیوز کینہ جو
ہوا سنکے بیژن کو تب اضطراب
ہوا بخت برگشتہ انجام کار
یہ کہکر وہین لیکے نام خدا
کہ بیژن ہو تمہین پور گیو دلیر
ہین اس خنجر تیز سے اب کرین
رہا شاہ مجھپہ نہ رکھی ستم
گرفتار کرنا ہے دشوار تر
ہوا ہاتھ سے جبکہ خنجر جدا
ہو طالع نیک یاور اگر
ترا کیونکہ توران مین آنا ہوا
لگا کرنے صید افگنی بعد جنگ
ہوا خفتہ پھر مین زیر درخت
نمودار پھر فوج توران ہوئی

ہو جس اوس سے لے یار اسبانگا
کبھی شادی و عشرت و بزمگاہ
مری جان مجکو نہ بیگانہ جان
کہ ہرگز نہین جا ہے اندیشہ ہے
نتھا کار جز عیش وان زینہار
قرین عیش و عشرت غم و رنج و درد
ہوا اوسکو اندیشہ خوف جان
منیژہ کا اک گرد ایران ہے جفت
فراہان لگے یہ عرض شہ سے کیا
تو پھر اسمین کیا حاجت تکرار ہے
یہ گرشیوز کینہ جو سے کہا
تو لے آ کشان یان سے اوسکو باندھکر
لیا گھیر ہر اک طرف سے شتاب
گیا پھر ادھر تھی جدھر رشک ماہ
بہم لے صبا با نہ ہین بادہ خواہ
ہوا نعرہ زن یون کہ ہے کون تو
لگا کہنے کہا کرو مین پیچ و تاب
نہ ہرگز ہوا فق رہا زینہار
لیا کھینچ خنجر جو موزے مین تھا
شجاعت کی بیشے کا اک نرہ شیر
بہت نامدارونکو بس غرق خون
شفاعت کرے تو مری کھا قسم
کہ مرنے پہ اب ہے باندھی کمر
گرفتار بیژن کو اوسدم کیا
تو ہرگز نہ کچھ کام آئی ہنر
شبستانمین کسطرح جانا ہوا
خوشی سے تہ چرخ فیروزہ رنگ
ہوئی خفتہ گویا مرے ہاں بخت
عماری اک اوسمین نمایان ہوئی

پری نے سہو نچکر غضب یہ کیا
اثر سے فسون کے وہین بیخطر
نہین تھی پری بخت گشتہ تھا
تو وہ ہی کہ با گرز و تیغ و خدنگ
نہین ست تھا سخن زینہار
مر البتہ کرنا کچھ آسان نتھا
دلیران و ترکان جنگی سوار
رہے زندہ ترکو نسے گر اک سوا
لگا کھنچنے کھینچ اسکو اب دار پر
برادر نتھا نے کوئی یار تھا
یہ انبوہ دیکھا تو حیران ہوا
یہ کہکر وہ سردار والا خطاب
نہ بیٹھا تو شہ نے یہ سنکر کہا
جو پیران نے دیکھا یہ لطف و کرم
کئی بار دی بیشتر سے پند
کہ کین سیاوش کو تازہ نہ کر
کہا شہ نے زندہ اگر چھوڑ دون
یہ سنکر وہ ہو روسپید اوسے
اور اک دیو اکو انے سنگ گران
منیژہ کو بھی پا نسے لیجائیے
کیا قید بیژن کو لیجا کے وان
کہ دختر یہ ایذا نہ کھینچے روا
سبب سے محبت کے اور چاہ کے
وہ بیژن کو روز نسے پہونچاتی تھی
سنو کارسازی جہان آفرین
کہان ہے تبا بیژن پہلوان
جو پہونچے تو اک بیشہ آیا نظر
ملا نے گرازان تہ خون و خاک
بیابان مین اک گور آیا نظر

کہ مجکو عماری مین بٹھلا دیا
پری رو مجھے لیگئی اپنے گھر
کہ جسنے کیا یون اسیر بلا
کہ دا اسپ کرتا تھا بیشہ مین جنگ
تو جانبر نہو ویگا انجام کار
ولے تیرے داماد نے کی دعا
مقابل ہے گرشہ یکبار
تو مت کہہ مجھے بیژن نامدار
نگون بخت کو تو نگونسار کر
خدا لیکن اوسکا مددگار تھا
یہ پیران ویسہ نے سنکر کہا
شتابی گیا پیش افراسیاب
گزارش تو کر اب ہے کیا مدعا
تو بولا کہ اے شاہ عالی ہمم
نہ شنوا ہوا جب شہ ارجمند
درخت بلا کو نکر بارور
تو دنیا مین رسوا و بدنام ہون
کہا شاہ نے اپنے داماد سے
بیابان مین پھینکا جو تھا اکجوان
نگونسار بیشے مین لٹکائیے
کوئین کے رکھا منہ پہ سنگ گران
گرسنہ اسکو پہونچائیے مت شہا
رہی جاکے نزدیک وس چاہ کے
کچھ اک اوسمین آب بھی کھاتی تھی
کہ گرگین گیا سوے ایران زمین
یہ راز نہان سربسر کر عیان
بڑے خانجا تھے بریدہ شجر
کیا دشت کو ہمنے خوکان سے پاک
پسندیدہ و خرم و خوب تر

عماری مین بیٹھی جو تھی نازنین
سنی ہمین زنہار سیر اگناہ
لگا کہنے پھر شاہ توران یار
اور اب دست بستہ بشال زنان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
تو اک تو سن گرز اب دے مجھے
تماشا تو پھر دیکھ میدان مین
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
اوسے لیگیا وہ سردار جب
سنو کارسازی کا حق کی بیان
کہ یارو نہ جلد یکو یان اہ دو
ہوا ایستادہ اوسپے دیوان
اگر گنج مطلوب ہو دون تجھے
نہ کر بیژن نامور کو ہلاک
ہوا کام سے دست بردار تب
سیاوش کو جو قتل تونے کیا
کیا سنکے پیران نے پھر یون بیان
کہ کر چاہ تاریک مین اسکو بند
دہن پر تو رکھ چاہ کے اب سنگ
بفرمودہ شاہ افراسیاب
منیژہ کی مان دوڑی آئی شتاب
شفاعت ہوئی گو عقوبت سے پر
گدائی وہ کرتی تھی ہر صبح و شام
جہان آفرین داور داد رس
کہا گیو و گودرز سے جاکے جب
یہ گرگین نے پاسخ دیا گیو کو
گرازان خونخوار آئے وہین
ہوے وانسے پھر سوے ایران ان
طرف اوسکی دوڑا کے شبدیز کو

پڑھا اوسنے افسون پری نے وہین
نہ آلودہ عصیان سے ہی رشک ماہ
کہا ای بخت برگشتہ روزگار
یہ گفتار مستانہ کہتا ہے یان
دیا بیژن پہلوان نے جواب
کہ دکھلاؤن اپنی دلیری تجھے
کرون قتل سبکو مین اگر آؤن مین
یہ کر شیوۂ کینہ جو سے شتاب
کیا خلق نے آ کے انبوہ تب
کہ پیران اودھر آگیا ناگہان
ہلاک اس جوان کو ابھی مت کرو
کہا شہ نے آ بیٹھ اے پہلوان
اگر تاج چاہے تو بخشون تجھے
ذرا دلمین کر خوف یزدان پاک
ولے پھر مین کہتا ہون اے شاہ اب
تو پھر کیا اوٹھا یا بھلا فائدہ
کہ رکھیے گرفتار بند گران
ہر اک طرح سے اوسکو پہونچا گزند
نہ زنہار اس بات مین کر درنگ
سنا جب لقا اوس کینہ جو نے شتاب
کیا عرض یون پیش افراسیاب
کیا شہ نے دختر کو گھر سے بدر
جو کچھ ہاتھ آتا اوسکو طعام
ہوا آخر کار فریاد رس
لگا پوچھنے گیو گرگین سے تب
کہ نزدیک ارمان ہم ای نامجو
ہوئی اونسے ہم گرم پیکار وہین
طرب ساز و شادان و خندان و گلفشان
شتابان ہوا بیژن نامجو

سو بیژن آیا وہ مانند سیل
ولیکن ہوا گور واں سے رواں
نہ زنہار بیژن کا پایا نشان
ہوا دل مرا سخت اندوہگین
یہ سنکر سخن ہا ے بے اعتبار
یہ جانا کہ گرگین بدکیش کا
اسے پیش کیخسرو نامدار
کہ تو لیگیا تھا مرے پور کو
کرے ہی تو اب مکر کی گفتگو
شتابی سے پھر تیغ کین کھینچکر
دو صد تازیانے لگائے وہین
گیا گیو لیکر اوسے پیش شاہ
مرا ہا ے تھا ایک نور بصر
کرے ہی یہ گفتار مکر و فریب
پہونچ داد کو میری ای شہریار
کہ گرگین نے تجسے بیان کیا
شہنشہ نے گرگین کو دین گالیان
نظر کر کے وہ طالع و وقت پر
یہ سنکر کہا شہ نے پھر گیو کو
چھڑالاؤن بیژن کو اب بند سے
کہ اختر شناسو کی گفت کا
نشان یاد دین اوسکا تو فرمائے
تو نوروز کا کیجیو انتظار
ہوا گیو شاداں یہ سنکر سخن
یہ کہکر گیا پہلوان اپنے گھر
سوے ہر طرف وہ تفحص کنان
گیا گیو با جستجو حد سے الم
طلب کر کے پھر جام گیتی نما
بہت غور سے تھا نظارہ کناں

خروشان ہو جوشندہ جون پیل
عقب اوسکے تھا بیژن پہلوان
نہ دیکھی کہین صورت پہلوان
کئی دن ہوا وان اقامت گزین
ہوا گیو بے اختیار اشکبار
کرے خنجر تیز سے سر جدا
تو جا لیکے اے پور فرخ شعار
کہان گم کیا تو نے ای کینہ جو
ملاؤن تری خاک مین آبرو
کرون مین جدا جسم سے تیرے سر
کیا خستہ گرگین کو از روے کین
بچشم پر آب و دل کینہ خواہ
کہ دل شاد تھا جس سے شام و سحر
کہ سنکر اوڑا بس قرار و شکیب
کہ گرگین نے مجکو کیا سوگوار
سنا تھا جو اوسنے وہ شہ سے کہا
کیا پھر گرفتار بند گران
لگے کہنے پھر پیش شہ نامور
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو
ملاؤن تجھے تیرے فرزند سے
اوسے کچھ بھی زنہار با ڈر نتھا
خبر دین ہمین آنکر شاد و شاد
کہ جب آوے نوروز و فصل بہار
دعا دی کہ ای سرور انجمن
وہین پھر سواران پرخاش جو
ولیکن کہین کچھ نہ پایا نشان
دل زار بیتاب و چشم پر نم
لگا دیکھنے شاہ کشور کشا
سو ہفت کشور شہ خسروان

شتابی سے بیژن نے ڈالی کمند
نظر سے ہوا گور بیژن نہان
ولے توسن بیژن نامدار
غرض باغم و درد آیا یہان
یہ سمجھا کہ بیشک ہوا وہ جوان
کہا لیک گودرز نے پھر وہین
وہین گیو پھر با دل دردمند
کیا تو نے مجکو تباہ و خراب
تجھے پہلوون پیش خسرو ابھی
پکڑ بال گرگین کے پھر بعد ازان
ہوا اٹھا لیکون سر بسر جسم زار
کیا عرض ای شاہ گیتی پناہ
اوسے کر کے گم آپ آیا یہان
بجز توسن بیژن پہلوان
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
پھر احوال گرگین سے پوچھا تمام
کیا شہ نے پھر سو بدانکو طلب
کہ توران مین ہی زندہ وہ پہلوان
سو ملک توران مین بھیجون سپاہ
یہ کہتا تو تھا خسرو پاک دین
کہا شاہ نے پھر کہ ای نامدار
سبادا نہو وے اگر آگہی
نظارہ کرون جام گیتی نما
جہان مین تو رہ جب تلک ہر یہان
روانہ کیے گیو نے چار سو
جو نوروز فرخ ہوا جلوہ گر
جو خسرو نے دیکھا اوسے بیقرار
ستارے جو ہین سات افلاک پر
نشان بیژن نامور کا کہین

کرے گور کے سر کو تا وہین بند
شتابان ہوا مین تفحص کنان
جو دیکھون تو صحرا مین ہے بے سوار
یہ توسن جو پایا سو لایا یہان
اگر تھا رنج و بلا نا گہان
کہ بس کھینچ اسپر تو اب تیغ کین
یہ گرگین سے بولا بآنگ بلند
گیا چشم و دل سے مری صبر و خواب
لوے اوسے اس حقیقت سے دون آگہی
اوسے لیجلے واں سے گرگ کشان
ہوا اب وہ بیہوش انجام کا
ہے سر پہ آئی یکایک بلا
یہ گرگین بدکیش نکبت نشان
نہین اور بیژن کا ہرگز نشان
لگا گیو سے کہنے خسرو وہین
وہ بیہودہ کرنے لگا وان کلام
کہا دیکھو احوال بیژن کا اب
ولے ہی گرفتار بند گران
وہان جا کے ترکون سے ہو کینہ خواہ
ولے گیو کو تھا نہ ہرگز یقین
لیے جستجو بھیج ہر سو سوار
تو مت کیجیو صبر سے دل تہی
کہ دریافت احوال ہو گرد کا
بصد حشمت و دولت و فر و شان
کرین جا کے بیژن کی وہ جستجو
تو پھر پیش کیخسرو نامور
پریشان دل و مضطر و اشکبار
لگے تھے وہ اوس جام مین سر بسر
پدیدار رہتا تھا ہرگز نہان

سو کشور کرگساران نگاہ
اور اک دخت اوسکی ہی خارشگزار
مگر چاہ مین قید اور خستہ ہے
وہ بولا کہ اے خسرو نامجو
تہمتن ہی پیل افگن و شیر جنگ
ہوا گیو لے نامہ شہریار
زبان پر سخن اور آنکھون مین نم
کہ آرام سے اب وطن مین ہون
ولے بیژن نامور کا یہ حال
مرا بیژن پہلوان پور ہے
یہ کہکر بجنگ وہ دل فروز
جو نزدیک پہونچا یل نامدار
وہ پخت و جواہر مہیا کیا
ہوا رستم گرد کا مع خوان
لے بیژن پور گیو دلیر
زمین بوسہ دیکر وہ جنگ آزما
اگر سامنے آوے تیر و سنان
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
تہمتن یہ بولا کہ اے تاجور
شتابان ہوا اب بشکل بازرگان
یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان
گرانمایہ ہشت ادہم با دیا
شتر ہا پراز پرنیان و حریر
یلان نبرد آزما یک ہزار
تہمتن نے جب قصد توران کیا
تو گرگین کو رستم نے پاسخ دیا
کہا یہ سخن گرد نے جب بیان
کہ گرگین کو اب شہ رہا کیجیے
کہ بیژن رہا ہو کے آوے ادھر

پڑی جب تو کیا دیکھتا ہی وہ شاہ
کہ نسل کیانے ہی وہ گناہگار
سلاسل سے پابست و پابستہ ہی
شتابی سے پروانگی مجکو ہو
نہ کام اوسکے بن میں ہو رنگ
شتابان ہو رستم نامدار
فغان کھینچتا تھا بصد درد و غم
یہان لینے نہ زنہار جنبش کرون
ہوا سنکے ای گیو غمگین کمال
مرے دیدۂ زار کا نور ہے
رہے محفل آرا ہم تا سہ روز
تو دو ہین بحکم شہ نامدار
وہان تخت زر ایک برپا کیا
کہا تو ہی پشت و پناہ کیان
گوارا تو کر رنج اے نرہ شیر
دعا و ثنا کر کے کہنے لگا
ترے حکم سے ہین مؤثر عنان
یلان قوی جنگ جتنے ہین یان
سپاہ گران لیکے جاؤن اگر
کرون جا کے تدبیر ایسی وہان
مہیا کیا رخت سوداگران
وہ اشتر پراز گوہر بے بہا
تحائف ہر اقلیم کے بینظیر
گئے ہمرہ رستم نامدار
یہ گرگین نے اوسکو سنا اوسنے کہا
کہ صادر ہوئی تجسے ایسی خطا
ہوی پور گرگین کے زاری کنان
مرے ساتھ رخصت اوسکو دیجیے
تو جانبخشی اوسکی بھی ہو زود تر

کہ بیژن کنوئین مین نگونسار ہی
کیا شہ نے پھر گیو سے یون بیان
نہ اندیشہ کر رکھہ خدا پر نظر
کہ جاؤن چھوڑا لاؤن بیژن کو یان
مرا نامہ لیجا سوے سیستان
اوسے جا کے نامہ دیا شاہ کا
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
بہت مین کھینچے ہین رنج و محن
ترے درد سے مین جگر خستہ ہون
تو رکھہ جمع خاطر نکر اضطراب
بروز چہارم بسامان نو ساز
گئے اوسکے لانے کو سب پہلوان
بٹھایا تہمتن کو اوس تخت پر
مددگار گردان ایران دیا
کہ تیرے سوا دل نا مدار
کہ ای شاہ شاہان روے زمین
مین اس کام پر چست باندھو کمر
اونھین ساتھ لیجا نہیں چاہیے تو
تو ایسا سنو کہتا کے وہ پیچ و تاب
کہ آسان ہو یہ کار مشکل شتاب
جو طیار کیدست سامان ہوا
پراز جامہا سے وہ صد شتر
ہزار اشتر القصہ ہمراہ تھے
وہ پیش ہوے جانب کاروان
رہا کر کے اسے گرد فرخندہ خو
کہ لینا خطا ہی اب شہ تخت
کیا عرض رستم نے پھر لا جرم
یہ رستم کو خسرو نے پاسخ دیا
کرون ورنہ گرگین کو بیشک ہلاک

بصد رنج و خواری گرفتار ہی
ترا پور زندہ ہے ای پہلوان
کہ آوے رہا ہو کے تیرا پسر
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
کہ تا آوے یان رستم پہلوان
سب احوال بیژن بمفصل کہا
کہ اے گیو میرا ارادہ یہ تھا
نہین چاہتا دل کہ چھوڑون وطن
لے کار بیژن کمر بستہ ہون
کہ لاؤن رہا کر کے اوسکو شتاب
روانہ ہوا رستم سرفراز
وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان
وہان بیٹھا تو کیخسرو نامور
بخصم افگنی تو ہے پیل و شہار
نہین چارہ گر یان کوئی زینہار
ترا ہو نہین اک جسا کمترین
چھوڑا لاؤن بیژن کو اب دیر مت
روان لیکے ہو لشکر جنگجو
کرے قتل بیژن کو افراسیاب
ملے دست افسوس افراسیاب
تو رستم روان سوے توران ہوا
متاع گرانمایہ پاکیزہ تر
پراز تحفہ خوب و دلخواہ تھے
بنے سر بسر صورت ساربان
مجھے لیچل اب اپنے ہمراہ تو
ترا نام پیش خداوند تخت
حضور شہنشاہ کیوان علم
کہ یہ عہد مین نے ہے دلمین کیا
ملادون تن اوسکا تہ خون و خاک

ہوا خاص ان اسباب کا پہلوان
تہمتن غرض شکل بازارگان
ولیکن ہوا رستم شاد بہر
جو رستم نے دیکھا تو آیا شتاب
کیے پیشکش اور کیا عجز وان
لگا پوچھنے اے خجستہ جوان
رکھوں سو نہیں اے سرفراز
وہ بولا کہ تو شہر میں جا کے رہ
سوسے جبکہ آگاہ پیر و جوان
ہوا گرم بازار سوداگری
سو رستم کے در آئی دوان
خبر بیژن نامور کی کہیں
وہ ہے نوجوان گیو کا پور ہے
نہیں مجکو دربار میں شہ کے بار
نہیں گیو گودرز سے آگہی
لگی کہنے یوں کھینچکر اک آہ
کہ بیچارہ ہوں و ستمدیدہ ہوں
سر رحم سے پھر تہمتن وہیں
بیان کر کہ تو کون ہے کیا ہے نام
منیژہ میں ہوں دخت افراسیاب
پھروں ہوں نہیں ہر بحال تباہ
وہ یک چاہ تاریک میں قید ہے
کنوئیں کے دہن پر ہے سنگ گران
تو پہونچا سکیگی اوسے کچھ طعام
کہ لیجا تو یہ مرغ بریان و نان
وہ خاتم جو رستم کی تھی نام کی
کہ ہر مرغ در شب کھینچا تو آہ
منیژہ یہ بولی کہ بیٹے گیا
وہ بولا کہ اے گلرخ لالہ فام

ہوا ساتھ رستم کے گرگین ان
جہان کا ارادہ تھا پہونچا وہان
اقامت گزین جا کے بیرون شہر
حضور اوسکے کچھ تحفہ لایا شتاب
نہایت ہی پیران ہوا شادمان
تو ہے کون آیا کہاں سے یہاں
متاع گرانمایہ و دل پسند
مرے پاس اب شوق سے آ کے رہ
کہ ایران سے آیا ہے اک کاروان
ہر اک جنس کے تھے وہان مشتری
دو دیدہ گہر بار نالہ کنان
نہ پہونچی مگر سوی ایران زمین
پڑا قید میں سخت مجبور ہے
کسی سے بھی واقف نہیں زینہار
نکر مغز بیراہ تو ناحق تہی
کہ بیچارگی پر مری کر نگاہ
پریشان و دلریش و رنجیدہ ہوں
یہ بولا کہ زیر سپہر برین
ہوا زرد دیکھو عارض لالہ فام
کیا گردش آسمان نے خراب
لکھا تھا قضا نے یہی سر پہ آہ
ستمدیدہ چرخ پرکید ہے
کیا سنگ کا ماجرا سب بیان
وہ پہونچا دے تھی اوسے دم بدم
رکھی اوسمیں اپنی انگوٹھی نہان
یکایک جو ہاتھ اوسکے آئی لگی
سبب کیا جو سرگرم کیا قاہ قاہ
ترے عشق میں مال و جان کیا فدا
کہا اس نے تو یہ آج لائی طعام

ولیکن ہے یہ قید اوسکے پسر
کوئی شہر پیران ویسہ کا تھا
ہوا دل کو جب میل نخچیر کا
وہ اسپ گرانمایہ اک جام زر
ولیکن بجا لایا یہ کچھ زینہار
یہ پیران کو رستم نے پاسخ دیا
ہوا آگے وارد ترے شہر میں
نہیں مال کا تجھپہ تیار کچھ
تب آئے حضور شہ نامور
منیژہ نے یہ جبکہ پائی خبر
کہا یوں کہ اے مرد عالی گہر
کہ اب تک کوئی ہوا چارہ گر
ہوا پر غضب رستم نامجو
کہ ہوں میں تو اک مرد بازارگان
منیژہ لگی رونے پھر زار زار
نہیں چاہیے سرد مہری تجھے
یہ آئین ایران سے ہے دور تر
پڑا تجھپہ یکبارگی کیا غضب
منیژہ لگی کہنے کر کے فغان
محبت سے بیژن کی اے نامور
کہوں کیا میں احوال پر پیچ و تاب
بندھے ہے اوسکے زنجیر میں دو پا
دلاسا بہت دیکے وہ پیلتن
وہ طور اوسنے رستم سے ظاہر کیا
منیژہ نے جا کر دیا جب طعام
کیا قہقہہ دیکھ انگشتری
وہ بولا کہ رکھ راز کو تو نہان
دلی ابتلک بھی تو ہے بدگمان
کہا یہ منیژہ نے اوس سے بیان

بحکم شہنشہ بجا سے پدر
مقام اوسجگہ پیلتن نے کیا
سو وہ شست اک روز پیران گیا
کہ اوس جام میں بہا تھی گہر
کہ یہ شخص ہے رستم نامدار
کہ بازارگان ہوں میں ایران کا
کہ تو صاحب داد ہے دہر میں
کسی کو نہیں تجھسے بیکار کچھ
خریدار دیبا و اسپ و گہر
ہوئی تب شتابان وہ شاک تمر
تجھے کچھ ہے گودرز یا گیو کی خبر
کسیلئے نہ بیچارے کی لی خبر
کہا رو برو سے مرے دور ہو
نہ سردار ہوں میں نہ کچھ پہلوان
ہوئی دیدہ زار سے اشکبار
نکر دور تک رو برو سے مجھے
کہ بیچارگان کی نہ پوچھیں خبر
ہوئی جو گرفتار رنج و تعب
کروں حال اپنا میں کیا اب بیان
پڑی افسر و تخت سے دور تر
پڑا ناگہان اوسکے سر پر غضب
فغان و لبے کھینچے ہے صبح و مسا
لگا کہنے اوس سے کہ اے گلبدن
یہ سنکر تہمتن نے اوس سے کہا
ہوا بیژن پہلوان شادکام
لگی کہنے وہ میں وہ شاکی ہی
تو آگے ترے میں کہوں ہیجان
بڑا حیف ہے تجھسے اے پہلوان
کہ آیا ہے ایران سے اک کاروان

طعام اوسنے تیرے لیے یہ دیا
یہ پوچھہ اوس سے ای مرد زور آزما
شتابان ہوئی وان سے وہ دلربا
گئی نصف شب الغرض جب گذر
دہن پر کوئین کے رکھا تھا جو سنگ
کوئین مین جو وہ تھا گرفتار بند
وہ زنجیر توڑی وہین سر بسر
کرون ایک شبخون مین اسدم شتاب
اسیری سی بیژن کو کرکے رہا
جو مانند دزدان یہان آنکر
چلون تھے تیرے مین ای شیر مرد
غرض رستم و بیژن پہلوان
کیا پاسبانون کو یکسر ہلاک
ہوا پھر روان رستم نامدار
کوئین مین جو بیژن گرفتار تھا
تلافی کو بیژن کی آیا مین یان
سہونچکر تہمتن نے ازروے کین
ہر اک گرد اک زن مہ جمال
یلان نے کیا جا کے آرام و خواب
ہزار اوسکے ہمراہ تھے پہلوان
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
ولے ساتھہ میرے نہین تاب جنگ
دلیری و مردی و جرات مری
ہوا سنکے شرمندہ افراسیاب
دلیرانہ تم گرم پیکار ہو
سنی جب سواران نے گفتار شاہ
تہمتن نے لیکر وہین گرز و تیغ
ہوا جب کہ میدان مین کچھہ شتاب
کیے کشتہ و خستہ صدہا ہزار

سنا جب یہ بیژن نے تب یون کہا
تو بیژن کو کیونکر کرے گا رہا
تہمتن سے پیغام بیژن کہا
تہمتن نے اوسوقت باندھی کمر
دیا پھینک اوسکو اوٹھا سنگ بد
نکالا اوسے ڈالکر پھر کمند
لگا کہنے بیژن سے پھر نامور
کہ جو شبستان افراسیاب
دلیرانہ ساتھہ اپنے اب لیگیا
شتابش ہو خوف سے رہ سپر
کرون جا کے تورانیان سے نبرد
سو قلعہ با ہفت جنگ آوران
گئے قلعہ مین پھر وہ بیخوف و باک
سو خانہ شاہ توران دیار
ہوا بند سے آج بارے رہا
مرا نام ہے رستم پہلوان
سر تخت اک گرز مارا وہین
شبستان سے لیکر گیا خوش کمال
ولیکن دم صبح افراسیاب
نبرد آزمایان جنگ آوران
تہمتن نے کھینچا بہت انتظار
اگر تجھہ نہین ہے تجھے عار و ننگ
بہت آزمائی سپہ نے تری
سوارون سے بولا یہ کرکے عتاب
کہ یہ بیژن و رستم جنگجو
ہوئے حملہ آور سوے رزمگاہ
کیے قتل ترکان بہت بیدریغ
گیا سوے چین جب الٹے افراسیاب
پھر آیا بفتح و ظفر نامدار

یقین ہے کہ رستم ہے وہ کاروان
کہے تجھسے جو کچھہ تو وہ کیجیو
یہ کہکر بفرمان رستم وہان
لیے ہفت گردان جنگ آزما
پڑا سنگ جا کر سو دشت چین
گرفتار زنجیر پایا اوسے
کہ کھینچے بہت تو نے رنج و تعب
کہ تا اوسکو معلوم ہو یہ سخن
وگرنہ کہینگے یہ تورانیان
لگا کہنے یون بیژن نامدار
کیا منع ہرچند رستم نے پر
زروی دلیری شتابان ہوے
سپہ ساتھہ اونکے گئی گرم کین
یہ آواز دی جا کے دہلیز پر
ذرا سوچ دل مین کہ جور اسقدر
یہ آواز سنکر بصد اضطراب
پھر اکنا زمین پہ سپہر کہن
سوا اسکے کتنی سپہ بیکران
سپہ لیکے آیا پئے کارزار
مبارز لگا کرنے رستم طلب
کہا پھر کہ اے شاہ افراسیاب
کئی بار دیکھا ہے تو نے مجھے
زبون سخت ہین جیسے تیرے سوار
کہا ای نامداران توران زمین
نہ جانبر ہون سنکے اب زینہار
سواران توران ایرانیان
ہوے کشتہ تورانیان بیشتر
گیا اوسکے دنبال رستم دوان
زبر و بال تھا پشت افراسیاب

رہائی کو میری اب آیا یہان
تغافل کو تو راہ مت دیجیو
رہی وہ پری پیکر دلستان
سر چاہ پر وہ دلاور گیا
ملی اوسکے صدمے سے توران زمین
گلے سے شتابی لگایا اوسے
منیژہ کو تو لیکے جا یانئے اب
کہ آکر یہان رستم پیلتن
کہ نامرد تھا رستم پہلوان
بچاؤن تجھے چھوڑکر زینہار
گیا ساتھہ رستم کے وہ نامور
مقابل وہان پاسبانان ہوے
ولیکن ہوے کشتہ یکسر وہین
کہ کس لیے تو ای شاہ بیدادگر
روا کون رکھتا ہے داماد پر
گریزان ہوا شاہ افراسیاب
پھرا اوسنے لیکر دل ناجو
گئین آپ ہمراہ ایرانیان
ہوا سنکے رستم بھی دوہین سوار
کہ ہو ہم نبرد آنکے کوئی اب
اگرچہ تری فوج ہے بیحساب
کروی مینے تنہا ہزیمت تجھے
تو آیا عبث یان پئے کارزار
یہ ہی رزمگہ جا ہی عشرت نہین
نہ ایران کا زندہ رہی اک سوار
ہوئے گرم پیکار باہم وہان
رہے غالب ایرانیان سربسر
دو فرسنگ مانند شیر ژیان
گیا لیکے پھر سوے ایران شتاب

ستا جبکہ یہ مژدہ دلنواز — ہوا شاد کیخسرو سرفراز
گئے پیشوا نامداران تمام — ہوئے دیکھکر اوسکو سب شادکام

گیا جبکہ نزدیک درگاہ شاہ — تو آکر جہاندار گیتی پناہ
تہمتن کو با صد خوشی لیگیا — ثنا خوان ہوا رستم گرد کا

دعا و ثنا کی تہمتن نے بھی — شہنشہ کی لایا بجا بندگی
منیژہ بھی اور بیژن پہلوان — گئے جب حضور شہ خسروان

ہوا شاد کیخسرو پاک دین — ہوئے گیو و گودرز بھی خوش وہین
ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم — لگے رہنے مسرور و خرم بہم

ہوئی ختم بیژن کی اب داستان — سنو قصہ برزو پہلوان

جنگ کردن برزو با رستم و رسیدن افراسیاب در ایران و رفتن کیخسرو بمقابلۂ او با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب و باز رفتن بطرف توران

جو ناکام ہوکر بصد اضطراب — سوے چین گیا شاہ افراسیاب
تو آیا نظر راہ مین اک جوان — تنومند مانند پیل دمان

کہ ای بادشہ ہو یہ دہقان پسر — نہین جانتا لیک نام پدر
سنا ہے یہ مان سے کہ اک روز یہان — کہیں اک سوار آگیا ناگہان

ہوا آن کے وہ طلبگار آب — پلایا اوسے اوسنے پانی شتاب
ہوئی اوسکی دلمین عجب غالب ہوس — جوانی کیا اوسکو ہمخواب بس

روانہ ہوا پانی لے پھر وہ سوار — بحکم خدا یہ ہوئی باردار
خدا جانے تھا کون وہ پہلوان — نہین اوسکا معلوم نام و نشان

جو پیدا ہوا مین تو شاہنشہا — مرا نام مادر نے برزو رکھا
جو دیکھا اوسے شاہ نے پیلتن — روان ساتھ اوسکے کیا یہ سخن

مرا ایک دشمن ہے رستم بنام — دلیری و مردی مین مشہور عام
مجھے سخت اب اوسنے عاجز کیا — پراگندہ خاطر ہون صبح و مسا

اگر یہ نہووے تو جرات نہین — کہ ہو گرم کین فوج ایران زمین
گمان ہے یہ مجکو کہ ہنگام جنگ — تہمتن ترے ہاتھ سے ہووے تنگ

سنا جب یہ برزو نے تب یون کہا — کہ افسوس صد حیف شاہنشہا
تو اک گرد سے ہے زبون اسقدر — ترے ہی دلمین ہے خوف و خطر

لگا کہنے سالار عالی وقار — وہ یکتن ہے مانند یکصد ہزار
توانائی اوسکی بیان کیا کرون — بجا ہے اگر کوہ آہن کہون

نہ اوسپر ہو گرز دستان کارگر — نہ ہرگز کرے تیغ و ناوک اثر
یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان — کیا شاہ سے اوسنے پھر یون بیان

کہ پیدا ہمین جسم ستیزہ کرون — تو صد کوہ آہن کو ریزہ کرون
سپہ تیری اور تو بھی نامرد ہے — کہ دل یون تہمتن سے پردرد ہے

نہین ہے اگر رزم کی تجکو تاب — رکھا نام کیون شاہ افراسیاب
نہین تجکو شایان ہے نام شہی — نہین تجکو زیبا کلاہ مہی

یہ سنکر ہوا منفعل بادشاہ — ہوا اوس کے خواہان امداد شاہ
کہا یون کہ گر کشتہ ہو پہلوان — ترے ہاتھ سے رستم پہلوان

تو دون تجکو مین دختر شہ چین — کرون تجکو سالار اقلیم چین
قسم کھاکے برزو نے پھر پیش شاہ — کہا یون کہ ای شاہ خورشید جاہ

شہ چین کو اور شاہ ایران کو — کرون بند مین ہو بیکار جو
لگادونگا مین اب آگ ایران زمین — کرون خون روان زابلستان مین

ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب — سو خانہ برزو کو لایا شتاب
سراپردہ و فیل و اسپان زین — دو صد نازنینان باچین و چین

زر و اقمشہ گنج و لشکر دیا — سرافراز برزو کو شہ نے کیا
ہوا شاد برزوے گردن فراز — جہان مین ہوا الغرض بی نیاز

ملے اوسکی مان دوڑی آئی وہان — کیا آگے برزو سے اوسنے بیان
کہ ہے دولت جاہ جی کا وبال — اوٹھا جاہ و دولت کا جی سے خیال

تہمتن سے عہدہ برائی نہین — تجھے تاب جنگ آزمائی نہین
وہ قاتل ہے دیوان خونخوار کا — نہ کر قصد تو اوس سے پیکار کا

کئی بار دی اوسنے شہ کو شکست — کیا نامداران توران کو پست
تو اون نامداروں کے ہمسر نہین — دلیری مین اوس سے فزون تر نہین

وہ ہووے اگر رستم سے ہو دو چند — مرے آگے ہے پست پیل بلند
دیا پاسخ اوسنے کہ وہ شیرزاد — ہنر پہلوانی کے رکھتا ہے یاد

تو ہی کو دن محض اور بے ہنر
نہ لیکن ذرا لائق کار تھے
طلب کر کے مردان صاحب ہنر
اٹھارہ ہوا ان زدر آزما
یہ ہیں روی سم پنجہ وہ نامجو
جو استاد ہیں تیرے شیر و یلان
کہ ہے رستمی کا کچھ اسمیں فروغ
درشت و تنومند سپت و دلیر
ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب
کہ ہو ہمیں شتابی یہان سے روان
ہوا شادمان شاہ توران دیار
کہا نامداروں سے پھر یوں کہ اب
ہوا شہ سے رخصت یل شیر مرد
عقب تیرے میں بھی بصد فر و شان
کیے ہمرہ برزو سے نامدار
گئے سوی ایران یہ جس دم خبر
تعجب کہ اب وہ ہی تورانیان
کیا شہ نے رخصت بصد فر و شان
عقب اونکے شہ بھی بصد کر و فر
ہوئی اک شب و روز جنگ کلان
فریبرز اور طوس میدان میں
ہوا شادمان شاہ توران دیار
ہوا پر غضب رستم پہلوان
فریبرز اور طوس کو کر رہا
گئی نصف شب تھی کہ پہونچا وہان
سر تخت زرین ہے افراسیاب
فریبرز اور طوس بھی پیش تخت
اسیر انکو پھر لے گئے مردمان
اوٹھا ایک کو اپنی پھر پشت پر

نہ کھو مفت جان عزیز اپنی بیچ
موافق نہ برزو کے زنہار تھے
یہ بولا کہ برزو کو اب روز و شب
لگے کرنے تعلیم صبح و مسا
زبون روز کرتا تھا استاد کو
کہے تو کہیں باندھ لاؤں یہان
یہ گفتار ہے یا سراپا دروغ
حضور اوسکے اک پشہ ہے پیل شیر
دیا گنج برزو کو پھر بے حساب
سو خسرو و رستم پہلوان
طلب کر کے پھر تخت گوہر نگار
کرے اسکی فرمانبری روز و شب
بہت لیکے سامان جنگ و نبرد
پہونچتا ہوں لیکر سپاہ گران
سواران جنگی لیے دہ ہزار
تو بولا یہ کیخسرو نامور
برای وغا سوی ایران روان
روانہ ہوئے ہر دو نام آوران
جہاندار کیخسرو نامور
کہ جسکا نہیں ہو سکے کچھ بیان
جو آئے مقابل تو اک آن میں
ہوا غم زدہ خسرو نامدار
لگا کہنے اے خسرو خسروان
ترے پاس لاؤں بفضل خدا
اسیران بند بلا تھے جہان
خوشی سے پیے ہر پیالہ شراب
کھڑے ہیں بندھے دست و بازو سے تخت
کہ منظور تھا اونکا رکھنا جہان
شتابان ہوا رستم نامور

یہ سنکر گیا پیش افراسیاب
نئے اور طیار انجام کار
ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب
بعلم و ہنر وہ یگانہ ہوا
غرض برزوی پہلوان اک گرد
سنی شاہ توران نے یہ بات جب
وہ بولے شہا برزوی پیلتن
شتاب اور برزو کو ہے میل رزم
لگا کہنے برزو کہ اے بادشاہ
نہ خسرو رہے اور نہ رستم بجا
یہ بولا کہ اے برزو ہی نیک بخت
وہ بیٹھا جو بالائے زرین سریر
یہ بولا سپہدار توران دیار
وہ سردار جنگ آور و ذو الکرام
شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
کہ گردان ایران جو کرتی تھی عزم
فریبرز اور طوس کو پھر شتاب
سواران جنگی و مردان کار
فریبرز اور طوس کی فوج جب
ہوئی فوج ایرانکو آخر شکست
اوٹھا زین سے برزو اونھیں لیگیا
طلب رستم نامور کو کیا
تو رکھ جمع خاطر کہ جاؤں شتاب
یہ کہکر گیا رستم جنگ جو
یہ سمجھا کہ برزو کی خرگاہ ہے
چپ و راست با خاطر شادمان
یہ کہتا ہے اونکو وہ کمبخت شاہ
نگہبان جو غافل ہوا تھے وہیں
اوٹھا دوسرے کو وہ تہمتن یل

سلاح و سلب اسکے لایا شتاب
مہیا کیے بعد ازان شہریار
کرو کوشش و جہد ہر روز و شب
سر سروران زمانہ ہوا
لگا کہنے اے شاہ گیتی فروز
لگا پوچھنے پہلوانوں سے تب
نہیں آدمی ایک ہے اہرمن
غرض رزم کو وہ سمجھتا ہے بزم
مرے ساتھ کیجے تعین سپاہ
کرون تجکو ایران کا فرمانروا
تو با صد طرب بیٹھ بالائے تخت
تو کیسر کو کرد فرمان پذیر
کہ رہنا شب و روز تو ہوشیار
کہ ہومان تھا اور بارمان جنکا نام
سپہدار با لشکر بیکران
نہ ہوتی تھی ترکونکو پھر تاب رزم
لیے جنگ گردان افراسیاب
گیے ساتھ اونکے دہ و دو ہزار
گئے سامنے فوج برزو کی تب
سواران توران ہوئے چیرہ دست
بہ بند گران اونکو بستہ کیا
یہ احوال خسرو نے اوسسے کہا
سو پہلوانان افراسیاب
وہ لے گیا ساتھ گستہم کو
جو دیکھا تو بیٹھا وہان شاہ ہے
نشستہ ہیں پیران برزو وہان
کرون قتل مثل سیاوش نگاہ
تہمتن نے کھینچا تیغ کین
سراپردہ سے وہ ہین آئے نکل



وہ بند گران زور سے سر بسر
سراپردہ مین شاہ توران کے
کہ وہ گرگ ہوگا تہمتن مگر
کہ لیکر سپہ جا سوے رزمگاہ
سنا جبکہ خسرو نے شور و فغان
نظر کرکے بیژن کی ترکیب کو
تجھے سر کو توڑون ابھی گرز سے
سمجھا ہے کہ سیکھو مجھے سے ہنر
بہر کر کہ دیدہ ہاتھ مین لی کمان
سپاہی ہوئی بارش تیر پر

شکستہ کیے ایکطرف بیٹھکر
یہ چرچا ہوا کوئی گرد آ نکے
اسیرونکو جو لیگیا آن کر
وہین آنکر برزو کینہ خواہ
کہا تب کہ اے رستم پہلوان
قرین تحیر ہوا جنگ سا جو
سمجھیو نہ تم مجکو البرز سے
لڑے ساتھ سخت تند ہوا شتلم
خدنگ ایک اٹھا لا سو پہلوان
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر

غرض با دل خرم و شادمان
وہ بندی جو تھے یان انکو نکال لیگیا
دم صبح کہا کر بہت پیچ و تاب
خروشان ہو سپید نہیں کہنے لگا
تو برزو سے اب جا ہو گرم جنگ
کہا نعرہ زن ہوکے مانند شیر
لگا کہنے برزو کہ اے پہلوان
اگر تو ہے آتش تو مین بھی ہون آب
تہمتن نے اک تیر مارا وہین
بہم پھر ہوے لیکے گرز گران

گئے پیش خسرو وہ نامآوران
سپہدار سنکر یہ کہنے لگا
لگا کہنے برزو سے افراسیاب
کہ اے رستم اب با سپہ ہے آ
یہ سنکر گیا پیلتن میدان کو
کہ جا کے تہمتن مین آیا لیک
تو ہی پیر دیرینہ مین ہون جوان
نہین آب کے آگے آتش کو تاب
لگے سے اسطرح و تیر اب گرم کین
نبرد آزما ہر دو جنگ آوران

بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی
کیا زور اتنا پکڑ کر کمر
تہمتن نے جانا بڑا ایک کوہ
وہ لے از رہ عقل و فہم و ذکا
تہمتن سے برزو یہ کہنے لگا
ترے دست و سر کو ہنر نجہ کیا
یہ برزو نے اندیشہ دل میں کیا
پر اتنے میں آخر ہوا روز تب
سہم جب پذیرا ہوا یہ سخن
جو برزو گیا پیش افراسیاب
مقابل ہوا مجھسے آج آن کر
نہیں اوسکو پیکار سے خوف و بیم
یہ گفتار کرتا تھا برزو ادھر
کے ہاتھ کو آج پہونچی شکست
نہیں اور آتا نظر کوئی مرد
تو برزو سے لڑتا بہ تیغ و سنان
روانہ کروں سکو ہندوستان
یہ سنکر نہ کچھ شاہ نے پاسخ دیا
جو ناداں ہو خورشید وقت پگاہ
نہیں مجکو زنہار کچھ خوف جان
ہماری ہی قالب میں جبتک کہ جان
مقابل ہوں با تیغ و گرز و خدنگ
سوا اسکے جتنے ہیں گردن فراز
دگرگون ہوں گے زمانہ اگر
لے رستم گرد جنگ آزما
تمہاری تو اسوقت طلب یا کرہ
بلاؤ تیغ ان جا کے ہیں تیغ کو
دلیران ایران یہ سنکر خبر
ہے یہاں گر تو ہی پہلوان

الٰہی قیامت تھی یا حرب تھی
کہ لوٹا دوال کمر سر بسر
ہوا ضرب سے گرز کے اسی ستوہ
تہمتن نے کچھہ طرب کیا
تعجب ہے اے گرد جنگ آزما
یہ سنکر تہمتن نے اوس سے کہا
سپاہ آکہ یہ گرد زور آزما
لگا کہنے برزو سے رستم کہ اب
تو پھر برزو و رستم پیلتن
تو بولا کہ اے شاہ عالیجناب
کہ تھا سنگ فولاد سے سخت تر
مرا دل ہے اس پہلوان نے دونیم
کہ جسکا بیان اب ہوا سر بسر
نہ پھر گرز رہا زور بازو و دست
کہ جو برزوی گرد کا ہم نبرد
ولیکن وہ ہے سو ہندوستان
بولاؤں فرامرز کو اب یہاں
تہمتن کو بس وہیں رخصت کیا
تو برزو سے ہیں جا کہے ہوں نہ مخواہ
نہ میدان سے ہٹ میدان میں سر عنان
سو جنگ کیوں شاہ کو لا عنان
کروں غرق خون میں ہے او میدان تنگ
دلیرانہ ساتھ اوسکی ہوں ہمسا
تو ہو ولیکن ہے اگر کہے نام کو
سرا پردہ میں جبکہ اپنے گیا
کہ ہوں صبحدم میں شتاباں ادھر
شتابی ہوں سپیخ سے چارہ جو
دوان پیش رستم گئے سر بسر
تو قائم ہے پھر نہ کوئی جوان

ہوے گرز پر خم مثال کمان
طرح شیر غرندہ کے کر کے شور
ہوا دست بیکار ٹوٹی سپر
نہ برزو یہ ہر گز ہوا آفگار
کہ لگتا مرا گرز گر کوہ پر
مجھے رنج کیا ہو ترے گرز سے
رہا اب کرے زخم گرز گران
ہوے سب عاجز ہوا وقت تنگ
گئے رزمگہ سے سو خیمہ گاہ
تکبر مجھے زور پیدا نے تھا
تن سخت پر اوسکے ہنگام جنگ
نہیں مجکو معلوم یہ زینہار
ادھر پیش خسرو جو رستم گیا
مجھے سخت برزو نے عاجز کیا
فرامرز میرا دلاور پسر
وہ جیپال ہندی سے گرم جنگ
نہ پہونچے فرامرز یاں جب تلک
گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو
مناسب ہے کروں سعفہ اوسکا جگر
کہا سنکے گودرز نے یہ سخن
سنا کہ سو شہ کو تب دے بر ہم
کرے ہے جنگ برزو سے گیو دلیر
یقین ہے کہ گردان خواہاں کین
کہا شہ نے گودرز نے اسطرح
زوارہ سے بولا کہ اے بھائی جان
یہ سونچکر وہاں زال زر سے یاں
زوارہ نے سب سے کیا یوں بیان
لگا کہنے ہر ایک اے پیلتن
ذرا اپنے جنبش نکر زینہار

ہوا سہل کشتی ادھر نہیں بعد ازاں
پھر اک گرز برزو نے مارا بزور
ہوا پر الم رستم نامور
کہ خستہ ہوا دست جنگی سوار
تو بس زینہ کر تا اوسے سر بسر
کہ ہوں سخت تر کوہ البرز سے
خطا ہو اگر ہیے غافل یہاں
بکھو روز فردا یہ موقوف جنگ
ہوئی جا کے آسودہ یکسر سپاہ
وہ لے طرفہ اک گرد زور آزما
ہوا کار گر کچھ نہ گرز و خدنگ
ملے خاک میں کون انجام کا
تو با چشم تر شہ سے کہنے لگا
نہیں مجکو مقدور پیکار کا
یہاں اے جہاندار ہوتا اگر
یہ لیکن ہے اک گرد کو ندر
سہم جنگ موقوف ہو تب تلک
لگا کہنے یوں خسرو نامجو
ملاؤں تہ خاک و خون سر بسر
کہ اے خسرو خسروان زمین
کہ جا ضرر ہیں ہندی جنگ رزم
سفید ہوں مانند شیر
کریں جا کے برزو پر میں
کہا نے کیا اب بیان سطرح
ارادہ ہے میرا سو سیستان
سر و دست کا اپنے درمان کروں
کہے ہے خوشم رستم سو سیستان
ترے ہی سبب سے ہے یہ انجمن
یہاں کچھ تو پا ہے ثبات و سکون

تہمتن نے پھر باندل دردمند
کہا یون کہ زیر سپہر بلند

مجھے صبح میدان مین آن کر
کرے جب طلب زور کینہ ور

ہوا زخم کاری سے بیکار مین
سو خانہ جاتا ہون ناچار مین

پھر اتنے مین پہونچی خبر یہ وہان
کہ آیا فرامرز جنگی جوان

نعلمین لیا پیلتن نے وہین
دیے بوسے بالا چشم و جبین

تو پہونچی مجھے راہ مین یہ خبر
کہ برزو سپہ لیکے آیا ادھر

فرامرز سے جب سنا یہ سخن
لگا کہنے تب رستم پیلتن

دم صبح پھر برزوے کینہ ور
پکارا سو رزمگہ آن کر

فرامرز سے رستم پیلتن
یہ بولا کہ ای پردل صف شکن

یہ برزو سے کہنا کہ ہو نمین وہ مرد
ہوا تھا جو کل تجسے گرم نبرد

جو دیکھا تو گرگین ہی وان گرم جنگ
ولے دور سے ڈالتا ہی خدنگ

کہا شاہ نے یون فرامرز کو
شتابی تو برزو سے ہو جنگجو

روان کرکے توسن یل زورمند
یہ برزو سے بولا بہانگ بلند

فرامرز تھا بسکہ چون فیل و شیر
درشت و تنومند چست و دلیر

سو جنگ آیا تو با صد طرب
مگر سیر ہے جان سے اپنی تو اب

ترے ساتھ کل کرکے مین کارزار
گیا جب بجا رات کو بادہ خوار

سنی اوسکی برزو نے آواز جب
لگا کہنے جی مین کہ ہے یہ غضب

ولیکن جو دیکھا ہو نمین کرکے غور
تو پاتا ہون آواز و ترکیب اور

ہو آشفتہ یا خستہ شاید وہ مرد
کہ دیروز تھا جو مرا ہم نبرد

فرامرز بولا کہ دیوانہ ہے
تمیز و خرد سے تو بیگانہ ہے

یہ کہکر دیے سب نشان نبرد
یہ سنکر ہوا غرق حیرت وہ مرد

وہ بولا کہ ہون رستم پہلوان
مقابل نہین میرے شیر ژیان

سنا جبکہ نام یل ارجمند
تو برزو ہوا سخت اندیشہ مند

پیاپی جو تھی ضرب بالا سپر
تو ہرگز نہ فرصت ملی اس قدر

ہوئی ریزہ ریزہ جو اوسکی سپر
پریشان ہوا زخم سے سر بسر

اوسے کشتہ کرنا نہ دشوار تھا
ولے یہ نہ منظور زنہار تھا

ہوا گرچہ برزو اسیر کمند
ولے شاہ توران ہوا دردمند

کئے حملہ آور جو تورانیان
تو پہونچے ادھر سے بھی ایرانیان

بہت گرز گوبان تھا وان
چپ و راست جون تیغ آہنگران

بسر ہو گیا بسکہ اوقات جنگ
فلک نے کیا مجکو اب جان سے تنگ

کرون جنگ کیا دست بستہ سے
نہ ہے کام کیا زخمی و خستہ سے

یہ سنکر لگے رونے سب نامدار
تہمتن بھی اوس دم ہوا اشکبار

ہوا درد سے الم سر بسر
ہوا شاد رستم اوسے دیکھ کر

فرامرز بولا کہ اے پہلوان
ہوا مین جو ہندوستان سے روان

یہ سنکر وہان سے ہوا مین روان
غرض کرکے یلغار پہونچا یہان

تو آرام کر جا سوی خیمہ گاہ
کہ تا دور ہو پھر تجھے رنج راہ

کہ آوے مرے سامنے کوئی مرد
گیا سنکے گرگین براے نبرد

مرا سر بسر لیکے ساز و یراق
تو جا سوے میدان براے لیاق

دیا سب نشان جنگ برزو کا
سوار الغرض رخش پہ ہو گیا

فرامرز سے پیش جشن گیا
خوشی سے زمین بوس حاصل کیا

مبادا کہ گرگین ہو کشتہ وہان
یہ سنکر شتابان ہوا پہلوان

نہین ہم نبرد اسکا جوان یہ سوا
تو اب آنکے مجسے کر کارزار

ہوا مست برزو اوسے دیکھکر
ولیکن یہ بولا کہ اے کینہ ور

فرامرز بولا کہ اے کینہ خواہ
دلیرونکو ہے رزمگہ بزمگاہ

کیا شب کو باعیش و عشرت بسر
مجھے اوس خوشی کا ہے اب تک اثر

کہ اسپ و یراق و لباس و عنان
وہی ہے جو دیروز تھا بیگمان

نہین گرد دیروزہ ہے یہ مگر
تو بولا وہین برزو کینہ ور

وہ ہرگز نہین تو ولے تیرے پاس
مقرر اوسیکا ہے یہ سب لباس

وہی ہون کہ تجکو کیا تھا زبون
کرونگا غرض آج مین غرق خون

لگا کہنے پھر یون فرامرز کو
ترا نام کیا اے یل نامجو

مرا کام فیل افگنی ہے مدام
بجز جنگ شیران نہین اور کام

فرامرز نے لیکے گرز گران
کیا سخت برزو کو عاجز وہان

کہ برزو کرے زخم او سپر رہا
حفاظت مین اپنی وہ مصروف تھا

زمین پر گرا برزوے زورمند
فرامرز نے پھر بہا کی کمند

یہ چاہا کہ لیجاے کرکے اسیر
حضور خداوند تاج و سریر

سوارون سے بولا یہ افراسیاب
دلیرانہ ہو حملہ آور شتاب

سنو زور دست یل ارجمند
کہ اک دست سے کھینچتا تھا کمند

پھر اتنے مین پہونچا تہمتن چو باد
سوے رزمگہ رستم شیر نہاد

شہمتن نے اندیشہ دل میں کیا   کہ برزو سبادا کہیں ہو رہا
سواروں نے جہد فراواں کیا   بہت حملہ برزو نے بھی ان کیا
کہ نیچے ہیں دو شیر کے شاہ اسیر   کہ دونوں تھے پیل افگن و شیرگیر
کمند اب مجھے دیکے ہو گرم جنگ   تو کرتا ہے جا ترکوں کا تنگ
ہوا دشت میں اس قدر کشت و خون   کہ داماں صحرا ہوا لالہ گون
بہنگام شب جا کے افراسیاب   کہا جا کے پیران نے شاہ شتاب
ہوا شاد کیخسرو نامور   لگے تہنیت دینے فتح و ظفر
ہوا پیش خسرو شفاعت کنان   سر خون سے گذرا وہ شاہ جہان
سو خانہ رستم اوسے لیگیا   فرامرز سے پھر یہ کہنے لگا
رہا بزہار سے ہمکنار دم کیا

رہا کر وہیں دست جب سے کمند   کیا اونے برزو کی گردن کو بند
بہت سخت زور آزمائی ہوئی   نہ برزو کو لیکن رہائی ہوئی
زوارہ نے وہ وہیں فرامرز کو   کہا یوں کہ اے گرد پیکار جو
کمند اوسکو دیکر وہ مرد دلیر   ہوا گرم پیکار مانند شیر
غرض مہرتابان ہوا جب نہان   گئے تب سوے خیمہ جنگ آوران
تو اب پانئے لے ملک توران کی راہ   یہ سنکر روانہ ہوئی سب سپاہ
پے قتل برزو ہوا حکم شاہ   ولے پہلوان رستم نیکخواہ
لگا کہنے رستم سے پھر شہریار   کہ برزو کو لیجا تو اے نامدار
کہ لیجا اسے سوے زابلستان   وہ برزو کو لیکر ہوا پس روان
گرفتار زنجیر اوسکو رکھا

خبر یافتن شہرو مادر برزو از گرفتاری برزو و آمدن در ایران برای رہائی برزو و اظہار کردنش از رستم کہ برزو نبیرۂ تست

جو برزو کی ماں نے سنی یہ خبر   تو ایران میں آئی وہ خستہ جگر
نہ برزو کو پایا جو ایران میں   تو واں سے گئی زابلستان میں
ملی مادر برزو سے نامور   کیا اوسکو راضی بہت دیکے زر
یہ شہرو نے اوس سے کہا ایک روز   کہ اے مہربان خواہر دلفروز
وہ بولی کہ لا خواہر نیکنام   دیا اوسنے وہ ہیں پکا کر طعام
وہ جب لیگئی پیش برزو طعام   سو دیکھی انگشتری شاد کام
زن نیکبخت آئی اک چین سے   یہ سنکر لگا کہنے برزو اوسے
کیا میں نے یہ راز پنہان عیان   ولیکن تو سینے میں رکھیو نہان
تو پھر لائے رہوار تازی سمند   بہنگام شب زیر کاخ بلند
پھر آئی وہ زن واں لئے با صد طرب   کہا آگے شہرو نے احوال سب
گئی لیکے سوہن وہ برزو کے پاس   نہ لائی ذرا دل میں بیم و ہراس
جب آیا وہاں برزوئے نامدار   تو اسپان رہوار پر ہو سوار
سو راہ بیرہ ہوئے رہ سپر   کہ کم تھا اودھر دیدبان کا گذر
لگے کرنے اوس دشت میں کارزار   بہم برزو و رستم نامدار
رکھی جنگ مع خوف انجام کار   لگا کہنے برزو سے وہ نامدار
زن مطرب خانۂ پہلوان   وہ بولی گنہگار ہوں بیگمان
پر اسوقت آئے رستم نیکنام   گرسنہ ہوں کچھ مجھکو دیجے طعام
کیا واں طلب اونے دستار خوان   یہ بولے تہمتن سے ہمراہیان

اوس آشفتہ خاطر کا شہرو تھا نام   پسر کی جدائی سے غمگین مدام
زن مطرب خانۂ پہلتن   رہی تھی جو ماں اوس سے با مکر و فن
ہوئی نسبت خواہری تھی بہم   وفور اوس محبت کا تھا دو بہم
تو پہونچا سکے پیش برزو اگر   تو بھیجوں طعام آج طیار کر
رکھی اونے انگشتری بھی نہان   کہ معلوم برزو کو ہووے نشان
لگا کہنے بھیجی ہے کسنے یہ چیز   وہ بولی کہ اے مرد صاحب تمیز
یہ ہے میری ماں ہوں میں اسکا پسر   تجھے دوست اپنا یقین جانکر
دروں طعام ایک سوہان تو لا   بریدہ کروں تا کہ زنجیر پا
مرا کھینچنا آن کر انتظار   کہ ہونگا روانہ میں ہو کر سوار
بہت مال شہرو نے لا کر دیا   بہت اوسکو ممنون احسان کیا
ستہ شد بزیر بھی اسکو لائی وہان   کہ برزو نے اوسکو کہا تھا جہان
وہ شہرو وہ زن اور برزو وہیں   شتابان ہوئے سوے توران زمین
ملا راہ میں رستم نامور   پڑی جبکہ برزو پہ اوسکی نظر
کئے زخم باہم رہا بستہ تر   نہ لیکن ہوا ایک بھی کارگر
کہ کیونکر ہوا اس بند سے تو رہا   سب احوال برزو نے اوس سے کہا
جو کچھ جیسے اوسے تو دے سزا   کہ مجھپہ ہر گونہ ایذا روا
پذیرا کیا گر دے یہ سخن   گیا سوے اک گوشہ پھر پہلتن
سبادا جو برزو روان ہو شتاب   تو خسرو کو کیا دیجے گا جواب

تہمتن یہ بولا کہ مین کیا کرون
نہیں مجھ سے ہوتا ہے برزو زبن
ملا کر وہین زہر بھیجا طعام
ولے پیش برزو جو پہونچا طعام

تو شہرو نے اوسکو نہ کھانے دیا
نہ زنہار اپنی زبان پر رکھا
زن مطرب خوب و بے سیر
ہوئی کھا کے سو سے غلام رہ سپہر

ہوا خشمگین برزوے نامدار
لگا کہنے اے رستم نابکار
ہوا تجھسے جو کام منظور یہان
نہیں یہ سزاوار نامآوران

سفید اب محاسن ہوے تیرے سب
نہیں شرم لیکن تجھے ہی غضب
ہوا خشمگین رستم نامور
خجالت سے ہرگز اوٹھایا نہ سر

نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن
لگا کہنے برزو کہ ای پیلتن
اگر مرد تو ہے تو اٹھ گرز و
یہ سنکر اوٹھا رستم شیر نر

دلیرانہ دونوں یل سرفراز
ہوے لیکے گرز گران رزم سا
پیاپی ہوے گرز باہم روان
ہوے سست بازوے جنگ آوران

بہت جہد گرچہ کیا وقت کا
نہ لیکن گرا زین سے کوئی سوا
ہوا میل کشتی اونھین پھر گمان
فرود آئے گھوڑے سے وہ پہلوان

دوال سجام سمندان وہین
کمر سے کیا بستہ از دو کمین
لگے زور کرنے بجوش و خروش
بہنگام کشتی ہوی سخت کوش

ہوے پھر وہ اسپان ہم رزم ساز
مثال دلیران گردن فراز
تہمتن کے تو سن نے وقت ستیز
روان جب کیا زخم دندان تیز

تو برزو کا بھاگا وہین باد پا
وہ برزو کو بھی کھینچ کر لے چلا
یہ تھی خواہش برزو رزم ساز
کہ چھوٹے ذرا رستم سرفراز

کرون تا کہ رام اپ کو زود تر
ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کمر
زمین پر گرا برزو سخت کار
شتابی سے پھر رستم نامدار

چڑھا اوسکے سینے پہ تا بے دریغ
گرا اوسکو سر کو جدا کھینچ تیغ
وہین مادر برزو پہلوان
لگی کہنے رستم سے کرکے فغان

کہ سہراب کا یہ جوان ہے پسر
پسر وہ یہ تیرا ہے اے نامور
تو برزو کو مت قتل کر زینہار
ذرا دلمین کر خوف پروردگار

وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن
یہ بولی کہ اے رستم پیلتن
گر انما یہ خاتم زرناب کی
نشانی مین رکھتی ہون سہراب کی

یہ کہکر نکالی وہ انگشتری
نگین فروزندہ چون مشتری
ہوا دیکھ کر شاد وہ نامجو
بغل مین لیا برزو گرد کو

گرا پاؤن پر از سر انکسار
بفرط خوشی برزوے نامدار
پھر آئے بہم با دل شادمان
دوان ہو کے والنے سوے سیستان

کیا ایک برپا تہمتن نے تخت
کہ بیٹھا وہاں برزو نیکبخت
ملایا اوسے زال سے بعد از ان
ہوا دیکھ کر زال زر شادمان

بصد شادمانی ہوا ہمکنار
کیا سر پہ اوسکے بہت زر نثار
مہیا کیا جشن عیش و طرب
نشاط و خوشی تھی وہان روز و شب

رسیدن سوسن خنیاگر در ایران کہ جادوگری طاق بود و ہمرکاب آمدن افراسیاب و شکست یافتن

گیا شاہ ایران جو کھا کر شکست
دلیران ایران کے ہو چہرے سست
ہوا تھا جو پیدا انہین روز سیر
تو اس غم سے افراسیاب دلیر

شب و روز چون غنچہ دلگیر تھا
تحیر مین تمثال تصویر تھا
زن گلبدن ایک سوسن بنام
کہ رامشگری مین تھی مشہور عام

یہ بولی کہ مین اے شہ نامجو
نہیں صرف رامشگر و نغمہ گو
مجھے علم جادوگری بھی ہے یاد
زمانے مین اس فن کی ہون اوستاد

تہمتن کے آگے کہ ہے شیر مست
نہیں بیش جاتا اگر زور دست
تو دیکھ اب تماشا مری سحر کا
کرون تن سے رستم کے اب سر جدا

ملاؤن فراز کو خاک مین
دلیرونکا لاؤن مین ہم تاک تن
پذیرا انکو تا کہا افراسیاب
ولیکن زن ساحرہ لے شتاب

فسون سازی اپنی دکھائی اوسے
طرف اس ارادے کے لائی اوسے
زر و مال و اسباب جو کچھ کہا
سپہدار توران نے اوسکو دیا

وہ ہو شہ سے رخصت شتابان چلی
روانہ سوے ملک ایران ہوئی
یل جنگی اک اوسکے ہمراہ گیا
کہ تھا پیلسم نام اوس گرد کا

وہ جب ملک مین پہونچی ایران کے
تو رستے مین پھر تا گلستان کے
بنائی سرا ایک در قلعہ ایک
پسندیدہ و خوب و دلچسپ و نیک

مسافر جو آتا تھا صبح و شام
تو سوسن کھلاتی تھی اوسکو طعام
مراتب مسافر نوازی کی جب
ادا کرتی تھی وہ زراہ طرب

مہیا مے و میوہ و چنگ و رود
شراب و کباب و رباب و سرود
مسافر نوازی نہ ہرگز تھی وہان
کہ نیرنگ سازی تھی وہ بیگمان

ذرا ماجرا سنیے اک روز کا / کہ رستم کے گھر جشن شاہانہ تھا
دلیران ایران زمین تھے تمام / مہیا سرود و می و رود و جام
بہم طوس و گودرز مین تھا عناد / لگے کرنے وان گفتگوی فساد
لیا طوس نے خنجر از روے کین / رہام و لادور نے اوٹھکر وہین
رہام و لادور پہ غفلت کیا / یہ پہر سب دلیر پہلوان سے لگے
کہا پہر یہ رستم نے گودرز کو / کہ طوس دلاور کو لے نامجو
لگا کہنے گیو یل نامجو / کہ گودرز اور طوس ہین تند خو
منگاوے ہی مین ابھی جاؤن وہان / کہ دونو کو سمجھا کے لاؤن یہان
شکاری ہی پہر گستہم نامجو / برادر تھا طوس کا اور کا جو
غرض پہر سوار رستم گرد کو / سپاہ اک ہوئی پہلوان کینہ جو
تو ہوئے نہ دیجو بہم کارزار / یہ سنکر گیا وہ یل نامدار
سپہ دیدہ ہوں یہ کہ اب جاؤن مین / لگا ریو کو ساتھ لے آؤن مین
پہر آتا ہوں اب اسکو آشکار / لکہوں حال طوس یل نامدار
یہ دیکہا کہ خیمہ ہے اک فرخ / اور اک قلعہ محکم ہی نوساختہ
کہ خیمہ یہ کسکا ہے تب مرزبان / لگے کہنے اوس سے کہ ای پہلوان
گذرتا ہی جو کوئی اس راہ سے / تو یہ اوسکو آئین دلخواہ سے
اوترا ہے یا دل شادمان / گیا وہ وہین خرگاہ مین پہلوان
لگا کہنے اوس سے کہ اے دوستان / حقیقت تو اپنی ذرا کر بیان
کہ تھا مرد سوداگر خوش سیر / رہون تھی مین آرام سے اوسکے گھر
جوان اک جوان لیگیا تخت جب / یہ چاہا سپہدار توران نے تب
خطرے سے مین اوسکے گریزان ہوئی / سو ملک ایران شتابان ہوئی
جوان تو لادور نے دل مین کہا / کہ خسرو کے لائق ہی یہ دلربا
غرض جہگڑ طوس عالیجناب / لگا ہاتھ سے اوسکے پینے شراب
بکر طوس کو قلعہ مین لیگیا / پہر اتنے مین گودرز جنگ آزما
جو آیا وہان بعد ازان گستہم / رکہا اوس نے پہر قید گہ مین قدم
جو پہونچا وہان دوسرے روز زال / ہوا مردمان سے وہ پرسان حال
تو یل ابن رستم شاطر و سرور / خداوند مہمانسرا کے حضور
پذیرانہ اوس نے کیا یہ سخن / نہ ساتھ اوسکے ہرگز گیا پیلتن
پہر اتنے مین بیش یل نامجو / کسی نے کہا کان مین آن کر

وہان گیو و گودرز جنگی سوار / یل بیژن و طوس عالی تبار
تھی آراستہ محفل دلستان / قرین مسرت تھے پہر وہ جوان
زبان پر جو اوس وقت گفتار تھی / سو نالایق و سخت دشوار تھی
کف طوس کہینچ خنجر لیا / وہ اسنے خفا ہو کے طوس اوٹھ گیا
نہیں جانتا کیا تو پہر بدگمان / کہ لازم ہی دیکہوں یہ مہمان
تو اب جا کے اے آشنا ہی یہان / سوا اسکے گودرز و وہین توان
سپاہ اک وان بیٹھا تیغ تیز / بہم ہو وہین کینہ سے گرم ستیز
یہ کہکر گیا گیو نزد رزم آزما / وہ اسکے ہمرہ گیا بیژن گیا
روانہ سپاہ لے چلا پہرتا وہ ہر / کہ وان طوس تنہا ہی اور نامجو
فرامرز سے رستم پہلوان / یہ بولا کہ اب تو بھی جا ایجوان
لگا کہنے یون زال زر اے جوان / کہ شہزادہ اپنا ہی طوس گران
سوار اسپ پر ہو کے مانند باد / روانہ ہوا زال فرخ نہاد
روان ہو کے پہر طوس پہونچا جہان / سرا تھی زن سادہ کی جہان
پکاتے ہین باورچیان ان طعام / لگا پوچہنے وہ یل نیکنام
زن تاجر آئی ہی تو ان اک / کہ رکہے ہے وہ خصلت خوب نیک
کہلاتی ہی نقل و شراب طعام / مہیا ہے یان بادہ و رود و جام
جو دیکہی تو بیٹھی ہی اک نازنین / صنوبر قد و گلرخ و مہ جبین
وہ بولی کہ ہو مین زن نغمہ گو / مرا ایک عاشق تھا مرد نکو
بہت مال و زر اوس جوان نے دیا / بہت مجکو مسرور و شادان کیا
کہ اپنی پرستار مجکو کرے / مرا مال لے خوار مجکو کرے
یہ خبر نامجو آئی یان / رہون اوسکی خدمت مین تا جاودان
اسے لیجاون پیش شاہ جہان / کہ تا حسن مجرا ہو میرا وہان
ہوا ہمچو دوست و بیہوش جب / کمینگاہ سے چلے آ کے تب
گیا پیش سوسن تعجب وہ بھی یون / ہوا قید مانند طوس جوان
ہوئے جا کے پہر گیو و بیژن تباہ / نہ مہمانسرا تھا وہ تھا دام کید
گئے لوگ سوسن کے پہر پیش زال / یہ بولے کہ اے مرد فرخ خصال
می و میوہ و نغمہ و چنگ و نے / جو پوچھے سو مطلوب سو ہو دے
یہ سمجھا کہ نیرنگ سازی ہی یان / کچھ افسوس ہے خالی نہین مکان
کہ یہ زن ہی مکار اے پہلوان / سبب کیا کہ چار گرد سے غائب یہان

رکھے قلعہ مین اونکو پانچون سمند
لگا کہنے اس قلعہ مین جلد جا
یہ پھر زال زر نے ارادہ کیا
گیا گرز لیکر پیل کینہ جو
بوقت وغا سوی زابلستان
یہ بولی فرامرز سے بعد ازان
کہا زال سے تو کنارے تو ہو
سر شام تک ڈان رہی کارزار
تہمتن نے بھیجا فرامرز کو
در قلعہ پر آنکر بعد ازان
ہوئی بارش تیر وان ہر گر
ہوے کھینچکر تیغ پھر رزم ساز
گیا جب سوی کوہ مہنیر
ہوئی دور سے اک گرد آشکار
کہ مین پیلسم سے کردن کارزار
ہوے گرم کین رستم و پیلسم
ہوے رستم و زال پھر بعد ازان
ڈلے برزو و رستم و زال زر
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
پھر اتنے مین کیخسرو نامور
سواران ایران پہنچے وان آنکر
ہوا پیل او سوا فتنہ افراسیاب
کئی بار کھائی ہی تو نے شکست
سراسیمہ زن نے تجہی جو کہا
سپہدار نے سنکے پاسخ دیا
لگا کہنے پیران سے یون ٹہیرا
یہ کہکر دوان کرکے گھوڑا شتاب
مناسب ہے میدان مین آدمی اگر
یہ سنکر وہ شاہنشہ نامدار

یہ سنکر وہین وہ پل ارجمند
ضرب انکی در فتنہ کرکے تولا
کہ دیتے زن ساحرہ کو سزا
وہان جاکے توڑا در قلعہ کو
کسیکو کیا زال زر نے روان
کہ دروازے پر قلعہ کے ایجوان
تو مین پیلسم سے ہون برخاش جو
ہوئی جنگ سو خوف انجام کا
شتابی سے کیخسرو نامجو
ہوا نعرہ زن رستم پہلوان
ندا اک تیر سر گرز ہوا کارگر
غرض شام تک ہر دو گرد دلفراز
ہوے تب بیابان جاکے آرام گیر
ہوا یہ پدیدار انجام کار
تو جا سوے سالار توران دیا
اسبان ہزبران جنگی بہم
سو لشکر شاہ توران روان
جدا حملہ کرتے تھے جون شیر نر
تو پھر قلعے سی وہ زن حیلہ گر
سپہ لیکے پہونچا بصد کر و فر
لیے گھیر ترکان وہان سر بسر
کہ ترکونکو سپکار کی تھی نہ تاب
نہیں پیش جاتا ہی کچھہ زور دست
وہ افسوس تو نے پذیرا کیا
کہ ہونا تھا جو کچھہ ہوا چارہ گیا
کرا پیر دوا نشور و ہوشیار
ہوا نعرہ زن شاہ افراسیاب
سپہدار کیخسرو نامور
اوتر فیل سی اسپ پر ہو سوا

ہوا پر غضب وہ راک شخص کو
گیا اور گھوڑونکو پہچان کر
گریزان ہوئی وان سے وہ حیلہ گر
مقابل ہوا زال کے پیلسم
کہ پہونچا وکر رستم کو جلدی خبر
دلیرانہ دو گرد ہین ہم نبرد
لگے کرنے پھر وہین باہم نبرد
سحر برزو و رستم پہلوان
شتابان ہوا وہ پل نامور
کہ ای پیلسم آگے ہو گرم جنگ
ہوئی نیزہ بازی بہم بعد ازان
رہے گرم پیکار مانند شیر
سحر پیلسم سے ہوا ہم نبرد
کہ آیا سپہ لیکے افراسیاب
لیے جنگ برزو گیا پھر شتاب
تہمتن کے بس ہاتھ سی بید رنگ
تو آگر دے انکے سواران ترک
تو ملتے تھے صد ہاتہ خون خاک
گریزان ہو لشکر مین داخل ہوئی
جب آیا جہاندار فرخ نہاد
برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ
درشتی سے پیران ویسہ ہین
ترا ملک بادیگر سر ہوا
کیا جانکو اپنی برباد ہاے
وہ بولا نہین ہمکو تاب ستیز
کہانتک مین جنگ گریزان کرون
کہ ضائع ہو کس واسطے اب سپاہ
مرے ساتھہ ہو آنکے رزمخواہ
شتابان ہوا کے سوا افراسیاب

کہ تھا جا کر زال فرخندہ خو
حقیقت کہی اوسنے سب آنکر
گئی قلعے مین بادل پر خطر
لگے چلنے گرز گران دمبدم
وہین پھر فرامرز پہونچا اودھر
یہ سنکر گیا وہین وہ شیر مرد
فرامرز اور پیلسم ہر دو مرد
شتابان ہو زابل سے پہنچے وہان
کہ پہونچا وے جاکر یہ سبکو خبر
وہ پہونچا وہین لیکے گرز خدنگ
لگی چلنے پھر ضرب گرز گران
نہ آیا ڈلے اسپ سے کوئی زیر
دلیر و جوان برزو شیر مرد
تہمتن یہ برزو سے بولا شتاب
سو لشکر شاہ افراسیاب
ہوا پیلسم کشتہ ہنگام جنگ
لگے ڈالنے تیر گردان ترک
بہت ترک جو تھے اوسدم ہلاک
رہائی اوسے تجہسے حاصل ہوئی
ہوے برزو و رستم و زال شاد
سواران ترکان ہوے سخت تنگ
یہ بولا کہ ای شاہ توران زمین
نہ میرا سخن کچھہ موثر ہوا
ہوئی عقل گشتہ بکدست دا ے
مگر کیجیے اسنے جنگ گریز
یہ بہتر ہی سارے نہین جان اپنی دو لاکن
کرین خلق کو کسلیے ہم تباہ
خدا فتح دے جسکو ہو بادشاہ
ڈلے نامداران نے آکر شتاب

بکہ کہ عنان یون گزارش کیا ۔ گرامی شاہ شاہان کشورکشا
پھر اتنے مین پہونچا تہمتن جوان ۔ تہمتن سے شہ نے کیا یون بیان
کہ ہے وہ تہمتن سند رچالاک و چست ۔ فنون و ہنر مین نہایت درست
بہت جہد و کوشش سے ہر روز وغا ۔ رہا غالب اوپر بفضل خدا
بہیاری آخر وہ زور آزما ۔ رہا شیر کے پنجے سے ہو کر گیا
سوا اسکے ہوئین نہ ہنر زینہار ۔ فرامرز برزو سے جنگی سوار
کہ باندھے کمر سو کے پیکار و کین ۔ ہوا اسکے ہنر و ہیبت خشمگین
نہ جا ہنر ہو ان ترکان جنگ آزما ۔ نہ وہ شیر پنجے سے ہیری رہا
یہ کہکر کیا شاہ نے وہین عزم ۔ کہ توسن کو کیجے رواں سوے رزم
کہ پہلے مجھے قتل یان کیجیے ۔ دوان اسپ کو ابدازان کیجیے
سر اپنا رکھا شاہ کے پاون پہ ۔ لگا کہنے خنجر وہین کھینچکر
دلیران جنگی ہین یان جس قدر ۔ دکھاتا ہے ہر اک یہ اپنا ہنر
مریچ تن مین ہے جب تلک جان زار ۔ نکر عزم پیکار تو زینہار
کیا عجز برزو نے جب اسقدر ۔ ہوا زم تب خسرو نامور
نہایت ہی شیرین زبان یہ جوان ۔ سخن گو ہی خوش سیرت خوش بیان
لگا کہنے برزو سے پھر بادشاہ ۔ کہ سالار توران سے ہو کینہ خواہ
شتابان ہوا سوے افراسیاب ۔ خروشندہ مانند دریاے آب
لگا کہنے برزو سے اے بدنہاد ۔ نہین ہے مگر تجکو یہ بات یاد
سکھائی ہنر پہلوانی کے سب ۔ نہین شرم آتی تجھے ہے غضب
کہان اب گیا خسرو نامدار ۔ کہ آیا نہ اسدم پے کارزار
مجھے ہی تری جنگ سے عار و ننگ ۔ تو بیجا بہانے نکر عزم جنگ
یہ برزو نے اوسوقت پاسخ دیا ۔ کہ ہون گرچہ پروردہ تیرا شہا
سیاوش جہان لیگیا تھا پناہ ۔ اوسے قتل تو نے کیا بیگناہ
نمکخوار تیرا رہا جب تلک ۔ ادا حق نمک کا کیا تب تلک
ترے ساتھ کیونکر ہون نیکخواہ ۔ تو ہے دشمن خسرو دین پناہ
سپہدار افراسیاب دلیر ۔ خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر
کہ اک زخم سے ہیرا اب زینہار ۔ رہیگا نہ میدان مین تو پایدار
کمان لیکے پھر شاہ نے بیدرنگ ۔ رواں اسکے سو برزو کیا اک خدنگ
ولے وہین پہونچا وہ جنگی جوان ۔ کرے تا رہا زخم گرز گران

نہین مصلحت یہ جو بیدا نمین تو ۔ سپہدار توران سے ہو جنگ جو
کہ لیتا ہون اب جا کے خون پدر ۔ یہ سنکر لگا کہنے وہ نامور
کئی بار کی مینے ساتھ اوسکی جنگ ۔ مقابل ہوا لیکے گرز و خدنگ
ولے کر سکا مین نہ اے بادشاہ ۔ اوسے وار پابند بیدا نمین گاہ
اگر اب تو رکھتا ہے پھر عزم جنگ ۔ تو بیدا نہین جاتا ہو نہین بیدرنگ
یہ جنگی سواران ہین یان جبتلک ۔ مناسب نہین شاہ کو تب تلک
یہ بولا سیاوش کا ہو نامین پسر ۔ دلیر و جوان مرد و صاحب ہنر
اگر کوہ آہن ہو افراسیاب ۔ کرون تیغ بران سے دریاے آب
تہمتن نے مضبوط پکڑی عنان ۔ کیا عرض پھر ہو کے گریہ کنان
ہوا تند رستم یہ سن شاہ جہان ۔ پر اتنے مین برزو بھی آیا وہان
کہ سر کو کرون اوسکے تن سے جدا ۔ مرا خون گردن پہ تیرے شہا
ذرا اب تماشا مرا دیکھیو ۔ کہ ہون شاہ توران سے مین جنگجو
جو بیدا نہین ہو کار سیر اتمام ۔ تو مختار ہے اے شہ ذوالکرام
لگا کہنے تب خسرو پاک دین ۔ کہ اے نامداران ایران زمین
مری آتش خشم کی اٹھے سر ۔ نبیرہ ہے رستم کا بیشک یہ حر
بفرمان شاہنشہ نامدار ۔ وہین ہو کے توسن پہ برزو سوار
جو برزو کو دیکھا کہ ہے کینہ خواہ ۔ تو سالار توران نے کھینچی اک آہ
کیا پرورش مینے کیونکر تجھے ۔ کیا نامداروں نے برتر تجھے
کہ اب یون دلیرانہ بیدا نمین تو ۔ ہوا آنک مجھسے پیکار جو
مگر شیر مردون سے وہ ڈر گیا ۔ ہوا غالب اوسکو خطر جان کا
کہ تا خسرو اب آگے ہو گرم رزم ۔ نہون خسروان یعنی جو یاے بزم
ولیکن ہے تو شاہ بیداد گر ۔ ستمکار پیمان شکن بدسیر
روا قتل ہے تجسے بدعہد کا ۔ کہ پیمان شکن ہے عدو خدا
اور اب ہون نمکخوار اوس شاہ کا ۔ کہ ہے ہفت کشور کا فرمانروا
یہ کہکر ہوا وہ دلاور دوان ۔ اوٹھا گرز مانند پیل دمان
لگا کہنے چون پیل ہستی نکر ۔ مرے آگے تو بیشہ ہستی نکر
ہزار آفرین تجھپے اگر پہلوان ۔ کرون قتل اکدم مین سکو یہان
گذر کر گیا اوسکے جوشن سے تیر ۔ ہوا خستہ پہلوے مرد دلیر
سپہدار توران ہنرمند تھا ۔ ہنر سے وہ ضربین بچا لے گیا

پڑی جبکہ بیکار سر ضرب گرز / تو برزو نے سو قدم کی حرب گرز
ہوئے رزمجو لیکے تیر و کمان / وہ شاہ دلاور وہ جنگی جوان
وہ پشت سے پیکان کھاتا تھا تیر / سپر پر وہ لیتے تھے دونوں دلیر
ہوا جبکہ ترکش تہی تب زمین / دلیرانہ سالار توران زمین
مقابل ہوا لیکے گرز گران / یہ دیکھا تو ہومان نے آکر وہاں
کہا شاہ سے یوں کہ ہاں زینہار / نہ یہ مقصد کرے شہ نامدار
سنوگا تو عمدہ یہ اگر ز سے / کہ برزو نہیں کم ہے البرز سے
وہ بولا کہ اے لعین اے نیکخو / فزونتر ہے خنجر سے برزو کا درد
کہ یہ دشمن تازہ ہے پہلوان / کیا تنگ ہومان نے پھر بیان
کہ میدان میں گر شکستہ ہو پیدا / تو نام آوری کچھ نہیں زیبا
سپاہ اگر جنگ کو پہنچے گزند / خرابی ہو پھر اے شہ ارجمند
جو کچھ کہ ہومان نے ظاہر کیا / وہی حرف پیران نے شہ سے کہا
یہ لشکر کو شہ نے کہا پھر کہ اب / دلیرانہ حملہ کنان ہو سب
کرو قتل بدخواہ کو یا اسیر / رہائی نہ پائے یہ گرد دلیر
ہوئے حملہ آور ہزاروں سوار / لیا گھیر برزو کو انجام کار
سپاہی کیے زخم اور سپر رہا / ہلے زین پہ قائم دلاور رہا
یہ احوال دیکھا تو آگے دوان / فرامرز و رستم بفوج گران
بہم گرم کین ہر دو لشکر ہوئے / روان تیر و شمشیر و خنجر ہوئے
باواز شمشیر و گرز گران / ہوا دشت بازار آہنگران
روان ہر طرف اسقدر خون ہوا / کہ دریا سا خون [illegible] ہوا
پھر اتنے میں کیخسرو شیرگیر / شہ نامور شہسوار دلیر
نکل تاب سے مثل شیر ژیان / گیا پھر ادھر برزو وہان
جہاندار ہو پہنچا جب برزو کے پاس / تو کیخسرو ترکان ہوئے بدحواس
گریزان ہوا دوں افراسیاب / ہوا خسرو نامور فتحیاب
یہ چاہے تھا کیخسرو نامدار / کہ دنبال سالار توران ہو یار
شتابان ہو رستم پہلوان / لگا کہنے اے بادشاہ جہان
یہ ہے آرزو اور تمنائے دل / کہ زابلستان یا سنے ہی متصل
وہاں آپ تشریف لے جائیں / سر افراز بندوں کو اپنے کریں
ہوا پھر روان سوئے زابلستان / جہاندار خسرو و لیعہد شاہان
رہا جا کے یکہفتہ رستم کے گھر / ہوا شادمان رستم نامور
کیا پیشکش مال اسباب گنج / تہمتن نے خسرو کو بے درد و رنج
گزارش کیا پھر اے بادشاہ / ہوا چاہئے سال بہ نیک خواہ
زہے عنایت ہو فرمان اگر / تو میں چند مدت رہوں اپنے گھر
فرامرز [illegible] / یہ سنکر جہاندار گردون جناب
یہ بولا کہ اب شوق سے رہ یہاں / ولیکن تو ہر وقت آنا وہاں
ملاطفت کی گرم سے بند گرد کو / دیا شہ نے خود و زرہ [illegible]
کہا یوں کہ یاں [illegible] / تو ملک سیستان کو آباد و شاد
فرامرز کو بھی [illegible] ستان / کیا خرم و خوشدل و شادمان
بجاہ و حشم پھر سوئے تختگاہ / روانہ ہوا زابلستان سے شاہ
بسبب خوبی و خرمی و بہی / ہوا اسکی افزائے تاج شہی

فرستادن کیخسرو گودرز را جانب توران بجنگ افراسیاب و آمدن پیران و ہومان با فوج گران مقابل پہلوانان و کشتہ شدن پیران و ہومان و شکست یافتن فوج توران و فتحیاب شدن گودرز

طلب کر کے گودرز کو ایکروز / لگا کہنے کیخسرو نیک توز
کہ لیکر سپہ رستم نامدار / سوئے ملک توران گیا چند بار
کیا نامداران توران شکست / پھرا شاہ توران کو دیکر شکست
اور اب ہے تری نوبت اے پہلوان / سپاہ گران لیکے تو جا وہان
مدبر اندیشنے کی ہے پھر جمع فوج / ہو پہنچا شتابی سے مانند موج
پراگندہ کر یک سر انبوہ کو / کر آشفتہ کشور میں ہر پاشکوہ

فرامرز سے یون کہا بعد ازان
کہ توران مین گودرز جب پہونچے یان
سپہ لیکے گودرز جنگی سوار
سنی شاہ توران نے جب یہ خبر
دو لشکر مقابل ہوئے آکے جب
مقابل ہوا پیرن نامدار
سواران ترکان پریشان ہوئے
کہ ہومان نے آخر جو کی ہے جنگ
اب آتا ہے پیران بصد فر و شان
جہاندار خسرو نے پھر اور فوج
ادھر گرد گودرز پیران ودھر
بہت جنگ واقع ہوئی درمیان
کہ ایران توران سے بہر دو
گئی فوج توران بحال خراب

کہ تو جاکے اب سوئے ہندوستان
سہم ہوکے ملتی دو فوج گران
روانہ ہوا سوے توران دیار
سپہ دیکھے ہومان کو تب وہ تر
ہوا گرم بازار پیکار تب
ہوئی گرم پیکار دونون سوا
سو فوج پیران گریزان ہوئے
تو سید انہیں کشتہ ہوا بیدرنگ
لیے ساتھ جنگی سپاہ گران
بروان بہر امداد کی شامل فوج
مقابل دو لشکر ہوے آنکر
ہوا سخت باہم جدال و قتال
پہونچا تھا وان لشکر بعد
حضور سپہدار افراسیاب

تصرف مین لانا ہوا ملک کو
بتدبیر شایستہ و دلپذیر
یل بیژن و طوس گیو جوان
روان ہوئے سوئے گودرز جنگی گیا
گیا آپ ہومان سوئے رزمگاہ
ہوا آخر کار ہومان ہلاک
ہوا شاد گودرز جنگ آزما
ہوئی فوج اوسکی تباہ و خراب
تہمتن اگر ہو پہونچے امداد کو
کہا یہ تہمتن کو اے نامجو
ہوئے گرم پرخاش از روئے کین
بہت قتل ہو تھے یہ سر و سو
ہوا کشتہ پیران پھر انجام کار
میسر ہوئی فتح گودرز کو

رہ ہند سے سوئے چین آئیو
سپہدار توران کو بھیجو اسیر
گئے اوسکے ہمراہ با فر و شان
عقب اوسکے پیران ودیسہ گیا
کہ گردان ایران سے ہو کینہ خواہ
ملا آخر کہ جنگی تہ خون و خاک
شہ نامور کو یہ اوسنے لکھا
دلیران غازی ہوئے فتحیاب
تو بہتر ہے اے خسرو نامجو
مددگار گودرز کا جاکے ہو
دلیران ایران و توران زمین
ہوا تھا مقام لشکر جنگجو
ہوئے قتل وان اور بھی نامدار
ہوا شاد خسرو یل نامجو

باز لشکر کشیدن افراسیاب و رسیدن کیخسرو در توران و آمدن شیدہ پسر افراسیاب برسم رسالت و باخسرو تنہا درخواست جنگ کردن و کشتہ شدن شیدہ از دست خسرو و بعد ازان با شہر و لشکر محاربہ عظیم میان آمدن و تباہ شدن و کشتہ شدن افراسیاب

سنی شاہ توران نے جب یہ خبر
یہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال
دل زار سے کھینچکر آہ سرد
ہوا غم سے پیران کے مین سوگوار
مجھے کام دنیا سے چین ہے کیا
غرض اپنی مجلس مین اس کام پر
سنا فرزند نصرت و فتح جب
سمرقند مین اور بخارا مین بھی
بٹھائی شہنشہ نے حاکم وہان

کہ پیران و سپہ یل نامور
کہ دولت کا میری اب آباد دل
لگا کہنے یون شاہ بارنج و درد
خوشی آتی نہین زندگی زینہار
زرہ اور جوشن ہے جامہ قبا
قسم کھائی اور پیت باندھی کمر
ہوا خسرو نامور شاد تب
تصرف کیا جاکے باصد خوشی
ہوا ملک مین حکم شہ کا روان

ہوا کشتہ میدان مین روز نبرد
غمین دل ہو چشم گریان ہوئی
کہ پیران ہمارا تھا پشت و پناہ
نہین خواہش تاج اور ننگ ہے
نہ لون جب تلک شاہ ایران سے کین
لگا فوج کے جمع کرنے مین شاہ
گذر آب جیحون سے شاہ جہان
کئی اور بھی شہر توران کے
بجاہ و حشم خسرو کامیاب

ہوا شاہ کی دل کو تب سخت درد
بہت غم سے خاطر پریشان ہوئی
سپہدار سالار توران سپاہ
کلہ خود اور تخت بیرنگ ہے
مجھے خواب آرام ہرگز نہین
ہوا اور لیے مصرف شام و پگاہ
خوشی سے ہوا سوئے توران روان
ہوئے قبضے مین شاہ ایران کے
ہوا فوج پشین سے ملحق شتاب

کیا شاہ توران نے پھر عزم جزم
جوانمرد شیدا کہ تھا پور شاہ
شتابان ہوا لیکے یکصد ہزار
غرو مند شہزادہ لہراسپ تھا
تہمتن بھی اہل سی پہونچا وہین
اتالیق ہو جا کے اوسکا تو اب
اگر تھی تو میری طرف سے خطا
کیا پرورش اوسنے تجکو بھا ہے
دلیران مرے شیر غرندہ ہین
یہ بہتر ہے اب آشتی ہو بہم
تو اقلیم توران سے جو سرزمین
دلیران و گردان توران دیار
رہے میر قالب مین جان جبتلک
کرے کشتہ سیدا ایمن تو مجھے
ہر روز وغا مینے مارا تجھے
ہری جنگ سی گر تجھے ہو خطر
اگر شیدا کشتہ ہو ہنگام جنگ
یہی ہے جسقدر تجکو یکدست دون
کہ لیجا تو اب پیش خسرو شتاب
جو قابو ملا کچھ یہ نیروی بخت
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
ہوا خندہ زن خسرو نامدار
ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال
کردلیں جبتلک ہین اوسکو بلا
تو لا یا بجا داب رسم و نیاز
سنی جبکہ گفتار شیدا تمام
ہکان اک تبا یا ہے فرود
ہوا مہربان مجبہ دشمن مرا
وہ بیرحم مطلق ستمگار ہے

کہ خسرو سے کیجے دلیرانہ رزم
اوسے شاہ توران نے دیکر سپاہ
سواران شایستۂ کارزار
اوسے شہ نے سالار لشکر کیا
ہوا شادمان خسرو پاک دین
خبر وار رہ اوس سے ہر روز و شب
ولے قتل پیران کو ناحق کیا
نہ آیا تجھے رحم زنہار و اے
پلنگان و شیر انکے در رندہ ہین
کیا خلق آسودہ ہو یک قلم
جو چاہے تجھے دو نہین ہیچ کین
کرین جا کری تیری لیل و نہار
نہین عہد سے مین پھرون تا تلک
تو اقلیم توران مبارک تجھے
تو جان آفرین کی قسم ہے تجھے
کہ رکھتا ہو مین سخت دل رو بھم
تو گوشہ نشین ہو نہین پھر پیدار
نہ پھر مین سرو کار ہر گز رکھون
دلیرانہ کیجو سوال و جواب
تو خسرو کو محفل مین بالائے تخت
دیا نامہ شیدا کو اوسنے شتاب
بجا لا کے پھر شکر پروردگار
ولیکن ہے مکار وہ بد خصال
نہ کین سیاوش سے سینہ ہو پاک
بٹھایا اوسے شہ نے با اشتیاق
لگا کہنے تب خسرو ذو الکرام
گیا شیدا اچھے سو جا ہی فرود
زر و مال و گوہر کرے ہی عطا
ستمگار ہے مردم آزار ہے

بہت گنج رکھتا تھا افراسیاب
روانہ کیا سوے خسرو شتاب
شہنشاہ نے جب سنی یہ خبر
شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
لگا کہنے اسی گرد فرخ خصال
دو لشکر مین جب فاصلہ کم رہا
نہ یہ جور تھا اوس پہ ہر گز روا
خبر دار مجکو نہین کچھ ہراس
ولیکن نہین چاہتا مین بیان
جو باہم ہو قول و قسم استوار
در و گنج و دیہیم و اورنگ زر
سوا اسکے دائم مرا ایک پور
اگر صلح تجکو نہ منظور ہو
مری یور ہون تیر محکوس سب
کہ لہراسپ کو شاہ ایران کرون
تو سیر پسر سے کہ شیدا ہی نام
در و گوہر و تخت و تاج و کلاہ
ہوا نامہ شہ شاہ طیار جب
یہ کی عرض شیدا نے ای نامدار
کرون قتل مین کھینچکر تیغ کین
وہ لیکر روانہ ہوا اوس دم
یہ بولا سپہدار افراسیاب
دغا اوسکے سینے مین لب پر سخن
غرض پور سالار توران دیار
دلیرانہ شیدا نے کھولی زبان
کہ مین آخر روز وہ نگا جواب
کیا نامدار وں کو شہ نے طلب
ولے اوسکی اس مہربانی پہ خاک
اوسے خواہش صلح تنہا نہین

فراہم کیا لشکر بیحساب
عقب اوسکے پھر آپ افراسیاب
سپاہ گران تب روان کی او دھر
پے جنگ سالار تورانیان
سپہدار لہراسپ ہی خرد سال
تو یہ شاہ توران نے نامہ لکھا
کہ پیران تھا دایہ ترا خسروا
کہ ہے لشکر بیکران میرے پاس
کیا حق ہو خونریزی سروران
کہ پیمان شکستہ نہو زینہار
تری واسطے بھیجون آ کے نامور
سے ہے تیری خدمت مین با سر درد
تو ہو محبسے تنہا تو بیکار جو
غلامی کرین تیری ہر روز و شب
نہ زنہار کچھ دخل مین وان کرون
ستیز بندہ ہوا ہے شہ ذو الکرام
زر و نعمت و گنج و مال و سپاہ
کہا شاہ توران نے شیدا سے تب
دل و جان سے ہون مین تجپر نثار
کرین کشتہ گو مجکو مردم وہین
شہ نامور کو یہ پہونچی خبر
نہ لایا ستیزی کی زنہار تاب
مرے دل مین ہین درد و کہن
جب آیا حضور شہ نامدار
پیام سپہدار کہا سب بیان
یہ لکھکر کیا اوسکو رخصت شتاب
لگا کہنے اوسنے یہ خسرو کو اب
کہ ہرگز نہین سینہ کینے سے پاک
یہ بھیجا پیام اوسنے از روے کین

کہ مجھسے کرو یا کی شیدا سے رزم
جو مین اوسکو رخصت نکرتا ہون یا
دلیران یہ بولے کہ افراسیاب
لکھا نامہ نکرتا سپید رنگ
کہ اک نامور نامدار وہی گر
تمہ ہو وین یکدست ایرانیان
کہا پھر یہ رستم نے ای تاجور
کہا شہ نے شیدا کو روز دگر
وہ بولا کہ ہے دلمین یہ آرزو
یہ گفتار سنکر ہوا شاد کام
لکھا یون کہ اے شاہ آئینہ جو
جہان آفرین گر مرا یار ہے
تو ہے مثل شیر ژیان گردگیر
ترے شیدا نے مجھسے چاہی نبرد
ہوا پاسخ نامہ طیار جب
ولیکن یہ شیدا سے کہنا ضرور
وہین قارن گرد آیا وہان
کہا سنکے شیدا نے اے شہریار
مرے ساتھ اگر تو کیجو نبرد
سحر گاہ شیدا دلاور سوار
لگا کہنے یون شیدۂ نامدار
کیا زور ہر چند شیدا نے پر
کیا چاک خنجر سے اوسکا جگر
کرو پاک تم لیکے مشک و گلاب
جہاندار کا نامہ اوسکو دیا
سپہدار نے جب سنی یہ خبر
نہ ہرگز لکھا نامے کا کچھ جواب
سو شاہ ایران پھر افراسیاب
بہت جہد تورانیان نے کیا

ولیکن مدد کا کرے کوئی عزم
تو کرتا ہون ان سب پہ شمشیر کین
تو بہتر ہوا اے شاہ گردون جناب
تو غیرت سے شیدا سے ہو گرم جنگ
ہوا کم تو ہرگز نہین کچھ خطر
قیامت ہو پھر ایک برپا یہان
سحر گاہ شیدا کو رخصت تو کر
کہ رخصت کیا تجھکو ای نامور
کہ اے شاہ تو مجھسے ہو رزم جو
گیا شیدا پھر وان جہان تھا مقام
رہا کچھ نہین درمیان گفتگو
اور اقبال و دولت مددگار ہے
تو مین ہون ہژبر افگن و شیرگیر
نہین مین بھی ہون نامرد گردہ ہر
کہا شاہ نے گرد قارن سے تب
کہ اب باپ نے تیرے ای ذی شعور
کہا تھا جو شہ نے کیا وہ بیان
تو کل جائیو دیکھکر کارزار
مدد کو نہ پہونچے کوئی اور مرد
جو میدان مین آیا ہی کارزار
مجھے میل کشتی ہی ای شہریار
نہ ہرگز ہا خسرو نامور
ہوا غرق خون شیدۂ نامور
مرتب کرو مقبرہ بھی شتاب
زبانی یہ احوال ظاہر کیا
کہ کشتہ ہوا شیدۂ نامور
گیا گرد قارن کو رخصت شتاب
روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب
کہ دلمین بھرا کینہ شیدا کا تھا

غرض سنکے شیدا کی تقریر ہر دو چشم
یہ خسرو نے کہکر ارادہ کیا
نہین مکر سے خالی اوسکا سخن
اگر شیدا اسپر انہین ہووے ہلاک
مبادا جو خسرو کو پہونچے گزند
نہ زنہار تو مثل آتش ہو تند
عقب اوسکی نامے کا لکھکر جواب
کہا تونے جو کچھ سو اوسکا جواب
کہا شہ نے اچھا تو رہ آج یان
سپہدار توران کے پیغام کا
تو دیتا ہے جو گنج توران دیار
تو اورنگ و دیہیم و اقلیم زر
خدا کی قسم مین تجھے بیدرنگ
سحر وہ ہے اور مین ہون اور تیغ تیز
کہ شیدا ہے لیکر کسی شخص کو
نہ بھیجا تجھے یان برائے پیام
سحر دیکھنا تو تماشا ذرا
سپہ پہونچا تو خسرو کو یہ پیام
لگا کہنے قارن کہ ہنگام جنگ
تو کیخسرو نامور بھی وہین
ادہر سے ابھی پھر وہ دونون دلیر
جہاندار نے اوسکو ازروے کین
کیا حکم خسرو نے یہ بعد از ان
روان ہوکے پھر قارن نامدار
گئے وہین شیدا کے ہمراہیان
جہان سے ہوا ایک عالم ناامید
کیا دل مین ہرگز نہ صبر و قرار
ستمزدہ لشکر سے لشکر ہوا
لڑے ترک خونخوار دل کھول کر

نمایان تھا چہرے سے آثار خشم
کہ ہو ساتھ شیدا کے جنگ آزما
جفا پیشہ ہے مثل چرخ کہن
تو اوسکی بلا سے نہین اوسکو باک
خرابی ہو پھر زیر چرخ بلند
نکر ساتھ شیدا کے ہرگز ستیز
روان کیجیو سوے افراسیاب
عقب سے ترے لاتا ہے قارن شتاب
کرون تجھسے پیکار نکل اے جوان
شہنشہ نے پاسخ مہیا کیا
نہین چاہیے کچھ مجھے زینہار
جو رکھتا ہی تو میرا ہے سرہم
کرون کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
کرون ساتھ اوسکے مین تنہا ستیز
سو شاہ توران شتابان تو ہو
یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام
کہ تن ہو کہین اور کہین سر ترا
کہ وقت سحر ای شہ ذوالکرام
کمک سے شہنشہ کو ہی عار و ننگ
گیا سامنے مثل شیر عرین
بہم گرم کشتی ہوے مثل شیر
پکڑ گردن و پشت پٹکا وہین
کہ شیدا کے اب تن کو ای مردان
گیا پیش سالار توران دیار
کیا ماجرا جنگ کا سب عیان
سعادت نظر سے ہوئی ناپدید
کمر جست باندھی پئے کارزار
نمایان وہان رزم جمشید ہوا
نہ ہرگز کیا جان کا کچھ خطر

سوا بحر خون عرصۂ رزمگاہ — سوا لشکر ترک آخر تباہ
نہ میدان مین اک گرد توران بچا — جریدہ سپہدار توران رہا
یہ چاہا کہ دیجے دلیرانہ جان — بزور آوری مردم نے موڑی عنان
گیا آخر کار افراسیاب — سوے ریگ آمو بحال خراب
مظفر ہوا خسرو نامجو — لکھا مژدۂ فتح کاوس کو

گرفتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب را پیش کیخسرو وکشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران بایران

گیا ریگ آمو سے افراسیاب — گریزان سوئے کشور چین شتاب
وہان بھی خسرو تعاقب کنان — شتابی سے پہونچا بہ فوج گران
معہ بخت خاقان نے بھیجا وہین — زر و گوہر و گنج و تاج و نگین
فرستادہ پیشکش لیکے جب — گیا پیش خسرو بفرط طرب
کہا تب یہ خسرو نے خاقان اگر — کرے شاہ توران کو چین سے بدر
تو بہتر ہے ورنہ وہ ہوگا تباہ — رہیگا نہ ملک و سریر و کلاہ
فرستادہ پھر پیش خاقان گیا — پیام شہنشہ مفصل کہا
یہ گفتار سنکر ہوا پرخطر — کیا شاہ توران کو وہین بدر
گیا چین سے پھر سوئے مکران زمین — عقب اوسکے پہونچا شہ پاکدین
وہان سے بھی لی راہ دشت فرار — کہ تاب اقامت نہ تھی زینہار
جہان جا کے تھا شاہ افراسیاب — پہونچا تھا وان خسرو کامیاب
نپائی کہین اوسنے جائے قرار — کہ تھا اسکو خوف شہ نامدار
تلف فوج ترکان ہوئی سربسر — گرفتار سے لیکے تا نامور
نہ یکتن رہا شاہ توران کے پاس — نہ ہمدم تھا کوئی بجز بیم و یاس
لگا پھرنے تنہا بصد اضطراب — پریشان و تنہا و بیخورد و خواب
سوے شہر بردع کوئی غار تھا — کہ تاریک مثل شب تار تھا
رہا جا کے وان شاہ برگشتہ بخت — نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت
ستم سے زمانے کے ناشاد تھا — شب و روز سرگرم فریاد تھا
فریدون کی تھا نسل سے اک عزیز — ملکزادہ ہوم صاحب تمیز
سر اسکن کوہ نزدیک غار — اقامت گزین تھا وہ لیل و نہار
سنی شب کو آواز افراسیاب — اوتر کوہ سے ہوم آیا شتاب
جدہر سے کہ آتی تھی ہر دم صدا — ادہر کو دیے کان اوسنے لگا
سنا یہ کہ کوئی بترکی زبان — یہ کہتا ہے باچشم تر بر زبان
کہ ای شاہ توران تا چین و چین — کہان ہے ترا تخت و تاج و نگین
کہان وہ دلیری وجاہ و حشم — فلک نے کیا تجھپہ جور و ستم
کہ تنہا بیابان مین آیا تو آہ — بہ غار تاریک لایا پناہ
یقین اوسنے جانا کہ افراسیاب — کرے ہے فغان با دو چشم پر آب
یہ تھا اوسکی بیداد سے دردمند — کہ پہونچا تھا کچھ اوسکو اوس سے گزند
پئے انتقام اوسنے باندھی کمر — کیا صبر تا صبح ہو جلوہ گر
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار — تو آیا وہین ہوم نزدیک غار
پکارا کہ ای شاہ افراسیاب — دعا تیری تکبیر ہوئی مستجاب
خدا نے ترے پاس بھیجا مجھے — کہ برلاؤن مقصد کرون خوش تجھے
تو آ غار تاریک سے باہر اب — یہ سنکر وہ نکلا بفرط طرب
اوسے ہوم نے خوب بھینچا تنگ — لگایا بزور ایک مشت آنکر
ہوا وہ سراسیمہ و پر الم — لگی ہونے کشتی وہان پھر بہم
کیا شاہ توران نے گو زور دست — دلے تھا گرفتار نیروی بخت
نہ ہرگز گیا پیش کچھ زور دست — کیا چرخ پرزور نے اوسے پست
اوٹھا ہوم نے اوسکو پٹکا وہین — کیا پھر گرفتار از روے کین
زمانیکا ہرگز نہین اعتبار — کسیکا نہین چرخ گردندہ یار
کرے نامدار انکو دم مین تباہ — کرے سربلند انکو یون پست آہ
تضرع کنان ہوکے بولا وہ یون — مرے دست و بازو کو بستہ کیون
بھلا مجھسے کیا تجھکو پہونچا ضرر — کہا ہوم نے تو ہے بیداد گر
جہاندار نوذر شہ نامدار — سیاوش سپہدار عالی تبار
جوانمرد اغریرث پہلوان — سوا انکے تھے اور شہزادگان
مرے سب بزرگان فرخ نہاد — کہ تھی نامدار و فریدون نژاد
اونھین قتل تو نے کیا بیگناہ — نہ آیا تجھے رحم زنہار آہ
ترے جور سے مین گریزان ہوا — سوے کوہ و صحرا شتابان ہوا
وگر نہ مجھے بھی تو کرتا ہلاک — کہ ہرگز خدا کا نہ تھا تجھکو باک

رہا آ کے بالاے کوہ بلند
کہ تا مجکو پہونچے نہ تجسے گزند

دعائین مین کرتا تھا ہر صبحدم
کہ برباد ہو تیرا جاہ و حشم

رہے کچھہ نہ تیرا نشان دہر مین
کہ تا جاکے آباد ہون شہر مین

جو چاہون تھا مجکو خدا نے دیا
تجھے اب گرفتار میرا کیا

ذرا کر حقیقت تو اپنی عیان
کہ کیونکر تبہ ہو کے آیا یہان

بیان ماجرا اوسنے یکسر کیا
نشان خسرو نامور کا دیا

شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو
سو تاجور سے لیکے بدخواہ کو

وہ بولا کہ تو مجکو یان قتل کر
نہ لیجا حضور شہ نامور

پذیرا نہ اوسنے کیا یہ سخن
کشان لیگیا پیش شاہ زمن

ہوا شاد کیخسرو ارجمند
کیا لطف سے ہوم کو سربلند

سر افراسیاب جفا پیشہ کا
کیا تیغ بران سے شہ نے جدا

ستمگار کرشیوز کینہ ور
کہ تھا قید مین اوسکو بھی قتل کر

کیا کشتہ خنجر آبدار
ادا پھر کیا شکر پروردگار

کہ تیری عنایت سے ای ذوالکرام
لیا بدسگالون سے اب انتقام

جو تسخیر سب ملک توران ہوا
تو خسرو نے پھر قصد ایران کیا

ہوا حکم یون رستم گرد کو
کہ توران مین تو ای یل نامجو

عمل اپنا کر شوکت و شان سے
بد اندیش ہون دور توران سے

بفتح و ظفر پھر شہ پاکدین
ہوا رونق افزای ایران زمین

جہاندار کاوس کشورکشا
ز روے مسرت گیا پیشوا

خوشی سے بغلگیر باہم ہوے
برنگ گل تازہ خرم ہوے

کہا یون با و لطف کریم
میسر ہوئی ہمکو فتح عظیم

مخالف سے خون سیاوش لیا
ہوئی جمع خاطر بفضل خدا

رحلت نمودن کیکاوس از جہان فانی بملک جاودانی و بر تخت نشستن کیخسرو

جہان مین بجز ذات پروردگار
نہین ہے کسیکو بقا زینہار

گدا ہو کوئی یا بادشاہ و وزیر
کسیکو نہین ہی قضا سی گزیر

جہاندار کاوس انجم حشم
شتابان ہوا سوے ملک عدم

چہل روز کیخسرو نامدار
رہا غمسے کاوس کے سوگوار

سر تخت شاہنشہی بعد ازان
ہوا مثل خورشید جلوہ کنان

کیا تازہ اورنگ پر جب جلوس
تو حاصل ملک نے کیا پایبوس

ہوا ہفت اقلیم پر حکمران
ہوا اوسکی بخشش سی خرم جہان

رعیت نوازی جہان پروری
حقائق شناسی کرم گستری

ندی ہاتھہ سے شاہ نے زینہار
رکھا عدل سی کام لیل و نہار

میسر ہوئی خلق کو ایمنی
ہوئے شہ کی دولت سے مردم غنی

پس از مرگ کاوس تا ہفت سال
رہا حکمران شاہ فرخ خصال

عبادت پہ مصروف پھر دل ہوا
سوے حق پرستی وہ مائل ہوا

امور خلافت سے رکھا نہ کام
کیا اہلکارونکو مالک تمام

ہوا جبکہ تنہا شہ نامدار
عبادت مین مشغول لیل و نہار

بزرگان ایران گئے پیش شاہ
یہ بولے کہ ای خسرو دین پناہ

نہ کیا رہو تخت شاہی سے دور
کیا چاہیے سلطنت کے امور

کرو حق پرستی مین شب کو بسر
کرو کار دنیا بوقت سحر

لگا کہنے خسرو ہوا اب مین پیر
نہین کچھہ تمناے تاج و سریر

یہی آرزو ہے مری شام و سحر
کہ دار الفنا سے کرون مین سفر

کرون سلطنت کا مین کیا کار و بار
کہ مائل نہین دل ادھر زینہار

دلیران و گردان و ایران زمین
ہوے سنکے دلگیر و اندوہگین

طلب رستم و زال و زر کو کیا
مفصل یہ احوال اونکو لکھا

یہ سنکر وہ ایران مین آئے دوان
گئے پیشوا جملہ نام آوران

بیان نامدارون نے پھر یون کیا
کہ اے پہلوانان کشورکشا

خدا جانے خسرو کو اب کیا ہوا
کہ اورنگ شاہی سے تنہا ہوا

مقرر کیا ہی جدا اک مکان
شب و روز رہتا ہی خسرو وہان

ہمین اوس مکان مین نہین بار ہی
نہین اوسکو ہمسے سروکار ہی

ہوے اس حقیقت سی آگاہ جب
ہوا رستم و زال کو رنج تب

شتابان ہوے سوے شاہ جہان
کیا آگے بیرون پردہ فغان

شہنشہ نے آواز سنکر شتاب
کیا اوس مکان مین طلب باریاب

یہ پوچھا کہ کس طرح آئے یہان
وہ بولے کہ ای بادشاہ جہان

تری سنکے غفلت ہوا ہمکو غم
دوان آئے ہیں ہم بادل پر الم

کہا شہ نے یون کا ہی پہلوان دلیر
غرض جہد و کوشش ہی پہ ہی مدار
تو خیرات ہر روز و شب کیجیے
وہ ہو لاکہ مردم سے نفرت ہی
نصیحت ہوئی جب انہ کچھہ کارگر
یہ ہی آرزو جی ہی یون چاہتا
شہنشہ نے سنکر یہ پاسخ دیا
یہ سنکر وہ دونون پہلا سور
یہ زاری کی فریاد سنکر وہین
نہین چاہیے اسقدر درد و رنج
یہ کہکر وہین خیمہ باہر کیا

ہوا مین تو دنیا و دولت سے سیر
کہ تا جمع ہو زاد راہ عدم
فقیران و مسکین کو زر دیجیے
سنی عیب سے یہ صدا مینے جب
تو شامش ہوے رستم و زال زر
کہ زنہار ہو نہین تجہسے جدا
کہ جاے دگر پاس یہین جاؤنگا
برآمد ہوے وان سی باچشم تر
برابر ہوا خسرو پاکدین
کہ سپر رفتنی یہ سرا سپنج

مجہے قصد یزدان پرستی ہی اب
یہ پاسخ دیا پہر کہ ای بادشاہ
عبادت سے بہتر ہی شاہ جہان
کہ نزدیک تر آئے ایام مرگ
ولیکن یہ کہنے لگا زال گرد
ترے ساتھہ مین بھی ہون گوشہ نشین
کرون حق کو تفویض جان اسطرح
اونہین دیکھکر جملہ ایرانیان
ہر اک کی شہنشہ نے کی دلدہی
بھلا اب مین شاہان ہی شین کہان

عبادت مین مشغول ہون روز و شب
جو ہی خواہش تو شہ زاد راہ
توجہ ہی لازم سوے مردمان
مہیا تو کر سا زہنگام مرگ
کہ مین بھی ہون شاہا بہت سالخورد
کرون یاد ذکر جہان آفرین
ہوئی غیب سے شب ندا اسطرح
لگے کرنے فریاد و شور و فغان
کہا یون نہ غم سے کرو دل تہی
جہان و گئے ہم بھی جاوین وہان
شبستان سے سو بیابان گیا

ترک کردن کیخسرو دولت دنیا را و تاج و تخت شاہی بلہراسپ سپردن و خود دریک چشمہ رفتن و ازانجا غائب شدن

جہاندار خسرو نے روز دگر
فقیران مسکین جو تہے شہر مین
کیا شہ نے پہر ترک جاہ و حشم
ہوا گرد گودرز اوسکا وزیر
کیا ملک تقسیم کیخسرو نے پسر
سمجہتا ہی لہراسپ اب بادشاہ
ہوے یکسر آشفتہ ایرانیان
جو ہو جو دہی پور فرخندہ بخت
کہ خسرو نے سبکو کہا بادشاہ
کہ گر خاک کو تو کرے سرفراز
شجاع و کریم و خلائق نواز
کیا ہی سمجہکر اوسے شہریار
پرستار ہی شاہ عالی تبار
مجہے خواب مین چشمہ آیا نظر
حسب جتے گی خسرو نا مجو
پے بیژن و گیو و گودرز بہی

کیے جمع ایران کے سب نامور
کیا اونکو شہ نے غنی دہر مین
رہا کچھہ نہ دنیا و دولت کا غم
کہ تہا دانشور آگاہ مرد پیر
ہوا صاحب ملک ہر نامور
اطاعت کرو اوسکی شام و پگاہ
یہ گفتار لائے زبان پر کہ ہان
تو پہونچی نہ دارا کو تاج و تخت
یہ لازم ہی ہمکو کہ شام و پگاہ
تو ہم سر جہکا دین رہ ہوے نیاز
سزاوار شاہی ہی وہ سرفراز
کہ ہی باذل و عادل و ہوشیار
دلیران و گردان نے کی اختیار
شتابندہ ہوتا ہون یار و ہم
تو رخصت کیا رستم و زال کو
وہ گستہم و طوس و فریبرز بہی

عطا کی اونہین نعمت بیکران
بداد و دہش شاہ گیتی فروز
ہوا سب سے فارغ شہ نامجو
کیا گیو کو شہ نے سالار فوج
لگا کہنے پہر خسرو پاکدین
فریبرز سے بھی یہ شہ نے کہا
فریبرز ہے پور کاؤس کے
سنی جب یہ گفتار ایرانیان
کرین بندگی اوسکی جون بندگان
کہا شہ نے جو کوئی ہو داد گر
یہ لہراسپ اولاد ہوشنگ ہی
یہ تعریف لہراسپ فرخ نہاد
لگا کہنے خسرو یہ لہراسپ کو
وہان جا کے دونگا مین جان حزین
ہوی وقت رخصت وہ گریہ کنان
نہ رخصت ہوے راہ سے زینہار

ہر اک کو جہان مین کیا کامران
رہا دل سے مصروف ہفت روز
دیا تاج و اورنگ لہراسپ کو
کہ دیکہا اوسے لائق کار فوج
کہا ای سرفرازان ایران زمین
کہ فرمانبری تو بھی کیجیو سدا
سپہدار لہراسپ داماد ہے
کیا یہ سخن زال نے تب بیان
یہ کہا کیا پیش خسرو بیان
خرد مند و آزادہ صاحب ہنر
ہوا انکو بادا و فرہنگ ہے
بزرگان ایران ہوے سنکے شاد
کہ جا اب سوے شہر اے نامجو
یہ کہکر روانہ ہوا بس وہین
ہوا پیشتر اپنے خسرو روان
گئے ہمرہ خسرو نامدار

سر چشمہ پہنچا دم خسرو گیا
تو وان غسل شاہ جہان نے کیا

کہا سب سے وقت جدائی ہے اب
خدا سے تجھے شناسائی ہے اب

سو خانہ یان سے روان ہو شتاب
کہ ہوگی یہان بارش برف و آب

چلی باد صرصر بہت تند و سخت
ہوئے بیخ سے کندہ یکسر درخت

یہ کہکر گیا چشمۂ آب مین
نشان پھر نہ شہ کا ملا خواب مین

ہوا جبکہ خسرو وہان ناپدید
تو سب نامداران ہوئے ناامید

پھرے وان سے ناچار گریہ کنان
فریبرز نے پھر کہا یون کہ ہان

توقف ذرا کر کہ کھا دین طعام
فرود آئے پھر نامداران تمام

نگہ کرد گودرز فرخ پسر
رہان اوس مکان مین [illegible]

طعام الغرض سب نے کھایا وہان
گئے خواب مین پھر وہ گردنکشان

نمایان ہوا ابر تاریک تر
ہوئی بارش برف پھر اس قدر

کہ یکسر ہوا کوہ و صحرا سفید
ہوا بلکہ روئے زمین ناپدید

فریبرز و گستہم و طوس جوان
یل گیو اور بیژن پہلوان

سوا اونکے بھی اور روان نامور
گئے مر وہ شاہ تھے جس قدر

تہ برف یکبارگی دب گئے
سوئے جہان عدم سب گئے

کہین منتظر گرد گودرز تھا
نہ زنہار کوئی وہان جب گیا

پھر اوسنے بھیجا کسیکو ادھر
کہ پہنچا سے نام آوری کی خبر

وہ آیا تو کیا دیکھتا ہے وہان
کہ مردہ ہین سب زیر برف گران

بہر رسم و آئین چرخ بلند
کہ گاہے رکھے شاد گہ دردمند

کسیکو نہین ہے جہان مین قرار
پھرے ہے سدا گردش روزگار

اب آتا ہے کہنے سخن لہراسپ شاہ
کہ زیبندہ ہے جسکو تاج و کلاہ

رکھا سر پہ لہراسپ نے تاج زر
سر شہی پہ ہوا جلوہ گر

جلوس لہراسپ شاہ بر تخت شاہی

ہوئی اوس سے رسم کیخسروی
رکھا خلق کو خوش بعہد نیکوی

کیا اوسکا لطف و کرم عدل و داد
بزرگان ایران ہوئے شاد شاد

جہاندار کے چار فرزند تھے
دلیر و شجاع و خردمند تھے

ملکزادہ شیداسپ اور اردشیر
ہنرمند و دانا شجاع و دلیر

یہ دو لون تھے دختر کاؤس کی
کہ لہراسپ کے ساتھ منسوب تھی

دو فرزند تھے اور خاتون سے
خبردار آداب و قانون سے

ملکزاد گشتاسپ مرد دلیر
دلاور جوان شاہزادہ زریر

ولیکن تھا ہشیار ہر کار مین
جوانمرد گشتاسپ ہر کار مین

وہ تھا لائق تاج و فرماندہی
نمایان تھی چہرے سے فرشہی

دلیر و زبردست مغرور تھا
دل شاہ سے اسلیے دور تھا

موافق نتھا شاہ سے زینہار
رکھے تھا اوسے شاہ لاچار خوار

خفا ہوکے اک روز وہ جوان
گریزان ہوا سوئے ہندوستان

زریر دلاور کو شہ نے کہا
کہ بھیجا سواران جنگ آزما

اگر گشتاسپ کو لاسکتا ہے یہان
شتابان ہوا پھر زریر جوان

جدھر کو شتابندہ گشتاسپ تھا
ادھر کو تفحص کنان یہ گیا

ملا اوسکو گشتاسپ انجام کار
زریر اوس سے بولا کہ اے نامدار

سمند عزیمت کی پھیر عنان
یہان سے ہو اب سوئے ایوان

لگا کہنے گشتاسپ اے نامجو
نہین تیری پیش پدر آبرو

کرے ہو وہ توقیر کاؤسیان
نہین سمجھہ اور سمجھے یہ بیان

ولیعہد اپنا کرے مجھکو گر
تو حاضر ہون مین پہلے پیش پدر

وگرنہ کہین پھر نکل جاؤنگا
نہ زنہار پیش پدر آؤنگا

زریر دلاور نے پاسخ دیا
کہ ہون مین کفیل آپکے کام کا

پھر اسکے پھر آن دونون جوان
خوشی سے سو خانہ آئے دوان

سنی شہ نے گشتاسپ کی جب یہ بات
نہ ہرگز کیا اوسنے کچھ التفات

جو آیا نظر شاہ نامہربان
تو ناچار گشتاسپ جنگی جوان

سوئے روم تنہا گریزان ہوا
شتابندہ طرف بیابان ہوا

زریر دلاور بفرمان شاہ
گیا اوسکے دنبال لیکر سپاہ

گیا دور تک وہ تفحص کنان
ولیکن نپایا کہین کچھ نشان

سو خانہ ناکام آیا زریر
سوئے روم پہنچا وہ مرد دلیر

غریبانہ گوشے مین کرکے قیام
لگا صرف اوقات کرنے مدام

متاع و زر و مال جب ہو چکا
تو پھر اسکے دیوان قیصر گیا

کہا مین دبیر و نویسندہ ہون
یہان چاکری کا مین جویندہ ہون

کہا اہل دفتر نے یون ہے جوان
نہین ہے نویسندہ درکار یان

کرے گر توقف تو پہر آئے نام
مقرر کوئی رفتہ رفتہ ہو کام

وہ رکھتا تھا قوت ایک وزر کا
وہیں مہتر ساربان نے طعام
ہوا جب کہ گشتاسپ ان کامیاب
کسی سے اوسے وہاں بھلا کیا پان
غضبناک آہنگر او سپر ہوا
غرض وان سے گشتاسپ نالان گیا
کھلایا طعام اوسنے لیجا کے سیر
کہ نسل فریدون سے ہوں اے جوان
لگا کہنے یہ سرور ارجمند
یہ کہکر لگا رہنے دہقان کے گھر
یہی رسم تھی قیصر روم کی
فراہم وہاں ہوتے تھے شاہ و شاہ
کتابوں میں تھی اک دختر شہریار
بولائے جوانان عالی گہر
اوسے خواب آیا تھا شب کو نظر
نصیبوں نہیں ہے اُسکے ایران کا تخت
ندیکھا جوان کوئی اُس شکل کا
اُسے دختر نے دستۂ گل دیا
وہ دہقان گشتاسپ فرخ جوان
کہ مجلس میں قیصر کی آ دیکھو
گئے الغرض وان وہ دونوں جوان
لگی کہنے دایہ سے وہ ماہرو
اُسی نے دستۂ گل حوالے کیا
خدا جانے کیا اوس سے جو آنکھی دولت
کہا یوں کر دیجیے خدا پر نظر
لگا کہنے پھر قیصر نامجو
کیا پیش گشتاسپ فرخ خصال
یہ احوال سنکر گئے مرزبان
کیا غرض پھر مرزبان نے یہی

سو خانۂ ساربانان گیا
کھلا کر کیا خرم و شاد کام
گیا سوئے آہنگران بشتاب
حوالے کیا تیک آہنگران
کہ نقصان اُسکا سر ہے ہوا
سو بہ نشست باچشم گریان گیا
لگا کہنے دہقان سے مرد دلیر
اقامت گزین ہو مجلس [illegible]
تو اور بہین ہوں [illegible]
وہاں اُسنے کی ایک مدت بسر
کہ دختر شہ کشور روم کی
جوانان خوش رو و فرخ نہاد
ہوئی جبکہ بالغ بہت گلعذار
ملکزادگان خجستہ سیر
کہ پھر دختر شہ سے باکر [illegible]
سزا جفت ہو گا وہ فرخندہ [illegible]
کہ جسکا تصور کتابوں کو تھا
سحرگاہ پھر یہ منادی کیا
ہم شہر میں آئے تھے ناگہان
کہ شاید نصیب اپنے دو بخت ہو
کہ وہ بزم آراستہ تھی جہان
کہ تھی اُس جوان کی تجھے جستجو
گئی پھر شبستان میں وہ مہ لقا
نہیں ہمکو معلوم ذات و صفات
جو چاہے کرے داد و داورگر
کرو خوب تحقیق اسباب
ہو سے جا کے اُس [illegible] حال
کیا پیش قیصر مفصل بیان
عیان اُسکے رشتے کو فرشتی

بسان غریبان و بیچارگان
کہا پھر یہ گشتاسپ نے اے جوان
کہا جا سکا و کیسے کہ [illegible]
بزور اوسنے مارا وہ [illegible]
بہت [illegible] دشنام آزردگی
کیا رحم دہقان نے یہ [illegible] کر
کہ تو کون ہے کیا ہے تیری نژاد
کیا کار دہقانیان اختیار
کہ [illegible] کی نسل ہے [illegible]
پھری آخرش گردش روزگار
جو ہوتی تھی بالغ بصد لطف تب
جسے چاہتی دختر نازنین
شہ روم نے تب بصد انبساط
جو دیکھے کتابوں میں سب یکبار
نظر جب نہ آیا تو سے شہر میں
شہ روم نے پھر بھی روز دگر
دگر بار پھر بات کو وقت خواب
کہ ہاں جشن ہے آج آویں سبھی
منادی کی دہقان نے سنکر صدا
بخت شاہد دولت آ وہ نظر
سعد شاہ گشتاسپ فرخ سیر
یہ کہکر دیا ہیں دختر دلستان
غضبناک سنکر ہوا بادشاہ
یہ چاہا کہ دختر کو دیجے ہلاک
مناسب نہیں عہد کا توڑنا
کہ یہ کون ہے ذات ہے اسکی کیا
وہ بولا کہ لہراسپ کا ہوں پسر
نہ زنہار قیصر نے باور کیا
نہ کچھ عذر یان پیش ہرگز گیا

ارادہ کیا جا کری کا وہاں
نہیں ہے یہیں خواہش ساربان
ہر اک کام میں خوب محنت کرو
کہ سندان شکستہ ہوئی اور تیک
کیا دور دکان سے اپنے وہیں
وہ گشتاسپ کو لیگیا اپنے گھر
یہ بولا وہ دہقان فرخ نہاد
نہیں کچھ غم گردش روزگار
ولے ہوں ستمدیدہ چرخ [illegible]
ہوا یاور اقبال انجام کار
مہیا وہ کرتا تھا جشن طرب
اوسے شوہر اپنا وہ کرتی پسند
مہیا کیا ایک جشن نشاط
نہ آیا پسند اوسکو اک نامدار
نہیں اُسکے رو کش کوئی [illegible]
دکھائے کتابوں کو سب نامور
نظر اُسکو آیا وہ عالیجناب
مسافر بھی اور مردم شہر بھی
جوانمرد گشتاسپ سے یوں کہا
میسر ہے جمعیت [illegible]
پڑی جبکہ اوس نازنین کی نظر
ہوئی پیش گشتاسپ وہ [illegible]
لگا کہنے یوں کھینچکر غم سے آہ
ولیکن امیروں کی [illegible] خوف و باک
نہیں خوب آئین سے منہ موڑنا
تفحص وہیں مرزبان نے کیا
خفا باپ سے ہو کے آیا ادھر
کہا قصہ دختر نے پھر خواب کا
بندھا عقد گشتاسپ سے دخت کا

نہ ہرگز دیا شہ نے کچھ مال و زر | گیا بلکہ دونوں کو گھر سے بدر
گذر کر کے دریا سے گشتاسپ شاہ | شکار ایک کر گورخر کا پگاہ
غرض قوت ہر روزہ نخچیر تھا | پراگندہ خاطر تھا و دلگیر تھا
ہوے وہ جوان اونکے بھی غمگسار | کہ تھے اقربائے شہ نامدار
کہ بیشے میں اک گرگ خونخوار ہے | رسانندہ رنج و آزار ہے
ہوا اوس سے ہرگز نہ عہدہ برا | تلافی نہ کچھ کر سکا میں ذرا
گیا سنکے حیرت میں وہ نامجو | کہ کیونکر کرون قتل اوس گرگ کو
کہ تنہا دلیرانہ ہر صبحدم | سو دشت جاتا ہے بے رنج و غم
گر اوس سے تو خواہان امداد ہو | ملا دے تہ خاک وہ خون گرگ کو
گذربان بھی ہمراہ اوسکے گیا | یہ گشتاسپ سے جا کر اوسنے کہا
پذیرا کیا مرد نے یہ سخن | دلیرانہ سوے گرگ پیلتن
گذربان و مہرین بھی ہمرہ گئے | وسط راہ میں خوف سے رہ گئے
طرح شیر کی گرگ نے دوڑ کر | وہیں نیچے مارا جو آخر پسر
گذربان و مہرین ثناخوان ہوے | بہت دل میں مسرور و شادان ہوے
وہ کہنے لگا کس قدر تھا یہ کام | کہ اپنا کرون آشکارا میں نام
ادا بیٹی کی شہر بانو بادشاہ | مجھے دیجے اب دختر نیک ماہ
وہان گرگ کشتہ جو آیا نظر | تو حیران رہا قیصر نامور
کہا شہ نے اہرن سے یوں بد زبان | کہ ہے کوہ میں اژدہائے دمان
ہوا دل میں اپنے وہ اندیشناک | کہ کیونکر کرون اژدہا کو ہلاک
کہ تنہا دلیرانہ ہو جنگ جو | کیا کشتہ گشتاسپ نے گرگ کو
یہ سنکر بحضور اُسکے اہرن گیا | بیان اوس سے اپنا کیا مدعا
تو لاکر کیے تیار اب اے جوان | کہ تا قتل ہو اژدہائے دمان
ہوا نعرہ زن مرد کشور کشا | مقابل ہوا آن کر اژدہا
کیے جب بہل تیر اسنے رہا | ہوا اژدہا خستہ سر تا بپا
دہن میں گیا اژدہا کے دہان | وہیں لیکے پھر ایک سنگ گران
وہ دندان تیز اوسکے کندہ کیے | خوشی سے وہ اہرن کو لا کر دیے
وہ دندان دیے قیصر روم کو | تعجب میں آیا شہ نامجو
جو وہ اژدہا کشتہ آیا نظر | تو اہرن سے کہنے لگا تاجور
کہ جسنے یہ کار نمایاں کیا | تو ہرگز نہیں قاتل اژدہا

کتایون و گشتاسپ خوش باہم | گئے رہنے ویرانے میں لاجرم
گذربان کو اک حصہ دیکر مدام | سو خانہ لاتا تھا وہ ذوالکرام
دو دختر شہ روم کی تھیں حسین | یہ چہرہ خورشید رو مہ جبین
جو انکا مہرین و اہرن تھا نام | یہ مہرین سے بولا شہ ذوالکرام
کیا ملک کو اوسنے یکسر تباہ | گیا میں کئی بار لیکر سپاہ
کرے تو اوسے قتل گر اے جوان | تو پھر دون تجھے دختر دلستان
گذربان نے اک روز اوس سے کہا | کہ گشتاسپ دانا و سلطان کا
کرے ہے شکار ایک گور کلان | دلیر و تنومند ہے وہ جوان
ہوا شاد مہرین یہ سنکر سخن | گیا پیش نام آور پیلتن
کہا اے نامور گر مرا ہو تو یار | تو ہو شاہ بد مدعا ہمکنار
سو گرگ جنگی شتابان ہوا | نہ زنہار دل میں ہراسان ہوا
گیا سامنے گرگ کے وہ جوان | تو دیکھا کہ ہے شیر سے بھی کلان
دلاور جوان نے بیک ضرب تیغ | دو پارہ کیا گرگ کو بیدریغ
کہا پھر یہ مہرین نے اے نامدار | تو نام اپنا مت کیجیو آشکار
حضور شہ روم مہرین گیا | کہا گرگ کو قتل میں نے کیا
نہ باور کیا شاہ نے زینہار | گیا اسکے ہمراہ شہ نامدار
پھر الفاسے وعدہ کیا با خوشی | وہ دختر پری چہرہ مہرین کو دی
اگر کشتہ ہو تجھسے وہ اژدہا | تو حاصل ہو دل کا ترے مدعا
گذربان احوال گشتاسپ کا | بیان پیش اہرن مفصل کیا
یقین ہے کہ گشتاسپ بے خوف و باک | کرے اژدہا کو بھی دم میں ہلاک
لگا کہنے گشتاسپ حالی تبار | کہ اک خنجر تیز دندانہ دار
گیا اور لایا وہ خنجر وہیں | یہ کہکر گیا سوے کوہ برین
دہن سے وہ ہر دم تھا آتش فشاں | خدنگ افگنان تھا یہ مرد جوان
وہیں خنجر تیز پھیرا دو تر | سر تیغ گشتاسپ نے باندھ کر
کیا خستہ مغز سر اژدہا | نشان اژدہا کا نہ ہرگز رہا
وہ پیش شہ اہرن آیا و لے | کیا ماجرا اژدہا کا بیان
نہ باور کیا پھر سخن زینہار | گیا جانب کوہ ہو کر سوار
کہ یہ کام ہے دیو کا بیگمان | نژاد کیان سے ہوا کوئی یان
وہ بولا کہ اے سرور انجمن | نہ زنہار تو اب ہو پیمان شکن



کہ تھی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا
غرض ہوا اہرن نام جو
کہ تھا قاتل گرگ و مار سیاہ
گر گشتاسپ داماد تیرا کلان
غرض اس دلاور نے پیچھو پاک
یہ سنکر شہ روم کہنے لگا
سنوں جسکے چنگل سے گاہو رہا
سپہدار سالار لشکر کیا

شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا
کیا کتخدا دختر خرد کو
ملکزادہ گشتاسپ با عز و جاہ
شجاع و دلاور بہادر جوان
کیا گرگ اور اژدہا کو ہلاک
مجھے روز اول یہ معلوم تھا
پلنگان و شیران و گرگ اژدہا

بیان کی یہ گفتار اہرن جب
کتایون کی اوستاد تھی پاک تن
گئی وہ کتایون کی ماں کے حضور
جو عرض و اہرن کا یاور ہوا
کتایون کی ماں نے یہ قصہ تمام
کہ زیر سپہر برین جو کیا
کیا شہ نے گشتاسپ کو پھر طلب

ہوا قیصر روم ناچار تب
یہ آواز سے لگی کہنے وہ سیم تن
لگی کہنے یوں با فراوان سرور
تو پھر مدعا اونکا یکسر ہوا
کیا عرض پیش شہ ذو الکرام
نہیں کوئی ہرگز دلاور جوان
بصد جاہ و شوکت زبس کہ طرب
فزون مرتبہ پایہ برتر کیا

جنگ کردن گشتاسپ با الیاس

والی خزر و گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتاسپ سالار فوج
لکھا پھر یہ نامہ شہ خزر کو
شہ کشور خزر الیاس شاہ
سپہ لیکے آیا سو ملک روم
سو لشکر خزر آیا وواں
ہوا کشت و خون دشت میں اسقدر
پکارا یہ میدان میں آن کر
دلیرانہ الیاس آیا وہیں
تو الیاس ہرگز نہ قائم رہا
ہوا قید میدان میں الیاس جب
غرض ملک تسخیر یکسر کیا
تہ دل سے آگے اوسکے لطف و عطا
سپہدار گشتاسپ نے ایک روز
یہ سنکر وہیں پیش سلطان روم
نہیں خوب لہراسپ کو کھٹا رزم
کہ ہے شاہ لہراسپ پیر ابدیر
دلیران ایران کو یارا کہاں
کہ تسخیر ایران میں جاکر کرون
سو شاہ لہراسپ نامہ لکھے
اگر نصف ایران و تاج و کلاہ
ہوا لیکے قالوس نامہ رواں
یہ کہنے لگا پھر شہ نامجو
کہا یون فرستادہ سے بعد ازان
یہ سنکر کیا نامہ نے بیان
کہ بیشے میں اک گرگ خونخوار تھا
پھر الیاس خزر یکہ ہنگام جنگ
مشابہ ہے کسکے وہ جنگ آزما
یہ جانا جہاندار لہراسپ نے
نکر انا اک پہلوان پر غرور

ہوئے تابع حکم سردار فوج
کہ اب خزر سے دست برابر ہو
کہ رکھتا تھا ساتھ اپنے جنگی سپاہ
سپہ وہ کہ فولاد موجس ہے موم
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
کہ الیاس رکھتا ہے ہمت اگر
ہوا ساتھ گشتاسپ کے گرم کین
زمین پر گرا زین سے ہو کر جدا
گریزاں ہوا لشکر خزر تب
بہت گنج قیصر نے واں سے لیا
زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا
کہا شاہ سے ای شہ نیک روز
لگے کہنے یون نامداران روم
مناسب نہیں ملک ایران کا عزم
عیان اوسکا احوال ہے سر بسر
کہ ہون ساتھ میری ستیزہ کنان
تجھے صاحب تخت و افسر کرون
یہ مضمون تھا اوسمین شہ نے کیا
مجھے دے تو ہو صلح ای بادشاہ
گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان
کہ تسخیر کرکے فقط خزر کو
حقیقت فراخنگ کی کر بیان
کہ قیصر کا داماد ہے اک جوان
اور اک کوہ پر تھا وہاں اژدہا
اوٹھا زین سے لایا جوان [illegible]
کہ جسنے یہ کار نمایان کیا
کہ بر پا کیا فتنہ گشتاسپ نے
کہ یہ بات ہے عقل و دانش سے دور

نہ محکوم تنہا تھی اوسکی سپاہ
مہیا تو کر ورنہ سامان جنگ
حقیقت یہ سنکے ہوا خشمگین
اودھر بھی گشتاسپ لیکر سپاہ
سر و پہلو و سینہ تھا وقت جنگ
سپہدار گشتاسپ مرد دلیر
تو ہو ساتھ میری سپاہ گرم جنگ
ہو گشتاسپ نے نیزہ یکو زور سے
گرفتار کرکے وہ جنگی جوان
گیا مرزبان پھر تعاقب کنان
پھر اخزر سے پھر بفتح و ظفر
کیا ملکہ مختار یکسر امور
تنگ و ساز اب سے ایران کرو
کہ لہراسپ ہے بادشاہ عظیم
جوان دلاور ہے خشمگین ❊
مری جنگ کی تاب اوسکو نہیں
ہراسان ہیں گر روم کے نامدار
کہا جبکہ گشتاسپ نے یہ سخن
کہ ہے ساتھ تیری مجھے عزم جنگ
کرون ورنہ ایران کو یکسر خراب
بجالا کے آداب نامہ دیا
ہوا قیصر روم مست غرور
کہ الیاس کا ملک کیونکر لیا
دلیر و تنومند گشتاسپ نام
دلیرانہ دونونکو بیخوف و باک
یہ پوچھا جہاندار نے پھر کہ ہان
نظر کرکے اوسنے لبو ہی زریر
شہ روم کو نامہ کا پھر جواب
ہزاروں ہیں یاں گرد شمشیر زن

شہ روم سمجھے تھا پشت پناہ
جو مشہور خاطر ہو کر بیدرنگ
کیا قصد پیکار از روے کین
بفرمان قیصر ہوا کینہ خواہ
نثار عمود و سنان و خدنگ
دوان کرکے گھوڑے کو مانند شیر
نہ ہرگز کری جنگ میں کچھ درنگ
کمر میں کیا بند الیاس کے
اوسے لیگیا پیش قیصر کشان
شہ روم باشوکت و فر شان
سو روم آیا بصد کر و فر
جواہر دکوبا نشاط و سرور
خبر دار آیا شاہ ایران ہے ہو
وہ رکھتا ہے گنج و سپاہ عظیم
شہ روم سے پھر یہ بولا وزیر
کہاں ہے یہ طاقت جو ہو گرم کیں
تو ارشاد ہو مجھکو اے شہریار
تو شادان ہوا سر و شاد من
نہیں جنگجوئی میں ہرگز درنگ
تو ہووے گرفتار رنج و عذاب
ہمیشہ پڑھے کہ لہراسپ کشور کشا
ہوا فہم و دانش سے یکبار دور
اوسے قید قیصر نے کیونکر کیا
بنا ہاتھ سے اوسکے پہلے یہ کام
گیا اوس دلاور نے جاکر ملک
یہ بیٹھے ہیں جتنے یلان اسکے ان
کہا اسکے ہمشکل ہے وہ دلیر
لکھا یون کہ ای شاہ والا خطاب
خبردار [illegible] شکن

نہیں خرج ایران نہ الیاس ہم
تو اندازہ سے رکھنا باہر قدم

بدستور پہونچانا شتابی خراج
ہے ورنہ تیرا پادر نگ و تاج

یہ نامہ نویسندہ جب لکھ چکا
تو قابوس کو شہ نے رخصت کیا

طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از روم و تفویض نمودن تخت و تاج بہ گشتاسپ و بیاد خدا مصروف بودن

برادر جو گشتاسپ کا تھا زریر
کہا اوس سے لہراسپ نے ای دلیر

تو جا پیش قیصر فرستادہ وار
یہ کہنا تو جا کے اوس سے کہ ای شہریار

تو کر صلح ہمسے نہ ہو کینہ خواہ
کرینگے نہ ہم خواہش تاجگاہ

تو پھر پاس گشتاسپ کے جائیو
سمجھیو یہ پیغام پہونچائیو

کہ بیٹے تری قدر جانی نہ آہ
ولی ہم نہیں اب جہان میں عذر خواہ

تری یاد میں کیا پشیمان ہوں
بہت اب دل میں پشیمان ہیں

خطا میری اب سر بسر کر معاف
کدورت سے کر آئینہ دل کا صاف

روانہ ہو اب سوے ایران دیار
کہ ہے شوق دیدار دل میں ہزار

ہوا سیر میں افسر و تخت سے
تو فیروز ہو یاری بخت سے

ارادہ یہ ہے معتکف ہوں اب
کروں یاد یزدان میں ہر روز و شب

رکھوں سر پہ تیرے کلاہ شہی
مبارک تجھے تخت و تاج شہی

بحکم شہنشاہ آفاق گیر
سو ہمدم ایران سے آیا زریر

کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ
لگا کہنے تب قیصر کینہ خواہ

مجھے شاہ دی نصف ایران اگر
تو پھر صلح الفت ہو ہمدگر

وگرنہ مصمم ہے یہ خواہش جنگ
مہیا ہے تیغ و سنان خدنگ

شہ روم نے جب یہ پاسخ دیا
وہ رخصت ہوا اپنے مکان میں گیا

گیا پیش گشتاسپ پھر وقت شب
کہا اوس سے پیغام لہراسپ سب

پیام پدر سنکے ہو شاد شاد
ملکزادہ گشتاسپ فرخ نہاد

کتابوں کو لیکر شتابان ہوا
روان سوے اقلیم ایران ہوا

جو نزدیک پہونچا وہ سالار
گئے پیشوا نامداران شہر

گیا جبکہ لہراسپ کے روبرو
اوٹھا تخت سے تب شہ نامجو

پیادہ پدر ہو کے پھر ہمکنار
ہوئے مشتعل رہ بار اشکبار

وہیں پھر جہاندار فیروز بخت
بٹھا ایک تخت اپنے پہلو پہ تخت

لگا کہنے گشتاسپ سے ای پسر
تو اس تخت زریں پہ ہو جلوہ گر

وہ بیٹھا وہاں جب تب سب مدام
بحکم شہنشاہ عالی تبار

ہوے اوسکے محکوم و فرمان پذیر
دلیران و گردان امیر و وزیر

جہاندار لہراسپ فرخ خصال
جہاں میں ہا یکصد و بیست سال

کہا شہ نے گشتاسپ سے بعد ازان
کیا میں نے اب ترک کار جہان

مجھے کام کچھ سلطنت سے نہیں
تو ہے مالک تخت و تاج و نگین

یہ کہکر قبائے شہی دور کر
لباس فقیری کیا زیب بر

نہ زنہار لیکن رہی جب جگہ
گیا پھر سوے بلخ لہراسپ شاہ

کہیں وہ تو ہوں بلخ میں آ کے رکا
پرستش گہ خلق تھا کعبہ سان

کسی حجت میں ان صاف دل
یہ یزدان پرستی ہوا مشتغل

ہوا مشتغل جبکہ لہراسپ شاہ
تو بیٹھا سر تخت گشتاسپ شاہ

شہنشہ بفضل خدای کریم
جہان میں ہوا بادشاہ عظیم

نشستن گشتاسپ بہ تخت و پیدا شدن اسفندیار

شہان جہاں بھیجتے تھے خراج
حضور رضا اوند او رنگ و تاج

زمیں چین و ماچین کا فرمانروا
کہ ارجاسپ تھا نام اوس شاہ کا

نہ کرتا تھا زنہار فرمانبری
کہ محکوم تھی اوسکے دیو و پری

غرض فوج پر اپنے سرور تھا
بہت اپنے نزدیک وہ دور تھا

سوا اسکے سب تاجدار زمان
ہمیشہ تھے محکوم شاہ جہان

جہاندار گشتاسپ تھا داد گر
نہ تھا کام جز جادو و شام و سحر

نگاہ عدل و کرم گستری
شب و روز مصروف دین پروری

کتایون سے پیدا ہوے دو پسر
تو سند پہ زور رشک

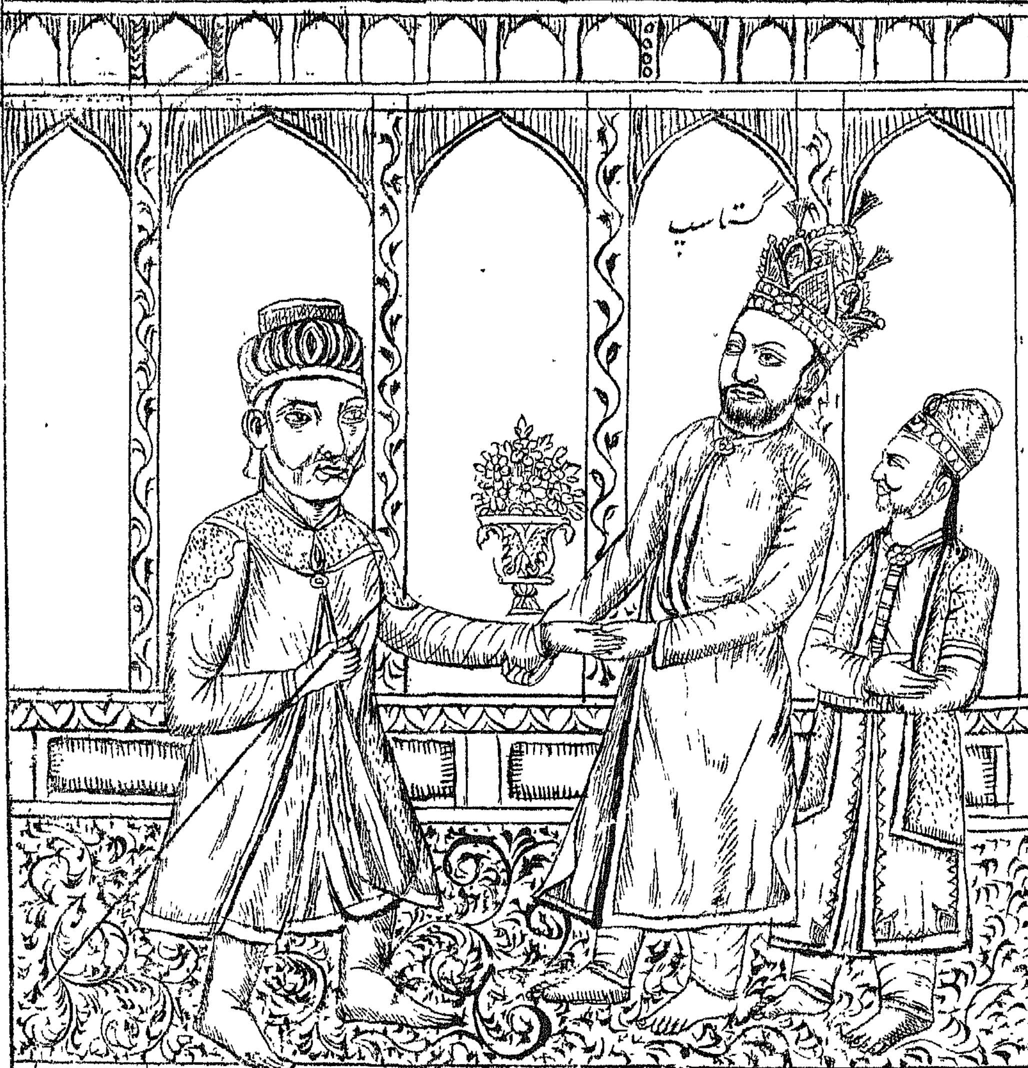
رکھا نام اسفندیار ایک کا
دگر طفل کا نام پشوتن رکھا

ہوے دونوں شہزادے پرورده جب
سکھائے ہنر شاہ نے اونکو سب

جو جاماسپ اوس شہ کا دستور تھا
وہ علم سماوی میں مشہور تھا

[illegible] گیاہ بیابان زرہوش
اوسے دیگ میں ڈال اور کر جوش

بٹھایا پھر اسفندیار اوس میں لا	آ جس سے وہ رویین بدن ہو گیا	وہی گرد رویین تن اسفندیار	ہمیں پور شاہنشہ نامدار
بہت زورمند و جوانمرد تھا	جہان میں بمردانگی فرد تھا	یہ لکھتا ہے فردوسی نامدار	کہے جنے اشعار اسی ہزار
ہوا ختم رستم کا احوال رزم	بس اب دل کو ہے رزم دیگر کا عزم	لکھوں جنگ اسفندیار جوان	کروں کارنامہ جوان کا بیان



رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاہ و خود را بہ پیغمبری آشکار کردن و آمدن گشتاسپ شاہ در دین او و لشکر کشیدن ارجاسپ شاہ ماچین و چین بر ایران و محاربۂ عظیم رو دادن و از دست اسفندیار کارنمایان بظہور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن اسفندیار دین زردشت را در عالم

کوئی گرد تھا ایک زردشت نام	خبردار علم فلک سے تمام

وہ آیا حضور شہ دین پناہ
کیا ایکدن یہ عمل آن کے
نو اصل وس ثمر کا بیان کیجے کیا
ہوا شاد گشتاسپ فرخ نہاد
یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا
ہوا خواہش دل سے اوسکا مرید
دکھاؤن تجھے معجزے اب یہان
اگر مین کبھی پر ہون نامہربان
رہے پاس تیرے ہین اکثر ملک
تو کر اوسکے آئین کرے اختیار
کیا تھا جو زردشت نے آشکار
گیا پالنے بالاے نہ آسمان
کہا ایک تیرا اوسنے اے تاجدار
لکھا شاہ نے نامہ ارجاسپ کو
پڑھا شاہ گشتاسپ کا نامہ جب
سنا ہے یہ شاہا تو بے دین ہوا
تجھے اوسنے گمراہ آ کر کیا
ترا باپ بیدار و یزدان پرست
کہ بیدینی اب تونے کی اختیار
سپہ ورنہ کھینچون لیس یکدوبار
ذرا اپنے نامے کو پڑھ غور سے
پڑھا جبکہ مضمون نامہ تمام
سمجھتا ہی کیا کیجیے عزم جنگ
زریر و لا ورنے تب یون کہا
ہوا شاد ان شاہ کشورکشا
کروں میں تجھے کشتہ تیغ کین
یہ نامہ جو پہنچا تو سالار چین
جہان لشکر چین پہنچا تھا وہان
ہوا سب خبر شاہ گشتاسپ
بیان شہ کی اپنی آئین و راہ
کہ گشتاسپ نے آگر ایوان کے
کہ برگ و ثمر اوسکا جو کھاتا تھا
زیادہ ہوا اور بھی اعتقاد
کروں جا بجا میں چارہ لہراسپ کا
عقیدت کا ہر روز و شب تھا مرید
عیان مجھپہ ہے راز ہفت آسمان
تو دوزخ نصیب اوسکی ہو بیگمان
عیان مجھپہ کرتے ہین یہ از فلک
تو مقبول ہو پیش پروردگار
وہی اوسکا مذہب کیا اختیار
خدا کو بھی مین دیکھ آیا وہان
ترا ہے مددگار پروردگار
کہ جس نے تو اب دست بردار ہو
سپہدار ارجاسپ سمجھا یہ تب
پذیرندہ تازہ آئین ہوا
تہ کار تیرا سراسر کیا
اور افسوس تو کے ہو شیطان پرست
نہ گمرہ ہو بہر خدا زینہار
کرون ملک ایران کو یکسر تباہ
تو آیا زبدر سم و بدطور سے
تو دستور گشتاسپ جاما نام
نہیں جا بجا ہے اسمین سرگز درنگ
کہ جنگ آزمودہ نہیں یہ شہا
لکھا پاسخ ارجاسپ کے نامے کا
نہ تو ہو نہ لشکر نہ ماچین و چین
ہوا پڑھکے مضمون بہت خشمگین
نہ رہتا تھا برگ و شجر کا نشان
کہ کھینچی ادھر فوج ارجاسپ نے
کیا راز آتش پرستی عیان
ہوا ایک پیدا درخت بلند
نصیب اوسکی ہو وے تھا علم فلک
پھر آئی خبر پیش گشتاسپ شاہ
غرض بلخ سے آیا جب پیش شاہ
کہا شہ سے زردشت نے آکے یہ
جسے چاہو تم اوسکو بھیجو وہان
جہان بادشاہا بالطاف رب
مرے واسطے زند و استا کتاب
غرض شہ نے سن قول زردشت کا
کئی دن کے بعد اوسنے پھر کیا
کبھی شاہ گشتاسپ عالی گہر
کر اب شوق سے عزم تسخیر چین
وگرنہ ملاؤن تہ خون و خاک
کہ زردشت نے شہ کو گمرہ کیا
ترے پاس پہونچا ہے وہ شور بخت
کیا کیش و دین تو نے ویران تباہ
پر پاس وین تجھسے ہون کینہ خواہ
ترا ہے جو پیغمبر بدسیر
لکھا دوستانہ یہ نامہ تجھے
روانہ ہو لیکے نامہ وہ دیو
یہ بولا کہ لکھیے جلد جواب
لگا شاہ سے کہنے اسفندیار
تعینات ہو ساتھ میرے سپاہ
اوٹھا دو تو کس واسطے بیچ راہ
غرض نامہ طیار جب ہو چکا
سپہ لیکے وہ مین لی کارزار
نہ کرتا تھا غارت فقط کینہ جو
تب آیا سپاہ گران لیکے شاہ
ہوا معتقد اوسکا شاہ جہان
ثمر دار مطبوع و خاطر پسند
قرون عقل ہر تی تھی بشیشہ و شک
کہ ہے جنت ہمارا لہراسپ شاہ
تو پھر وہ شہنشاہ کیوان کلاہ
رسول خدا ہو تمہین ای نیک ذر
سو گلستان بہشت برین
نظر مین مری عرش کرسی ہے
ہوئی نازل اے شاہ گردون جناب
تو اب ترک دین اپنا کیجیے کیا
ہوئی اوسکو معراج حاصل شہا
نہ پھیرے تھا فرمان اوسکے سر
تو ہو ساتھ ارجاسپ کے گرم کین
کرون تیغ کین سے تجھے مین ہلاک
وہین پاسخ نامہ پھر یہ لکھا
کہ ہے سخت بدکیش بدرو سرشت
پس پیش زنہار دیکھا نہ آہ
مناسب ہے تجکو کہ اے بادشاہ
اوسے اپنے اقلیم سے کر بدر
کہ حاصل ہو دین و دنیا بھی
شتابی گئے پیش کیہان خدیو
کہا سنکے زردشت نے یون شتاب
تجھے کیجے رخصت سو کارزار
کہ ہون ساتھ ارجاسپ کے کینہ خواہ
شتابی سے ہو جاؤن لیکر سپاہ
تو پھر شہ نے دیو کو رخصت کیا
روانہ ہوا سوے ایران دیار
جلاتا تھا ہر کاخ و ہر قصر کو
دلیران جنگ آور و کینہ خواہ

سواران جنگی تھے شش صد ہزار
خرد مند جاماسپ شہ کا وزیر
کہ ہے فتح کسکی یہ روز وغا
دلیران ایران بہت ہون ہلاک
صف آراستہ بعد ازان ان ہوئی
پسر شاہ لہراسپ کا اردشیر
کیے قتل اوسنے کئی نامدار
ہوا جبکہ وہ کشتۂ تیغ تیز
گیا پھر وہین جنگجو سے دلیر
ہوا جبکہ پشتوہ جنگی ہلاک
کئی پہلوان اور کئی دیوزاد
شتابان ہوا پھر سوار دلیر
ہوا تب خروشندہ سلطان چین
اوسے حسب شوکت و شان کرین
کیا دیو نے زخم وہین رہا
دلیران ایران سے کہنے لگا
وہین سنکے بولا یہ اسفندیار
اگر دیو خونخوار کو کرے پست
پھر اتنے مین لشکر مین غوغا اٹھا
یہ سنکر ملک زادہ اسفندیار
کہا ہو نہین روئین تن اسفندیار
روان کی وہین دیو سرکش نے تیغ
کیا زخم نیزہ رہا دیو پر
جدا کر کے سر جسم ناپاک سے
مدد کو گئے سوے اسفندیار
یہ کہکر سپہدار اسفندیار
ہوا حملہ آور بہ فوج گران
گریزان ہوا اوس سے سلطان چین
کہ جانبخشی اسی شہ کرے تو اگر

نبرد آزمایان خنجر گذار
صطرلاب انکی مین تھا پیش نظر
وہین دیکھکر اوسنے ظاہر کیا
پھر آخر بالطاف یزدان پاک
بہم رزم جنگی نمایان ہوئی
کہ تھا دخت کا اوسکے وہ دلپذیر
ہو کشتہ پھر آپ انجام کار
گیا پور جاماسپ بہر ستیز
ہوا نہر د پشتوہ پور زریر
زریر دلاور ہوا خشمناک
مقابل ہوے آکے مانند باد
ہو شاہ ارجاسپ مانند شیر
کہا ای نامداران ترکان چین
بہت گنج و زر دیکے شاد ان کرون
ہوا قتل وہ مرد جنگ آزما
کہ ہے کوئی مرد نبرد آزما
کرون جا کے مین دیو کا رزار
تو دے لشکر چین کو شکست
کہ اس دیو نے حشر برپا کیا
وہین اسپ بہزاد پر ہو سوار
نہین تاب یو زنکو یہ زینہار
ہو نامدار جہان بیدرفش
شتابان کیا اس جگہ سے گذر
جوانی کیا بستہ فتراک سے
یہ کہنے لگا اوسنے اے نامدار
عقب اوسکے دونون وہ جنگی سوار
زد و کشت باہم ہوئی خونفشان
ہوی سب پراگندہ ترکان چین
تو آتش پرستی کرین سر بسر

پئے لشکر چین ہو تیغ و تبر
لگا اوس سے کہنے شہ نامدار
کہ خویش و برادر ہے روز جنگ
ملین تجھے ہو فتح و ظفر
دلیران ایران گرد ان چین
دلیرانہ آیا سوے حربگاہ
برادر جو اوسکا وہ شیدسپ تھا
کیے اوسنے ترکان خونخوار قتل
کیے غرق خون مرد خنجر گذار
روان کر کے گھوڑا سوے رزمگاہ
جوانمرد نے کھینچکر تیغ کین
صف فوج کو چیر کر سر بسر
دلیرانہ اسے گرم پیکار ہو
وہین بیدرنگ ایک مرد دلیر
زریر دلاور ہو کشتہ جب
جو اس پور سے جا کے ہو جنگجو
جہانگیر گشتاسپ نے پھر کہا کہ شاہ
تو سر پہ رکھے افسر زر رکھون
شہا اردون ہو کشتہ ایرانیان
دلیرانہ آیا دوان سوے دیو
جو میدان مین تھا نبرد آزما
دلیرے وہ تیغ ہنگام جنگ
ہوا کارگر نیزہ آب گون
شتابان ہوا اتنے مین پور زریر
کرا اوس پہلو سوے اسپ شاہ
شتابان ہے بہت سالار چین
کیا قافیہ لشکر چین کا تنگ
گرفتار آئے بہت سرکشان
کیا رحم گشتاسپ شہ نے یقین

سواران ایران سے تھا بیشتر
صطرلاب مین دیکھ اے ہوشیار
بہت کشتہ ہون زیر تیغ و خدنگ
گریزندہ ہو فوج چین سر بسر
ہوے گرم پیکار از بہر کین
سواران چین سے سوار نخوا
سو رزمگہ بعد اوسکے گیا
ہوا آپ بھی آخر کار قتل
نہ جا شیر ہو آپ بھی زینہار
ہوا گرم کین مثل مار سیاہ
کیے قتل دیوان و ترکان چین
گیا جبکہ نزدیک وہ نامور
کرے جو کوئی قتل اوس گرد کو
ہوا آنکہ ہم نبرد زریر
ہوا پر الم شاہ گشتاسپ
ملا اوسکے تن خاک و خون مین جو
کہا یون کہ اے پور فرخ نہاد
تجھے تخت شاہی حوالے کرون
نہین ہے تاب اقامت یہان
لبان پر بہ زاری کہ غریو
کشندہ ہون دیوان خونخوار کا
پکڑ لی دلاور نے اور بیدرنگ
گرا خاک پر دیو سرکش نگون
اور اک گرد فرشید مرد دلیر
کرو اوسکے لشکر کو یکسر تباہ
جہاندار گشتاسپ بھی پھر دلیر
رہی پھر نہ ارجاسپ کو تاب جنگ
یہ کہنے لگے ہو کے زاری کنان
پھر آیا وہان شاہ روے زمین

پڑا تھا جہان کشتہ جنگی زریر
ادھر سے سپ سے شاہ آفاق گیر

ہوا نعش پر اوسکی نوحہ کنان
کہا یون کہ اے سرفراز کیان

ہوئی تلخ اب زندگانی مجھے
دریغا کہ یون کشتہ دیکھون تجھے

اوسے رکھکے تابوت مین ہمدمان
شہنشہ ہوا سوے خیمہ روان

لگا کہنے دستور سے شہریار
کہ میدان مین کشتگان کا شمار

شمار اوسنے جب کشتگان کا کیا
ہوا آشکارا کہ وقت دغا

ہوئے کشتہ ایرانیان سی ہزار
ازانجملہ تھے ہشتصد نامدار

جب آیا سو نعش ترکان چین
تو وان سر ہوا یہ کہ گردان چین

ہوئے قتل میدان مین یکصد ہزار
ہزار و صد و شصت سے نامدار

میسر ہوئی جب کہ فتح و ظفر
ہوا شادشاہنشہ نامور

دیا دین زردشت کو پھر رواج
جہاندار نے از سر ابتہاج

دلیری و مردی اسفندیار
ہوا دیکھکر شادمان شہریار

اوسے شاہ نے تخت و افسر دیا
خوشی سے ولیعہد اپنا کیا

کہا پھر کہ اے پور عالی گہر
سپہ ساتھ لیکر تو باندھ اب کمر

جہانمین باآئین و طرز نکو
مروج تو کر دین زردشت کو

ہوا شاہ سے رخصت اسفندیار
سوے روم پہلے گیا نامدار

شہر روم محکوم وہ وہین ہوا
پذیرندہ دین و آئین ہوا

رکھا ژند و استا کو بالا سر
اطاعت مین بہبود آئی نظر

گیا پھر سوے ہند اسفندیار
جہان بھی یہ آئین کیا آشکار

پھر آیا سوے چین پہلوان
ہوئے لوگ وان کے پرستش کنان

گیا جس ولایت مین اسفندیار
گیا جس طرف نامۂ نامدار

ہوئے سب دل و جان فرمان پذیر
رعایا و شاہ و امیر و وزیر

گئی ہر طرف ژند و استا کتاب
نہ آئی کسیکو یہ زہرہ و تاب

کری حکم سے اوسکے جو انحراف
کسینے نہ ہرگز کیا یہ خلاف

سپہدار نے پھر یہ نامہ لکھا
سوے شاہ گشتاسپ کشور کشا

کہ خرد و کلان نے [illegible]
پذیرا کیا دین زردشت سب

ہر اک ملک مین مردم خاص و عام
ہوئی گرد آتش پرستی تمام

یہ سنکر ہوا شاہ گشتاسپ شاد
کہ حاصل ہوئی جان و دل کی مراد

قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گرزم پہلوان تشریف آوردن در سیستان

جہاندار نے ایک کی انجمن
سبھی آگئے حاضر سران زمن

کوئی ایک تھا گرزم پہلوان
ندیم شہنشاہ گیتی ستان

ولی تھا وہ بدخواہ اسفندیار
لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار

سنا ہے کہ اسفندیار جوان
کہ ہے ساتھ اپنے سپہ فوج گران

غرور اوسکو ہے زور سے پنجہ پر
کہ ہم پنجہ اوسکا نہیں شیر نر

رکھے ہے وہ دل مین خیال تبا
ارادہ یہ اوسکا ہے شام و پگاہ

کہ تسخیر کرے آن گردان اسیر
ترا چھین لے تاج و سریر

سنا تھا یہ جیسے وہ ظاہر کیا
جو تجھ سے چھینے وہ کیسے شہا

ہوا سنکے آزردہ گشتاسپ شاہ
نہ آئی ہوا پھر سو نیز نگاہ

گیا اک قلم صبر و آرام و خواب
رہا تا سحر روز و شب اضطراب

طلب کر کے پھر اپنے دستور کو
لگا کہنے شاہنشہ نامجو

کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار
بیان کر یہ حال اسکو اے نامدار

وہ جاماسپ دستور شاہ جہان
گیا پیش اسفندیار جوان

دیا پھر پیام شہ نامدار
لگا کہنے پھر وہ یہین اسفندیار

مجھے کل کی شب آپ با نظر
کہ تو شمگین مجھسے میرا پدر

وہ بولا کہ ہے بات [illegible]
جوانمرد نے تب کہا یون شتاب

کہ کیا واسطہ میری تقصیر کا
ہوا خشمگین شاہ کشور کشا

کیا مین نے ہر اک کو آتش پرست
کیا سربلندان عالم کو پست

ہوئی میری شمشیر سے سرکشان
پرستندۂ بادشاہ جہان

نہ کی میری خدمت یہ ہرگز [illegible]
ہوا خشمگین آہ یون تاجور

سمجھتا ہون اپنا جسے وہ اگر
حقیقت یہ مصلحت ہو سو کر آشکار

وہ بولا یہ بہتر ہے ای نامور
کہ جا حاضر ہو چلکر حضور پدر

لگا کہنے یہ سنکے اسفندیار
کہ آزار دیگا مجھے شہریار

وہ بولا کہ بہتر ہے جور پدر
نہ پھیرے اوسکے فرمان سے زنہار سر

ملکزادہ رکھتا تھا فرزند چار
نہ ہرگز وہ شہ تھا بہمن نامدار

دوم پور مہر نوش نامور
سیوم آذر کرد و فرخ سیہر

چہارم تھا نوشتا درنامہ جو
روانہ ہوا سوی گشتاسپ شاہ
اسے قید کرکے کیا پھر رواں
سنا جبکہ بہمن سے یہ ماجرا
گیا الغرض پیش اسفندیار
ہوا بلخ سے عازم سیستان
کیا اختیار اوسنے آئین شاہ
کیا بعد ازاں شاہ کو میہمان

ہنرمند دانا و فرخندہ خو
سہ فرزند کو ساتھ لے اوسیاہ
شہنشہ نے سوئے دژ گنبدان
بعد رنج و غم بلخ میں تب گیا
ہوا باپ کا مونس و غمگسار
کہ آئین تازہ کرے وہ جوان
مروج کیا ملک میں دین شاہ

غرض گرد بہمن کو اسفندیار
گیا جب حضور شہ نامدار
ستونہای سخت آہنی کے چار
وہاں سے بسوئے دژ گنبدان
گذر جب گیا روزگار دراز
جو نزدیک پہونچا وہ فرمانروا
رکھا زندہ استاد کو بالا سر

بجاہ و حشم کرکے مختار کار
ہوا تب گرفتار اسفندیار
ستونوں سے باندھا اوسے استوار
ہوا بھائیوں کو وہ لیکر رواں
تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز
تو آیا تہمتن وہیں پیشوا
کیا اوسکو اسنے وہان زود تر
رہا شاہ گشتاسپ دو سال وہاں

رسیدن کہرم پسر ارجاسپ با فوج سنگین در بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ برای امداد پسر و شکست خوردن گشتاسپ

سنی شاہ ارجاسپ نے یہ خبر
کہ فرمان گشتاسپ آفاق گیر
یہ سنکر ہوا شادمان شاہ چین
سوئے بلخ اوسنے روانہ کیا
کہا یوں کہ اے بادشاہ جہان
یہ کہنے لگا وہ شہ نیک نام
بہت عذر لایا وہ فرخندہ کیش
سپہ شاہ کے ساتھ تھی یکہزار
جو لہراسپ آیا سوئے کارزار
سپہدار کہرم ہوا خشمگین
ولیکن نہایت تعجب ہے یاں
لیا گھیر لہراسپ کو بس وہیں
ہوا جبکہ لہراسپ بے چارہ
شکستہ ہوئی یکسر آتشکدہ
ولے بھاگ کر آ زن گستان
ہوا سنکے غمناک شاہ جہان
کہ بالفعل شاہا تو کر عزم جنگ
سپہدار اسپ بھی لیکے فوج

میان دژ گنبدان تر اسیر
کیا پھر وہیں خرم شاہ جاں عزیز
وہاں اسفندیار کوئی سر گر نہ تھا
نہیں کوئی سردار لشکر یہاں
کہ جسکو ہو یزداں پرستی سے کام
ولی عذر ہرگز کیا کچھ نہ بیش
فزوں اس سے ہرگز نہ تھا اک سوا
کئے کشتہ ترکان چین بیشمار
لگا کہنے اے اہل ایران میں
کہ بڑھتے ہیں لیسپ نزد بلخیان
ہوا گرم بازار پرخاش و کین
تو پھر شیشیوں نے دوبارہ کیا
کیا زند و استا کو آتش زدہ
شتابان ہوئی جانب سیستان
یہ رستم سے بولا کہ ای پہلوان
عقب سے تیر پہونچا کہیں جیسے
روانہ ہوا چین سے تا مانند موج

گیا ہی سوئے سیستان بادشاہ
سپہدار کہرم تھا اوسکا پسر
کہ کہرم ہوا آن کر کینہ خواہ
سنا سب اسے کچھ سروری
سر و کار کچھ سرکشی سے نہیں
سکان عبادت ہے لہراسپ شاہ
ہوا ابلی وہیں فوج کہرم ہوئی
سواران بلخی نے وقت وغا
ہم کینہ آور ہیں جنگی سوار
یہ سنکر ہوئی حملہ آور سپاہ
ہوا زخمی و خستہ لہراسپ شاہ
ہوا بلخ میں شیشیان کا عمل
زنان شبستان گشتاسپ شاہ
گئی پیش گشتاسپ با چشم تر
یہی وقت یاری و امداد کا
ہوا شاہ گشتاسپ ہم جوان
ہوا ملتحق کہرم نامور

کہ اسفندیار یل نامور
نہیں بلخ کے شہر میں کچھ سپاہ
اوسے با سپاہ گران آنکر
گئے مردمان پیش لہراسپ شاہ
کہ زیبندہ ہے تمکو سرلشکری
مجھے کام لشکرکشی سے نہیں
گیا لاجرم جانب رزمگاہ
دلیرانہ پھر جنگ باہم ہوئی
کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا
ادھر یکہزار اور ادھر صد ہزار
کئے سواران لہراسپ شاہ
زمین پر گرا خسرو دین پناہ
کیا بلخیوں کو اسیر او قتل
ہوئیں قید یکسر بحال تباہ
کہا ماجرا بلخ کا سربسر
شہنشہ کو رستم نے پاسخ دیا
سوئے بلخ پہونچا وہاں سے رواں
ہوا اسنے آکر میں پہنچ

جو ارجاسپ آیا بفوج گران
مقصر ہوں خدمت میں لاجرم
سے اسکے لگا کہنے پھر تاجور
سپہ لیکے آیا سوے رزمگاہ
ہوئی پھر صف آراستہ سر دو سپاہ
ہوا گرم صحرا میں بازار جنگ
ہوا لشکر چینیان چیرہ دست
غرض شاہ گشتاسپ عالی تبار
مضطرلاب میں دیکھی نامور
تو حاصل ہے فتح و ظفر پھر یہیں
کہ اسفندیار جہانگیر کو
بحکم جہاندار آفاق گیر

ہراسان ہوئی فوج ایرانیان
مجھے رکھیے معذور با صد کرم
بلایا سے نہ آیا تہمتن اگر
کہ تا لشکر چین سے ہو کینہ خواہ
دلیران جنگی ہوے جنگ جو
ہزاروں ہوے سر جدا بیدرنگ
دلیران ایران کو پہنچی شکست
ہوا جا کے قائم سر کوہسار
کہ ہو کس طرح سے میسر ظفر
تبہ ہوں میں یکدست ترکان چین
مرا نامہ لیجا کے اے نامجو

سوا اسکے رستم نے نامہ لکھا
ہوا خشمگین خسرو ارجمند
جہان آفرین اب ہمارا ہے یار
شہ چین بھی لیکر سواران چین
خروشان ہوا گوش گردون شگاف
ہوا دامن دشت دریاے خون
گریزاں ہوے جبکہ ایرانیان
وہ جاماسپ تھا شاہ کا جو وزیر
گذارش کیا اوسنے اے شہریار
یہ ظاہر کیا جبکہ جاماسپ نے
ز گنبدان سے یہاں لا شتاب

کہ کچھ کام درپیش ہے یاں شہا
نہ آیا وہ سے عذر بیجا پسند
یہ کہکر ہوا شاہ ایران سوار
مقابل ہوا آکر بس وہیں
کہ لرزندہ جس سے ہوا کوہ قاف
درفش سواران ایران نگون
تعاقب کو اونکے گئے چینیان
لگا کہنے اوس سے شہ بے نظیر
جو ہو گرم پیکار اسفندیار
کہا تب اوسے شاہ گشتاسپ نے
توقف کو مت راہ دے جا شتاب
روانہ ہوا لیکے نامہ وزیر

رہائی یافتن اسفندیار از بند گران

بحکم گشتاسپ شاہ و آمدن ہمراہ جاماسپ از دژ گنبدان بحضور پدر بعنایات شاہی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار را بجنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گریختہ رفتن ارجاسپ و داخل شدن گشتاسپ در بلخ

گیا جب وزیر شہ نامدار
دیا نامہ شاہ شہزادے کو
گرفتار زنجیر کرکے گیا
تو اب لیں بدگو ز بغض و کین
وہ یاں تلک گرفتار آہن میں تھا
تو جاماسپ نے اوسکو باکر و فر
پھر اپنے جرائم کا ہو عذر خواہ
تجھے سونپ دوں تخت ایران زمین
پھر اسفندیار جوان کو روان
پے جنگ جنجاہ اسفندیار
ہوا سامنے اوسکے مرد ادیب
ولے جسم اوسکا سلامت رہا

لگا کہنے شہزادہ جنگ جو
رکھا مجھپہ بیداد ناحق روا
یہ زنہار وقت شکایت نہیں
دم مخلصی اوسکو غش آگیا
مع چار فرزند والا گہر
لگا کہنے ای پور باغ و جاہ
کروں پھر میں طاعات جان آفرین
کیا سوی اعدا بفوج گران
اور اک پہلوان نام تھا گرگسار
وہ روئین بدن مثل شیر ژیان
کہ روئین بدن وہ جو اندر جنگ

کہ ہے گرزم پہلوان پور شاہ
دیا سنکے جاماسپ نے یہ جواب
غرض لیکے جاماسپ نے اوسکو پند
جب آیا وہ پھر پیش شہ دل فگار
دیا لا کے گشتاسپ سے ملا
مرے ملک سے خصم کو دور کر
یہ فرما کے اور کرکے گرزم طلب
تو ارجاسپ نے جب سنی یہ خبر
مقابل ہوئی دو صف کارزار
کئی گرگسار ڈالا در کے تیر
شتاب اوسنے آہستہ کر کمند

حضور ملکزادہ اسفندیار
کہ کہنے سے جسکے مجھے بیگناہ
کہ اے نامدار ثریا جناب
کیے دور یکدست آہن کے بند
اور اوسکے ہوا دل کو جب ہم قرار
بہت مہربان شاہ اوسپر ہوا
الم سے چھوڑا مجکو مسرور کر
کیا قتل اوسکو بخشم و غضب
روانہ کیا گہر اپنا پسر
پے جنگ آیا نکل گرگسار
ہوے پار جوشن کو یک لخت چیر
کیا گردن خصم کو اوسمیں بند

گرا لپشت سے واسکے گرگسار — اوسے کھینچکر جلد اسفندیار
بسوی یمین یکصد و بیست تن — ہوے کشتہ از بازو صف شکن
پھر اوس جا سے کر عزم اسفندیار — لگا کاٹنے سر بسمت یسار
ہوے جنگ سے گرد ترکان زبون — وہ میدان بس ہوگیا بحر خون
ظفر یاب گردان ایران ہوے — گریزان سواران ترکان ہوے
بفرمان اسفندیار جوان — ہوے گرد ایران تعاقب کنان
لیا منہ مین ترکون نے پھر برگ کاہ — حضور جوانمرد لاے پناہ
بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ — ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ
تری بہنونکو لیگیا شاہ چین — تو پھر اوس سے ہوجاے اب گرم کین
قسم ایزد پاک کی اے پسر — کہ آوے تو جسدم بفتح و ظفر
حوالہ کرون تجکو تخت شہی — زر و گنج و دیہیم و فرماندہی
ترا ہو ہمین اک بندہ جان نثار — نہ خواہندہ افسر زرنگار
نہ توران مین چھوڑون نہ چین نہ ہوا — کرون شاہ ارجاسپ کو سخت خوا
کہا شاہ نے آفرین مرحبا — شب و روز یاور ہو تیرا خدا
کہ ہو مخلصی قید سے تجکو گر — تو خدمت کرون تیری شام و سحر
جہاندار نے اوسکا کرکے طلب — کہا یون رہو با نشاط و طرب
حضور جوانمرد اسفندیار — تو رہیو شب و روز خدمتگذار
کیا اپنے لشکر مین لاکر اسیر — پھر آیا پے جنگ با تیغ و تیر
گیا وہ انے کھرم بوقت ستیز — نبرد یک ارجاسپ کرکے گریز
کیے تیغ سے یکصد و شصت و پنج — جدا سر دلیرون کے بیدرد و رنج
ہوئی فوج ارجاسپ شہ کی تباہ — گریزان ہوئی چھوڑکر رزمگاہ
رہی جب نہ تاب ثبات و قرار — شہ چین ہوا رہ نورد فرار
بہت ترک کھینچے تہ تیغ کین — ہوئی لالہ گون خون سے وانکی زمین
ہوا مہربان دنیہ اسفندیار — پھر آیا حضور شہ نامدار
لگا کہنے پھر شاہ فرخ تبار — کہ اے مرد روئین تن اسفندیار
چھوڑا کر اونھین قید سے لا یہان — نہ تاخیر کر ہو شتابی روان
کرون ترک دنیا و دولت وہین — عبادت کرون ہوکے گوشہ نشین
یہ سنکر دلاور نے پاسخ دیا — مبارک تجھے تخت و افسر شہا
بفرمان شاہنشہ دین پناہ — شتابی ہون ارجاسپ سے کینہ خواہ
چھوڑا لاؤنگا مین خواہرونکو شتاب — باقبال شاہ ثریا جناب
لگا کہنے شہ سے پھر اسفندیار — کہ یون عرض کرتا ہے اب گرگسار
جہان قصد ہے تجھے مین ان رہنما — بجا لاؤنگا مین شرط خدمت سدا
کیا قید سے تجکو ہمنے رہا — ادا کیجیو تو بھی رسم وفا
پھراتا ہون اب سے فلک کی عنان — اور آتا ہون اب بر سر ہفتخوان

رفتن اسفندیار جانب دژ روئین براہ ہفتخوان برای رہائی ہمشیرہای خود

رہا جب ہوا قید سے گرگسار — تو پھر مرد روئین تن اسفندیار
کہا یون کہ صدق ارادے سے گر — رہے تو مرے پاس شام و سحر
تجھے ملک ترکان سے اک ملک دون — ترے تن سے ورنہ جدا سر کرون
کرون صدق دل سے پرستندگی — بجا لاؤن رسم و رہ بندگی
بتا کونسی راہ سے ہون روان — کہ پہونچون مین آرام سے جلد وان
سہ ماہہ مسافت کی ہے وہ راہ — بخوبی گذر جاوے وان سے سپاہ
دو ماہہ مسافت ہے اے نامدار — نہین کچھ بھی خوف خطر زینہار
اور اوس راہ کا نام ہے ہفتخوان — کسے ہے یہ قدرت کہ جاوے وہان
کہین شیر و گرگ اور کہین اژدہا — نہو جنگ سے جسکے کوئی رہا
گذر اوس بیابان مین دشوار ہے — کہ ہر گام پر رنج و آزار ہے
اوسے لیکے اپنے مکان مین گیا — رہا اوسپہ مصروف لطف و عطا
کری راست گوئی بیان اختیار — تو ہر دم فزون ہو وہ عز و وقار
وہ بولا کہ خبر رستی زینہار — نہین کچھ مجھے کام لیل و نہار
لگا کہنے اوس سے یہ اسفندیار — کہ سوے دژ روئین اے گرگسار
وہ بولا کہ اک راہ ہے خوشتر — کہ ہے بیکسر آباد اے نامور
کم آباد ہے اوسکی راہ دگر — نہ ملے میوہ و آب ہے بیشتر
سوم ہفت روزہ ہے اے ارجمند — نہ ملے سخت وہ راہ سے پر گزند
ہر اک منزل اوسکی ہے خوف و بیم — جہان جادوان ہیں بلائی عظیم
زن ساحرہ مدبر و شور بخت — بیابان و سیمرغ و سرما سخت
یہ بولا جوانمرد اسفندیار — کہ مجکو نہین کچھ خطر زینہار

شتابندہ ہو نہین سو ہفتخوان
یہ کہنے لگا یون کہ ای پہلوان
یہ گفتار سنکر نہ ہوش آئی نہین
کہا مینے جو کچھہ ہو باطل نہین
کیا راہ سے تو گریزان نہ ہو
یہ کہکر گیا پیش شاہ زمن
غرض کر لشوتن کو سالار فوج
گئے اپنی سرحد سے جس دم گذر
وہ صحرا جو دیکھا تو اسفندیار
بلا آویگی آج در پیش کیا
دو گرگان جنگی ستمگار ہین
سوارون سے روئین تن اسفندیار
یہ کہکر زروی دلیری وہ مرد
لگے اسقدر زخم پیکان تیز
دلیرانہ آکر مقابل ہوے
جوانمرد نے پھر کیا اوس سے کہا
نہین آج کچھہ اور خوف و خطر
ہوے بعد ازان مائل خواب
ہوا مہر رخشان جو وقت سحر
دلاور نے یون راہبر سے کہا
کہ ہین پیل سے بھی یہ بطر و ناسبا
لشوتن لگا کہنے ہم تم بہم
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین
سنے اوس دلاور نے بیخوف و بیم
اقامت گزین ہو کے با صد خوشی
وہ بولا کہ اک اژدہا ہے دہان
ہوا سنکے یہ بات اندیشہ مند
نہ تاخیر کو دخل ہرگز دیا
کیے لیتہ اسپان تازی نژاد

کرون دفع ہر اک بلا کو وہان
رہ ہفتخوان سی تو مت ہو نہان
کیے بستہ پھر دست و بازو وہین
مے قید کر نیسے حاصل نہین
مے دیکھے تاکہ قوت و زور کو
ہوا شہ سے رخصت یل پیلتن
روانہ ہوا وہ ہوا مانند موج
تو اک دشت پرہول آیا نظر

یہ کہکر پلا پی سے مے خوشگوار
دلیر و قوی زور سے گو ہزار
وہ کہنے لگا ہو کے گریہ کنان
وہ بولا نہین تجھہ پہ خشم و غضب
کہ کیا کیا دلیری ہو مجھہ پی عیان
سواران جنگی لیے دس ہزار
کف و کتف بستہ جو تھا گرگسار
وہ تھی اولین منزل ہفتخوان

احوال منزل اول راہ ہفتخوان

قوی ہیکل و سخت خونخوار ہین
یہ بولا کہ جب گرگ ہون آشکار
ہوا دشت پر خوف مین رہ نورد
کہ خستہ ہوے گرگ وقت ستیز
سو ہنگامہ پیکار مائل ہوے
کہ باقی کوئی اور بھی ہے بلا
بعیش و طرب کیجیے شب بسر

کہ ہنگام پیکار بیخوف و باک
تو کیجیو بارش تیر تم کیجیو
نمایان ہوے گرگ خونخوار جب
و مین کھینچکر تیغ زہر آبدار
کیا قتل گرگون کو انجام کار
وہ بولا کہ بس تھے یہی گرگ دو
غرض تا ان فرود آئی ہنگام شام

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

کہ ہے راہ مین آج کیا کیا بلا
مبادا تجھے اوس سے پہونچے گزند
کرین حملہ شمشیر کر کے علم
دوپارہ کیا شیر نر کو وہین
کیا تیغ بران سے اوسکو دونیم
مے خوشگوار اوسنے ان نوش کی
مقابل ترے آئیگا اے جوان
لگا کہنے پھر سہر دار ارجمند
شتاب شب و گردون مرتب کیا

وہ بولا کہ ہین گرگسار اے جوان
نمایان ہوے جب وہ شیر عرین
ولیکن ہوا اوسکو نفع جوان
ہوا کشتہ جب نر تو پھر مادہ شیر
مظفر ہوا جبکہ اسفندیار
طلب کر کے پھر راہبر کو کہا
دراز و سطبر و درشت و دژم
کرو ایک طیار گردون یہان
کیے تعبیہ تیر و تیغ و سنان

احوال منزل سوم از راہ ہفتخوان

ہوا مست مخمور جب گرگسار
تو جاہین سنوگا ترے زینہار
کہ میری خطا کیا ہے ای پہلوان
تجھے اسلیے مینے باندھا ہے اب
سمجھہ بی کرون طی رہ ہفتخوان
خزانہ بھی شہ نے دیا بیشمار
رکھا ساتھہ اوسے اسپ پر کر سوار
کرو تم مین حقیقت اوسکی بیان
لگا پوچھنے یون کہ ای گرگسار
وہ بولا کہ اے مرد زور آزما
کرین سہلو پیل دانتون سے جا
نہ زنہار فرصت ذرا آنے دیجیو
کیا تیر باران سوارون نے تب
لشوتن جوان اور اسفندیار
ہوا دیکھہ حیرت زدہ گرگسار
سو تو نے کیے قتل وہ جنگجو
لگے پینے صہبا سے گلگون کا جام
بسر کی بخوبی وہ آرام شب
تو وہ آپھی روانہ ہوے پیشتر
دو شیران خونخوار رہتے ہین یان
تب اسفندیار جوان سے وہین
کیا آپ سے شوہران دوان
ہوئی ہم نبرد جوان دلیر
تو لایا بجا شکر پروردگار
کہ فردا تجھے پیش کیا آئیگا
دہن سے ہے آتش فشان وہ مبدم
کہ ہو وے زبان ارہ روان
رکھا ایک صندوق بھی از معدن
کہ تھے تیز رفتار مانند باد

دم صبح گردونہ ہو کر سوار
کیا در کو صندوق کے وہ میں بند
وہ گردون صندوق و پایان ہم
زبون سب کے ہو گردونکو اوسکا وہین
کیا زخم شمشیر بران رہا
بفضل الٰہی ہوا تندرست
مے لعل گون نوش کی بعد ازان
زن سحر ساز ایک تھی پر دہان
ہوا پیشتر یہ روز چہارم روان
کہیں راہ میں ایک تھا سبزہ زار
زن خوبرو ایک آئی وہان
تو اب غول کی بند سے کر رہا
وہ بولی گیا ہی برا سے شکار
وہین کرکے اوسکو اسیر کمند
کیا کھینچکر تیغ اوسکو دو نیم
سوے فوج اسفندیار جوان
کیا غول نے زور ہر پنجہ پر
مظفر جوان دلاور ہوا
کیا غول کو دینے کیونکر ہلاک
کہ جس سے رہائی ہو دشوار تر
وہ بچے بھی ہین اوسکی نسل و پیوند
وہ بولا بتائید یزدان پاک
روانہ ہوا صبح اسفندیار
تب آیا وہ سیمرغ گردن فراز
ولے اوسمین کھنچی تھی تیغ و سنان
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
نکل وہین صندوق سے مثل شیر
جو دیکھا تو بچے ہراسان ہوے
لگا کہنے یون بعد ازان گرگسار

روانہ ہوا گرد اسفندیار
کہ تا اژدہے سے نہ پہونچے گزند
لیا کھینچ اوس اژدہے نے بدم
رہی کچھ نہ طاقت جو ہو گرم کین
دو پارہ ہوا وہ سیہ اژدہا
توانا و خرم دل و چاق و چست
لگا کہنے یون ہیر سے کہ ہان
اور اک غول ساتھ اوسکے ہی نغز خوان

احوال منزل چہارم ازراہ ہفتخوان

اقامت گزین وہان ہوا شاہ ما
کیا آکے یون جس نے بیان
حضور اپنے رکھ کر جو صبح و مسا
ولے آتا ہی جلد وہ نابکار
کیا بستہ محکم بزنجیر و بند
نمایان ہوا پھر غضب عظیم
دہن سے ہوا وہ مین آتش فشان
نہ غالب ہوا اوس تنومند پر
معین بخت و اقبال یاور ہوا
زمین کو کیا جسم سے اوسکی پاک
نہ جا نبر ہو ہرگز تو اے نامور
درشت و قوی بازو و سر بلند

احوال منزل پنجم ازراہ ہفتخوان

دلیرانہ گردونہ ہو کر سوار
کیا اوسنے چنگال و دہن دراز
ہوا اوسکے چنگال سے خون روان
ہوئی پارہ منقار حلق و زبان
ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر
وہین آشیان کو گریزان ہوے
ششم منزل اے سرور نامدار

ولے تھا وہ صندوق میں جلوہ گر
وہ آیا جو مانند ابر سیاہ
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
نکل وہین صندوق سے وہ دلیر
ہوا ایک بیہوش جنگی جوان
سپاس خدا اونے جان آفرین
تو کیفیت منزل چار مین
لگا کہنے منکے یہ اسفندیار
غرض کرکے ترتیب بزم خوشی
کہ ہون خنجر اک شہ کی ای نامدار
یہ گفتار سنکر دلاور جوان
یہ سمجھا یقین وہ جوان پہلوان
وہ جادو سے پھر بنگئی پیر زن
جہان جس سے تاریک سا ہوا
شتابان ہوا کھینچکر تیغ مرد
وہ غول سیہ کار انجام کار
دلاور نے پھر اپنے رہبر سے کہا
وہ بولا کہ ای آفرین مرحبا
غرض ایک سیمرغ خونخوار ہے
تجھے اور تیری ہی جتنی سپاہ
وہان جبکہ پہونچا دلاور جوان
کہ گردونکو لیجا از روے کین
ہو جستہ چنگل جو تلوار سے
ہوا اوسکے تن سے روان جوے خون
کیے زخم شمشیر بران نے ہا
جوانمرد کے بازو و دست ہے
کہوں کیا کہ پر رنج ہے کسقدر

پڑا اژدہا سے دژم جب نظر
تو ماہی سے تیرہ ہوا تا بماہ
تو عاجز ہوا اژدہا سے دہان
خروشان ہوا مثل غرندہ شیر
تو کی نوش دارو وہین نوش جان
وہ لایا بجا خرمی سے وہین
بیان کر اور اوسنے کہا پھر یہین
علاج اوسکا آسان ہے ای [illegible]
وہ اسفندیار جوان پہلوان
خوشی سے ہوا گرم بادہ کشی
بیابان مین لایا مجھے دیوسار
یہ بولا کہ وہ غول اب ہے کہان
کہ ہے ساحرہ یہ زن نوجوان
ہوا پر غضب مرد شمشیر زن
سیہ غول پھر آشکارا ہوا
ہوا غول کم پشیر سے ہم نبرد
ہوا کشتہ تیغ زہر آب دار
کہ دیکھا تماشا مری جنگ کا
ولے پیش آویگی کل وہ بلا
مکان اوسکا بالاے کہسار ہے
کریگا وہ سیمرغ سبکو تباہ
کرون تیغ بران سے اونکو ہلاک
کہ سیمرغ مسکن گزین تھا جہان
سر قلعہ کوہسار پر ہین
تو بکلا وہ اوسنے منقار سے
زمین پر گرا ہوکے پست و زبون
کہ سیمرغ کو بس دو پارہ کیا
ہوئی آفرین خوان سپہ سر بسر
گذرنا وہان سے ہے دشوار تر

بہت بارش برف و باران ہوئی
لگے کہنے مردم کہ اے نامدار
وہ کہنے لگا میں نہ ہرگز پھروں
نہیں فوج درکار کچھ زینہار
نہ ہووین جدا مجھسے ہم زینہار
سرو رشتہ سرور نامور
ہوا روز جب رفتہ رفتہ تمام
ہوئی بارش برف بھی اسد زمان
سپاہ سپہدار اسفندیار
شتاب اپنی مند و نیہ تو جسم کر
بجا لائے پیش شکر پروردگار
یہاں پیش آوے گی اب کیا بلا
زمین گرم ہو جون تف آفتاب
غرض یہ خرابی ہی تاسی کروہ
نہ منصور و فیروز ہوں زینہار
تو ہرگز نہ رکھ اب قدم پیشتر
دلیر جو تھا مرد اسفندیار
وہیں راہبر سے یہ بولا جوان
ترا بخت خفتہ ہو یا ور ہوا
ہوا پر غضب دیکھ کر نامدار
عبث تونے پہونچایا کے بیم و گزند
کہا وصف یہاں رنج و جفا
کرے تا کہ عطف عیان یا لئے تو
توقع تو یہی ہے کہ میری خطا
گذر بخش زنہار سے بعد ازاں
سپہدار جنگی یہ بولا وہیں
اگر تم دو صد سال کوشش کرو
کروں سر جدا شاہ ارجاسپ کا
نکالا یہ ہوا تند وہ شوخ بخت

چلے باد تند ایسی ان پہلوان
خدا سے نہیں کر سکے کا زیان
رہ ہفتخوان اوس سے ہیبت کردن
مدد گار میرا ہے پروردگار
کریں جان و تن تجھ پہ کمتر نثار
تبہ ہو سے یہ سخت پہونچی گزند
مناسب یہی ہے کہ بس پھر چلو
مگر یا لئے پھر جا کر تم شوق سے
یہ سنکر ایران سپاہ دلیر
وہ بولا پھیر وان کر بفتح و ظفر

احوال منزل ششم از راہ ہفتخوان

کیا متصل کوہ کے تب مقام
رہی تین دن اک آفت وہاں
رہ عجز سے ہو کر وان اشکبار
کہ ہو یہ بلا دفع اب سربسر
سپہدار بولا کہ اے گرگسار
وہیں راہبر نے یہ پاسخ دیا
نہیں ہی کہیں زرہ کہ قطرہ آب
سوا اسکے اے شاہ گردون شکوہ
دلیران ایران و توران تباہ
لگی چلنے جب تند باد اسقدر
نہان زیر کہسار لشکر ہوا
لگے مانگنے یہ دعا سب وہیں
کیا لطف نے سبکو یزدان نے شاد
بفضل خدائے جہان آفرین
کہ ہی راہ میں ریگ تفتہ تمام
نہ ہرگز کہے خاک پر سبزہ جا
ذرہ وہیں آتنا ہی محکم اسپ
مسیر نہ غلہ و علف و گیاہ

احوال منزل ہفتم از راہ ہفتخوان

نظر کرکے سوے خداوند گار
نہیں ہے گیا تشنہ کا یان کوئی نشان
اثر برف کا اس میں یہ ہوا
کہا راہبر سے کہ اے نابکار
کیا فوج کو بھی اندیشہ مند
گرفتار زنجیر مجھکو کیا
برآوے مری دل کی پھر آرزو
معاف اب ہو یکسر رزو عطا
کیا خیمہ با شوکت و فر و شان
کہ تدبیر تسخیر حصن متین
نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو
دلیرانہ یوں کہنہ لہراسپ کا
کہی اوسنے شوخی سے گفتار سخت
ہوا عازم منزل ہفتمین
سراسر تھی باطل تری گفتگو
وہاں سے جو لشکر گیا پیشتر
تو کہتا تھا ہرگز نہیں قطرہ آب
خجل ہو کے کہنے لگا گرگسار
سخن آگے تیرے دروغ ابکیا
رہائی ہو یعنی مری بند سے
ہنسا پھر سپہدار عالیجناب
وہاں سے وہ ذرا ایک فرسنگ تھا
تبار و دختر مجکو اے گرگسار
وہ بولا کروں فتح اگر آن میں
زن و دختر و خواہر شاہ چین
ہوا پر غضب سنکر سالار دہر

یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند
تن و جان و سر یان نہ بر باد ہو
شتابان سوے خانہ ہو دوسے
لگے کہنے اے شاہ آفاق گیر
تو بخشوں تمھیں ملک و گنج و گہر
وہاں سے ہوا عازم پیشتر
کہ جا خبر وہ لشکر دو اسپ ہم
تردد سے ناچار لشکر ہوا
کہ اے خالق و آسمان و زمین
ہوئی آیت ظلم دو روان برف و باد
رہی باقی اب منزل ہفتمین
ہوا گرم جون شعلہ ہی صبح شام
نہ طائر اوڑے وان پرندے ہوا
کریں جہد و کوشش اگر سو برس
سپاہ گران ہووے آخر تباہ
سو خانہ عطف عنان پائے کر
ہر اک گام پر سرد پائی زمین
یہ سنکر وہ بولا کہ اے نا سجو
تو اک بحر ذخار آیا نظر
جلاوے گی سبکو تف آفتاب
کہ ہوں تجھسے آزردہ اے نامدار
کیا بیتے اسواسطے آشکار
غرض فضل و لطف خداوند سے
اوسے بند سے دی رہائی شتاب
کہ تسخیر کا جسکے آہنگ تھا
دیا اوسنے پاسخ کہ اے نامدار
میں گھوڑے کو دوڑا کے میدان میں
کرو نہیں گرفتار از روے کین
ہوئی شعلہ خیز آتش خشم و قہر

بیک زخم شمشیر زہر آبدار — قلم کی وہیں گردن گرگسار
بنایا وہ روئین و آہن سے تھا — نہیں نام تھا وان گل خشت کا
کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا — نہ پایا وہان کام تدبیر کا
ادھر گرسبت سیج آیا یہان — دریغا کہ محنت گئی رائیگان
غرض ہو کے مایوس وہ نے پھرا — غمین خاطر و دل پراگندہ تھا
کہ کیفیت دژ نہ آئی بیان — وہ درویش بولا کہ ای پہلوان
سدا غلہ پیدا ہو وان بے حساب — زمین میں بہت چشمہ ہے جو آب
گذر مردم غیر کا وان نہیں — ولے یون ہے حکم سپہدار چین
یہ سنکر ہوا شاد اسفندیار — کیا آپ شوتن سے یون آشکار
اگر سنا خبر داشت ام وبگاہ — کہ تیرے حوالے ہے یکسر سپاہ
تو لے وقت لیکر سپہ بے خطر — دلیرانہ آنا در قلعہ پر
گیا شب کو لیکر کئی پہلوان — سو قلعہ اسفندیار جوان
سہ فرسنگ بالا و پہنا چہل — ہوا دیکھ حیران جوانمرد دل
یہ بولا کہ کہتا تھا سچ گرگسار — کہ یہ دژ نہ تسخیر ہوئے زینہار
میسر ہوئی کچھ نہ راحت مجھے — ہوئی حاصل آخر ندامت مجھے
ہوا ایک درویش وہین سے جدا — یہ کہنے لگا اوسے اسفندیا
سپاہ گران ہے درون حصار — نبرد آزمایان خنجر گذار
نہیں ان کو کوئی خیال اور سے — مہیا ہے اس دژ مین اکثر کہ یہی
کہ آوے کہیں سے جو بازارگان — تو آنے دو اوسکو نہایت نگیان
کہ جاتا ہو تمین لیکے بازارگان — دردن دژ روئین ای پہلوان
نہ ہوا تو زنہار اندیشہ مند — ولے جبکہ ہو دژ مین آتش بلند
زدو کشت وان آنکے کیجیو — جدا تن سے ترکونکے سر کیجیو

رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در دژ روئین و کشتن ارجاسپ و کہرم پسرش و فتح یافتن

مہیا وہیں کرکے یکصد شتر — کیا جامہ کاروان زیب بر
وہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے — سو ہر اک پہ صندوق دو دو رکھے
ہوئے ساربان صد یل کینہ جو — نبرد آزمایان پرخاش جو
سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہان — کہ آیا ہے ایران سے اک کاروان
جو پہونچا در قلعہ پر کاروان — نہ ہرگز مزاحم ہوئے پاسبان
یہ ارجاسپ کو جاکے بھیجا پیام — کہ ای شاہ نامی آور وزو الکرام
یہی خواہش بندۂ خاکسار — کہ آوے حضور شہ نامدار
متاع گران پیشکش کی وہین — ہوا خرم و شاد و سالار چین
یہ پوچھا کہ اے مرد بازارگان — تو ایران کی ہمسے خبر کر بیان
یل گرگساران نبرد آزما — سلامت ہے یا قتل اوسکو کیا
کہ ایران سے عازم ہوا مین ادھر — نہیں ہے وہان کی مجھے کچھ خبر
سر آوے ہی رہ ہفتخوان سے ادھر — ہنسا شاہ ترکان یہ سنکر خبر
وہ ہمراہ رخصت ہوا بعد ازان — کیا شہ نے ہنگام رخصت بیان
غرض لیکے بازار مین اک مکان — لگائی دکان پر متاع گران
دلاور کی دو خواہر مہروش — شہ چین کے مطبخ مین تھین آب کش
وہ اشتر تھے ویکا رومی سے جو — صد و شصت گردان جنگ آزما
غرض اسطرح سے لب حصار — کہا جا بجا ہر گذر ان کو
گیا پھر وہ سوداگر نامدار — رہ دوست با متاع گران
دیا شاہ نے حکم آئے یہان — کہا نام کیا اوسنے پاسخ دیا
کہ کس مصلحت مین ہین لیل و نہار — دیا اوسنے پاسخ کہ ای بادشاہ
ولیکن یہ تھا راہ مین اشتہار — کہا یون کہ کیا تاب اسفندیار
کہ یان آئے چاہے جو وقت تو — لگے آنے ہر جنس کے مشتری
سنی یہ خبر جبکہ دونون نے وان — وہ اشتر سراپا لعل و یاقوت و در
کیے مرد شاکی نے اونچین نہان — گیا مرد روئین تن اسفندیار
کہ زنہار اس سے مزاحم نہو — خوشی سے درون حصار بلند
مسافت کو طے کرکے آیا یہان — گیا پیش ارجاسپ بازارگان
کہ جرار ہے نام میرا شہا — جہاندار گشتاسپ و اسفندیار
ہوئی منقضی مدت پنج ماہ — کہ یہ عزم رکھتا ہے اسفندیار
رہ ہفتخوان سے کرے جو گذار — مزاحم نہو وےگا ویسان کچھ
ہوا گرم بازار سوداگری — کہ آیا ہے ایران سے بازارگان



سو کہا روان ہو شتابان ہوئین
وہ بولا کہ ہون مرد بازارگان
ملے وہ وہین واقف ہوئین راز سے
لگین اوس سے کہنے کہ اے نامور
تمھاری رہائی کو مین آیا یہان
گیا ایکدن وہ جوان پیش شاہ
کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر
[illegible]
[illegible]

یہ جرأت سے آگے بیان ہوئین
نہین تھا واقف حال شاہ یلان
لیا اوسکو پہچان آواز سے
کرین کچھ عیان از خلوت ہو کر
کسی سے نہ یہ راز کیجو عیان
لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ
کرون جشن ترتیب مین زود تر
غرض شہ سے مجلس مین رونق فزا
کہ مسکن گزین [illegible]

کہ احوال گشتاسپ و اسفندیار
یہ کہکر ہوا تند اور خشمگین
بہنگام شب پیش اسفندیار
جوان نے بھی پہچان اونکو لیا
وہ بیچاریان شاد و خرم ہوئین
تباہی مین آیا تھا سے اجاز
عنایت سے پھر ایزد پاک کی
یہ سنکر لگا کہنے ارجاسپ شاہ
نہایت سے تنگ آئی شہ نامدا

تجھے گر ہے معلوم کر آشکار
وہ بیچاریان روتی پھر کہہ گئین
گئین پھر وہ سیمین بر و مہ عذار
طلب کرکے خلوت مین اوسنے کہا
گئین پھر وہ در مطبخ شاہ چین
قبول اوس گھڑی کی تھی مینے نیاز
کنارے پہ کشتی مقصد ملی
کہ محفل مین آوینگے ہم صبحگاہ
یہ لطف شہی سے ہون امیدوار

بلندی پہ ہون قلعہ کی خیمہ زن
وہان پھر سراپردہ کرکے بلند
ہوا ذوق افزاے بزم طرب
شہ چین و یکدست ترکان شتاب
پشوتن نے دیکھا تو لیکر سپاہ
خروشندہ پھر ہوکے مانند شیر
وہ مجلس مین تھا بسکہ مست شراب
کہ لیکر سواران تو پنجہ ہزار
سواران چین اور پنجہ ہزار
تو لیکر صد و شصت مردان کار
بہت کشتہ و خستہ ترکان ہوئے
یہ کہکر گئین سرو لالہ عذار
خروشان ہوا جاکے مانند شیر
گئے خنجر آب گون کا تیغ
زن و دختر و خواہر و شاہ چین
کیے قتل گردان چین بیشمار
وہ کہرم پسر شاہ ارجاسپ کا
گیا جبکہ کہرم درون حصار
دلیران توران و گردان چین
زبون آخر کار ترکان ہوئے
لگا کہنے کہرم سے اسفندیار
وہ مرد توانا و چست و دلیر
کیا تیغ سے پھر سر اوسکا جدا
حضور اوسکی حاضر جو ترکان ہوئے
سران نواحی توران دیار
نہ کوئی رہا چین مین اک نامدار
زنان پر ہوا ارجاسپ شاہ
لکھا نامۂ فتح گشتاسپ کو
تو بالفعل ہو وان اقامت گزین

کرون ایک ترتیب ان انجمن
خوشی سے وہ ہوا گر ارجمند
گئے نامداران بھی تھے ساتھ اوسکی
ہوئے مست مخمور پیکر شراب
در دژ پہ آکر ہوا کینہ خواہ
کہا مین ہون اسفندیار دلیر
یہ سنکر گیا سوے خانہ شتاب
کہ اب جا بدخواہ سے کارزار
تعین جابجا تھے درون حصار
جو اندر دژ ہین تن اسفندیار
جو باقی رہے سو گریزان ہوئے
سو منزل گرد اسفندیار
اوٹھا خواب سے تب وہ شاہ دلیر
رہا گرم باہم کیے بید تیغ
گرفتار تھا اوسکی دو دختر یہین
یکایک ہان یہ ہوا آشکار
پشوتن کے تھا ساتھ جنگ آزما
ہوا گرم جنگ اوس سے اسفندیار
ہوئی بسکہ وان کشتہ تیغ کین
سراسیمہ وانسے گریزان ہوئے
کہڑا کیا ہوا اے کہرم نامدار
ہوئے گرم پیکار مانند شیر
خوشی سے وہان حکم پھر یہ دیا
تو وہ مورد لطف احسان ہوئے
ہوئے اگے محکوم اسفندیار
نہ توران مین کوئی رہا شہریار
رکھیں اپنے مشکو مین با عز و جاہ
ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو
مقصر عشرہ مین لا اکہ باج و چین

کرون روشن آتش بفرط خوشی
ہوا محفل آراے عیش و نشاط
طعام لطیف و مئی درد و جام
ہوئی روشن آتش وہان العدن
دہان جسکو پایا اوسے بیدریغ
ہوا شاہ ارجاسپ کو آشکار
سپہدار کہرم کہ فرزند تھا
سپاہ گران لیکے کہرم گیا
سپہ پیش ارجاسپ کمتر رہی
گیا وقت شب سوے ایوان شاہ
گئین وہ وہین پیش جوان انجمن
دلیرانہ وہ مرد جنگ آزما
لگے کرنے باہم وہین کارزار
ہوا کشتہ ارجاسپ انجام کار
پھر اوسنے پھر وہ دلاور جوان
کہ بدخواہ تھے ہوکے پرخاش جو
سنی جب آواز حیران ہوا
پشوتن بھی دنبال کہرم گیا
در دژ ہوا غرق خون سر بسر
ولیکن نہ زنہار کہرم ہٹا
رہے ساتھ ہوا آگے گرم ستیز
پکڑ کر کمر بند کہرم وہین
کہ جو کوئی حاضر ہو یان آنکہ
بہت دن رہا قلعے مین نامور
ہوا اوان جو کوئی نہ فرمان پذیر
سپہ کو بصد لطف و جود و عطا
دیے دختر و خواہر و شاہ چین
یہ اسفندیار جوان کو لکھا
سپہ اسفندیار نے [illegible]

شہ چین نے پروانگی اوسکو دی
دم صبح شہ از سر انبساط
مہیا تھا سامان عشرت تمام
کہ وہ سنگہا جسکا پہونچا دخان
کیا کھینچکر قتل برندہ تیغ
کہ آیا در دژ پہ اسفندیار
اوسے شاہ ارجاسپ نے یون کہا
ہوا جا پشوتن سے جنگ آزما
ہوئی جب دلاور کو یہ آگہی
دلیرانہ چین سے ہوا رزم خواہ
دیا اوسکو مشکوی شہ کا نشان
سو خوابگاہ شہ چین گیا
سپہدار ارجاسپ اسفندیار
مظفر ہوا گرد اسفندیار
بسوے در قلعہ آیا دوان
کیا کشتہ اسنے شاہ ارجاسپ کو
وہین جانب دژ شتابان ہوا
ہوا گرم بازار پرخاش کا
پڑی نعش پر نعش ادہر اودہر
دلیرانہ میدان مین قائم رہا
یہ سنکر مقابل ہوا شیر مرد
دلاور نے ٹپکا بروے زمین
کرون آج یہ لطف و کرم بیشتر
مسخر ہوا ملک چین سربسر
تو بس قتل اوسکو کیا یا اسیر
دلاور نے گنج فراوان دیا
سر اک پورکے کی حوالے وہین
کہ اے نامدار خبردار آزما
کہا اسنے تاجدار شہریار [illegible]

مسخر کیا ملک توران و چین
دگر بارہ جب نامۂ پہلوان
رہ ہفتخوان سے پھر اسفندیار
تو بس وہین پایا تمامی کمال
بزرگان ایران گئے پیشوا
کیا آفرین اور کی یہ دعا
اوسے ہاتھ سے اپنے پھر کر دیے
کیا گشتاسپ جسطرح ارجاسپ کو
کہ گفتار ستان ہوے اعتبار
برابر بٹھا کرسی پہ اسفندیار
بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند
جو دیکھی پسر نے بھی شہریار
کہ بیٹے کیا قتل ارجاسپ کو
او کمائی بہت عزت و گنج و تخت
کہا اوسنے یہ سنکے از روے پند
سپاہ اکرے پھر گرفتار بند
کہ تحکم مین تیرے سپاہ و فوج
کریگا تو شاہی پس مرگ شاہ
کہا ایکدن وقت مستی مے
جو کچھ کام اس جانفشان نے کیا
بظاہر بڑا کوئی پہلوان
طلب کرکے جاماسپ کو اپنے پاس
کہ پوچھ کسطرح مرگ اسفندیار
زبردست ہے مرد اسفندیار
ولے پہلوان رستم نامدار
بہت کرکے تعریف اسفندیار
یہ کہکر بسوے سران سپاہ
کہا بیٹے یہ رستم گرد کو
اطاعت سے پھیرا ہے سر اوسنے اب

بیان ہیم و اندیشہ ہرگز نہین
نہین اب آزردگی تا بسوے شاہ

آمدن اسفندیار در ایران و ملازمت کردن با پدر

روانہ ہوا سوے ایران دیار
تلے برق کے دب گیا تھا غبار
وہاں سے جو نزدیک ایوان گیا
کہ عالم ستان تھا صبح و مسا
کہی آپ بھی بادشہ نے ثنا
تو کہنے لگا دل سے شاہ دہر
سحر گہ مفصل کرون آشکار
جوانے حضور شہ نامدار
ولیکن ہوا دل مین اندیشہ مند
ہوا سخت آزردہ اسفندیار
بفرمان شاہنشہ نامجو
کرتا شاہ بخشے مجھے تاج و تخت
کہا یون کہ اے سرور ارجمند
روا رکھے پھر شاہ تجھے گزند
تو ہے صاحب حکم و سالار فوج
کہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
کہ ساری خدائی کو معلوم ہے
نہ ہرگز کسی پہلوان نے کیا
ہوا وہین مصروف شاہ جہان
کہا یون کہ اے مرد اختر شناس
یہ سنکر خردمند نے ایکبار
کسیکو نہین طاقت کارزار
کریگا اوسے کشتہ انجام کار
لگا کہنے اوس سے کہ اے نامدار
تامل کرکے بولا شہ دین پناہ
کہ اب جلکے میرا مددگار ہو
یہ کہتا ہے نخوت سے سر گردنکشان

وہان جلکے پہونچا وہ فرخ نژاد
گیا جبکہ نزدیک شہر پدر
تو آیا جہاندار گشتاسپ بھی
کیا آپ سے بیٹے نے جشن نشاط
کہا شاہ نے بیٹھ کر اے پہلوان
وہ بولا کہ اے ہم عنان سپہر
جہاندار گشتاسپ روز دگر
مفصل کہا قصۂ ہفتخوان
نہ سرگز دیا اوسکو دیہیم و تخت
کہا یون جو تھی مادر مہربان
گرفتار تھین اونکی آن دختران
پر ایفا وعدہ مین یا کن قصور
تو یہ بات ہرگز زبان پر نہ لا
پدر کے ہے تارک پہ تاج بھی
نکر اضطراب اے یل بے نظیر
خوش آیا نہ یہ پند اوسنے نہار
کیا قتل دشمن کو اے بادشاہ
ولے حیف ایفاے وعدہ ہنوز
دل میں ناخوش ہوا شہریار
ذرا دیکھ احوال اسفندیار
نظر کر بگردش مہر و ماہ
جہانگین ظفرمند و فیروز ہو
ہوا شاہ شادان یہ سنکر سخن
مبارک تجھے تخت و تاج شہی
کہ کشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب
نہ آیا مرے ساتھ ہرگز ادھر
کہ ہے کابل و زابل و نیمروز

کہ تجھ سے ہے نسبت روز شام پگاہ
پہلے شاہ نے تب کہا آ یہان
جو دی تھی جہان بار رشن
تو وہ ہی ہے جسم شہ نامدار
شناگیر ہوکر بصد خوشی
پیئے جام سے ازرہ انبساط
بیان کر دیا قصۂ ہفتخوان
کہون کیا مین اے شاہ گردون جناب
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
کہ تھا شاہ کو اوس سے وعدہ تخت
حضور اوسکے جاکر یہ بولا جوان
بر آکر کے لایا مین اونکو یہان
تو کر شکر اللہ کا ہے یہ دور
کہ ہو یہ گمان شاہ کشورکشا
دیے فی الحقیقت ہے تجکو شہی
کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر
اوٹھا ہو کے دلگیر اسفندیار
کہا بیٹے نا دوست تیر انگاہ
نہ تونے کیا اے شہ نیک روز
یہ گفتار آئی بہت ناگوار
تو کر مجھ سے راز فلک آشکار
کہا یون کہ اے شاہ گیتی پناہ
مسخر کرے ہفت اقلیم کو
وہین ایک ترتیب کی انجمن
کہ زیبا ہے تجکو کلاہ مہی
ہوئین دختران و زنان بے سبب
نہ دی اتنی مدت مین میری خبر
عطا کر وہ حسن و خصم سوز

تہمتن سے القصہ لیل و نہار
کے دل میں کینہ ہے اسبات کا
جواسنے کہا شاہ نے بعد ازان
وہ بولا کہ میں پہلے اے بادشاہ
عوض اسکے کزیم کے کہنے سے آہ
کرون قصہ ہفتخوان یاد کر
زن پیر جادو وہ غول سیاہ
وہ سختی سرما وہ باران برف
گذر تھا جہان سخت میں وان گیا
کہ پیاسے پھرتے تھے نہین زینہار
حوالے کیا پھر تجھے تخت و تاج
اگر میں کرون فخر شایستہ ہے
شہنشاہ نے پھر یہ پاسخ دیا
کمربستہ حاضر تھے جون بندگان
بڑا ضعیف سے سخت ہے عار و ننگ
تصرف میں اب نصف ایران کے بیچ
شتابندہ ہون پھر سوستان
شتابان ہو تو لیکے گنج و سپاہ
زوارہ فرامرز کو بھی نچھوڑ
نہیں جائے اندیشہ کچھ زینہار
کیا قتل ارجاسپ کو روز جنگ
کریگا تو اک دم میں اوسکو اسیر
دلاور جوان نے دیا یہ جواب
یہانتک تو لے تربیت کردہ ہے
بہت اونے کارنمایان کیے
زبون تر ہے نزدیک یزدان پاک
اگر تجھکو اندیشہ کچھ اور ہے
نہیں خوش تا ہو تنے پیمان شکست
بزرگونکی خدمت میں حاضر رہا

شناگوے کیخسرو نامدار
نہایت تردد سے صبح و مسا
کہ جا لیکے لشکر سوستان
ہوا شاہ ارجاسپ سے کینہ خواہ
کیا قید مجھکو بحال تباہ
تو پھرتا رہا ہون ہوتن سر بسر
کیے کشتہ میں نے بفضل آلہ
وہ طغیانی و جوش دریا شگرف
شہنشاہ کا حکم لایا بجا
شہان فلک قدر عالی وقار
پدر نے ترے از سر ابتہاج
بزرگی مجھے آج بایستہ ہے
کہ گفتار تیری ہے یکسر بجا
یل زال اور رستم پہلوان
کہ ہو نیا سور تو و فیروز جنگ
سر خلافت کا دعوا کرین
کرون جنگ رستم سے میں بیگمان
تہمتن سے ہو جائے اب رزمخواہ
بد اندیش کے سر کو جلدی سے توڑ
کہ تجھ سے جہان میں یل نامدار
ذرہ رومین آخر لیا بیدرنگ
تجھے پھر میں دونگا یہ تاج و سریر
کہ رستم کو ہرگز نہیں ہے یہ تاب
ہمارے بزرگون کا پروردہ ہے
زبون نامداران توران کیے
کہ ایسے دلاور کو کیجے ہلاک
کہا کہ یہ بھی شاہا کوئی طور ہے
یہ بہتر کہ شہ قول کا ہو درست
نکوئی سے ساتھ اوسنے کیا

براہ اطاعت وہ آتا نہیں
مناسب ہے اب یہ کہ اسفندیار
تہمتن کو یا کشتہ کر یا اسیر
شہ چین کو وقت غادی شکست
کیا کشتہ اب میں نے ارجاسپ کو
وہ گرگان جنگی و شیر ژیان
وہ سیمرغ آیا جو بہر ستیز
کرون گر بیان میں تو ہو نہ بیدرنگ
بہانے کو مت کام فرمائیے
بھلا روم میں تو نے شاہنشہا
کیے میں نے اب کارہاے کلان
مناسب ہے یہ اور لائق تجھے
دلے سخت غم ہے کہ ہر صبح و شام
اور اب سرکشی ہے کی اختیار
ترے آگے اسطرح شام و سحر
لگا کہنے یون گرد آفاق گیر
وہ بولا کہ تیرا ہے دیہیم و تخت
گرفتار کر رستم و زال کو
نرکھ بدسگالان کا نام و نشان
کیا ہفتخوان فتح تو نے تمام
نہیں تاب رستم جو ہو ہم نبرد
قسم زند و استا کی ہے مہلتین
جو تجھسے کرے آگے میدان جنگ
سنا ہے کہ رستم یل نامدار
نہ ایا نیا ان دیکھتے روے تخت
مخالف ترا تھا اگر پور زال
مجھے بھیجتا ہے سوستان
یہ گشتاسپ بولا کہ سن پہلوان
نہ لا درمیان عذر اے نامور

مجھے کچھ بھی خاطر میں لاتا نہیں
کرے رستم گرد سے کارزار
تو پھر آکے لے مجھسے تاج و سریر
لیا ملک یکسر اوسے کر کے پست
کہ شادان ہو شاہنشہ نامجو
وہ کافر بلا اژدہاے دمان
تو کھینچا اوسے بھی تہ تیغ تیز
روان شل دریا دل خارہ سنگ
رہ لطف سے کر مجھے کامیاب
کیا کشتہ اک گرگ و اک اژدہا
ملاتے تہ خاک و خون دشمنان
کہ اورنگ و دیہیم اب دے مجھے
کہ کاؤس خسرو کے آگے مدام
نہیں حکم لائے بجا زینہار
کرین سرکشی رستم و زال زر
کہ دیجے مجھے آپ تاج و سریر
نہ بد دل ہوا سے سر و نیکبخت
تصرف میں لا ملک اور مال کو
کہ ہو پھر کوئی کینہ آور وہان
بلند اس جہان میں ہو تیرا نام
تو ہے شیر کش گروہ ہے شیر مرد
کہ ہو تجھ میں نہ زینہار پیمان شکن
کرون میں زبون اوسکو بیدرنگ
سپاہیان شب روز خدمتگزار
تہمتن نکرتا اگر کار سخت
تو مہمان ہوا کیون تو اوسکا دو سال
مرے حق میں ہر بدسگالی نہان
بلا سے اگر رستم پہلوان
تمنا ہو اورنگ و افسر سے گر

رہ سیستان نے بفوج گران — گرفتار رستم کو کرجا کے وہان
کہ عبرت ہو اورونکو پھر زینہار — نہ کوئی کرے سرکشی اختیار
یہ مقصد ہے تیرا کہ ہو جائے دور — رہون مین نہ ہونہار تیرے حضور
یہ کہکے جوان ہو گئے چین بجبین — شتابان ہوا سوی خانہ وہین
خبر لاکہ اوسکا ارادہ ہے کیا — یہ سنکر وہ دستور دانا گیا
جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھسے بتا — خردمند نے تب یہ پاسخ دیا
وہ بولا کہ بہتر بفرمان شاہ — سوی سیستان ہو روانہ پگاہ
کہ اصحی ہو روئین تن اسفندیار — سبک جنگ یل رستم نامدار
کتابون سے بولا شہ نامجو — کہ اسفندیار جوان گرد کو
رضامند ہے گرچہ وہ نامور — ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر
کتابون ہوئی سنکے اندوہگین — جو آئے کہا جاکے اوسنے وہین
نہ جا اوس طرف ہرگز اے ہوشمند — ذرا گوش جان سے تو سن میرا پند
دلی قصد بیکار اوس سے نہ تھا — کہ ہے وہ نکو خواہ سرکار کا
نہ پیدا کیا تنے اس بات کو — اگر ہے بد اقرار انکار ہو

پیادہ ہے لاوے یہان کرکے بند — بڑی ہو گردن مین اوسکی کمند
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان — بہانہ تو کرتا ہے بس بیگمان
مبارک ہو اورنگ و افسر تجھے — جہان ہی ہے بس ایک گوشہ مجھے
لگا کہنے بابا سے شہریار — کہ جا زود تر پیش اسفندیار
ہوا جبکہ اوس سے بیان حال — وہ بولا کہ اے مرد فرخ خصال
بجالا شتابی سے حکم پدر — نہ پھیر زنہار اسے نامور
ہے زیبا شہنشاہ کشورستان — گیا جاکے بابا نے یہ بیان
ہوا شاد وان شاہ گردون جناب — گیا پھر وہ پیش کتابون شتاب
کرون ہو تجھین رخصت سوی سیستان — لیے جنگ رستم بفوج گران
کہ رستم کو جب لا کر کے اسیر — تو بخشونگا تجھکو مین تاج و سریر
زبردست ہے رستم نامدار — نکر قصد رزم اوس سے او زینہار
کتابون سے بولا یہ اسفندیار — کہ رستم سے ڈرتا نہین زینہار
کرون کیا کہ اب ہے یہ فرمان شاہ — کہ ہون رستم گرد سے کینہ خواہ
تو پھر مردمی سے نہایت ہے دور — بجالاؤن ناچار حکم حضور

رفتن اسفندیار طرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان — ہوا شہ سے رخصت سوی سیستان
وہ اشتر روان تھا جو پیش قطار — گیا بیٹھ وان اور پھر زینہار
لگے کہنے مردم ہوئی فال بد — سیانا کہ پیش آوے کچھ حال بد
وہ بولا یہ موقع ہے اور سب بجا — ولیکن جہاندار کشورکشا
گیا تا بسرحد سیستان وہ جب — روانہ کیا اوسنے بہمن کو تب
تو پھر زال نے باد وان سحر — ادب سے جھکایا سر اوسکے حضور
کیا ہے طلب رستم گرد کو — یہ بہمن سے سنکر کہا نامجو
وہ بولا کہ ہوشیار ہو پہلوان — سبھی ہم کمربستہ پیش کیان
اوسے پیش گشتاسپ لا باندھ کر — تکلف سے مہمانی اوسکی تو کر
وہ پہونچی کنارے پہ دریا کے جب — لگا کہنے بہمن تہمتن سے تب
یہ کہکر گیا بہمن نامدار — کہا جاکے یون پیش اسفندیار
خبر سنکے آنیکی تیری یہان — مرے ساتھ آیا ہے وہ پہلوان
او تو بخشش سے رستم پہلوان — جھکا کر سر عجز جون بندگان

دیا شاہ نے لشکر و گنج و زر — ہوا وہ شتابان بصد کر و فر
نہ والے بسیے اوٹھا او فیلا و نخوت — کیا قتل اوسکو زروی غضب
مناسب یہی ہے کہ اب ایک بار — سوی خانہ پھر چلیے اے نامدار
کہیگا کہ لایا بہانہ جوان — یہ کہکر روانہ ہوا پہلوان
کہ لے آئے یان رستم گرد کو — گیا جبکہ وان بہمن نامجو
لگا کہنے یون بہمن نامدار — کہ آیا ہے روئین تن اسفندیار
گیا پیش رستم کہا ماجرا — لگا کہنے وہ مصلحت اب ہے کیا
تو جا شوق سے پیش اسفندیار — بجالا کے رسم و رہ انکسار
کیا جبکہ یہ زال زر نے بیان — گیا ساتھ بہمن کے وہ پہلوان
توقف کنان ہو سوی نامجو — کرون باپ سے اپنے جاکر خبر
کہ رستم دلیر و جوانمرد ہے — مروت مین اور خلق مین فرد ہے
گیا پھر سپہدار اسفندیار — جریدہ سوی رستم نامدار
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا — پھر آغاز کی یہ دعا و ثنا

کہ اے وارث تخت و تاج کیان / بسر فرازان گیتی ستان
تری قد پہ زیبا قبائے شہی / ترے سر پہ شایان کلاہ مہی
وہ ہے نیک طالع جو تیری حضور / پرستش کنان ہے بصد طرز سرور
کرے سرکشی تجھسے جو شور بخت / شتابی گرفتار خواری ہے سخت
ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو / طرح مہر کے عالم افروز ہو
یہ آئین و رسم و داد دیکھکر / ہوا شادمان سرور نامور
فرو و آ کے گھوڑے سے اسفندیار / ہوا رستم گرد سے ہمکنار
لگا کرنے رستم کی پھر یون ثنا / کہ اے نامور گرد زور آزما
سزاوار تحسین و صد آفرین / جہان مین تو اوسکا ہو یاور معین
قوی اوسکی ہو پشت لیل و نہار / نہووے اوسے کچھ غم روزگار
وہ بولا کہ مجکو سرافراز کر / تو رونق فزا چلکے ہو میرے گھر
پذیرا نہ اوسنے کیا زینہار / ولے اپنے لشکر مین اسفندیار
وہین رستم گرد کو لے گیا / وہان جا کے رستم سے کہنے لگا
یہ ہے حکم گشتاسپ شاہ دلیر / کہ رستم کو لے آؤ کرکے اسیر
بس اب تو بھی راضی ہو اس بات پر / کہ دوان لیچلون تجھکو پابند کر
پہونچکر حضور شہ کامگار / کرون مین رہا تجکو اے نامدار
نہ اکدم رکھے شہ گرفتار بند / نہ پہونچا وے ہرگز تجھے کچھ گزند
رہا سنکے خاموش وہ پہلوان / کیا پھر سپہدار نے یہ بیان
کہ راضی نہین ہے اگر بند پر / تو بس ہوچکے رخصت تو جا اپنے گھر
یہ لایا زبان پر یل پیلتن / کہ کیا اے سر سرور انجمن
لسان شہنشاہ فرخندہ خو / مرے گھر تو مہمان ذرا چلکے ہو
جو کچھ مجسے فرمائے تو بعد ازان / بجا لاؤن فرمان ترا بیگمان
وہ بولا کہ آیا تھا یان شہریار / بطور دگر اے ستودہ شعار
ولیکن مین آیا بعزم دگر / بھلا کیونکہ مہمان ہون تیرے گھر
اگر پھیرکے فرمان سے پھر جاؤن تو / سر جنگ از روی کین آئے تو
تو مین کسطرح کھائے نان و نمک / کرون تجھسے پیکار زیر فلک
تجھے بند کرکے نہ لیجاؤن گر / تو کیا قدر پاؤن حضور پدر
وہ بولا کہ زنہار مین بھی یہان / نکھاؤنگا اب اے سپہدار نان
سپہدار نے پھر دیا یہ جواب / کہ پی آور وے مجکو صہبائے ناب
طلب کرکے پھر جام مینا وہین / کیے نوش باہم کئی ساتگین
تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہون اب / کہون ان سے جا کے احوال سب
جو کچھ مصلحت دے مجھے زال زر / گزارش کرونگا یہان آنکر
جوانی کہا یون کہ آنا شتاب / یہان بھیجنا صاف ورنہ جواب
سو خانہ رستم جو رخصت ہوا / تو سوچین لیے اندیشہ اوسدم کیا
کہا اے سپہدار آفاق گیر / کیا کیون نہ رستم کو تونے اسیر
نہایت زبون بخت بیجا کیا / کہ دشمن کو یون ہاتھ سے جانے دیا
لگا کہنے اوس سے یہ اسفندیار / کہ پھر آدیگا رستم نامدار
لگا کہنے پشوتن کہ اے شیرگیر / زبردست ہے وہ سوار دلیر
یہ اب مصلحت ہے کہ اے نامدار / نہ ساتھ اوسکے ہو رنجیدہ نا
مبادا کہ پھر کار دشوار ہو / نہو سکے دگر دور دوار ہو
ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند / گیا سو جہان سرور ارجمند
گیا رستم گرد جب اپنے گھر / یہ قصہ کہا زال سے سربسر
کہا زال ذیون کہ اے نامدار / ملکزادہ اپنا ہے اسفندیار
سحر اوسکی خدمت مین پھر جائیو / نہ وسواس دل مین ذرا لائیو
کسو سپہدار عالی گہر / شتابان ہوا گرد روز دگر
اوسے لیگیا آگے اسفندیار / کیا خوب رستم کا عز و وقار
وہ بولا کہ ہے منتظر زال زر / قدم رنجہ فرما تو اے نامور
کیا اوسنے انکار اور یون کہا / کہ اے پہلوان تو بھی یانسے نہ جا
مرے ساتھ پیش شہ ارجمند / روان ہو تو ہو کر اسیر کمند
کہا اوسنے اے گرد فرخ شیم / تو کچھ مجھپہ مصروف لطف و کرم
کہ مین کام تیرے بہت آؤنگا / سدا تیری خدمت بجا لاؤنگا
کیے مینے کار نمایان مدام / کیے پست گردان توران تمام
جہان مین سرافراز گردان ہون مین / نگہدار شاہان ایران ہون مین
کیا دشمنو نسے جہان مینے پاک / کیا سرکشان جہان کو ہلاک
مروت سے کرتا ہون اب انکسار / نہین ورنہ تجھسے خطر زینہار
یل پیلتن سے یہ سنکر سخن / ہوا خشمگین سرور انجمن
یہ چاہا زروی غضب بیدریغ / تہمتن پہ کھینچے ہاں زخم تیغ
ولیکن تحمل کیا اور سہنا / یہ سنکر تہمتن سے کہنے لگا

مشقت بہت تو نے کی بیشتر
سو رستے بیٹھے ہیں پہ ستم
سنا میں نے اے رستم نامور
رکھا زال کو پھر نہ ایوان میں
ہو ناپاک و بد شکل دیکھا اوسے
وہ مردار کھا کر ہوا جب کلان
نہ رہ گو کوئی بہر دی جو کی چاکری
یہ سنکر ہوا تند وہ پیلتن
نہیں ہے یہ گفتار اے نامور
بزرگان تھے واقف سے سربسر
نریمان جنگی تھا ہوشنگ سے
مری ماں بھی تھی دختر مہراب شاہ
دلیران ایران زمین چند بار
پذیرا نہ زنہار سے مینے کیا
دلیری پہ اپنی نہ مغرور ہو
کئی شاہ کھینچے تہ تیغ تیز
وہ دیو سپید اور اکوان دیو
چھوڑایا شہنشاہ کا محبس کو
کئی بار دی مینے اوسکو شکست
نکر جنگجوئی جو کچھ ہے تمیز
یہ چاہے تھا اوسدم کہ وان سپید دیو
ستم گر روا رکھے مہمان پر
فلک رتبہ ہو گرچہ تو لیک ہے
تو کرتا ہا روز و شب چاکری
کیا ایک عالم کو آتش پرست
نہ شب ... تھا اسفندیار
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پس آرام سے بیٹھ مے نوش کر
یہ کہکر گیا بیٹھ بے رنج و غم
کہ ہے نسل سے دیو کی زال زر
وہیں چھوڑ آیا بیابان میں
تو سیمرغ نے بھی نکھایا اوسے
تب آیا وہ پھر جانب سیستان
تو حاصل ہوا رتبہ سروری
زبان پر یہ تندی ہی لایا سخن
سزاوار شاہان عالی گہر
اور آگاہ ہے خوب تیرا پدر
زبون شیر نر جسکی تھا جنگ سے
خداوند تمکین و اعزاز و جاہ
کیا چاہیے تجھے مجھے شہریار
نہ خواہان ہوا افسر و تخت کا
کیا تو نے بس کشتہ ارجاسپ کو
کیا قتل دیوؤں کو وقت ستیز
کہ تھا گرد عالم میں جنکا غریو
پل گیو گستہم اور طوس کو
کیا پیش اوسکا نہ کچھ زور دست
نکھو رائیگان اپنی جان عزیز
تہمتن کو اب کھینچیے زیر تیغ
تو لطف و مروت سے ہے دور تر
پرستندہ بادشاہان کے
شہی مینے کی بلکہ پیغمبری
کیا مینے گردن فرازوں کو پست
کہاں اسفندیار تھا ہفتخوان
[illegible]
دلیران جنگی و مردان کار
کہ ہو ... راقم ...

کہا پھر سوئے دست چپ بیٹھ تو
ہوا پھر سپہدار چین پر جبین
سیہ چہرہ وہ چہرہ جو ہوئے سفید
کہ کھا جائیں اوسکو کہیں جانور
وہیں پاس سیمرغ کے وہ لیگیا
پسر ایک بھی سام رکھتا نہ تھا
تو پیدا ہوا زال سی کے بعد از آن
کہ حرف پراگندہ و ناسزا
تو ہے طفل بے عقل و نادان ابھی
کہ ہے نیست سے سام کی گرد زال
سمجھ اے سپہدار انجم حشم
کہ ضحاک تھا اوسکا پنجم پدر
یہ کہتے تجھے رکھ سر پہ تاج شہی
دگر نہ پہونچتی تجھے کب شہی
تو مانند میرے دلاور نہیں
شکستہ کیا مینے وہ ہفتخوان
ملائے وہ دم میں تہ خون خاک
سپہدار توران تھا افراسیاب
کیا مینے خاقان چین کو اسیر
سپہدار جنگ آور و کینہ جو
ولیکن یہ سوچا کہ ہے میہمان
یہ بولا کہ مینے کہے حرف نرم
جو کی بندگی تو نے شام و پگاہ
کہ ایران سے تا روم و توران چین
کیان فذر رو ہیں ای نامدار
وہ بولا سو ہفتخوان وہ ہزار
وہ دیوان خونخوار جنگ آوران
نہ ساتھ اونکے ہوتی تجھے تاب جنگ
کہ کیخسرو عدل گستر نے جب

یہ ہنسکر لگا کہنے اے نامجو
خفا ہو کے رستم سے بولا وہین
ہوا دیکھکر سام اوسے ناامید
ہوا ایک سیمرغ کا وان گذر
کھلاتا تھا مردار سیمرغ و سا
اوسے لاجرم پھر پذیرا کیا
کہ اب فخر کرتا ہے اتنا یہان
تو زنہار اپنی زبان پہ نہ لا
نہیں تجکو زنہار کچھ آگہی
نریمان سے تھا سام فرخ خصال
کہ ہیں یعنی یکجہتی تم اور ہم
جہانگیر شاہنشہ نامور
تو کر ملک ایران میں شاہنشہی
میسر نہ آتی یہ فرماندہی
دلیری و گردی میں ہمسر نہیں
نگذرے جہان فیل و شیر ژیان
کیا شاہ مازندران کو ہلاک
کسیکو نہ تھی جنگ کی جسکی تاب
مری تیغ بران ہے آفاق گیر
ہوا پر غضب سنکے اس بات کو
یہ گرد آپ سے یعنی آیا یہان
تو کیون مثل آتش کے ہوتا ہے گرم
تو حاصل ہوا تجکو یہ عز و جاہ
مروج کیا تازہ آئین و دین
نتھا حصن مازندران استوار
گئے تھے ساتھ جنگی سوار
کہ مینے کیے کشتہ تنہا وہان
گریزندہ ہوتا تو لب بیدرنگ
رکھا سر پہ لہراسپ کے تاج سب

دلیران نہ ہرگز رضامند تھے
وہین بیٹے مقتول سبکو کیا
تو مت ناز کر تاج لہراسپ پر
یہ مقدور ہرگز کسیکا نہین
کسی سے سنے بیٹے اتبک نہین
سخنہاے دشوار کہکر اوٹھا
مری کر کے دیکھو کے انجام کار
سپہدار نے سن کے یہ جواب
مجھے جسقدر قوت و زور ہے
جو دیکھا یہ نیروی اسفندیار
سپہدار نے یہ کہا بعد ازان
سوا زور معلوم تیرا مجھے
کہون جا کے شہ سے یہ ہے بیٹھا
تو ہی گر یہ زور آور و شیر مرد
تو کل دیکھنا کوشش کارزار
کرون تخت زرکار پر جلوہ گر
چلون پھر تری ساتھ نزدیک شاہ
سخن پھر زبان پر یہ لایا جوان
ملک کے خوان جیسا کے آگے رکھا
کہ اس جام سے سیر ہوتا نہین
ہوے دام حیرت مین مردم اسیر
جو پہو بند پر راضی اسے ہو سمند
مصاحب جو تیرے ہین اونہی ذرا
چلون مین ترے ساتھ پر بند پا
وہ بولا کہ جسطرح کہتا ہے تو
بھلا کسلیے کام ایسا کرون
یہ سنکر لگا کہنے جنگی سوار
تری بزم سے کچھ نہین خوف جان
سمجھ دل مین اے فرخ اسفندیار

بزرگان ایران بخرسند تھے
نہ زنہار پرخاش ہونے دیا
نکر فخر آئین گشتاسپ پر
کہ میری طرف دیکھے از روی کین
قیامت ہو گر ہو نہین چین بر جبین
ہوا یہ نہ مقدور اک گرد کا
فروتر کیا شہ نے میرا وقار
کہا اے رستم اتنا نہ کہا پیچ و تاب
رکھے تھا کہان شاہ کاؤس کے
تو حیران رہا رستم نامدار
کہا اے گرد تو آج مہمان ہے یان
بکہ لاؤن کل اکدم مین سب تجھے
کرونہین تجھے بند پھر رہا
ڈرے مجھ سے ہرگز نہو ہم نبرد
کہ آؤن جو تیرا ایمین ہو کر
رکھون نہین تیرے سر پہ دیہیم زر
دلاؤن تجھے تخت تاج و کلاہ
کہا تا تک گفتار اے پہلوان
تو رستم نے اکدم مین خالی کیا
رکھا لاکے تاس کلان پھر وہین
مرخص ہوا پھر وہ گرد دلیر
تو جانیو تری کچھ نہ آوے گزند
سہم لگے اب تو بھی کر مشورا
حضور جہاندار کیوان لوا
نیہ رامین کرتا پراے ناصبو
کہ اس دہر مین جس سے بدنام ہون
کہ دیوان خونخوار و مردان کار
ولیکن یہ اندیشہ ہے ہر زمان
کہ اب صلح بہتر ہے یا کارزار

یہی تھی تمنا سے خرد و کلان
ہوی جبکہ ہم یاورا سے نامدار
کرے بند مجھکو یہ چاہے ہی تو
ہوا کو دکی سے مین دنیا بیچ
ہوا تند مین پیش کاؤس شاہ
کہ مجلس مین کوئی کری مجھکو بند
غرض ساتھ میرے ہو کینہ جو
ہوا اب ثنا خوان کاؤس شاہ
یہ کہکر وہین ہو کے خندہ کنان
یہ ہنسکر کہا ہے یہ ترک ادب
خوشی سے مے لالہ گون نوش کر
سو شاہ لیجاؤ نہین کر کے بند
مری مردمی تجھکو معلوم ہو
کہان تو نے دیکھی دلیرون کی جنگ
تو بس پشت زین سے اوٹھا ن تجھے
رکھون پیشکش گنج تیرے حضور
جو مین گرد ہون اور تو شہریار
کچھ اب کھا لیے تا کہ آؤن جوان
بلاتے تھے جسدم کہ جام شراب
کہ آتی تھی جسمین شراب ابگین
لگا کہنے یہ سرور نامجو
وگرنہ ہو آمادہ کارزار
پذیرا کرے میہمانی اگر
وگرنہ کرون صبحدم آ کے جنگ
یہ فرمایگا شہ کہ بس ڈر گیا
نہین جنگ سے تیری مجھکو خطر
جو بیٹے کیے کشتہ ہنگام کین
کہ ہو کشتہ گر وقت پیکار تو
ہوا سال خوردہ اب گشتاسپ شاہ

فریبرز ہو پادشاہ جہان
ہوا شاہ لہراسپ تب شہریار
یہی ہے ترے باپ کی آرزو
ولیکن سخنہاے نادلپذیر
کلہ گوشہ تھا جسکا تا اوج ماہ
اگرچہ وہان تھے بہت زورمند
یہ تندی و تیزی نکر مجھسے تو
مرے زور و سرپنجہ پر کر نگاہ
فشردہ کیا پنجہ پہلوان
کہ زور آزمائی کرون تجھسے اب
شتابان ہو پھر سوے شہ اپنے گھر
نہ پہونچاؤن جانیو تری کچھ گزند
وہ بولا کہ اے مرد پیکار جو
نہ پہونچے تجھے باد گرز و خدنگ
سو زال زر و ہین لاؤن تجھے
بجا لاؤن خدمت بفرط سرور
نہ دنیا مین کوئی رہے تاجدار
کہ اب وہ یہی یعنی گذرے دو پاس
تو ہوتا تھا رستم یہ اوس دم جواب
پیالے لگا پینے وہ پیلتن
کہ کر مصلحت زال سے جا کے تو
دیا اوسنے پاسخ کہ اے نامدار
قدم رنجہ فرماوے تو سوے گھر
نہ لاؤن تری خواب مین کچھ درنگ
نہ پابند رستم کو یہ کر سکا
کہ ہے باندھ لینا ترا سہل تر
تو زنہار ہو نکے سرا پر نہین
تو ہو مثل شاہان مرا زر درد
تو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ

ترا دشمن جان ہے تاجور
نہو کارفرما جدائی کو تو
وہ بولا کہ دیتا ہے تو کیا فریب
پسر کو برادر کوا وہ باپ کو
لگا کہنے رستم کہ اب کیجے کیا
یہ کہکر سوخانہ رستم گیا
کہے زال نے پھر سخنہای پند
نہین صبر کی تاب زینہار
کیے کیسلیے تو نے دیدہ پر آب
جو ہو کشتہ اسفندیار جوان
تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور
لگا کہنے سنکر وہ مرد کہن
نہ ہون جسکے آگے ہے فغفور چین
یہ ہے عقل سے دور ای مرد گرد
گیا صبحدم رستم پہلوان
زوارہ کو سالار لشکر کیا
شتابان ہوا جبکہ وہ پیلتن
زوارہ سے بولا یل نامور
یہ لشتوین نے جانا اوسے دیکھکر
سو شہ لعبد گونہ لطف و عطا
کہا اوسنے تجکو ہے عزم ستیز
ہوا سنکے پر درد دل مرد کا
مرے ساتھ گر تجکو ہے عزم جنگ
مجھے بھی ہے اب لازم ای شیر مرد
ولے دیکھنا جبکہ ہو وقت تنگ
دلیرانہ شبرنگ پہ ہو سوار
بہت ہین سواران ایران دیار
کہ جو ہر ہو ہر ایک کا آشکار
مدد کو نہ آوے کوئی زینہار

تجھے کیلیے اونے بھیجا ادھر
نگر پہلوانی مرے روبرو
نظر مین ہے میری فراز و نشیب
تو آپ لیکے سیدانین ہے کینہ جو
نہین چارہ گر آئی تیری قضا
حضور پدر یون گزارش کیا
لگا کہنے تب رستم ارجمند
کرون جنگ ساتھ اوسکے اگر نا ملا
دیا زال زر نے اوسے یہ جواب
تو سونام بد پیش اہل جہان
کہ جیتا پکڑ لاؤن تیرے حضور
کہ ہرگز زبان پر نہ لاؤ یہ سخن
جہان مین کوئی اوسکا ہمسر نہین

کہ تو کشتہ ہووے مرے ہات سے
گر نہ اپنی جان پر تو مست کھو دوا
حضور پدر لیجاؤن باندھکر
کہ آنکھون سے دیکھین ترا حال زار
بوقت وغا آئیگا نظر
کہ ہے بر سر کینہ اسفندیار
کہ نالائق و سخت کہکر مجھے
یہ سنکر کیا چشم کو اوسنے تر
کہ گر کشتہ ہو تو ہنگام جنگ
رکھین پھر کہان ہمسے کینہ سدا
کرون پیشکش اوسکے پھر گنج زر
وہ اسفندیار جہان پہلوان
تو کہتا ہے میدان مین جب جائیگا نہین

جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

پے جنگ اسفندیار جوان
زوارہ سے یون زال زر نے کہا
لگا تب دعا کرنے مرد کہن
کہ تو ساتھ لشکر کے رہ زود تر
کہ آتا ہے بہر صلح نامور
تو لیجا تہمتن کو بے بند یا
مرا دل ستیزہ سے ہے ریز ریز
ولے کچھ نہ زنہار پاسخ دیا
تو ہو کر سوار اب تو آ بید رنگ
کہ جاؤ نہین تمہارا رے نبرد
کرو نہین اشارہ تو پھر بید رنگ
گیا جانب رستم اسفندیار
ولے چاہتا ہو نہین یون اسکا کیا
یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار
ہوا عہد و پیمان بہم استوار

تہمتن نے جسدم کہ پہنی زرہ
کہ ہر وقت تو یاوری کیجیو
کہ یارب تو اسکا مددگار ہے
یہ کہکر اکیلا وہ جنگی سوار
لگا کہنے یون پیش اسفندیار
وہ بولا کہ لا جوشن ای نیکمرد
دو مرد لاور جو ہون رزمجو
تہمتن نے پھر اوس جوانمرد کو
یہ لشتوین سے بولا وہ اسفندیار
تو استادہ ہو دور لیکر سپاہ
مدد میری تم کیجیو آن کر
تہمتن نے اوس سے کیا یہ بیان
کہ ایرانی اور سیستانی بہم
کہ ہون کشتہ کیون لشکر ہر دو سو
ہوے گرم کین ہر دو شیر ژیان

نہین آگہی تجکو اس بات سے
نہ بدنام کر مجکو بہر خدا
کرون یا تجھے قتل وقت سحر
کرین غم سے ماتم وہ لیل و نہار
کہ ہون نوحہ گر اسکے پور و پدر
نہین اور چارہ بجز کارزار
کہا کچھ دیوا اوسنے تجھے
لگا پوچھنے تب یل نامور
تو خانہ خرابی ہو پھر بید رنگ
تہمتن نے سنکر یہ پاسخ دیا
اطاعت سے پھیرون نہ زنہار سر
دلیر جہانگیر و کشور ستان
اوسے پشت زین سے اوٹھا لاؤن زمین
سمجھ لیوین اپنے تو اسے سال خورد
تو پھر زال نے اوسکی باندھی گرہ
تغافل کو وان راہ مت دیجیو
سوا تیرے کون اسکا ہے یار ہے
روانہ ہوا سوے اسفندیار
کہ رستم سے کر جلد اسے نامدار
کہ ہے ساتھ رستم کے عزم نبرد
خدا جانے پھر غرق خون کون ہو
یہ بھیجا پیام اسے یل نامجو
کہ تنہا ہے ا... رستم نامدار
کہ رستم سے مین جا ہون گا رزمجو
یہ کہکر زرہ کر کے پھر زیب بر
کہ کمتر ہے میری سپہ اے جوان
کرین جنگ گردانہ بیرنج و غم
فقط ہو وین ہم تم بہم رزمجو
ہوا کار سنجر بہ تیغ و سنان



شکستہ ہوئی نیزے پھر بیدریغ
لیا پھر دلیرون نے گرز گران
پکڑ کر دوال کمر بعد ازان
پراگندہ دل شیر مردان ہوئے
جدا ہوکے دونون نے پھر دم لیا
لبو دلیران ایران گیا
یہ سنکر وہین پور اسفندیار
کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار
دلیرانہ اوس سے ہو اگر جنگ
نہ ایوام ہرگز سمجھنا مجھے

لگے کرنے باہم رہا زخم تیغ
ہوئے زرمجو مثل پیل دمان
لگے زور کرنے وہ جنگ آوران
زبون سخت اسپان و گردن ہوئے
نہ کچھ زور وان پیش ہرگز گیا
وہان جا کے کہنے لگا ناسزا
جوانمرد نوشادر نامدار
وہ مجھ سے کرے آنکر کارزار
ورے خاک و خون مین ملا بیدرنگ
کرون غرق خون ایکدم مین تجھے

شکستہ ہوئین تیغ بھی سربسر
گرے گرز بھی ہاتھ سے ایکبار
کیا زور گرچہ رستم کین سے
زرہ پارہ اور چاک برگستوان
زوارہ کو تھا جنگ مین کچھ صبر
کہا اے نامدارو اگر مرد ہو
بے کینہ خواہی شتابان ہوا
وہین گرد ایوام زور آزما
زوارہ پھر اتنے مین آیا دوان
پھر اک گرز مارا جو بالائے سر

نہ اک زخم ہرگز ہوا کارگر
رہے کام سے دست دلون کا
ولیکن نہ کوئی ہلا زین سے
ہوئے سست گردان جنگ آوران
خروشان ہوا مثل غرندہ ابر
تو ہمت فوج زابل سے بیکار جو
طرح شیر نر کے خروشان ہوا
کہ تھا گرد تھا رستم گرد کا
لگا کہنے سیدانہین کر فغان
ہوا کشتہ نوشادر نامور

جوانمرد مہر یوش پہلوان
فرامرز اوسکے مقابل ہوا
وہیں پیش اسفندیار جوان
دو فرزند تیری ہوی کشتہ اب
نبرد یک نام آوران زمین
کہ سوگند جان و سر شہریار
کیا جنسے اب جنگ مین ارتکاب
انہیں شوق سی قتل کر تو یہان
یہ کہکر ہوی پھر وہ مشغول جنگ
وہ لے تیر اسفندیار جوان
لگے زخم کاری جو اوس تفنگ
زوارہ ہوا دیکھکر دردمند
سبو سے بلندی گیا نامدار
جہان مین تہمتن کے زور کا تھا اشتہار
ترا زور بازو گیا اب کہان
پیادہ ہوا آپ مانند شیر
یہ چاہے تھا اسفندیار جوان
کہ رکھتا ہون پھر عزم پیکار مین
کہ احوال معلوم ہی سب ترا
وہ بولا کہ جاری ہی گر تن سے خون
غرض رزمگہ سے وہ جنگ آوران
کیا اونکے تابوت کو پھر روان
ولیکن یہ تھا ماجرا آج کا
سرشت اوسکی ہی آہن و سنگ سے
ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر
یقین ہی کہ جانبر نہو وقت شب
گیا جبکہ اوپاہین نزدیک زال
کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم
کیا البتہ زخمونکو مرہم لگا

دگر پور اسفندیار جوان
فرامرز نے قتل اوسکو کیا
گیا جاکے بہمن نے یکسر بیان
سپہدار سنکر ہوا پر غضب
سزاوار نفرین ہی پیمان شکن
نہین ہے مجھے آگہی زینہار
کرون اوسکو قتل اور اسیر عذاب
کہ تیرے گنہگار ہین بیگمان
دلیرانہ لیکر کمان و خدنگ
کہ آئے پیادے تو پہلوان
سوار دلاور تب آیا اوتر
گیا وہین پیش یل ارجمند
لگا کہنے تب ہنسکے اسفندیار
تری تیغ بران کا نہی تھا دیو
کہان ہے ترا اب وہ گرز گران
گیا بھر جنگ آزمائی دلیر
زوارے ہوے ستیزہ کنان
نہین تجھسے کچھ دست برد آزمین
سراپا ہے زخمی بدن اب ترا
ولیکن نہین تن ہوا کچھ زبون
ہوی شام کو سوے خانہ روان
سو شاہ گشتاسپ کیوان نشان
خدا جانے کل پیش کیا آئیگا
مجھے اوسکی اندیشہ ہی جنگ سے
کسی سے نہ عاجز ہوا نامور
مبادا رہے زندہ گر یہ غضب
اور آئے تہمتن کا دیکھا یہ حال
ہمارے نصیبون نہین تھا ستم
تہمتن نے پھر زال سے یون کہا

دوان کر کے شبدیز کو بیدرنگ
نہ کشتہ ہوے صرف دو نامدار
کہ لشکر نے زابل کو بھیجو بیاک
تہمتن سے بولا کہ ای بدنشان
ہوا سنکے غمگین و شرمندہ سخت
لیے جنگ سے مینے نہین کچھ کہا
برادر کو اور پور کو باندھکر
وہ بولا بفرمان یزدان پاک
خدنگ یل رستم نامدار
ہوا اوس سے مجروح و ریش و فگار
ہوا رخش پھر سوے خانہ روان
یہ دیکھا کہ بس خستہ ہی پہلوان
کہ افسوس ای گرد جنگ آزما
کہان ہی تری تیغ زہر آبدار
زوارہ نے گھوڑے سے انجام کا
کہا یون کہ ای گرد اسفندیار
کہ اتنے مین رستم نے اوس سے کہا
مجھے کیا تصور کیا تو نے آپ
اگر اب بھی راضی ہو تو بیدریغ
ہوا روز آخر اب ای نامور
ہوا غم سے بیٹونکے اسفندیار
لکھا یون کہ ای خسرو پاکدین
پشوتن سے کہنے لگا بعد ازان
سہت زخم شمشیر و گرز گران
کیا تیر سے اوسکو آخر زبون
ادھر تھا تردد مین اسفندیار
کہ مجروح و خستہ ہی سرتاپا
برادر پدر مادر و پور و زن
کہ روئین تن اسفندیار دلیر

شتابان ہوا سوے میدان جنگ
ہوے قتل ایرانیان بے شمار
کیا آکے ایرانیان کو ہلاک
نہین ہی یہ آئین گردنکشان
لگا کہنے پھر رستم نیک بخت
نہین ہی یہ خواہش میری رضا
ہوا ایسے کردن تیرے ای نامور
کرونگا عوض اونکے تجکو ہلاک
نہوتا تھا کچھ کارگر زینہار
تن رخش و جسم دلاور سوار
پیادہ رہا رستم پہلوان +
بدن سے تہمتن کے خون ہی روان
زبون ہوکے میدان سے توسن گیا
کہان ہے ترا تیر پہلو گزار
کیا رستم نامور کو سوار
ترے ساتھ آیا ہون نہین کارزار
زوارہ سے مت ہو نبرد آزما
تہمتن سے بولا سپہدار تب
تو بہتر ہے اے رستم نامور
کرون جنگ پھر تجسے وقت سحر
نہایت پریشان دل و بیقرار
ترے حکم سے مجکو چارہ نہین
کہ آدم نہین رستم پہلوان
رہا بینے اوسپر کیے ایکجوان
ہوا جوشن کالبد غرق خون
اودھر پہلوان رستم نامدار
جراحت پہ اوسکے تاسف کیا
لگے رونے سب مردم انجمن
مقابل نہین جسکے عفریت و شیر

قوی بازو و سخت ہے زورمند
مرا تیر سندان سے کرتا گذر
اگر زور کرتا میں کہسار پر
نہ وہ جنگ جو پشت زین سے ہلا
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شام
کہ پھر ہاتھ آوے نہ میر الشان
تو پھر آکے ایوان میں اسفندیار
جو ہوتا یہاں آج وہ شیر مرد
بلاؤں میں ناچار سیمرغ کو
تو پر کو مرے تو جلانا ضرور
تو سیمرغ حاضر ہوا آن کر
ستمگار کمبخت اسفندیار
ہوئے گرم پیکار انجام کار
یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر
پیا خون کو اور ملے اپنے پر
لگا کہنے سیمرغ سے نامجو
وہ بولا کہ ہے وہ یل ارجمند
سو ہفت خوان یہ جوان جب گیا
تو گر اوس جوان سے ہے دور تر
کہیں دور جاوے تو اسفندیار
وہ بولا کہ اے رستم نامدار
غرض نخل گز اک نیستان میں تھا
بنا اسکا تو اک دو شاخہ خدنگ
کرے جو کوئی کشتہ اوس مرد کو
ولے کور کرنیسے اوسکے ضرر
وہاں بیٹھے بحکم خدا
وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد ازان
لگائے دو پیکان زہر آبدار
کہ میدان میں آیا سوار دلیر

تنومند مانند نخل بلند
نہ ہرگز ہوا اوسپہ کچھ کارگر
تو پر کندہ کرتا اوسے ای پدر
کہوں کیا کہ اس شہ زور کا
وگرنہ مرا کام کرتا تمام
کرے جستجو گرچہ جنگی جوان
کرے مکر اکثر گرفتار و خوار
تو بد خواہ کی ساتھ کرتا نبرد
ترے واسطے اوس سے ہوں چارہ جو
کہ فی الفور پہنچیگا تیری عضو
گزارش کیا یون کہ ای زال زر
ہوا آکے پرخاش کا خواستگار
ہم رستم گرد و اسفندیار
کروں چارہ اسکا میں از روی تر
ہوئے زخم اچھے وہیں سر بسر
کہ اے شاہ مرغان پروردگار
توانا و گردنکش و زورمند
مرا جفت مہ ان اک سیمرغ تھا
تو بہتر ہے اے رستم نامور
کریگا ہمیں باندھ کر سخت خوار
مرے ساتھ چل رخش پر ہو سوار
تہمتن سے سیمرغ نے یوں کہا
سحر جا کے میدان میں ہو گرم جنگ
وہ رنج و بلا سے رہا چھوٹ کر
نہ پہونچے ذرا شوکتے کو ضرر
یہ سنکر ہوا خوش وہ زور آزما
گیا سیستان سے سو آشیان
ہوا فتح و نصرت کا امیدوار
یل نامور رستم شیر گیر

مری تیغ بران تھی خارا شگاف
نہ مغلوب آیا بداندیش ہای
پکڑ کر کمربند اسفندیار
کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار
بس اب تاب پیکار مجکو نہیں
کہا زال زر نے یہ سنکر سخن
کروں کیا کہ ہے اندنون سوئے غور
نہیں اسقدر فرصت ای وا اب
کیا اوسنے وعدہ یہ مجسے کہ ہاں
بلندی پہ کر آتش افروختہ
مجھے کسلئے اب کیا تونے یاد
نیاز اوس سے ہمنے کیا بیشتر
ہوا رستم و رخش مجروح و ریش
طلب رخش و رستم کو کرکے وہاں
ہوا رستم و رخش پھر تندرست
یقین ہے اگر تو مرا ہووے یار
مجھے اور تجھے ہے یہ قدرت کہاں
مقابل جو ساتھ اوسکے آکر ہوا
یہ سنکر ہوا زال گریہ کنان
بتا کوئی تدبیر بہر خدا
گذر کے دریا سے بیرنج و غم
کہ اک شاخ لیجا تو اوسے توڑ کر
پھر اوس تیر کو ای یل نامدار
نہیں خوب ہے قتل اسفندیار
یہ خاصیت اوس شخص کی ہے کہ ہاں
پھر آئی وہ دونوں میں پیش زال
جوانمرد رستم نے پھر سید رنگ
نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب
ہوا نعرہ زن مثل سیل دمان

سنان توڑتی تھی دل کوہ قاف
نکچھ زور بازو گیا پیش ہای
کیا زور ہر چند پر زینہار
کہیں میں نے دیکھا نہیں زینہار
نکل جاؤں ناچار نے یا کہیں
کہ گر تو نکلجا ہی اے یلین
یل نامور بر زورے پیل زور
کہ اوس پہلوان کو کروں تاب طلب
جو پیش آوے مشکل کوئی ناگہان
جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ
وہ بولا کہ ای مرغ فرخ نہاد
نہ آیا سر جسم وہ کینہ ور
بلا وقت پیری پہ آئی ہے پیش
جو دیکھا تو ہے خون بدن سے روان
توانا و زور آور و چاق و چست
تو ہووے زبون گرد اسفندیار
کہ ہوں ساتھ اوسکے ستیزہ کنان
تو سیمرغ ہرگز نہ جان بر ہوا
کہا یون کہ گر رستم پہلوان
تو دام غم و رنج سے کر رہا
گئے اک نیستان میں دونوں بہم
اسے راست کرکے تو آگ پر
رہا کر سو چشم اسفندیار
خرابی ہے قاتل کی انجام کار
تمنا ہوا کہ کفن کی جہان
ہوا زال مسرور شادان کمال
مرتب کیا اک دو شاخہ خدنگ
حریف جفا کیش تھا گرم خواب
کہا پھر وہ اسفندیار جوان

ذرا خواب نوشین سے بیدار ہو
کہ آیا پھر اب رستم جنگجو
اوٹھا سنکے آواز اسفندیار
پشوتن سے بولا کہ اے نامدار

مرے دل میں تھا وقت شب یہ گمان
کہ جانبر نہ ہوویگا یہ پہلوان
کہوں کیا میں کاری لگا زخم تیر
تعجب کہ ہے ہوشمند و دلیر

ندا دی کہ احوال اسکا ہی کیا
مگر اوسنے زخموں کو بستہ کیا
وہی رخش ہے یا ہے رخش دگر
شتابی سے اب جلد لا یہ خبر

بسوی تہمتن پشوتن گیا
تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہی کیا
رکھوں سو نہیں وہ دارو جان نواز
کہ ہر زخم کی پل میں ہو چارہ ساز

سوا اسکے اک زخم کاری تھا
پشوتن نے جاکر جوان سے کہا
کہ دیرینہ ور سے چابک ہے پہلوان
ہوا اچھا تو کل خستہ ای ناتوان

دلیری سے اسکی مجھے ہے خطر
مناسب ہے اب یوں کہ ای نامور
تو پرخاش کو دل سے کر اپنے دور
تہمتن کے ساتھ آشتی ہے ضرور

خفا ہو پشوتن پہ اسفندیار
گیا دو میں میداں میں ہو کر سوار
تہمتن سے بولا کہ اے پہلوان
ہوا اچھا تو کل خستہ ای ناتوان

نہیں زخم کا اب اثر زینہار
ترا باپ شاید کہ ہے سحر کار
کیا اوسنے جادو سے پھر تن درست
کہ آیا تو میداں میں پھر چاق و چست

تجھے آج خستہ کروں اسقدر
کہ ہو نوحہ گر زال زر دیکھکر
وہ بولا کہ جیمیں ہے کچھ یہ ہوس
اوٹھا یہ خیال اپنے دل سے تو بس

مرے جسم پر اے یل نامور
نہ ہرگز کرے تیر تیرا اثر
کرونگا تجھے کشتہ انجام کار
گزارش یہ کرتا ہوں میں بار بار

کہ مت رزم مجھ سے ہو سر صلح آ
تو بخش از سر لطف میری خطا
مرے گھر ذرا چلکے مہمان ہو
کہ ایوان مرا رشک بستان ہو

ستم سے نہ پھر عذر سر گر کروں
ترے ساتھ پیش شہنشہ چلوں
کرے لطف یا قتل یا مجکو بند
جو چاہے کرے خسرو ارجمند

وہ بولا کہ اب آشتی دور ہے
اگر زندگی تجکو منظور ہے
تو پابند ہو کر مرے پاس آ
تہمتن نے اوسکو یہ پاسخ دیا

مرے قید کرنیسے اب در گذر
عوض اسکے لے مجھسے تو گنج زر
در بے بہا تاج گوہر نگار
کنیزان مہ طلعت و گلعذار

تجھے پیشکش دوں زر و بے نیاز
تو کر رحم اے سرور سرفراز
کہا اوسنے بیہودہ گوئی نہ کر
نہیں چاہئے مجکو یہ گنج و زر

خدا کی بھی فرمان ہے حکم شاہ
زیادہ ترا ہے رستم کینہ خواہ
تجھے لیچلوں دست دیا باندھکر
کہ بخشے تجھے تخت و افسر پدر

وہ بولا کہ اے گرد آفاق گیر
ندی جان با سید تاج و سریر
ہوا پر غضب سرور کینہ جو
کہا یوں نکر اور کچھ گفتگو

تو ہو گرم پیکار اے پہلوان
یہ کہکر وہیں لیکے تیر و کمان
کیا سوے رستم رواں ایک تیر
بطرز پسندیدہ و دلپذیر

تہمتن نے اوس دم یہ مانگی دعا
کہ کرتا ہوں میں عاجزی یا خدا
زر و گوہر و تاج و گنج و کنیز
خوشی سے میں دیتا ہوں ہر ایک چیز

پذیرا یہ کرتا نہیں زینہار
کیا چاہتا ہے مجھے سخت خوار
تو یاور ہو میرا کہ ہوں بیدرنگ
مخالف کی آنکھیں لیں از خدنگ

عقوبت نہ کچھ پھر تو مجھ پر روا
نکی مجھسے ثابت گناہ و خطا
یہ کہکر کیا تیر گز کو رواں
سو چشم اسفندیار جوان

رکھا اوسنے سر کو زمین پر نگون
روان اسکی آنکھوں سے تھی جوے خون
پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ
شکست تو کھائی تجھسے نہ ننگ

ولیکن نہ ہرگز گرا اے جوان
ہوا میں نہ زنہار نالہ کنان
تو اک تیر کھا کر ہوا دردمند
رکھا زین پہ سر تو نے ای ارجمند

یہ دیکھا تو نستوہ و بہمن وہیں
ہوے سخت غمناک و اندوہگین
کیا اپنی آنکھوں کو غم سے پر آب
اسے لیکے سوئے خیمہ شتاب

کیا چارہ چشم اسفندیار
ہوا کچھ نہیں فائدہ زینہار
تہمتن گیا پھر حضور پدر
یہ دی زال زر کو نوید ظفر

نہ تنہا ہوا زال زر شادکام
ہوے خرم و شاد مردم تمام
دلے زال بولا کہ اے نامور
یہ اختر شناسوں نے دی ہے خبر

کہ دنیا میں خونریز اسفندیار
نہ زندہ رہے دیر تک زینہار
تری جان کا ہے خطرا مجھے
رکھے رنج سے دور ایزد تجھے

جہاں کے فرشتے ہمزبان یار ہو
شب و روز تیرا مددگار ہو
وہ بولا کہ میری نہیں کچھ خطا
کیا جو کچھ اوس کینہ جو نے کیا

سپر ڈھونڈ کر پیش اسفندیار
گیا زال اور رستم نامدار
گئے دونوں جا کر وہاں عذر خواہ
وہ بولا نہیں کچھ تمہارا گناہ

لکھا تھا یہی کلک تقدیر کا — ہٹے کیونکہ لوح جبین کا لکھا
مرا پور ہے بہمن نوجوان — اسے اب تو اے رستم پہلوان
سکھا پہلوانی کے سارے ہنر — بتا رسم دولت اوسے سربسر
تہمتن نے دو دن پذیرا کیا — ز روی نشاط و مسرت کہا
رکھوں اسکے تارک پہ تاج و کلاہ — گردش اوسی بعد گشتاسپ شاہ
یہ پشوتن سے بولا پھر اسفندیار — کہ گور و کفن کا ہون اب خواستگار
روانہ ہو تو سوی گشتاسپ شاہ — یہ کہہ جا کے اے خسرو دین پناہ
مجھے تو نے بھیجا پئے قتل یاں — ہوئی تیری دولت سے برباد جان
ہوئی باری اب تیری حاصل مراد — تو کر سلطنت شوق سے شاد و شاد
ولیکن برو ز جزا بیگمان — کرے داوری داور داوران
مری مان سے کیونکہ کہ ہووے صبور — کرے دل سے اپنے غم و رنج دور
نہیں فائدہ گریہ سے زینہار — قضا پر کسیکا نہیں اختیار
کہا پھر وہین کھینچکر سرد دم — کہ گشتاسپ سے مجکو پہونچا ستم
کیا طائر جان نے پرواز پھر — ہوا نالہ و گریہ آغاز پھر
لگے رونے پشوتن و بہمن وہان — ہوئے رستم و زال گرم فغان
اودھر لیکے تابوت اسفندیار — وہ پشوتن گیا سوے ایران دیار
ادھر سے آئے بہمن کو لے اپنے گھر — یل نامور رستم و زال زر
زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار — یہ بہمن ہے فرزند اسفندیار
کیا باپ کو اسکے تو نے ہلاک — دل اسکا نہووےگا کینہ سے پاک
برادر بھی اسکے ہوئے قتل مرد — عجب کیا جو وہ تجسے ہو ہم نبرد
مناسب نہ تھی تربیت اسکی یاں — کہ بدخواہ اپنا ہے یہ بیگمان
زوارہ کو رستم نے پاسخ دیا — کہ لادین وصیت نہ کیونکر بجا
جو پشوتن حضور شہ نامدار — گیا لیکے تابوت اسفندیار
ہوا شاہ گشتاسپ نالہ کنان — لگین کہنے رو روکے یون خواہران
نہ رستم نہ سیمرغ نے زال زر — کشندہ ہی تو پور کا اسکے پدر
روا رکھکے جان پسر پر ستم — عبث ہی یہ پھر تجکو اندوہ و غم
خجالت سی تھا بادشہ سر فرو — کہ نفرین تھی سمت سے شاہ کو
پشیمان ہوا شاہ عالی تبار — کیا نعش کو دفن انجام کار
لکھا نامہ رستم نے پھر شاہ کو — کہ ہون تجکو ای شہ نامجو
حضور سپہدار اسفندیار — کیا جیسے چون بندگان انکسار
بہت اوسکو دیتا تھا گنج زر — یہ کہتا تھا ہر دم کہ اے نامور
چلون پیش سلطان کشور کشا — نہ ہرگز جوان نے پذیرا کیا
نہیں چارہ تقدیر سے زینہار — ہوا وہ جو ہونا تھا انجام کار
کیا تربیت پور کو اسکے اب — ہنر اور آداب سکھلائے سب
جو کچھ حکم ہو مجکو لاؤن بجا — کہ ہون بندۂ شاہ کشور کشا
جو نامہ پڑھا شاہ نے سر بسر — تو پشوتن سے کہنے لگا نامور
کہ یہ ماجرا کر مفصل بیان — وہ بولا کہ ای بادشاہ جہان
تہمتن ہی اس امر میں ہے خطا — درست و بجا ہے جو اوسنے لکھا
اوسے پند کی سنی بھی چند بار — اثر کچھ نہ ہرگز ہوا زینہار
نہ آیا وہ ہرگز جفا سے باز — لگا کہنے پھر شاہ گردن فراز
اجل نے اوسے سخت حائل کیا — یہ کہکر تہمتن کو نامہ لکھا
کہ رکھ جمع خاطر تو ای نامدار — نہیں تیری تقصیر کچھ زینہار
یہان آئیو جب کرون مین طلب — روان کر تو بہمن کو بالفعل اب
تہمتن نے بہمن کو بادبدبا — روانہ کیا سوے ایران دیار
ہوا دیکھکر شاد فرمان روا — ولیعہد بہمن کو شہ نے کیا
یہ قصہ تو یہیں کر چکا اب بیان — شغاد لعین کی لکھون داستان

تولد شدن شغاد پسر زال از بطن کنیزک و کشتہ شدن رستم از دست او و خرابی خانمان

لکھے ہے یہ فردوسی بے نظیر — کہ آزاد سرو ایک تھا مرد پیر
یہ کہتا تھا وہ پیر مرد سترگ — کہ سام و نریمان تھے میری بزرگ
اوسے قصہ خسروان یاد تھا — کہا اوسنے مجسے یہی ماجرا
کہ رستم سے اسفندیار جوان — ہوا اسطرح سے ستیزہ کنان
کہی بعد ازان داستان شغاد — کہ تھی مرو آزاد کو خوب یاد
پھر اوس قصہ کو نظم میں نے کیا — غرض اسطرح سے ہے یہ ماجرا
کہ زال اک کنیزک پہ مائل ہوا — اور اک اوس سے فرزند حاصل ہوا
رکھا زال نے نام اوسکا شغاد — نجومی یہ بولا کہ اے خوش نہاد

یہ طفل نگون بخت جب ہو جوان
کرے خانمان سب تبہ بیگمان

مناجات کی زال زر نے وہین
کہ یا کردگار جہان آفرین

بری اسکی طینت نہی ہو وے تر
بسوی نکوئی تو ہو بد اثر

ہوا جبکہ القصہ جس دم جوان
کیا زال نے سوی کابل روان

نہ ہانکا جو تھا شاہ نیکو سیر
قرابت وہ رکھتا تھا با زال زر

ہوا جبکہ کابل مین داخل شغاد
تو اوس شاہ نے تب عجب مراد

اوسے ایک دی دختر دلستان
کیا کتخدا اوسکو با عز و شان

حضور یل رستم کینہ خواہ
سدا باج لیتا تھا کابل کا شاہ

سپہدار کابل سے بولا شغاد
کہ اے بادشاہ خجستہ نہاد

ہوا مین تہمتن سے ناشاد اب
نہ آئی اوسے شرم سے یہ غضب

قرابت پہ میری نکی کچھ نظر
سخاوت اوسنے بس کم کیا بسر

بہ ہی چین ہی رستم سے ہون کینہ خواہ
کرون قتل اوسکو بحال تباہ

یہ بولا کہ مجھکو ذرا اب بتا
کہ ہے قتل کی اسکے تدبیر کیا

کہا اوسنے یون اے شہ نیک ور
دل آزردہ ہون تجھسے مین ایک ور

کرون جا کے رستم سے تیر اگلا
غضبناک ہو کر یہان آ گیا

تو یان ایک طیار کر صید گاہ
اور اوس مین کندہ کر چند چاہ

وہان سے کھنکے تیغ و سنان و تبر
سر چاہ خس پوش کر سر بسر

نگون بخت نے جس طرح سے کہا
سپہدار نے اوس طرح سے کیا

غرض شاہ کابل سے وہ شور بخت
لگا کرنے اک ذکر گفتار سخت

کہ مین ہون سپہدار عالی گہر
تری ذات تجھسے نہین خوبتر

سپہدار کابل ہوا تند و گرم
وہ بولا کہ آتی نہین تجکو شرم

نہین یاد کرتا تجھے زال زر
نہین پوچھتا گاہ تیری خبر

کہے ہے یہی رستم شیر زاد
کہ میرا برادر نہین ہے شغاد

نہین نسل سے سام یل کی تو ہے
نہین کچھ تری زینہار آبرو

برادر جو تیرے ہین دارا حشم
تجھے جاکر کنی سمجھتے ہین کم

ہوا اسنکے دلگیر و پر غم شغاد
حضور تہمتن گیا بد نہاد

کہا یون کہ نالائق و ناسزا
سپہدار کابل نے مجکو کہا

دیا اوسنے بوسہ سر و چشم پر
کہا اوسنے اندیشے کو دور کر

چلون شہر کابل مین لیکر سپاہ
کرون قتل اوسکو بحال تباہ

کرون تجکو کابل کا پھر شہریار
یہ کہکر وہین رستم نامدار

سو شہر کابل شتابان ہوا
سپہدار کابل ہراسان ہوا

ہوا آکے حاضر ... نیاز
پیادہ حضور یل سرفراز

سپہ نے سپر دیا ہو کر یہ کتان
یہ بولا کہ اے نامدار جہان

ہوئی مجھسے مستی مین ... خطا
تو کر عفو از راہ لطف و عطا

سپہر رستم آیا یل نامدار
کیا شاہ کابل کا افزون وقار

اوسے شاہ کابل نے مہمان کیا
بجا بندگی لا کے شادان کیا

شغاد نگون بخت نے بعد ازان
کہا یون کہ ہین چاہ کندہ جہان

وہان لیچلو رستم گرد کو
غرض ایکدن وہ شہ کینہ جو

لگا کرنے تعریف نخچیر گاہ
کہا پھر کہ اے گرد با عز و جاہ

کہ مشغول صید افگنی چلکے ہو
یہ سنکر وہین رستم نامجو

دوبارہ کو ساتھ اپنے لیکر گیا
شغاد سپہدار بھی ساتھ تھا

ہوئے حیلہ سازی سے لیکر روان
سوئے دشت دونون شقاوت نشان

سو جب گیا رستم نامور
کہ خس پوش تھی چاہ کندہ جدھر

غرض شاہ کے پاس جس دم گیا
تو پھر رخش نے وان توقف کیا

نئی خاک کی وان جو کچھ آئی بو
سو شہ رخش صبا گام کو

ہوا رستم پہلوان شرمگین
مگر رخش پر تازیانہ وہین

ہوا گرم پھر رخش جون تند مست
ولیکن گرا چاہ مین گرکے جست

ہوا خشمگین پیش رخش و سوار
کہ تھے چاہ مین خنجر آبدار

دوبارا کہ آیا جو پھر باد پا
تو پھر دوسرے چاہ مین جا گرا

وہان بھی لگے زخم تیغ و تبر
ہوا چاک وہ خستہ بدن سر بسر

ولے رخش نے جست کی دا لنے بھی
نہ آیا نظر پھر بھی رستے بھی

کنوین سات اسطرح تھے وہان
گیا گر وہ آخر ہوا ناتوان

ہوا پارہ پارہ سراپا بدن
ہوا سخت درماندہ وہ پیلتن

یہ سمجھا تہمتن کہ بے اشتباہ
ستمگر شغاد و ر کابل کا شاہ

ہوئی دشمن جان ... جفا
دغا سے یہان قتل مجکو کیا

لگا کہنے منہ کرکے سوی شغاد
کہ تھا بھائی تیرا یہی بد نہاد

ترے کام کے خاطر آیا یہان
کہ ہو وے فزون تیری توقیر و ناز

مرے ساتھ کیون دشمنی کی یہ دغا
مجھے کسلیے ہائے ضائع کیا



نہ وہ بولا کہ تیری سزا تھی یہی
تہمتن یہ بولا کہ اے حیلہ گر
کہ کاؤس و کیخسرو و کیقباد
جو پوچھو تو میں یان رہا دیر تر
شغاد نگوں بخت سے پھر کہا
تو پھر جدا از خدنگ و کمان
پس نخل گرچہ چھپا در نہان
تہمتن سے پھر جان رخصت ہوئی
ولیکن سوار ایک باقی رہا
لگی رونے رستم کی مان زار زار

بہت تو نے خونریزی خلق کی
تپاک نو شداد کو تو اپنی سپر
گئی بادشاہان فرخ نہاد
بس اب اپنے کرتا ہوں میں بھی ظفر
سوا وہ کہ چاہے تھی جو کچھ شنا
کرا ہیں رہو میں زندہ یہان
سوا شستہ لیکن خبث شغاد فنا
توقف کی اک دم نہ فرصت ہوئی
سو وہ سیستان میں شتابی گیا
یہ بولی کہ دنیا سے انجام کار

سپہدار کابل نے پھر یون کہا
سدا کون قایم ہی زیر فلک
دلیران و گردنکش و نامجو
فرامرز جنگی دلاور جوان
ولے تاب بخشش نہیں اب مجھے
دیا اوسنے ہنسکر کمان خدنگ
گیا وہ وہین رستم نے شکر خدا
زوارہ بھی رستم کا ہمراہیان
کہا اوسنے یہ ماجرا سربسر
ہزار و صد و ہفدہ سالہ عمر

کر اب شداد تجھے دون بلا
جہانمین رہو نہیں بھلا اب تلک
گئے اس جہان مر کے روز بر
مرا کینہ لے مجھ سے آکر یہان
فریدون نے چھیڑا اٹھا لیا اب
وہیں اوسنے مارا وہی بید تک
کہ تو چاہ سے اپنا کینہ لیا
ہوئے چاہ میں کشتہ خرد و کلان
یہ سنکے ہوا زال زر نوحہ گر
گیا اور باقی رہا رنج و درد

فرامرز نے سخت ماتم کیا　غرض زال ذاوس سے پھر یوں کہا
کہ جا تو کابل تو لیکر سپاہ　سپہدار کابل سے ہو کینہ خواہ
فرامرز جنگی ہوا پھر رواں　سوئے شہر کابل بفوج گراں
مرے شاہ کابل ہراساں ہوا　سوئے کوہ و ہامون گریزاں ہوا
فرامرز کو جب ہوئی آگہی　کہ ہے شاہ سے شہر کابل تہی
گیا لاجرم جانب صید گاہ　جہاں پہلواں سب کے ہو تھی تباہ
بیاں سے کیا صورت کشتگاں　نہ تھا نام کو گوشت غیر استخواں
دو دو دام کھاتی تھے پھر پیچ و خم　بیاباں میں گوشت اوسکا تمام
زوارہ کے اور رستم گرد کے　وہ لیکر گیا استخواں دشت سے
کیے دفن زابل میں جا کر وہاں　پھر آیا وہ کابل میں از روئے کین
ہوا گرم پیکار کابل کا شاہ　ہوئی فوج کابل سراسر تباہ
گرفتار پھر شاہ کابل ہوا　مظفر سپہدار زابل ہوا
فرامرز نے اوسکو از روئے کین　کیا ہاتھ سے قتل اپنے وہیں
سو شاہ گشتاسپ آتا ہوں پھر　خبر شاہ ایران کی لاتا ہوں پھر

رحلت شاہ گشتاسپ بملک جاودانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت ایران و لشکر کشیدن طرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نے ایک روز　کہ یہ نامور بہمن نیک روز
کلاہ شہی کے سزاوار ہے　سوا اسکے شاہی کا حقدار ہے
ہوا کشتہ اسکا پدر بے گناہ　لے جائے تخت و تاج و کلاہ
یہ کہکر بٹھایا اوسے تخت پر　رکھا سر پہ بہمن کے دیہیم زر
کیا پھر پشوتن کو اوسکا وزیر　کہ تھا وہ نشیں و فہیم و بے نظیر
ہوا پھر رواں سوئے ملک عدم　شہنشاہ گشتاسپ کیواں علم
جہاں میں وہ شاہ ہمایوں خصال　رہا حکمراں ایک صد بیست سال
جہاندار بہمن شہ نامور　ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر
لگا کرنے داد و دہش صبح و شام　ہوئے خرم و شادماں خاص و عام
ارادہ کیا پھر بروئے غضب　کہ زال و فرامرز سے بدلے اب
لیا چاہیے کین اسفندیار　سواراں غرض لیکے یک صد ہزار
ہوا عازم سیستاں بادشاہ　جو نزدیک دریا کے پہونچی سپاہ
یہ پیغام بھیجا سوئے زال زر　کہ آیا ہوں میں بہر کین پدر
بیاباں میں اب لیکے تیغ و سناں　کروں بحر خوں از سر کین رواں
فرستادہ نے جا کے جب پیش زال　کہا یہ تو سنکر ہوا پر ملال
کہا زال نے پھر عبث ہے یہ کین　کہ رستم کی تقصیر مطلق نہیں
سوا اب جو رونق فزا تاجور　کروں پیشکش اوسکی گنج و گہر
مرا قتل منظور ہے اب اگر　تو حاضر ہوں پھیروں نہ زنہار سر
یہ کہکر بہت مال اوسکو دیا　فرستادہ پھر ہوکے رخصت گیا
ہوا پیش بہمن ثنا خوان زال　مفصل کیا شاہ سے عرض حال
کہ خیر طاعت خسرو نامدار　نہیں کچھ ارادہ اوسے [illegible]
ہوئی آتش قہر شاہی فزوں　کہ سرکش نپایا ذرا زال کو
ہوا جانب شہر بہمن رواں　وہیں سے زال آیا دواں
گیا زال کے گھر شہ نامدار　زر و گنج واں سے لیا بیشمار
یہ پوچھا فرامرز ہے اب کہاں　وہ بولا کہ اے بادشاہ جہاں
گیا ہے فرامرز بہر شکار　ہوا پر غضب سنکے یہ شہریار
کیا پھر وہیں زال کو اسیر　لگا عاجزی کرنے وہ مرد پیر
کہا اے شاہ میری ہے تقصیر کیا　اگر ہے تو رستم کی کچھ ہے خطا
نہیں زندہ اب رستم نامدار　کہ تو جس سے در کین اسفندیار
برای خدا مجھ پہ اب رحم کر　مری عاجزی پر ذرا کر نظر
کہ میں آج ہوں کمترین بندگاں　پیادہ ہوا تیرے آگے دواں
روا رکھ نہ بیداد انصاف کر　کہ رستم نے تجھکو سکھائے ہنر
ہوا بہمن اس بات سے خشمگین　رکھا زال کو بند از روئے کین
یہ سنکر فرامرز جنگی ہوا　سپہ لیکے آیا پئے کارزار
سواران ایران و زابلستان　ہوئے سر بسر تیرہ گشتاں
رہا تین دن گرم بازار جنگ　بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ

بروز چہارم چلی باد سخت
دلیران ایران تھے فیروز بخت
والیکن فرامرز جنگ آزما
اوٹھا یا تگاور سوے جنگگاہ
سپاہی تھے سب سوار و پیادہ
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین
رہا ہوش اوسکو نہ کچھ زینہار
کیا حملہ پھر وہ بزور و غضب
نہیں مردم سیستان کی خطا
بجا لائیے شکر پروردگار
بدستور پھر اوسکو باغ و جنان
شبستان مین ایکدن رات کو
پڑا تھا کہین راہ مین اژدہا
یہ سمجھا وہین بہمن نامدار
وہ تھی حسن مین رشک شمس و قمر
غرض اوس پہ چہرہ کو حمل تھا
وصیت یہ کرکے بسوی عدم
ہما دخت بہمن بجاے پدر
کیا اوسنے آغاز جود و سخا
سپہ کو دیا گنج و زر بے شمار
کہا یون کہ بیجا کہین اسکو دو
ہوا الغرض ہفت ماہہ وہ جب
مبادا کہ واقف ہون یان مردمان
کہا محرمان سے یہ ہنگام شب
وہ صندوق دریا مین وقت سحر
وہ مال اور وہ طفل فرخ نہاد
ہوا فوت ویروز تیر اسپہر
یہ دولت جو اوسکو میسر ہوئی
کہ واقف ہوا اس بات سے کوئی گر

ہوئی تیرہ گردان ابل کی بخت
کہ اونکے نہیں پشت تھی تخت و تاج
دلیرانہ میدان مین قائم رہا
کیا شاہ بہمن سے کینہ ہوا
دلیران ایران نے برسائے تیر
کیے قتل گردان ایران مین
ہوا پھر گرفتار انجام کار
کرو مردم شہر کو قتل اب
روا رکھہ نہ زنہار اونپر جفا
کہ حاصل ہوئی فتح ای شہریار
کیا شاہ نے حاکم سیستان

ہوئی چشم تیرہ پڑی سنہ پہ خاک
ہوے حملہ آور جو ایرانیان
ہوا شیر جنگی نہ زور بہ مزاج
ہوے پہلو اونکے تھے سخت پا
ہوا خستہ توسن فرامرز کا
فرامرز خستہ ہوا العداز ان
سر دار کھینچا اوسے پھر وہین
وہ قسوین کہ دستور تھا شاہ کا
رہا زال کو بھی تو کر بند سے
یہ گفتار سنکر زر و سیم عطا
نفتح و ظفر خسرو دین پناہ

رحلت بہمن از جہان فانی بملک جاودانی

شہنشہ کو ناگاہ اوسنے ڈسا
کہ اپنا اب آخر ہوا روزگار
تصرف مین لایا تھا اوسکو پدر
جہاندار بہمن نے پھر یون کہا
شتابان ہوا شاہ انجم حشم

فسون نے نہ ہرگز کیا کچھ اثر
ہما اوسکی دخت خردمند تھی
مگر رسم آتش پرستی یہ تھی
کہ جب اوس سے پیدا ہو کوئی پسر
جہان مین بعید عز و جاہ و جلال

بر تخت نشستن ہما دخت شاہ بہمن

کیا خلق مین عدل لیل و نہار
تو کر پرورش با نشاط و سرور
کیا پھر تو اوسنے اکدن طلب
خلل میری شاہی مین ہے بیگمان
بہا دو اسے جا کے دریا مین اب
کہین ایک گازر کو آیا نظر
جو دیکھا تو گازر ہوا شاد تر
عوض اوسکے یہ طفل شایستہ تر
تو پھر زوجہ مسرور و خوش ہو
مبادا کہ کچھ مجکو پہونچے ضرر

ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر
ولے پیش مردم یہ ظاہر کیا
یہ سوچی ہما اپنے دل مین نگر
اوسے ایک صندوق مین بند کر
بجا مردمان لانے حکم ہما
نکال اوسکو گازر نے دیکھا
خوشی سے اوسے پیش زن لیگیا
دیا غیب سے ہمکو ایزد نے آج
رکھا طفل کا اونے داراب نام
تو اس شہر سے جا بہ دیگر گیا

ہوے پہلوانان جنگی ہلاک
گریزان ہوئی فوج زابلستان
یہ سمجھا کہ بس روز آخر ہو آج
دلیری نہ کام آئی کچھ زینہار
پیادہ ہوا وہ نبرد آزما
یہانتک ہوا خون نے بدر دان
شہنشاہ بہمن نے از روی کین
شہ نامور سے یہ کہنے لگا
کہ کینہ تھا رستم کے فرزند سے
رہا بند سے زال زر کو کیا
گیا سیستان ہی سو تخت گاہ
گیا تھا شہ بہمن نامجو
نہ زنہار چارہ ہوا کارگر
دیا اوسکو اورنگ و تاج شہی
کہ ہمخواب کرتی تھی دختر کو بھی
کلاہ شہی اوسکے سر زیب سر
شہی شاہ بہمن نے کی ہفت سال
سریر شہی پہ ہوئی جلوہ گر
فقیر و نکو کیسر تو نگر کیا
حوالہ کیا دایہ کو زود تر
کہ ہوتے ہی پیدا پسر مر گیا
رہے شہر مین یہ ہمایون پسر
کئی رکھکے یاقوت و لعل و گہر
دریا جاکے صندوق کو پھر بہا
کنارے پہ لاکے اوسے وا کیا
کہا اوس نے لا شکر ایزد بجا
تو ہو مائل بہجت و ابتہاج
کیا دل مین اندیشہ خاص و عام
زن و کودک و مال لیکر گیا

وہ دارا کہ تھا خوشرو و خوش شکل تھا
فدا گاذری کا نگرتا تھا کام
کہے تھا کہ مجکو خدا نے دیا
ولے تھی اوسے یہ خبر کچھ نہین
اوسے فہم و ادراک تھا اس قدر
بفرط خوشی آنکر ایک روز
وہ بولا کہ ہون مفلس و مستمند
زن گاذر او سے دم ہوئی بے قرار
مشقت لگا کرنے وہ صبح و شام
زن گاذر اک روز بیٹھی تھی شاد
حقیقت وہ صندوق و دریا کی
در و لعل جو کچھ تھا اوسنے لیا
کہین قیصر روم از روی کین
چڑھا کے کیا حکم اوسکو کہ ہان
ارادہ جنھین جا کریگا ہو یہان
وہان جبکہ داراب فرخ گیا
تو کہنے لگی دلمین اپنے ہما
لکھا یون کہ اوسکو بتقریر خوب
شتابان پی جنگ قیصر ہوا
جو داراب کے پاس خیمہ نہ تھا
کرامی طاق رہیو ذرا ہوشیار
سہ بار آئی آواز یانسے یہی
کہا آگے پھر یون کہ ای نامدار
نہ زنہار تھی مردمان کی صدا
جو داراب او ٹھکر دہان سے گیا
کہ دریا کے گاذر کے ہاتھ آیا تھا
نہ صندوق مین کچھ نشان ہی ہما
اوسے خلعت و اسپ و خیمہ دیا
سپہدار نے قصہ داراب کا

دلیر و جوان مرد و زور آزما
گریزندہ اس کام سے تھا مدام
عجب طفل نالائق و ناسزا
کہ ہوویگا یہ شاہ روی زمین
کہ اوستاد حیران رہا دیکھکر
لگا کہنے گاذر سے وہ نیک روز
کہان ہین لا کون یراق و سمند
دیا ایک یاقوت انجام کار
سپہ پہلوانی کے سیکھے تمام
وہان آگئی داراب فرخ نہاد
سنی جب ہوئی اوسکو دلکو خوشی
تصرف مین سب مال اپنے کیا
شتابان ہوا سوئے ایران زمین
فراہم کرو لشکر بیکران
تو حاضر شتابی سے ہون لشکریان
تو وہ لیگیا اوسکو پیش ہما
کہ ہی یہ عجب شوکت و شان کا
مواجب بھی اسکا زیادہ کرو
فرود اک بیابان مین لشکر ہوا
تو یہ زیر طاق شکستہ گیا
کہ خفتہ ہے یان شاہ ایران دیکھ
سنی رشنواد دلاور نے بھی
تلے طاق کے خفتہ ہی اک سوار
یقین ہی کہ تھی نحس سے پیدا
تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا
لگا ایک صندوق اسی ناگزیر
کئی لعل و یاقوت تھی بے بہا
کیا اوسے سپرد سلطنت و عطا
جو پوچھا تو اوسنے مفصل کہا

زبون تھے تمام اوس سے ہمدرد و کلان
کھیلتا تھا اک بار سے یا تھوڑے سے
کہ سیپارہ نہین کرتا ہر ایک دم
بٹھایا جو مکتب مین داراب کو
جو کچھ علم تھا یاد اوستاد کو
خدا نے لیا علم مین تکو یراق
ہوا اسکے دلگیر وہ ذوالکرام
اوسنے بیچکر ایک گھوڑا لیا
نہ ٹھہرے تھا گھر مین ذرا نوجوان
یہ بولا مرا ماجرا کر بیان
یہ سمجھا ہوا نہ فرخ نہاد
سمجھ کیا دل مین عزم سفر
حضور ہما کے خجستہ نہاد
یہ بھیجا پیام اوسنے بھیجا بیا
ہوا اسکے داراب سر و رشناو
کہ رومی کٹی جا کر یا دیکھکر
عیان اسکے رخ سے ہے فرّ کیان
ہوا جبکہ لشکر فراہم وہان
ہوا ابر از الس و باران وہان
گیا خواب مین جبکہ داراب وان
نگہدار اسکا تو رہیو یہان
یہ مرد سے بولا کہ لاؤ خبر
کہ وہ طاق شکستہ ہی سر بسر
وہ بولا کہ لاؤ جوانکو یہان
حقیقت لگا پوچھنے رشنواد
جو کھولا تو اوسمین پایا مجھے
کہا ماجرا سب مفصل بیان
کہا پھر کہ گاذر کو لاؤ یہان
رکھے پھر وہ یاقوت پیش نظر

نہ تھا اوسکی ہمسر کوئی نوجوان
وہ گاذر تھا دلگیر اس بات سے
پھر اوسکو یہ بازی کمان صبح و شام
کہ تا اسکو علم شایستہ ہو
شتابی سے سیکھا وہ فرخندہ خو
ولے اب ہو سلاح و زرہ و یراق
تہ پھرا او دو بدو سے گھوڑا یا لگام
جو کچھ چاہیے تھا سبھا لیا
بیابان مین پھرتا تھا صید افگنان
کیا اوسنے راز نہفتہ بیان
کہ ہو نہین پسر تھا شاہی نژاد
کہ حاصل ہو جمعیت کر یہ فر
سپہدار نامی تھا اک رشنواد
کہ مردان جنگی و جنگ آزما
روانہ ہوا پھر سو رشنواد
پڑی جبکہ اوس سپہدار کی نظر
نژاد کیان سے ہے یہ نوجوان
تو پھر رشنواد دلاور جوان
گیا ہر کوئی خیمہ کے درمیان
تو آئی ندا غیب سے ناگہان
کہ بہمن کا فرزند ہے یہ جوان
لگے مردمان سب پہن دو طرف
جسے دیکھکر دلمین گذری خطر
اوسے آگے تب لیکے آئے یہان
لگا کہنے داراب فرخ نہاد
خوشی سے وہ گھر اپنے لایا مجھے
سپہدار سنکر ہوا مہربان
اوسے جاکے لے آئی پھر مردمان
سپہدار نے اوسکو پہچان کر

کہا اپنے دل میں کہ ہے بیگمان
پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان

فزونتر کیا رتبہ داراب کا
وہ رتبہ کہ شایان داراب تھا

جو روز دگر قیصر کینہ خواہ
سپہ لیکے آیا سوئے رزمگاہ

تو بولا یہ داراب سے رشنواد
کہ لیکر سپہ اے خجستہ نہاد

تو قیصر سے اب جا کے ہو گرم جنگ
یہ سنکر گیا وہ جوان بیدرنگ

ہزار رومیوں سے نبرد آزما
بہت فوج کو قتل اوسنے کیا

سر شام میدان سے وہ تاجور
سوئے خیمہ آیا بفتح و ظفر

دلیری یہ داراب کی رشنواد
ہوا دیکھکر دل میں مسرور و شاد

بہت آفرین کی جوان مرد پر
ہوا جادہ گر جب کہ روز دگر

تو لیکر سپاہ گران پھر گیا
سوئے رزمگہ مرد جنگ آزما

ہوا پھر بہم گرم بازار کین
گلستان ہوا خون سے روئے زمین

ہوا نبرد داراب ہر چار سو
طرح شیر نر کے ہوا رزمجو

گیا شیر لیکر جوان جس طرف
میان فرہ اوٹھ گئی صف کی صف

سر شام تک ان رہی کارزار
گئے پھر سوئے خیمہ انجام کار

ہراسان ہوئے سپہ رومیان
لگے کہنے باہم یہ پیر و جوان

عجب نوجوان آج تھا ہم نبرد
مقابل نہیں جسکے یان کوئی مرد

جدھر حملہ آور ہوا کینہ جو
پریشان کیا لشکر روم کو

وہ ہے مثل پیل یا شیر نر
کہا پھر یہ قیصر سے اے تاجور

سوئے روم پھر چلیے ناچار اب
کہ ہرگز نہیں تاب پیکار اب

لگا کہنے قیصر کہ بیدل نہو
سحر حملہ یکبارگی ہم کرو

بفضل خدا فتح پاوینگے ہم
تصرف میں یہ ملک لاوینگے ہم

ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان
تو پھر رومیان اور ایرانیان

ہوئے آکے میدان میں گرم ستیز
ہوئی ایک برپا وہاں رستخیز

جہانگیر داراب مرد دلیر
ستیزندہ میدان میں تھا مثل شیر

ہزاران دلیران سے غرق خون
ہوا لشکر روم آخر زبون

شکستہ ہوا رومیونکا نہ زنہار گام
یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام

کہ یان آنکے میں پشیمان ہوا
پریشان ہوا سخت حیران ہوا

جو کچھ چاہیے بھیجئے اب مجھے
نہ پرخاش پھر ہو خدا سے تجھے

غرض صلح کرکے وہیں پھر گیا
سوئے روم فرمانروا روم کا

مظفر ہو داراب فرخ نہاد
جب آیا تو شادان ہوا رشنواد

ہما کو لکھا قصہ داراب کا
وہ یاقوت بھیجا حضور ہما

ہما نے یہ سمجھا کہ ہان بیگمان
مرا نور دیدہ ہے یہ نوجوان

کیا پھر طلب اوسنے داراب کو
حضور اوسکے آیا جو وہ نامجو

تو وہ وہیں ہمانے بصد ابتہاج
حوالے کیا تخت زرین و تاج

جلوس داراب بن بہمن بتخت ایران

جہان میں بصد جاہ و حشمت ہما
رہی تھی وہ دو سال فرمانروا

ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر
جہاندار داراب فرخ سیر

بہت خلق پر لطف و احسان کیا
سپاہ و رعیت کو شادان کیا

طلب کیے گا ذر کو پھر زود تر
عنایت کیا خلعت و [illegible] زر

کہا پھر یہ اوسنے بلطف و طرب
تو کر پیشہ گا ذری ترک اب

لیا ایک سپاہ گران پھر ہمین
شتابان ہوئی سوئے ایران زمین

شعیب دلاور سپہدار تھا
سپاہ عرب کا وہ سالار تھا

سواران تازی تھے صد ہزار
یہ سنکر جہاندار گردون وقار

ہوا وہیں لیکر سپاہ گران
شتابان سوئے کشور سیستان

ستیزندہ پھر ہر دو لشکر ہوئے
نیاز دم تیغ کین سر ہوئے

رہی جنگ قائم سہ روز و شب
بروز چہارم شعیب عرب

ہوا کشتہ میدان میں وقت وغا
سب اسباب لشکر کا غارت کیا

ہوا لشکر تازیان سب خراب
دلیران ایران ہوئے فتحیاب

شہنشاہ داراب نے بعد ازان
کیا جانب روم لشکر روان

سپہ لیکے آیا شہ فیلقوس
خروشان ہوئے ہر دو سو بوق و کوس

بہم ہر دو لشکر ہوئے کینہ خواہ
ہوئی بحر خون یک بیک رزمگاہ

دلیران ایران ہوئے سخت کوش
کیے رومیوں کے پراگندہ ہوش

شہ فیلقوس اور کل سپاہ
گریزان ہوئی بے قبا و کلاہ

نہ تنہا ہوئی کشتہ تیغ و تیر
زن و بچہ بھی اوسکے ہوئے اسیر

ہوا فیلقوس آنکے قلعہ بند
کہ میدان میں تھا اوسکو خوف گزند

پذیرا کیا اوسنے دینا خراج
کہ تا قائم رہے اوسکا اورنگ و تاج

دیا شاہ داراب کو بے شمار
زر و گنج و دینار و درہم ہزار

کسی نے کہا اے شہِ ذوالکرام
گیا وہ وہین پیغام شاہ جہان
جہاندار گیتی ستان بعد ازان

شہ روم کی دخت ناہید نام
کہ بھیجے تجھے دختر دلستان

پری چہرہ اور غیرت ماہ ہے
شہ روم نے با دل پر صفا

سزاوار ہمسری شاہ ہے
کیا دخت کو شاہ سے کتخدا
ہوا روم سے سوے ایران روان

آزردہ شدن داراب شاہ از بوی دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخانہ پدرش و پیدا شدن اسکندر

ہوا شہ جو ناہید سے ہمکنار
ہوا اوس سے ناشاد داراب شاہ
غرض حاملہ تھی وہ رشکِ قمر
ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر
سکندر تھا مانند رستم دلیر
ہنر اوسکو ازبسکہ تھی خوب یاد
کہ تھا عقل و دانش مین مشہور عام
بس اب آئے اپنے بار دگر
کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو
تو اک اور چاہی زن گلعذار
ہوا شاد دل شاہ داراب کا
تو پھر شاہ داراب کشورکشا
رکھا سر پہ دارا کے پھر تاج زر
لیا قیصر و ناسور نے خراج

تو آئی نہ بوی دہن خوشگوار
ہوا پھر نہ زنہار ہمخواب شاہ
ولیکن نہ داراب کو تھی خبر
کیا اوسکو قیصر نے اپنا پسر
جوانمرد زندہ دل آفاق گیر
وہ علم و ہنر مین ہوا اوستاد
سکندر کا ہمدرس تھا صبح شام

ہوئے چارہ گر اوسکے دانشوران
شبستان مین اپنے نہ ہرگز گیا
شہ روم فرزند رکھتا نہ تھا
سپاس خداوند لایا بجا
حکیمونکا وہ تربیت کردہ تھا
ارسطوے دانا سے فرخ سیر
یہ قصہ یہان کا یہان چھوڑیے

ہوئی دور لیکن نہ بوے دہان
سو فیلقوس اوسکو رخصت کیا
عیان حمل اوسکا نہ ہرگز کیا
سکندر رکھا نام اوس طفل کا
کوئی علم باقی نہ اوس سے رہا
لقوماخس نامور کا پسر
سمند قلم کی عنان موڑیے
سو شاہ داراب فرخ سیر
مرا خسرو قیصر نامجو
ہوا البطن سے اوسکے پیدا پسر
ولے جب وہ بارہ برس کا ہوا
نگہبان عالم شہ دین پناہ
مدبر تو داراب ہر شاہ ہے
اوسے تخت پر اب بٹھاتا ہون مین

رحلت داراب شاہ از جہان و جلوس دارا بر تخت سلطنت

ہوئی وہ جہاندار سے اب جدا
ملک اوسکا نام دارا رکھا
روانہ ہوا سوے دار البقا
سر تخت بیٹھا بجاے پدر
دیا اوسکو ہر تاجور نے خراج

غرض نو مہینے گئے جب گذر
دلیر و خردمند دارا ہوا
رہا چار دہ سال اور چار ماہ
فزون جاہ تھا مہر و مہ سے
سو شاہ اسکندر سا ہوا مین

نشستن اسکندر بر تخت روم بجاے فیلقوس و لشکر کشیدن سوی ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر
ارسطو جو دانشور بے نظیر
بافزونی لشکر و ملک و مال
جو اب تک نہین تو نے بھیجا خراج
سکندر نے سنکر یہ پاسخ دیا
خدا نے دیا مجکو جاہ و حشم
مجھے عزم یہ ہے کہ اے نامجو

سکندر نے سر پر رکھا تاج زر
ہوا شاہ کشورستان کا وزیر
سکندر رہا یمن تھا فرخندہ حال
مناسب ہے یہ جلد بھیجا خراج
شہ فیلقوس اب جہان سے گیا
سر چرخ پہونچاؤنگا مین علم
مسخر کرون ہفت اقلیم کو

فقط روم مین کچھ نہ تھا حکمران
ارسطو فلاطون کا شاگرد تھا
فرستادہ دارا کے ایران گیا
ندی ہاتھ سے راہ و رسم پدر
جو دیتا تھا ہر سال تجکو خراج
مرے پاس ہے لشکر بیکران
یہ لازم ہے تجکو تو بھیجے خراج

سکندر ہوا بادشاہ جہان
خردمند دانا و صاحب ذکا
یہ پیغام لایا کہ باعث ہے کیا
ہماری اطاعت سے مت پھیر سر
ولے مجسے بہت ہو تو خواہان باج
زر و زور و شمشیر گیتی ستان
ہے ورنہ تیرا یہ اورنگ و تاج

خبردار کرتا ہون تجھکو خبر
چلا لیکے اقصای ایرانکی سمت
سکندر جہاندار گیتی ستان
سکندر نے بھیجا یہ تجھکو پیام
تو آیا ہے کیون کرکے سامان رزم
اگر خواہ ناخواہ ہے عزم جنگ
لگا کہنے دارا سے فرخ نہاد
نگر ہے تو اسکندر نامور
سکندر نہین ہے خرد ہمقدر
پیالے نے صہبائے گلفام کو
وہ بولا کہ ایسے ہنرور نیکنام
لگا کہنے ہنسکر شہ نامجو
رکھا لاکے خوان جب وقت شام
ولے وہ مین اسکندر نامدار
عقب اوسکے دارا نے بھیجے سوار
سکندر نے چارون وہ جام طلا
کیا سینے معلوم یہ جاکے دان
کہ میرا جہان آفرین یار ہے

سپہ لیکے آیا بصد کر و فر
چلے شیر جیسے نیستان کی سمت
پہنکر لباس فرستادگان
کہ تجھکو نہین ملک سے تیرے کام
نہین ہو نہین کچھ سمجھتے انجام
تو یان بھیجی ہے جو تیغ و خدنگ
ترا نام کیا اور کیا ہے نژاد
کہ آیا ہے یان سنکے پیغام
کہ اسطرح آوے لطف مقام گھر
ولے پاس اپنے رکھا جام کو
یہی ملک مین اپنے آئین عام
کہ اک جام تم لاکے ان ردد
سکندر بھی کھانے لگا وان طعام
یہ سمجھا کہ راز اب ہوا آشکار
دلیران پرخاش جو یک ہزار
نہ پہونچا وہ دکھلائی اور یون کہا
کہ دارا کے پاس ہے فوج گران
شب و روز میرا مددگار ہے

ہوا ایلچی لیکے نامہ روان
یہ دارا کو جس وقت پہونچی خبر
گیا پیش دارا کے فرخ تبار
ارادہ یہ ہے سیر دنیا کرون
فزا ملک سے اپنے ہے مجکو راہ
جو شوخی سے پیغام اوسنے کہا
یہ بہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان
وہ بولا کہ میرا وہان کیا شمار
طلب شہ نے پھر جام و مینا کیا
یہ دارا نے پوچھا کہ یہ بات کیا
کہ پھر باز لیں اوسکو دیتے نہیں
غرض اوسنے تو ان سے لی نام چار
کسی نے سکندر کو پہچان کر
شتابی سے اوٹھکر ہوا اسپ پر
شب تیرہ تھی راہ گم کر گئے
کہ حق مین ہے میرے مبارک یہ فال
ولے ساتھ میری نہین تاب جنگ
غرض جنگ بیکار پائی قرار

سکندر ادھر سے سپاہ گران
وہ جمجاہ بھی فوج کو جمع کر
کہا جاکے دارا سے اے شہریار
سہ و مہر سان گرد عالم پھرون
کہ گند آوران شتابی سے لیکے سپاہ
تو حیرت مین دارائے ایران گیا
جہان مین رکھی کون ہے خبر کیان
بہت مجھسے ہین چاکر شہریار
فرستادہ کو بھر کے ساغر دیا
تہی کرکے ساغر جو تونے رکھا
فرستادہ کو دیکھے پھر سانگین
ہر اک جام زر تھا جواہر نگار
جھکایا طرف گوش دارا کے سر
طرف اپنے لشکر کے آیا دوان
وہ ناکام ناچار پھر کر گئے
یقین ہے کہ دارا سے لون ملک گاہ
میسر مجھے فتح ہے بیدرنگ
نہ ٹھہری ہے ہمت نہ ستی زہ ہیان

جنگ کردن دارا با سکندر سہ مرتبہ و شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

سوا مہر رخشان جو روز دگر
خروشان ہوئی نای ترکی وہان
ہوئے سینے وقف خدنگ کمان
ہوا آٹھوین روز دارا تباہ
گئے رومیان بھی تعاقب کنان
دگر بار کرکے فراہم سپاہ
ولیکن نہ اقبال یاور ہوا

دو لشکر مقابل ہوئے آنکر
گیا ہوق کا آسمان پر فغان
ہوئے غرق خون مرد جنگ آوران
پریشان ہوئی اوسکی یکسر سپاہ
ہزارون سے ہو کشتہ ایرانیان
سکندر سے دارا ہوا کینہ خواہ
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا

ادھر تو سکندر صف آرا ہوا
ہوئے رزمجو کینہ خواہان بہم
رہا سات دن گرم بازار کین
گریزان وہ دارائے فرخ صفات
میسر ہوئی فتح و نصرت ہوئی
سپہ لیکے آیا سوم بار پھر
ہوا آکے ہر بار دارا خراب

ادھر گرم پیکار دارا ہوا
کیے تیغ برندہ نے سر قلم
لگی موج خون تا بہ چرخ برین
گیا تا لب رود بار فرات
تو حاصل سکندر کو فرحت ہوئی
ہوا آنکے گرم پیکار پھر
سکندر تو آخر ہوا فتحیاب

رواج دادن سکندر سکہ خود در ایران رسیدن دارا مرتبہ چہارم برای جنگ و باز تباہ شدن

ہوا جب مظفر بفضل خدا
سکندر جہاندار کشور کشا
ہوا ہالک تخت و تاج کیان
کیا سکہ ایران میں اپنا رواں
کیا شہ نے ایرانیوں کو تمام
بصد گونہ لطف و کرم شاد کام
تمکو تھا دارا یہ طاعت و عطا
سکندر نے ساتھ اونکے جو جو کیا
سکندر یہ کہتا تھا ہر ایک سے
کہ بیگانہ تم مت سمجھنا مجھے
کہتا رہا ہوں شہزادہ اے مرزبان
کہ ہوں پشت دارا سے بیگمان
نہیں غیر میں وارث تخت ہوں
جو ایرانی ہوں وہ جوان بخت ہوں
رہو شاد تم جمع خاطر رکھو
اطاعت مری جان و دل سے کرو
تمہیں لطف و شفقت سے شاد کروں
شب و روز مہر و احسان کروں
یہ سنکر حضور جہانگیر شاہ
ہوے آگے حاضر سران سپاہ
جو دارا سے ایرانی دیکھا وہاں
لگے جانے ہر سو وہ ایرانیاں
یہ بولا کہ اے مرزبان بیشتر
زبوں ہوتے تھے رومیان سر بسر
اور اب یوں ہوا ہے یکسر دگر
نہیں گردش چرخ سے کچھ گزیر
تمہی تک ہے یہ نہیں گفتگو
جو کرتا ہے اسکندر کینہ جو
فریب اوسکے مت کھائیو زینہار
وگرنہ کریگا تمہیں سخت خوار
زن و بچہ ہونگے گرفتار بند
بہت تمکو پہنچیگا اوس سے گزند
وہ سرحد موافق جو دارا کے تھے
یہ دارا سے اوس وقت کہنے لگے
کہ ہم پیرواں ہوں ہیں پھر نیکخواہ
کریں عہد اسے شاہ گیتی پناہ
جہاندار دارا پھر آیا ادھر
پے جنگ اسکندر نامور
سکندر بھی آیا بفوج گران
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
ہوئی تیغ رانی وہاں اس قدر
کہ صحرا ہوا جوئے خون سر بسر
بشمشیر و خنجر سے پیکار تھا
قیامت کا واں گرم بازار تھا
سواران ایران نے وقت وغا
دلیرانہ شہ پر فدا جان کیا
ولیکن ہوئے دارا برگشتہ بخت
ہوا وہ پراگندہ و خوار سخت
نصیب اوسکے پھر بھی ہزیمت ہوئی
قریں ہوئی ایران کی شکست ہوئی
گریزندہ ہوکر بحال خراب
گیا سوے اصطخر دارا شتاب
سکندر جو دنبال اوسکے گیا
تو واں بھی نہ رہنا دارا رہا
زن و بچہ و طفل ایرانیاں
ہوئے قید سر پنجۂ رومیاں
جو آیا تھا پیش شہ دادگر
زن و بچہ لٹتے تھے پھر اوسکو پر
سکندر نے سنکر یہ پاسخ دیا
اگر تو مرے پاس آوے شہا
تو دوں ملک ایران سر انجمن تجھے
مبارک ترا تخت و افسر تجھے
یہاں میں جاؤں قرین ظفر
کروں ملک گیری میں سوئے دگر
بزرگان و گردان ایران بکار
یہ دارا سے بولے کہ اے شہریار
سکندر سے جا کر ملاقات کر
کہ پھر ملک قائم رہے سر بسر
وہ بولا نہیں لائق سروری
کروں جو سکندر کی فرمانبری
غم جان نہیں مجکو زنہار ہے
ولے طاعت رومیان عار ہے
لکھا فور ہندی کو یوں بعد ازاں
کہ ہوں میں ستمدیدہ آسمان
کوئی یار میرا جہاں میں نہیں
تو پھر خدا ہو مدد و معین
یہ دارا کو اوسنے لکھا پھر جواب
کہ پہونچا یہاں آکے وہ تو شتاب
جو پہونچی خبر پیش شاہ جہاں
کہ دارا کو ہے عزم ہندوستاں

کشتہ شدن دارا از دست وزیران و نکاح دختر دارا با سکندر

کیے بند پھر چار سو رہگذر
سواران جنگ آزما بھیجکر
سپہدار دارا کے تھے دو وزیر
ستم پرور و بدنہاد و شریر
کہ نام ایک ظالم کا تھا ماہیار
اور اوس سے بریکا تھا جانوسپار
لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ
گیا اور لشکر ہوا سب تباہ
کوئی دنکو ہوگا گرفتار بند
کہ اب پھر گیا اس سے چرخ بلند
یہی مصلحت ہے کہ کس بیدریغ
شہنشاہ کو کیجیے زیر تیغ
کہ ہو شاد اسکندر نامدار
فرو ہتر ہمارا ہو عز و وقار
رکھا الغرض ظالموں نے روا
خداوند نعمت پہ جور و جفا
کہیں تھا یہیں رات کو ایکبار
جدا اپنے لشکر سے تھا شہریار
نتھا پاس دارا کے کوئی سوار
فقط تھے وہی دو لعین نابکار
جو ہنگام فرصت جو آیا نظر
تو پھر ایک نے شاہ کے سینے پر
رواں تیر خنجر کیا بیدریغ
رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ
لگے زخم کاری تو پھر تا بہ سر
گرا پشت زین سے وہیں خاک پر
خبر کی سکندر کو یہ بعد ازاں
کہ دارا کو ہم نے کیا قتل یاں
سنا پھر شہنشاہ عالیجناب
ہوا قتل شاہ دارا شتاب
ہنوز اوسکے قالب میں باقی تھی جاں
کہ پہونچا جہاندار گیتی ستاں



سکندر نے گھوڑے سے وہین اوتر
سکندر کو دیکھا جو بالین پر
کہ دیکھون تجھے اس طرح سرنگون
کرون چارہ سازی تری زخم کی
سنا جبکہ دارا نے یعنی بہم
کشندونکو تیرے کرونگا ہلاک
سکندر سے دارا یہ کہنے لگا
خدا نے کیا تجکو شاہ جہان
بآرام جاتا ہون سوے عدم
سکندر یہ بولا زروے صفا
مری دختر اک روشنک نام ہی

رکھا اپنے زانو یہ دارا کا سر
تو سینے سے کی آہ دارا نے سر
تن خستہ بستر بیا غرق خون
جو حاصل شفا ہو تو با صد خوشی
پسر اک پدر کے ہین تم اور ہم
ملاؤن ہر اک کو نہ خون و خاک
کہ زاری و گریہ سے کیا فائدا
تو کر بادشاہی بصد فروشان
تو رہ اس جہان مین بجاہ و حشم
کہ لاؤن ترا حکم یکسر بجا
پریچہرہ مہوش گل اندام ہی

کیے چشم سے اپنی آنسو روان
سکندر یہ بولا کہ اے تاجدار
بہا لینے مین لیجاؤن اب اپنے گھر
بٹھا تجکو ایران کے پھر تخت پر
مجھے اسلیے درد و غم ہے بڑا
یہ کہکر لگا رونے پھر زار زار
گذر اب گیا چارہ سازی کا ہمی
شہا تیری گفتار شیرین ہی اب
وصیت کرونگا تجھی کچھ اگر
لگا کہنے دارا کہ اے بادشاہ
اوسے عقد مین اپنے لانا ضرور

ہوا درد سے اوسکے نالہ کنان
نہتی یہ تمنا مجھے زینہار
تجھے مہد زرین مین کر جلوہ گر
شتابان یہان ہوکے سو دیگر
کہ تو ہے حقیقی برادر مرا
ہوا درد و غم سے بہت بیقرار
مرا کام لیکے ہوا بس تمام
غم و درد سے ہوا دور اب
پذیرہ یہ ہو تو اے تاجور
مرا ننگ و ناموس رکھتا نگاہ
اگر بطن سے اوسکے پیدا ہو پسر

تو اسفندیار اوسکا رکھیو تو نام
مری روح کو کیجیو شاد کام

کہ قائم رہے دین لہراسپ شاہ
رہ و رسم و آئین گشتاسپ شاہ

رکھے اپنے دین پہ سکندر کا ہات
لگا کہنے دارا یہ فرخ صفات

ہوئی چشم دارا کی جس وقت بند
لگا رونے اسکندر ارجمند

پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ
کیا لاکے مدفون سوے دخمہ گاہ

بزرگان ایران ثنا خوان ہوے
دل و جان سے محکوم سلطان ہوے

سو مادر روشنک بعد ازان
کیا نامہ سرو سہی نامہ دان

روان آ کے اوسنے بہت ہوش کیا
حضور جہاندار کشورکشا

جہاندار بر طبق آئین و دین
ہوا کتخدا ساتھ اوسکے وہین

نہ برہم کوئی رسم ہو زینہار
بلحوظ رکھنا تو لیل و نہار

سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا
سکندر نے یکسر پذیرا کیا

کہ رخصت ہوئی تجھسے جان حزین
نگہدار تیرا ہو جان آفرین

کیا چاک جامہ ہوا نوحہ گر
اوسے مہد زرین پہ پھر ڈال کر

سر دار کھینچا پھر از روے کین
کشندون کو دارا کے شہ نے وہین

سکندر نے مرہون احسان کیا
بالطف و کرم سبکو شادان کیا

لکھا روشنک کو بیان بھیجکر
کہ جون شمع روشن کرے بزم کو

پرستار سا تھا اوسکی تعین کنیز
زر و گوہر و لعل تھے بیشمار

رہا شہر ایران مین کچھ دن شاہ
سوے ہند پھر اوسنے کھینچی سپاہ

رفتن اسکندر طرف ہندوستان و حاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تھا کید اک نامور
اوسے خواب پر ہول آیا نظر

کہا مردمان ذکی در ویش ایک
خرد مند و صاحب دل و مرد نیک

حضور اوسکے پھر کید ہندی شتاب
گیا اور کہا اپنا یکسر بیت خواب

کہ ایوان بلند اور در ہے کلان
اور اک خرد سوراخ بھی ہے وہان

دوم شب یہ دیکھا کہ ہے جلوہ گر
کوئی نوجوان ہے اورنگ پہ

اوسے کھینچتے ہین بہم مرد چار
ولے پارہ ہوتا نہین زینہار

تو سہ پایہ ماہی ہوئی جلوہ گر
گریزان ہوا اوسکو وہ دیکھکر

شب پنجم اک شہر آیا نظر
کہ ہین کور و ان مردمان بے بصر

ششم شب رفیق سو یا جو ہنگام شب
نظر ایک آیا مجھے شہر تب

سوا اوسکے دو جان ہین لیل و نہار
شب ہفتم ہین [illegible] وار

شب ہفتم اک پیر سرگرم کین
نظر اسپ آیا کہ ہین دو دہن

سحر ہشتمین شب کو آے نظر
دو پایاب مین اک ہی سر پہ

نہ کم آب ہوتا ہے انکا ذرا
نہم شب نظر جو کہ میرے پڑا

وہ کھاتی ہے پستیر بھی لاغر تن
ولے فربہ گوسالہ کا ہے بدن

بیان کیجے تعبیر خواب
ولیکن مری دور ہو اضطراب

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] آتش [illegible]
[illegible]

حکیمون سے پوچھی جو تعبیر خواب
کسی سے نہ کچھ بہتر آیا جواب

بیابان مین رہتا ہے مہران ہی نام
کہیگا وہ تعبیر شاہا تمام

کہا یون کہ اے شہ فرخ سیر
شب اول آیا مجھے یہ نظر

اور اک پیل مست آکر اوس کا خیز
گیا پھر نکل اوسکے سوراخ مین

سوم شب مجھے خواب آیا نظر
کہ کرپاس ہے [illegible] سیر

شب چارم اک شخص ہے تشنہ لب
وہ آیا کنارے پہ دریا کے جب

عقب اوس گریزندہ کے [illegible]
روانہ ہوئی [illegible] آب

لبان [illegible] مین [illegible]
نہین کم ہو کچھ زینہار

کہ تجویز مین [illegible]
ورا [illegible] کسان

اونھین [illegible] سلطان [illegible]
خبر لینے آتے ہین [illegible]

وہ کہتا ہے دونو سے آئے گیاہ
ولیکن نہین اوسکو [illegible]

تھی کو وہ [illegible]
نہین [illegible] اوسکے کنارے بھی تر

کہ اک گاو مادہ ہے گوسالہ [illegible]
کہ گوسالہ کا شیر لیل و نہار

دہم شب کو اک چشمہ آیا نظر
کہ لب اوسکی ہین خشک اطراف تر

وہ بولا کہ اے سکندر نامدار
[illegible] آئیگا ایک بار

وہ دختر [illegible]
کہ [illegible] نظیر

کہ گر اوسکو [illegible]
[illegible]

غرض [illegible]
[illegible] اے شاہ والا [illegible]

تو دینا سکندر کو یہ ہر چہار
دیا مرد درویش نے یہ جواب
وہ ہاتھی ہے اے سکندر نامدار
یہان سفلہ اک بادشہ آئیگا
اوسے کھینچتے ہین جو وہ مرد جا
جو ہو دا ایک آئیگا یان بعد ازان
حکیمون کا مذہب کرے آشکار
وہ تشنہ جو آیا نظر پھر تجھے
گزیدہ وہ خلق اوس سے یان ہوئیگی
زمانہ اک آوے کہ سود و زیان
ششم شب جو پھر تجھ کو آئے نظر
زمانہ اونھین سخت حیران کرے
کہ آوے زمانہ اب اس طور کا
وہن مین ہر اک چیز کو بیچیے
زمانہ کوئی آوے اسطرح کا
تہیدست کو تو بھی سیری نہ ہو
حریص اتنے دنیا مین ہوین عیان
جو اوس چشمہ سے آب چشمہ کو لین
بڑی عقل و فرہنگ سے سر بسر
کبھی فیض اوسکا نہو گا عیان
یونہین تازہ اک عہد پھر آئیگا
سکندر ہے اس عہد کا بادشاہ
کیا جسنے ہندوستان مین گذر
ارادہ نہین اور جز چاکری
کہ ہر ایک دنیا مین ہے بے مثال
غرض چار چیزین کہ تھین بے نظیر
سکندر نے دیکھی جو وہ دلربا
گیا کید پھر تاجور کے حضور
سکندر سے پھر کید رخصت ہوا

تجھے مالک بخشے گا وہ تاجدار
کہ ہے پہلے جنکی یہ تعبیر خواب
تری شہر سے جو کرے گا گذار
خرابی ترے ملک مین لائیگا
کرون اوسکی تعبیر مین آشکار
کریگا وہ آئین موسی روان
کرین اوسکا آئین سب اختیار
گزیدہ ماہی ہے اور آب ہے
یہ خواب چہارم کی تعبیر تھی
نہ زنہار سمجھین ذرا مردمان
کہ تجھے تھی اچھے بھلونکی خبر
تمسخر سے ہر ور سے نادان کرے
کہ لطف و مدارا نہو وے ذرا
نہ اک حبہ محتاج کو دیجیے
دو حصہ تونگر ہو لینے شہا
فزونتر ہو خواہش تہیدست کی
کہ سکین ہے خواہش کھین بیکران
تو آئے نہ پیا نہ دست مین
رہیگا وہ سلطان عالی گہر
نہوئیگا نیکی و دین نشان
کہ ہوگی نہی فوج افسر نیا
کہ ہے وہ شہنشاہ عالم پناہ
ملاقات بہتر ہے اے تاجور
کرو مین دل و جان سے فرمانبری
نہین دوسری اے شہ خوشخصال
قدح اور دختر طبیب و وزیر
کیا ساتھ اسنے اوسے کتخدا
شتر بار درنیکے با صد سرور
قرین نشاط و مسرت ہوا

کہا کید ہندی نے یہ بعد ازان
کہ وہ خانہ دنیا ہے اے نامور
یہ پھر تو نے دیکھا جو روز دگر
سوم شب جو کرپاس آیا نظر
کہ دہقان آتش پرست آئیگا
پھر اس ملک مین دین ایزد نیک
پھر اس ملک مین اہل دین آئیگا
رسول خدا ایک آئیگا یان
شب پنجم آئے جو کوزان نظر
کرے کو تشنہ کسان رنگ کا
زمانہ اک آوے کہ دانشوران
جو دیکھا شب ہفتم اسپ دو سر
دو چندان ہو ہر ایک کو حرص آز
جو دیکھا شب ہشتم اے مرد نیک
تہیدست اک حصہ ہو وے جہان
نہم شب کو دیکھا جو تو نے شہا
دہم شب جو آیا نظر تجکو خواب
زمانہ جو بعد اسکے ہوگا عیان
رعایا بنائیگی اوس سے پناہ
زمانہ کریگا یونہین انقلاب
تا آل اوسکا ہوگا یہ اے نوجوان
سکندر کا نامہ یہ پہونچا وہان
لکھا کید ہندی نے پھر یہ جواب
کرون پیشکش تیرے اب چار چیز
ترے پاس آون زرے و نیاز
سو شادی بھیجین خوشی سے شتاب
پیا ہاتھ سے دلربا کے وہ جام
دیا جب سکندر کو گنج و گہر
سفر ہند سے ہوا پھر روان

کہ تعبیر ہر خواب کیجے عیان
اورا وہ جسین وہ سوراخ ہے تیرا کھیر
کہ اک مرد بیگانہ ہے تخت پر
سمجھ تو خدا اوسکو اے نامور
رواج اوسکا دین پہلے یان پائیگا
حکیم خردمند یونانی ایک
رہ حق پرستی وہ پھیلائیگا
کریگا ہدایت بلب تشنگان
کہ محفوظ کوزے ہین سب سر بسر
نہ فہمیدہ ہو کچھ اونھین زینہار
سراسر ہون محتاج بیدانشان
یہ تعبیر اوسکی ہے اے نامور
یہ چاہے کہ سب دست کر کی دراز
کہ پر ہین وہ خم اور خالی ہے اک
زر و سیم برسائے گر آسمان
کہ کھاتی ہے وہ شیر گوسالہ کا
کہ اک چشمہ ہے خشک گرد اوسکی آب
اوسی عصر مین ہوگا اک حکمران
جہان ظلم سے اوسکے ہوگا تباہ
رہیگا اسیطرح عالم خراب
نہ لشکر نہ سلطان کا ہوگا نشان
کہ ہو آنکے مورد آفرین
کہ اے بادشاہ ثریا جناب
تو رکھنا اونھین جان و دل سے عزیز
ترے لطف سے تا کہ ہون سرفراز
ہوا شادمان شاہ عالیجناب
ہوا وصل سے اوسکی دلشاد جم
سکندر نے بخشا اوسے سربسر
سکندر جہاندار گیتی ستان

رفتن اسکندر در قنوج ولشکر کشیدن فور بادشاہ قنوج بجنگ سکندر وکشتہ شدن او وفتحیاب شدن اسکندر

سکندر نے نامہ لکھا فور کو
لکھا کیا ہوا کیا ہے اتنا غرور
نہین تجھسے مجکو خطر زینہار
دلیرانہ میدان مین ہون نہ مخوار
سواران جنگی تھے اسی ہزار
سکندر کے ہمراہ تھے چل ہزار
غرض تھے حضور شہ نامدار
سواران جنگی تھے ستر ہزار
نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
سکندر سے مردم یہ لیکر وہین
ارسطو کو کر کے طلب زود تر
شکم اوسکا یکدست خالی رکھا
وہ اسپ و سوار اوسمین قائم کیا
تو اب خوب سی اسمین آتش لگا
کسو کے سپہر زرین ایک بار
بنائے پھر اوس طرح کے یکہزار
جو دیکھا وہ گردون و اسپ و سوار
وہین مردمان نے کیا آشکار
حقیقت سے اوسکے ذرا زینہار
اودھر سے جو انہون نے یکبارگی
سواران ہندی و پیلان مست
سہا شام تک گرم بازار جنگ
سحرگاہ پھر خوب جنگی سوار
اودھر تو ہوئی جنگ آور و پہلوان
جو پھر فوج ہو گرم بازار کین
مناسب ہے تو اے شہ سرفراز

کہ تو آکے حاضر مرے پاس ہو
تو مت آپکو اسقدر کھینچ دور
مرے پاس ہے لشکر بیشمار
کرون لشکر و میان کو تباہ
ازانجملہ ایرانیان سی ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار
سواران ہندوستان دہ ہزار
جوانان جنگی و مردان کار
کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہزار
کہ پیلان سرکار جنگی نہین
ہوا چارہ جو جب وہ دانا سو
سراسر اوسے نفط سے پر کیا
کیے لبتہ گردون کے پھر بادپا
ارسطو کا وہ حکم لایا بجا
اوٹرا او وہین گردون اسپ و سوار
نہ تاخیر کی جنگ مین زینہار
ہوا لیس وہین فور حیران کار
کہ یہ توپخانہ ہے ای نامدار
نہ واقف تھے ازبسکہ ہندی سوار
غضب سے جو گردون کے وان آگ دی
گریزان ہوئے کھا کے یکسر شکیب
سر و سینہ تھا وقت تیغ و خدنگ
سپہ لیکے آیا پے کارزار
ادھر مین ہون مرد دلیر جہان
تو ہو کے ہلاک ایک عالم وہان
کہ ہم تم ہون تنہا بہم رزم ساز

لکھا اوسنے پاسخ کہ ای تاجور
نہ رکھتا تھا مردی و مردانگی
نہ تو مجسے خواہان فرمانبری
یہ سنکر ہوا پر غضب بادشاہ
دلیرانہ مصر و سواران روم
سوا اسکے تھی ہند کی فوج بھی
نکل فور ہندی بھی قنوج سے
پے کینہ خواہی تھے یکدل تمام
یہ پیلان جنگی جو آئے نظر
مخالف کے ہاتھی ہین جنگ آزما
ہنر وہ مین اوسنے کیا آشکار
وزیر خردمند نے بعد ازان
ہوا جبکہ میدان مین گردون روان
وہ آتش لگی اونمین جسدم وہان
ہوا تیرہ رو سپہر بلند
ہوا گرم بازار پیکار روان
خبر لانیوالو نسے پوچھا کہ ہان
حکیمون نے اوسکو مہیا کیا
ہوئی سوی گردون وہ حملہ کنان
جو کچھ سپر نفط روشن ہوئی
فراہم وہ کر کے پھر فوج کو
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شب
سکندر نے اوسکو یہ بھیجا پیام
ہزاران سواران پیکار جو
لب آب سوچے اپنے ولیکن ادا
کرے جسکو میدان مین فیروز بخت

کیا کشتہ دارا کو تونے اگر
اطاعت تری کی یہ ہندی نے کی
کہ رکھتا ہے تو عزم جنگ آوری
گیا سوی قنوج لیکر سپاہ
کہ فولاد ہو جنکی ہیبت سے موم
شہنشاہ عالم نے جا کر وہی
مقابل ہوا شاہ کی فوج سے
نبرد آزمایان جویائے نام
تو فوج سکندر ہوئی پر خطر
بھلا کس طرح جنگ کیجے شہا
بنایا اک آہن کا اسپ و سوار
کیا ایک طیار گردون کلان
ارسطو یہ بولا جوانون کہ ہان
خروش عظیم اک اوٹھا ناگہان
ہوا دیکھ کر خوش شہ ارجمند
لگے کشتہ و خستہ ہونے جوان
یہ کیا ہے کہو میرے آگے بیان
یہ اسباب ہے رزم و پیکار کا
نہ ہرگز کیا دل مین کچھ خوف جان
زمین یکقلم مثل گلخن ہوئی
سپہدار ہندی ہوا رزمجو
دلیران گئے پھر سوئے خیمہ سب
کہ تو ہی شجاعت مین مشہور عام
ہوئے کشتہ و خستہ کل ہر دو سو
کہ ضائع ہون کیون بندگان خدا
وہ ہو مالک کشور و تاج و تخت

سپہدار ہندی نے بھیجا جواب
کہ بہتر ہوا سے شاہ عالیجناب

اوسپہ سکندر بغرض مثل شیر
ادھر سے گیا فور ہندی دلیر

ولیکن ہوئی کارگر زینہار
نگہدار تھا شاہ کا کردگار

دوپارہ ہوا کتف سے تا کمر
گرا فور ہندی نگون خاک پر

جو تھے نامداران ہندوستان
طلب شہ نے انکو کیا بعد ازان

کہ وہ ران فور ہندی کے ہین بیشتر
مراعات و الطاف ہر ایک پر

پرستنگر ہوئے سربسر نامدار
ثنا خوان شاہنشہ کامگار

دیے گنج و لعل و گہر و اکیا
نشان خسرو و دادگر کر دیا

سہ رک ایک سردار کا نام تھا
کہ سالار تھا فور کی فوج کا

جدا ہو کے لشکر سے میدان میں آ
اکیلا ہو میں تجھ سے جنگ آزما

وہیں کھینچکر فور ہندی کی تیغ
روان کی سو بادشہ بیدریغ

کیا شاہ نے جبکہ وقت ستیز
رہا فور بے زخم شمشیر تیز

مظفر ہوا خسرو ارجمند
کہ تھا یار اقبال و بخت بلند

دلاسا بہت دیکے اوسنے کہا
کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا

ہوا نے تحسین کرکے ہندوستان
سبھو دگر ہو میں یا انسے روان

سنتھا سے شیرین سخن خسرو نجو
وہیں لیکے قلعہ میں شاہ کو

زر ہو کرم شاہ نے سربسر
عنایت کیا اونکو وہ گنج زر

بٹھایا اوسے تخت زرکار پر
کیا یعنی قنوج کا تاجور

رفتن سکندر بزیارت مکہ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ
رہا شہر قنوج میں تین ماہ

کہ کعبہ ہے نام اسکا مشہور عام
پرستشگہ خلق بیت الحرام

سماعیل فرخندہ سیر
کہ گذرا ہے پیغمبر نامور

سکندر جو پہونچا تو با صد سرور
وہ نصر قتیب اوسکے آیا حضور

زیارت کو پھر ساتھ اوسکے گیا
پیادہ جہاندار کشورکشا

لیا چھین ہمنے حجاز و یمن
تو ہو دادرس زیر چرخ کہن

سماعیلیان کو حجاز و یمن
دیا اور وہیں بادشاہ زمن

سکندر رہا مصر میں ایک سال
ہوا لشکر شاہ آسودہ حال

زن ہوشمند ایک قیدافہ نام
پری چہرہ و رشک ماہ تمام

فراوان تھا اوسکا حشم اور جاہ
گیا ایلچی بنکے وان بادشاہ

سکندر سے بولی زن ہوشیار
تو ہے شاہ اسکندر نامدار

کہ میں بندۂ شاہ آزادہ ہون
سکندر نہیں ہون فرستادہ ہون

سکندر ہوا دیکھکر سہمگین
ہوا رنگ چہرے کا پران وہین

کہیں اور اسطرح مت جائیو
بلا سر پہ اپنے تو مت لائیو

مگر خاطر اپنی تو رکھ جمع یان
نہ ہرگز کرون راز تیرا عیان

اگر کینہ ہو کچھ تو کر دے اسے دور
تو سوگند کر یاد میرے حضور

لگا کہنے پھر شاہ کیوان علم
کہ دین اور ایمان کی مجھکو قسم

نہ دون ہاتھ سے رسم و راہ وفا
کرون تجھکو مرہون لطف و عطا

کسیفے کیا شاہ سے یون بیان
بنایا خلیل اللہ نے اک مکان

زیارت کی سنکر ہوئی آرزو
روانہ ہوا خسرو نامجو

نبیرہ تھا اوسکا جو نصر قتیب
شریف اوسی ملکا تھا وہ خوش نصیب

سکندر نے نذر و نیاز اوسکو دی
بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی

سماعیلیان پھر ہوے دادخواہ
کہ نسل جراعہ نے اے بادشاہ

شہنشاہ ملک نے پھر زود تر
جراعہ کی اولاد کو قتل کر

سوے شہر مصر وانسے گیا
ملا آن کے بادشہ مصر کا

روانہ ہوا مصر سے بعد ازان
سوے ملک اندلس آیا دوان

سپہدار اقلیم اندلس تھی
رکھے سر پہ تھی تاج فرماندہی

گیا جبکہ اسکندر نامجو
تو پہچان اوسنے لیا شاہ کو

مرے جنگ سے تاب لانی نہین
شہنشاہ پاسخ یہ بولا وہین

شبیہ جہاندار کرکے طلب
سکندر کے دی ہاتھ میں اوسنے تب

دلاسا بہت دیکے وہ سیمتن
یہ بولی کہ اے بادشاہ زمن

کہ پہچان نہ ہرگز بپا آفتاب
تو ہے بادشاہان عالیجناب

کہ آسیب پہونچا نہین کچھ تجھے
تو فرمانبرا اپنا سمجھ اب مجھے

کہ ہرگز نہ تجھسے کرے کچھ بدی
[illegible] تو رسم و رہ نیکوی

ترا میں بد اندیش ہرگز نہین
تو رکھ جمع خاطر کو اے نازنین

یہ قیدافہ بولی کہ اے تاجور
مرے گھر تو کر آج شبکو سحر

سکندر ہوا اوس سے رخصت طلب
وہاں سے غرض بادشاہ زمان
رہا وان تو زنہار ہنگام شب
بہت تحفے اوس ماہ وش نے دیے
سکندر نے کیسر پذیرا کیے
پھر آیا سو خیمہ شاہ جہان

داستان قصد نمودن سکندر به آب

سیر جہان و نرفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از آنجا و طیار نمودن سد سکندری

یہ تھا لیکن قصد شہ نامور
کیا خوب شاہ سکندر نے گشت
گیا جب طرف شاہ کشور کشا
ملاقات جیسے کہ وان کر
بہت قطع کی راہ [illegible]
پھر ہفت اقلیم میں بادشاہ
کن رہ تھا عالم کا یعنی جہان
کرے نوش جو کوئی چشمہ کا آب
سپاہ [illegible] دو ہزار
خضر ہو سے ظلمات تھا سر بسر
عیان آگ کر [illegible] لعل کو
رکھا [illegible] لعل [illegible]
[illegible]
[illegible]
اندھیرے [illegible]
گیا [illegible] میں اک [illegible]
[illegible]
پھر آٹھ دن شاہ لیکن کہیں
[illegible] آب بقا
[illegible] پڑھی جب [illegible]
[illegible]
ہوئے ساکن شہر حیران تمام
یہاں آئی کس راہ سے [illegible]
[illegible] آئینے [illegible]
وہ بولے کہ اے شاہ [illegible]

بہت دیکھے معمورہ کوہ و دشت
یہی دان کے [illegible] کو کہا
[illegible] پہونچے [illegible]
[illegible] شہ کو [illegible]
کہ تھا یاور اقبال و فضل [illegible]
کیا [illegible] نے [illegible]
[illegible] ہو وہ کامیاب
[illegible] ساتھ اپنے ولاور سوار
[illegible] شہ نامور نے کہا
[illegible]
[illegible]
[illegible] آیا [illegible] نظر
خضر [illegible] گیا
[illegible] روشنی [illegible]
[illegible] آئی صدا
[illegible]
[illegible] آب حیوان نہیں
[illegible] ظلمات سوا یا خدا
[illegible]
[illegible] اوٹھائی [illegible]
[illegible] خلق عام
[illegible] گئے پیش شاہ
[illegible] جہان
[illegible] اس شہر میں [illegible]

تھا اک ملک و کشور میں تو شہر میں
کہ [illegible] آہنگ [illegible]
بہت شاہ عادل [illegible] شاہ
تب شہ کا لشکر [illegible]
جو [illegible] سب [illegible]
پس کوہ ظلمات [illegible]
شہ نامور نے سنی [illegible]
[illegible] روز کا تو شہ [illegible]
[illegible] پاس دو لعل ہیں [illegible]
دیا خضر کو لعل انجام کار
خضر [illegible]
جدا ہو گئے خضر سے ناگہان
وہاں [illegible] آب بقا [illegible]
[illegible] ظلمات [illegible]
[illegible] سنگریزے [illegible]
[illegible] سنگریزے [illegible]
ہوا سخت حیران و عاجز کمال
نوین دن ہوئی روشنائی عیان
لگے کہنے ہو کر پشیمان بہم
[illegible] روشنی میں [illegible]
[illegible] ہوا رنج بسیار
غرض شہ خدمت کی [illegible]
لگا کہنے یون شاہ [illegible]
[illegible] عالم غیب کی سب خبر

کر سیر جہان [illegible]
کیا سکہ اپنا [illegible]
[illegible] کا [illegible]
جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ
عجائب غرائب بھی آئے نظر
تو پہونچا وہان خسرو نامور
وہان چشمہ ہے اسے شہ نامور
کیا پھر وہیں قصد آب حیات
روانہ ہوا خسرو نامور
[illegible] روشنی [illegible]
[illegible] ہوا آشکار
[illegible] شاہ فرخندہ
[illegible] پھر وان
پھر آیا سو لشکر [illegible] خضر
بہت خاطر شہ پریشان ہوئی
[illegible]
[illegible] دل میں کیا فائدہ
لگا کہنے تب شاہ [illegible]
ہوئے شاد و خرم دل [illegible]
کہ افسوس [illegible] اوٹھا [illegible]
تب اک شہر آباد آیا نظر
[illegible] فوج بیگانہ کا یان گزار
لگے کرنے یکسر دعا و ثنا
عجائب ہے اس شہر میں [illegible]
اور احوال آئندہ کا [illegible]

سمجھتا نہین کوئی اونکی زبان
وہ دو قوم ہین پہ گزیدہ عجب
یہ سنکر طلب کرکے دانا سے شہر
تو اس راز کو مجھسے کر آشکار
ملے چار رہ سال تاج و تخت
لگا کہنے دلمین کہ شیر فلک
ہوا شاہ حیرت سے گریہ کنان
جو پوچھا تو دانا سے یہ آیا جواب
کہ باقی رہی عمر کمتر شتاب
سکندر یہ بولا کہ اے ہوشیار
خردمند نے مدعا شاہ کا
نہ خورشید کو دیکھے نہ ماہ کو
بتائی جو تھی اون درختون نے راہ
حشم سکندر ہوئے دادخواہ
وہ ہر سال لاتے ہین لشکر ادھر
سکندر نے پوچھا کہ صورت ہے کیا
زبان تیز دندان مثل گراز
جو سوتے ہین تو اک گوش بستر کرین
یہ کہکر لگے کہنے اے بادشاہ
کرتا پا ہین ہم اس بلا سے نجات
یہ سنکر ہوا وان اقامت گزین
بنا ایک دیوار کیجے بلند
بنے ہر دو سو سد اک استوار
وہ سد سکندر بنا جب ہوئی
شتابی سے خاقان گیا پیشوا
پھر یونان مین پہونچا شہ ملک گیر
حکومت تھی اور شخص کی سندھ مین
شہر گرنہ ہوا وان توقف کنان
بیابان مین تھا ایک کوہ بلند

وسلے جو خردمند عالم پناہ
اوسی مین تھا اک بادہ اور ایک نر
گیا وان سکندر شہنشاہ دہر
وہ بولا کہ آگے تھے ہم تاجدار
سنے اس کیا تھین یہ پیر جوان
ہوئے منقضی ہم کو سال حساب
یہ عالم سے کہنے لگا بعد ازان
فلان راہ سے جاکے پہنچے شتاب
شب و روز کرتے رہے یاد خدا
پڑا دلمین تھا ہو ا یکبار
درختون کے یکدست نکلا ہی گیا
پر آوے نہ ترنہار ہے آرزو
روانہ ہوا و سطرف کو شاہ و
لگے کہنے اے شاہ گیتی پناہ
بہت اونسے ہوتے ہین ہم کو ضرر
بیان ہر دو ماکی یہ شہ سے کیا
قد اونکا ہے چھوٹا ہین ہین درازگر
وہ گوش گر سر پہ چادر کرین
تو شاہ جہان ہو بفضل آلہ
ہماری رہائی ہو بس تیرے ہات
سکندر جہاندار آفاق گیر
کہ ہو راہ یاجوج ماجوج بند
فراہم تھے کاریگران دیار
خلائق کو آسودگی تب ہوئی
زر و مال و نعمت بہت لیگیا
کئی دن ہوا وان اقامت پذیر
کہ تھا فور کا جانشین سندھ مین
پہنچ ہوا اس سے بابل روان
وہان جب گیا وہ شہ ارجمند

وہ سمجھے مین نطق کی آواز کو
سخن سحر سے ہوشیار تا شام
درختون سے جا کر سنی یہ صدا
کہ ہے یہ سکندر شہ نامور
کرے پھر سفر سوے ملک بقا
کہ مجھکو میسر ہے تخت شہی
کہ پوچھا ان درختون سے افسوس ہے
ملے مثل سیر جہان اپنا ہنر
سنا تھا جو عالم نے دم بدم
کہ اقلیم مین روم کی جا ہے
یہ آواز آئی کہ اے شہر یار
کیا تیرا وکھ یہ ہی ہے تیرا وفات
جو اک شہر مین جا کے پہونچا وہ دن
وہ دیوان مین بیٹھا با تیج با تاج
نزدیک گاؤ مرد دوم ہین اسکی خور
کہ چون چہرہ ماہ تابان ہو روز
وہ چشمہ اونکی ہین یک قلم
کرے کوئی کس طرح اونکا شمار
تو بیچارگان کا ہو اپنا چارہ گر
اگر گنے ہم اس شہر کو چھوڑ کر
حکیمون کی تدبیر پوچھی وہین
یہان سے ہے آہنگران تخت کو
دیا پھونک پھر کوہ کو سربسر
پھر اوس شہر مین شاہ نے ڈیرے کیئے
کئی دن رکھا شاہ کو اپنے گھر
پھر آیا سوے سندھ شاہ جہان
بہت پیشکش مال اوسنے کیا
ہوا دشت بابل پہ خیمہ زن
کوئی مرد اک پھر آیا نظر

کرین آشکار وہ ہین راز کو
جو نادر کرتا ہے شب کو کلام
سکندر نے دانا سے پھر یون کہا
پھر آگے وہ عالم کہ دکھیے خبر
ہوا پر الم سنکے فرمان روا
کہ دن چار سال اور عمر باقی ہی
کہ پہونچیگا لشکر مین اپنے نہین
لیا اک گوشہ مین تنہائی سے
کیا عرض تب شہ نامور
غرض جا کے وان مانگو دیکھے آئیے
شہر وسے گذرے روم مین زینہار
ہوا سنکے غمگین شہ نیک ذات
تو پاتشندہ شہر آئے وہان
کہ سختی اونسے عاجز ہین ہین تمام
غرض اک جہانکو کرین ہین ہلاک
دو راشا وسنکے یکسر بدنکے ہین ہد
سزا دار انہکو ہی جام خون
کہ غفلت ہی پر ماہ دہ بیکے ہزار
برائے خدا کوئی تدبیر کر
چلین پھر وہ سروران نامور
وہ بولے کہ اے شاہ روئے زمین
کہ ہین طرف دیوار بیعت حبش
ہوئی بند یاجوج کی رہگذر
روان ہو کے پہنچا سو ملک چین
روانہ ہوا وان سے وہ تا جہان
گیا پیشوا سندھ کا حکمران
انہون سے بھی پھر سکندر گیا
دہان بھی ٹھہرا وہ شاہ زمین
سفید اور بیکے تھے تن پہ موے سبر

سوا اوسکے تھے کان دونون کلان
لگا کہنے وہ پیش شاہ جہان
شہنشاہ کیخسرو خوش سیر
کھنچی اونکی صورت ہے دیوار پر
کرہین مردم آبی آتے یہان
وہ رہتے ہین پانی مین لیل و نہار
حضور شہنشاہ گیتی فروز
سکندر نے کی مہربانی کمال
یہ کیخسرو نامور کا ہے شہر
عمارت کو سارا کرے سیر کیا
وہ جہاہ و حشم لیکے آگے چلا
سکندر جہانگیر گیتی فروز
کہ پہنچا درختان کیا تھا جہان
گروہ بعد ازان اس جہانسے گذر
مرا زیست مین باقی اب ایکسال
شہنشاہ فرزند رکھتا تھا
وہ لیکے اور سبکو ہلاک
ارسطو نے پڑھکر لکھا یہ جواب
تو ہر ایک کو ملک تقسیم کر
ارادہ نہ کوئی کرے رزم کا
جداگانہ ہر اک کو سلطان کیا
نہ باہم کرین قصد کین و فساد
ہوا بعد ازان ناگہان سکندر
وزیروں نے اپنے دم واپسین
بٹھایا اوسے روم کے تخت پر
کیا فی الفور اوسکو وہ مجید
سپاہ و حکیم و امیر و وزیر
سبھین جا وہ الی سرا سینچ

بکڑ لائے اوسکو ہین جو ترجمان
کہ اک شہر کہنہ ہے نزدیک یا بنا
وہ افراسیاب شہر نامور
یہ سنکر لگا پوچھنے تاجور
وہ لاتے ہین ہر صبح ماہیان
جیسے رہنزنانے ہین یا ان یکسان
گرفتار آئے وہ ہوشیار ہو
دیا اونکو ازرہ الطاف مال
کہ محکوم تھے جسکے شاہان دہر
ورے دل سے شگفتہ ہو زیبا
وہان اوسکو گم کردہ لشکر ملا

سکندر نے اوس شخص سے یون کہا
عجائب ہین ایوان رنگ بہار
ولایت سے تا آن شہر پہلوان
کر دو شہر آباد ہے یا نہین
بسا ہین اس شہر مین آنکر
سکندر نے بھیجے سوار دلیر
تھے سا لوگ اور ہشیار
کہا یہ کہ پایا سبھی شہر کا
تہ ہر مکان گنج زر ہے نہان
لگا استعداد سپاہ مال
سکندر نے دست کرم اکیا

وفات یافتن اسکندر بادشاہ

یہ آئی تھی جھکو ندا ایک شب
کہ پہنچو شتاب سے دور تر
قریب ہے دولت کا تیری زوال
یہ ناچار شہ نے ارادہ کیا
کہ لکھنے سبے عالم شاہ پاک
کہ اے تاجدار ثریا جناب
کہ تا ملک مین آپ شام و سحر
سبے سچے بلحاظ رعیت صحیح ہو سیا
پھر اک عہدنامہ رقم وان کیا
رہین ملک مین آپ آباد و شاد
جہاندار اسکندر راجہ
یہ لا شہنشاہ رکے تھین
اطاعت سے دست پھیرا اوسکے سر
اوسے بادشہ روم کا بھیجو
بچہ اوسکا فوج کر سب سفیر و کبیر
تہین ہے وفادار اور گنج
سکندر کی آخر ہوئی داستان

کہ شاہی کرون چار دہ سال مین
سکے سیزدہ سال اب تک گذر
حضور شہنشاہ عالم ستان
کہ جتنے ہین شہزادے کیان
سکندر کو جو بھیجے ہر کو رکھتا
مناسب نہین قتل شہزادگان
سبے یہ بہ سبب مشغول کار
کیا ملک تقسیم شہ نے تمام
کہ جسکو ملا ملک اب جسقدر
سبے بادشاہ ان تمام
ہوا جبکہ بیمار شاہ جہان
کہ سب جامہ اندوہ رنگ
اندوہ سے گرد ہے تشنہ باز نین
یہ کہکر ہوا رو نور عدم
بہت گریہ شور نالہ کیا
گذر یا شہنشاہ عالی تبار
اب آتا ہو تبین اسکا بیان

بیان کر حقیقت یہاں کی ذرا
کہ اک مکان مین نقش و نگار
سوا اسکے گذرے جو نام آوران
یہ پاسخ وہ لایا زبانی وہان
اوسے کھاگئے جاتے ہین سب جانور
کرین تاکہ سب طرح اونکو اسیر
حقیقت سے اونکی خبر دار تھے
وہ بولے کہ اے شاہ گیتی کشا
یہ سنکر شہنشاہ نے جاکے وہان
کہ تھا برتر از وہم و فہم و خیال
کیا گنج لشکر کو سب عطا
لگا کہنے اس طرح سو ایکروز
رہون شاد با جاہ و اقبال مین
رہا ہو نہ میری خوشی پھیج گھر
بہت تھے ملکزادہ کیان
کہ ہین آپکو بادشاہ جہان
ارسطو سے دانا کو پھر لکھا
اوٹھین بلطف و شفقت سے شاہ
نہ ہنگامہ پھر ہو نہ بسیار
تو لکھ کے فرمان ہر اک کے نام
بھیجے اور رقائع ہر اک نامور
ملوک طوائف رکھا اونکا نام
ارسطو دانا بھی آیا وہان
جو بیمار ہو کے بیٹھے شک
تو پھر اوسکو طبق آلمن وین
سکندر جہاندار انجم حشم
چل رہنما تم رہا شاہ کا
جہان مین نہ وانم کہ ہے نہان

ملکزادہ ہاے خجستہ نہاد
سکندر نے اونکو دیا ملک جب
کہین اونکو اشکانیان خاص و عام
لکھے ہین کہ جز نام اشکانیان
کہ یعنی دو صد سال با تاج و تخت
کیا اونکو ساسانیون نے تباہ

ذکر سلطنت اشکانیان

لگے رہنے وان اوتنا بانی دہ
ملوک طوائف بھی ہی اونکا نام
نہین ہے کوئی اونسے کچھ بیان
نہ تھے اسطرح ہین وہ فرخندہ بخت
لیا چھین اونسے ہی تاج و کلاہ

رکھا سر پہ ہر اک نے تاج بھی
وے ہین پیر مرد خجستہ نہاد
نہ احوال ہرگز سنا جنگ کا
یہی اقبال کا اونکے آیا زوال
ہوے مالک ملک ساسانیان

کہ تخم کیان سے تھی جنکی نژاد
ہوے جلوہ گر وہ بہ تخت شہی
سخن سنج فردوسی پاک ذات
بس اتنا ہی شہنامے مین ہے لکھا
نہ ہرگز [illegible] ملک و مال
کرون آگے احوال اونکا بیان

داستان بیان احوال ساسانیان و ولادت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی پور دارا کا تھا ساسان نام
گریزان سو ہند ساسان ہوا
وہ از بسکہ مسکین و بیچارہ تھا
سپہدار کابل شہ نامدار
خوشی سے ہی پیل بان پر ہوا
لگا پوچھنے بابک ہوشیار
دگر روز پھر خواب آیا نظر
کہ پیری بزرگون کا آئین ہر
سپہدار بابک نے پھر یہ کہا
کہ مسکن گزین یہ جوان ہے کہان
شبان کے جو ہمراہ ساسان گیا
خطر سے نہ ساسان نے پاسخ دیا
نکوئی کرونگا مین تیرے ساتھ اب
جو نام و نژاد آشکارا کیا
ہوئی حاملہ دختر سیمبر
قضا آئی ساسان کی پھر ناگہان
سپہدار بابک نے با صد طرب
دلیر و قوی نام ہے اردشیر
سپہدار بابک نے اوسکو لکھا
خداوند غفار ہے درمیان
لکھا یون کہ اپنا [illegible]

پرستار زادا تھا ساسان نام
بہت دلمین اپنے ہراسان ہوا
شبان نے اوسے وہین چاکر رکھا
جوانمرد بابک خجستہ شعار
یہ کہتا ہے شہ سے کہ اے شہریار
یہ رکھتا ہے کیا نام اے نامدار
کہ آتش ہے افروختہ سر بسر
یہی اپنی رسم و رہ دین ہے
کہ ہے اس جوانمرد کا نام کیا
وہ بولا کہ کابل مین پیش شبان
تو ساسان کو پہچان شہ نے لیا
کیونکر نہ ہرگز زبان وا کیا
تو اظہار کر مجھسے احوال سب
تو بابک نے لطف و مدارا کیا
ہوا اوس سے پیدا پری وش پسر
ہوا اسکو ملک عدم وہ روان
ہنر ہاے شاہانہ سکھلاے سب
کہ دارا کی ہے نسل سے وہ پسر
کہ ہے اشتیاق اوسکے دیدار کا
کہ مین اوس جوانکو رکھون شادمان
وہ بھیجو کہ ہو لائق خسروان

سکندر ہوا گرم پیکار جب
وہان سے ہوا سوے کابل روان
چرانے لگا بکریان سحر
بہنگام شب دیکھتا کیا ہے خواب
مبارک ہوا اورنگ شاہنشہی
اوسے مرد دانا نے یہ پاسخ دیا
وہی شخص کہتا ہے کہ ہان
یہ سنکر زروی نشاط و طرب
لگے کہنے مردم کہ ساسان ہے نام
ہوا قصہ کوتاہ سپہدار جب
یہ خلوت مین بولا شہ ذوالکرام
لگا کہنے بابک کہ زنہار یان
وہ بولا کہ دارا کا ہون مین پسر
اوسے اپنی دختر بیاہ دی
ہوا شاہ بابک بہت شادکام
جوان طفل پاکیزہ پیکر ہوا
شہ ملک سے ایک تھا اردوان
اقامت گزین شہر کابل مین ہے
یہان بھیجدے تو جو ہے نامور
جو بابک نے یہ نامہ اوسکا پڑھا
تو رکھنا اوسے خوشدل و ارجمند

جہاندار دارا ہوا کشتہ تب
گیا شہر کابل مین پیش شبان
لگا کرنے اوقات ساسان بسر
کہ اک ہے فرزند ذیشان عالیجناب
ہمایون ہے تجھے تاج فرماندہی
کہ ساسان ہے نام اس جوانمرد کا
کرو آکے آتش پرستی بیان
ہوے گرم آتش پرستی وہ سب
لگا پوچھنے پھر شہ ذوالکرام
کیا شاہ بابک نے اوسکو طلب
تری ذات کیا ہے ترا کیا ہے نام
نہ اندیشہ کو راہ دے ای جوان
مرا نام ساسان ہے ای نامور
کیا تخت اوسکو با صد خوشی
رکھا بابکان اردشیر اوسکا نام
خردمند دانا دلاور ہوا
خبر اوسکو پہونچی کہ اک نوجوان
ہوا اوسکے مشتاق سلطان ری
کرون تربیت اوسکی شام و سحر
سکو رہ جوان کو روانہ کیا
کسیطرح اوسکو نہ پہونچے گزند

گیا جبکہ ہان اردشیر جوان
شہ اردوان کے پسر تھے جہان
یہ بولا کہ بیٹے یہ بار اشکار
تو حامی ہوا اپنے فرزند کا
بصد رنج و اندوہ و غم ناگزیر
گل گلشن حسن گلنار نام
گئی وقت شب پیش ہر دو جوان
بہت اضطراب اوس جوان نے کیا
ہوا اوسکے ہمخواب انجام کار
لگی کہنے اکدن کہ ای نامجو
ہوا دیکھکر شاد وہ نامدار
سحر اردوان نے سنی جب خبر
شتابندہ ہو پیش با ذکر
نمایان ہو نجیب سے ہر دو دو
یہ سنکر ہوئے جلد وان سے روان
کہ تھوڑے سے تھے یان سوار آنکے
فرود آئے ناچار اوس چشمہ پہ
ہوا اردوان سخت اندوہگین
شہنشاہ عالم ہوا با کر و فر
سپہدار بہمن تھا پور کلان
سپہدار اصطخر کو ناگہان
ہوا نزد کا نام ہو اردشیر
تو لا شر طرا صحت بجا بحیر
کہ اس نام کا اک دلاور جوان
خدا نے دیا اوسکو نیرو و بخت
ہر میں اقامت گزین تھا جوان
منادی جو القصہ پہونچا وہان
ہوا نزد کی اسپ گھر لیکیا
وہ سب لیکے دل و جان خدمت میں تھا

تو شادان ہوا دیکھکر اردوان
وہ جاتا تھا ساتھ اوسکی شہر سے آ
خیانت لگا کرنے وہ آشکار
ہوا اوس جوان پر بہت خفا
طویلے میں رہنے لگا اردشیر
حوالے تھا اوسکے خزانہ تمام
کیا ماجرا عشق کا سب بیان
ولے باز آئی نہ وہ دلربا
بر آئی مراد دل بیقرار
مجھے یان سے لیکر گریزندہ ہو
دو اسپ صبا گام پر ہو سوار
ہوا دل میں اندوہگیں بیشتر
گریزندہ ہو پہنچی تھی اک چشمہ پہ
یہ بولے لو توقف نہ یان ہم کرو
گئے سوئے اصطخر پارس وہان
روان اسکے پیچھے ہوئی فوج بیشتر
باندوہ و غم رات کی وان بسر
یہ اختر شناسون نے پوچھا وہین
تجھے ہاتھ سے اوسکے پہونچے ضرر
کیا سوئے اصطخر اوسکو روان
ہوئی خواب میں یہ بشارت نہان
سزاوار دیہیم و زرین سریر
بہت اوسکی تعظیم و تکریم کر
غریبانہ آیا ہے کسے یہان
نصیب اوسکی ایرانکا ہے تاج و تخت
بتایا تھا ہر اک کو نام و نشان
بتایا ہر اک نے نشان جوان
بہت عز و اکرام اوسکا کیا
کریں اسکی فرمانبری یک قلم

رکھا اوسکو مثل مثال پسر
شکار ایک بار اوس جوان نے وہان
غرض بحث باہم ہوئی بیشتر
کیا پھر آخور سپہان او
پرستار یکتا تھا اک اردوان
نظر اوسکو آیا کہیں اردشیر
بہ شوق وہ شگفتہ رو پریکا
سخنہای مکر و فریب اسقدر
وہ گلنار آکر سے نیم شب
یہ کہکر زر و سیم و لعل گہر
وہان سے وہ دونون گریزان
کہیں پہلوان جنگی جوان
یہ چاہیں کہ تھے یان اب فرود آئیے
ہو شہر اصطخر اب جاؤ تم
سر شہ بپا اردوان سوار
تعاقب سے تھککر و ماندہ وہ پیر
گئے جیسے ہم پھر سوار اردوان
کہیں کسطرح طالع اردشیر
کرے منقطع یہ تری نسل کو
کہ ہونے نہ پاوے قوی اردشیر
ہوا وارد اک مرد فرخ نہاد
کرے ملک ایران میں فرماندہی
ہوا خواب سے صبح بیدار جب
خبر اوسکی پہونچا وہ بہ شتاب
کریں اوسکی توقیر و تعظیم ہم
وہان جسقدر تھے صغیر و کبیر
خبر یہ کہی جاکے حاکم سے جب
بزرگان اصطخر کو کر طلب
غرض اردشیر جوان سے کہا

لگا کرنے الطاف شام و سحر
تو بس وہین پہونچا شہ اردوان
کہیں اردوان نے یہ پائی خبر
کیا سخت بیقدر و حیران اوسے
بہت نازنین دلبر نوجوان
ہوئی دام الفت میں اوسکی اسیر
ہوئی اوسکی خواہان ہم بستری
وہ لائی زبان پر کہ وہ نامور
حضور اوسکے زائچہ بین ہنر
خبر دینے سے لائی وہ زیبا قمر
غرض مثل صرصر شتابان ہوئے
کئے اونکے دنبال دو دن روان
زیاد و پہر میں گذر جاسکے
وہان آنکو جلد پہونچا تو کم
گئے تب یہ اونکو ہوا آشکار
نہ طاقت تھی اونکو کہ ہوویں روان
کیا جاکے احوال سب بیان
وہ بولے کہ شاہا یہ مرد دلیر
ہوا اسکے غمگین بہت نامجو
شتابی اوسکو لے آکر کرے اسیر
دلیر و جوانمرد دارا نژاد
نصیب اوسکے ہے تخت و تاج شہی
منادی یہ کی شہر میں اوسنے تب
کہ اوسترا کہان ہے وہ عالیجناب
اطاعت گزین خلق ہو یک قلم
ہوئے تھے تمام اوسکے فرمان پذیر
وہ آیا حضور اوسکے بہ صد طرب
کہا یون کہ طاعت کرو سبکی
کہ جاکر ہیں ہم تو ہی فرمان روا

ہمہ سر جہانے عازم ہوا بادشاہ — ہوئی جانفشانی پہ حاضر سپاہ
تو ہو وارث ملک و تاج و سریر — بہت اوسنے شادان ہوا اردشیر

جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اصطخر پارس

نشے جب شہان سب مرزبان — کہ ہو بادشہ اردشیر جوان
مہیا کیا ایک زرین سریر — اگر اوسپہ ہوا جلوہ گر اردشیر

رکھا سر پہ دیہیم گوہر نگار — کمر بستہ حاضر تھے سب نامدار
ہوا خطبہ و سکہ شہ [illegible] — یہ شہرہ ہوا [illegible] بعد ازان

ہو ملک کے جب پہنچی اوسکی سپاہ — وہان بھیجے اردوان کو تباہ
شہ اردوانکو جو پہونچی شکست — تو فرمانروایان ہر جا ہوئے پست

نہ لائی کوئی [illegible] تاب جنگ — تصرف ہوا سب ممالک میں [illegible]
پھر آتش میں پہونچی یہ اوسکو خبر — کہ بہمن شہ اردوان کا پسر

ادھر لیکے آیا وہ فوج گران — ارادہ ہوا [illegible] سگان
یہ سنکر وہیں لیکے ساری سپاہ — روان اوسطرف بہمن ہوا بادشاہ

ادھر سے تباک ایک گرد دلیر — سپہ لیکے آیا سوے اردشیر
اوسے عہدنامہ دیا شاہ کا — ادھر لشکر وہ ہوا ان ملگیا

[illegible] آرا ہوئی [illegible] ہر دو — نہ کوئی ہوا شاہ سے رزمجو
دلاور تباک اور یکی سپاہ — ہوئی شامل لشکر بادشاہ

یہ بہمن کو جس وقت پہونچی خبر — تو غمگین ہوا بہمن نامور
لکھا اردوان کو یہ احوال [illegible] — کیا ہم امداد لشکر طلب

شتابان ہوا جیسے کا رزار — سو لشکر شاہ عالی وقار
تباک دلاور بفرمان شاہ — مقابل ہوا اوسکے لیکر سپاہ

ہوئی گرم کین جبکہ فوج تباک — ہوئی بیشتر فوج بہمن ہلاک
خدنگ ایکہ ناگاہ آکر لگا — کہ بہمن کو بید [illegible] بھی کیا

پھر اوسکی سپہ اور سران سپاہ — ہوئی جا بجا [illegible] گیتی پناہ
[illegible] شہ [illegible] — زر و سیم و گنج [illegible] دیا

جہانداد عازم ہوا بعد ازان — طرف شہر کے با سپاہ گران
شہ اردوان جمع کر کے سپاہ — ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ

جوانان جنگی و مردان مرد — لگے تا بچہل روز گرم نبرد
لگی چلنے پھر باد صرصر وہان — [illegible] اردوان

ہوا یار بخت شہ ارجمند — غرض جنگجویان فیروزمند
[illegible] دوان — کیئے قتل گردان جنگ [illegible]

سپہ اردوانکی گریزان ہوئی — خراب و تباہ و پریشان ہوئی
شہ اردوان زندہ آیا اسیر — [illegible]

ولیکن بحکم شہ کامگار — ہوا کشتہ تیغ زہر آبدار
پسر چار اوسکے [illegible] — سپہدار جنگ آور [illegible]

[illegible] دو گرفتار اور دو [illegible] — گریزان ہوئے سوے ہندوستان
مظفر ہوا خسرو ذوالکرام — مسخر کیا ملک ایران تمام

بیان نام ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت آنہا

بیان یون کیا نسب شہ اردشیر — چہل سال تھا تاج و زرین سریر
ہوا ملک ایران کا پھر بادشاہ — سپہدار شاپور [illegible]

رہا سی و دو سال فرمان روا — سپاہ و رعیت کو راضی کیا
شہ اور ہرمز جوان بعد ازان — ہوا [illegible]

پسر تھا وہ سلطان شاپور کا — کہ یکسال و دہ ماہ حاکم رہا
پھر اوسکا پسر تھا جو بہرام نام — رہا حکمران [illegible] سال [illegible]

پسر شاہ بہرام کا بعد ازان — ہوا مالک تخت با فر و شان
ولی نام اوسکا بھی بہرام تھا — رہا [illegible] سال فرمان روا

ازان بعد بہرام [illegible] ہوا شاہ — کہ تھا یعنی وہ ابن بہرامیان
باقبال و دولت ہوا بادشاہ — [illegible] سلطنت [illegible]

[illegible] بعد ازان ترسی اوسکا پسر — [illegible]
نصیب اوسکو [illegible] سال [illegible] — [illegible] اقبال [illegible]

پھر اوسکا پسر اور ہرمز [illegible] — ہوا مالک ملک و تاج و سریر
[illegible] سال [illegible] — [illegible]

ازان بعد شاپور اورمزد نام
پدر اک بھائی سلطان شاپور کا
پسر شاہ شاپور کا بعد ازان
ہوا پور شاپور پھر بادشاہ
پھر اوسکا پسر یزدگرد جوان
ہوا بادشہ پھر جو بہرام گور
پھر اوسکا پسر یزدگرد جوان
دو سال اوسکی سلطنت بعد ازان
رہا یازدہ سال وہ حکمران
ہوا مسند آرای شاہنشہی
پسر تھا شہ عیش جاہ و جلال
ہوا ملک ایران کا بادشاہ
ہوا جلوہ فرمائے تخت شہی
شہ شاہ فیروز جو ہفت سال
سکندر ازو کا اور فضل سود
سپہر ہفت آذرم تا چار ماہ
ہوا مسند آرا بے فرمانہی
پسر تھا وہ یزدگرد کا فرزند تھا
کیا اپنے ہمسر کا اسپ بہا
سپہ پاس جہاں آفرین
کہ نقش رستم ہوا بادر
موہ دل [illegible]
وہ نظم دلکش پرنایاب [illegible]
الٰہی شہنشاہ والا [illegible]
سر تاجدار گردن [illegible]

جہان جسکا انصاف شاد کام
شد اردشیر نکوکار تھا
کہ شاپور تھا نام فرد جوان
جہاندار بہرام با عز و جاہ
ہوا مسند آرا بصد فر و شان
خداوند تخت خداوند زر
اٹھارہ برس تک رہا حکمران
برادر ہوا شاہ کا حکمران
ہوا بادشہ پھر بلاش جوان
چہل سال کی اوسنے فرمانرہی
رہا مسند آرا چہل و ہشت سال
ولیکن رہا حکمران چند ماہ
تھی ہشت سال اوسکی عمر
پسر تھا تاج و تخت کلاہ
رہا حکمران تا بہ پنجاہ روز
پسر تاج و تخت و کلاہ
نصیب اوسکو کیا شاہی ہی
جہاندار سلطان کشور کشا
کو بس لکھ چکے نام ساسانیان

سر تخت بیٹھا بجاہ و جلال
ہوا زینت افزای تخت شہی
ہوا مالک ملک و فرخندہ فال
ہوا تمکین جہاندار فرخندہ بخت
سر سلطنت بجاہ و جلال
رہا شصت و سہ سال فرمانروا
ہوا بعد ازان جانشین پدر
سپہدار سلطان فیروز نام
نصیب اوسکو تھی سلطنت چار سال
ازان بعد کسری شہ دادگر
ازان بعد نوشیروان کا پسر
پھر اوسکا پسر خسرو ذوالکرام
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر
ہوا بادشہ آخرش اردشیر
ہوا بعد سلطان پوران دخت
ازان بعد فرزند نوشیروان
ہوا مالک مملکت بعد ازان
غرض یزدگرد خجستہ خصال
جو شمشیر خانی میں [illegible]

رہا زیب اورنگ ہفتاد سال
رکھا سر پہ دہ سال تاج مہی
نصیب اوسکے شاہی تھی
رہا چاردہ سال با تاج و تخت
پسر تھا اوسکو بہت دو دو سال
رکھا کام عدل و کرم سے سدا
دلیر و جوان ہرمز نامور
جوانمرد و فرخندہ خو ذوالکرام
قباد جوان پھر بجاہ و جلال
سر تخت بیٹھا بجاہ پدر
سپہدار ہرمز دوالا گہر
جہاندار پرویز خسرو بنام
سپہدار شیرویہ اوسکا پسر
رہا تخت پر چھ مہینے دلیر
دہ و شش مہینے زیب دہ تخت
شہزادہ فرخ خجستہ جوان
شہ نامور یزدگرد جوان
رہا وہ ہمیں حکمران بیست سال
سو وہ سب کم و کاست میں لکھا
برآرندہ آسمان و زمین
ہوا بند ہمت سے آزاد دل
ہوئی بہجت و شادمانی نصیب
یہ نامہ جہاں میں رہے یادگار
شہ نامہ بادشاہ زمن
جہاں میں رہے جب تلک ہے جہاں

خاتمہ کتاب

ہوا گلشن آرزو تازہ تر
برآئی مراد [illegible]
[illegible] شاہنامہ تمام
[illegible] ہوا نام
[illegible]

ہوئی مشکل آسان ہوا شاد دل
ہوا گوہر کامرانی نصیب
نہیں ہے کسیکو ثبات و قرار
[illegible] قدردان سخن
ابو نصر اکبر [illegible] زمان

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان میمنت توامان میں کارنامہ رستم و اسفندیار و تاریخ سلاطین ایران و توران دیار ترجمہ شمشیر خانی المسمیٰ بہ شاہنامہ اردو بتصحیح تمام در مطبع اقبال مطلع معروف و مشہور منشی نولکشور واقع لکھنؤ باہتمام [illegible] باکمال [illegible] طبع خاص و عام ہوا